دینی مدارس میں تعلیم

کیفیت ' مسائل ' امکانات

www.KitaboSunnat.com

سلیم منصور خالد

انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز
عالمی ادارہ فکر اسلامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

www.KitaboSunnat.com

دینی مدارس میں تعلیم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینی مدارس میں تعلیم

کیفیت ' مسائل ' امکانات

سلیم منصور خالد

www.KitaboSunnat.com

انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز
عالمی ادارہ فکر اسلامی
اسلام آباد

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ

۲۰۰۲ء

کتاب : دینی مدارس میں تعلیم: کیفیت، مسائل، امکانات

مولف : سلیم منصور خالد

اہتمام : انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز
مرکز ایف سیون، اسلام آباد
www.ips.org.pk

اشتراک : عالمی ادارہ فکر اسلامی
۲۸ مین ڈبل روڈ
سیکٹر ایف ۴/۱۰، اسلام آباد

تقسیم کنندہ : بک ٹریڈرز
نصر چیمبرز، مرکز ایف سیون، اسلام آباد

سرورق : نوید احمد

مطبع : شرکت پرنٹنگ پریس، نسبت روڈ، لاہور

۲۹۷،۰۶	سلیم منصور خالد
س ۸۶ د	دینی مدارس میں تعلیم
	اسلام آباد: انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز
	عالمی ادارہ فکر اسلامی، ۲۰۰۲ء، ۴۷۲ص
	کتابیات، اشاریہ

قیمت : ۳۰۰ روپے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترتیب

◆ تعارف	خالد رحمٰن	۱۷
◆ گزارشات	مؤلف	۱۹

www.KitaboSunnat.com

خطبات

◆ امت مسلمہ، دینی مدارس، درپیش چیلنج	پروفیسر خورشید احمد	۲۵
◆ دینی مدارس اور خود احتسابی کی راہ	ڈاکٹر ایس ایم زمان	۳۷
◆ دینی نظام تعلیم، اصلاح کی حکمت عملی-۱	ڈاکٹر خالد علوی	۴۱
◆ دینی نظام تعلیم، اصلاح کی حکمت عملی-۲	مولانا زاہد الراشدی	۵۱
◆ دینی مدارس: مفروضے، حقائق، لائحہ عمل؟	ڈاکٹر محمود احمد غازی	۶۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رپورٹ

ا

پس منظر	۸۷
اسلامی تعلیمی روایت	۸۹
جنوبی ایشیا میں اسلامی تعلیمی روایت	۹۲
❖ اسلامی نظام تعلیم کا مقامی روپ	۹۳
❖ انگریزوں کی آمد	۹۶
❖ جدید علوم کی طرف دعوت	۹۸
❖ دارالعلوم، دیوبند کا قیام	۹۹
❖ دارالعلوم کی خدمات: ایک نظر	۱۰۰
❖ ندوۃ العلماء ـــــ قدیم وجدید کا امتزاج	۱۰۳
قرآن وسنت کی عدم مرکزیت	۱۱۰
❖ دینی علوم کے سرچشمے	۱۱۱
❖ اجتہاد کی بنیاد	۱۱۱
❖ دینی نصاب کی ترتیب	۱۱۲
❖ الٹی ترتیب، منفی نتائج	۱۱۳
❖ درست ترتیب اور امکانات	۱۱۴
❖ تعلیم کی صوفیانہ روایت	۱۱۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم دنیا میں دینی مدارس ۱۱۸
• انڈونیشیا میں دینی تعلیم ۱۱۸
• بنگلہ دیش میں دینی مدارس ۱۲۴
• دینی اور دنیوی نظام تعلیم کا مسئلہ ۱۳۰
• دینی اور دنیوی تعلیم میں رابطے ۱۳۶

۲

www.KitaboSunnat.com

پاکستان: دینی مدارس کا شماریاتی جائزہ

• دینی مدارس وفاقوں میں رائج تعلیمی درجات ۱۴۴
• دینی مدارس کا ارتقاء ۱۴۵
• مسلکی سطح پر دینی مدارس ۱۵۰
• کل وقتی اور منظور شدہ دینی مدارس ۱۵۳
• ۱۹۸۸ء میں دینی مدارس کے اساتذہ ۱۵۶
• ۲۰۰۰ء میں دینی مدارس کے اساتذہ ۱۵۶
• دینی طلبہ کی تعلیمی درجہ بندی ۱۵۸
• دینی طالبات کی تعلیمی درجہ بندی ۱۶۰
• طلبہ کی تقسیم علاقائی سطح پر ۱۶۴
• ۲۰۰۰ء میں دینی مدارس کی کل تعداد ۱۶۸
• دینی طلبہ و طالبات میں اضافہ: ۱۹۸۸ء تا ۲۰۰۰ء ۱۷۰
• پاکستان: طلبہ و طالبات کی تعلیمی درجہ بندی ۱۷۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- ۲۰۰۰ء میں طالبات کے دینی مدارس ۱۷۴
- مختلف وفاقوں اور تنظیموں سے وابستہ ادارے ۱۷۶
- حکومتی سطح پر زکوٰۃ وعشر سے مدارس کی مالی امداد ۱۷۸
- دینی مدارس کے لیے حکومت پاکستان کی سالانہ مالی امداد ۱۸۰
- عمومی تعلیم کے لیے قومی بجٹ ۱۹۹۳ء-۲۰۰۱ء ۱۸۲
- دینی مدارس کے لیے ترقیاتی منصوبے ۱۹۸۵ء-۲۰۰۴ء ۱۸۴
- عمومی نجی شعبہ تعلیم: اداروں کی ملکیت ۱۸۵
- پاکستان میں تعلیمی تقسیم ۱۸۶

دینی مدارس کے طلبہ کا سماجی پس منظر ۱۸۹

❖ دینی طلبہ کے سماجی رجحانات ۱۹۵

❖ دینی مدارس اور دیگر طلبہ کا فکری موازنہ ۱۹۹

۳

خدمات: اصلاحات کا جواز، عدم جواز ۲۰۵

❖ اصلاحات کی ضرورت ۲۰۵

❖ اصلاحات کے لیے تذبذب اور انکار ۲۰۶

❖ اصلاحات کی ضرورت کا احساس ۲۰۹

❖ مطلوبہ اصلاحات کا جواز ۲۱۴

طالبات کی دینی تعلیم ۲۱۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❖ دینی تعلیم کی روایت ۲۱۶
❖ خواتین کی دینی تعلیم اور معاشرہ ۲۱۸
❖ دینی تعلیم کا چیلنج اور خواتین ۲۲۰
❖ خواتین، عمومی ادارے اور دینی تعلیم ۲۲۲

مسلکی تعلیم اور مذہبی خلیج ۲۲۵

❖ مسلکی کشاکش کے مضمرات ۲۲۶
❖ مسلکی کھچاؤ کے نتائج ۲۲۷
❖ مسلکی تعلیم کے پہلو ۲۳۰

دینی مدارس پر الزامی مہم ۲۳۴

❖ امریکی نقطہ نظر اور دینی مدارس ۲۳۴
❖ ایک این جی او اور دینی مدارس ۲۴۴
❖ تشدد پسندی اور دینی مدارس ۲۴۶
❖ مدارس کے لیے بیرونی امداد؟ ۲۵۲
❖ سروے کی ضرورت ۲۵۴
❖ مدرسہ و مسجد کی رجسٹریشن ۲۵۵

مدرسہ تعلیم اور غربت ۲۵۷

❖ دینی تعلیم کیوں؟ ۲۵۷
❖ دینی مدرسے غربت کا ذریعہ ۲۵۸

اصل مسئلہ ۲۶۱

مدارس کا تدریسی نظام ۲۶۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❖ تدریس میں مرکزیت، بچہ ۲٦۵

❖ موجودہ تدریسی صورت حال ۲٦٦

❖ علم تدریس سے بے اعتنائی ۲٦۷

❖ متن پر زور ۲٦۷

❖ مسلک زدہ تدریس ۲٦۸

❖ اس تدریس کا نتیجہ ۲٦۸

قرآن کی تدریس ۲٦۹

❖ قرآن فہمی کے نام پر ۲٦۹

❖ تدبر قرآن کی کمزور بنیاد ۲۷۰

❖ قرآنی نقطہ نظر کی ضرورت ۲۷۱

حدیث کی تدریس ۲۷۲

❖ تدریس حدیث کی اقسام ۲۷۲

❖ متن حدیث تک رسائی؟ ۲۷۲

❖ دورہ حدیث کی حقیقت ۲۷۳

عربی ادب کی تدریس ۲۷۵

❖ زبان دانی سے عدم واقفیت ۲۷٦

❖ کمزور عربی کا نتیجہ ۲۷۷

تدریس کا سائنسی طریقہ ۲۷۷

❖ فن تدریس اور مضمون پر گرفت ۲۷۷

❖ بحث اور سوال اٹھانے کی حوصلہ افزائی ۲۷۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❖ مطلوب طریقہ تدریس ۲۷۸

۴

دینی مدارس کے مسائل ۲۸۱

- تعلیمی مسائل ۲۸۱

❖ نصاب تعلیم کا مسئلہ ۲۸۱

❖ کتب کے بجائے فن پر توجہ ۲۸۲

❖ صحافیانہ مزاج سے گریز ۲۸۳

❖ ذریعہ تعلیم کا مسئلہ ۲۸۳

❖ کیریئر پلاننگ کی ضرورت ۲۸۳

❖ اختصاص کی ضرورت اور مسائل ۲۸۳

❖ تحفیظ قرآن اور طلبہ ۲۸۴

❖ طلبہ پر تشدد کا پہلو ۲۸۵

❖ وضع قطع کا معاملہ ۲۸۷

- تربیتی مسائل ۲۸۷

❖ مقصد اور مقصدیت ۲۸۷

❖ ہاسٹل کے مسائل ۲۸۸

❖ متوازن ہم نصابی سرگرمیاں ۲۸۹

❖ کتب خانوں سے تعلق ۲۹۰

❖ نظافت ونظم ۲۹۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❖ خطیب، خطابت اور طالب علم ۲۹۱
• انتظامی مسائل ۲۹۲
❖ انتظام وانصرام میں شراکت ۲۹۲
❖ طلبہ کو گروہ بندی سے بچانا ۲۹۳
❖ شورائی فضا کی بحالی ۲۹۴
❖ تدریسی عملے کے مسائل ۲۹۵
❖ قدیم طلبہ کی انجمن سازی ۲۹۵
❖ تعاون اور یگانگت ۲۹۶
مفت تعلیم، رہائش اور طعام ۲۹۷
ایم اے کے مساوی ڈگری اور مسائل ۲۹۸
مدت تعلیم کا مسئلہ ۳۰۲
ثانوی مدارس کا نصاب اور وزارت مذہبی امور ۳۰۲
ماڈل دینی مدارس کا نصاب پر ایک نظر ۳۰۴
مدرسہ بورڈ آرڈی ننس ۲۰۰۱ء ۳۱۱
حکومت اور دینی مدارس ۳۱۷
معاشی وسائل کی فراہمی کا مسئلہ ۳۲۰
❖ اندرون ملک سے اعانت ۳۲۱
❖ بیرون ملک سے اعانت ۳۲۳
❖ سرکاری سطح پر مالی امداد ۳۲۴
❖ مالیاتی نظام، اصلاح کا داخلی نظام ۳۲۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاشی تحفظ کا مسئلہ ۳۲۶
❖ اچھی صلاحیت، اعلیٰ تعلیم ۳۲۶
❖ فنی تعلیم سے گریز ۳۲۷
❖ فنی تعلیم کے لیے امکانات ۳۲۷
اختصاص اور روزگار ۳۲۸
❖ علمی ولسانی پختگی ۳۲۸
❖ تعلیم وتحقیق میں مہارت ۳۲۸
❖ انگریزی پر گرفت کا فائدہ ۳۲۸
❖ سند کا اعتراف ۳۲۸
❖ دینی تعلیم اور خوف معاش؟ ۳۲۹
مشاورت اور معاش ۳۲۹
❖ انفرادی یا اداراتی سطح؟ ۳۳۰
❖ معاصر دنیا میں رواج ۳۳۱
❖ شرعی امور میں رہنمائی کی ضرورت ۳۳۱
❖ ذاتی اور خانگی امور میں رہنمائی ۳۳۲
❖ معاوضے کی شرعی حیثیت ۳۳۲
جدید ترین ذرائع ابلاغ اور مدارس ۳۳۳
مرکزی مقتدرہ دینی تعلیم ۳۳۴
دینی امتحانی بورڈ ۳۳۶
• انتظامیہ ۳۳۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

• اساتذہ	۳۳۷
• طلبہ وطالبات	۳۳۸
• والدین	۳۴۱

۵

نصاب کا مسئلہ	۳۴۴
اصلاحات، نصاب درس نظامی	۳۴۵
• قرآن	۳۴۵
• حدیث اور سیرت پاک	۳۴۶
• فقہ اور اصول فقہ	۳۴۷
• عقائد	۳۴۹
• تقابل ادیان	۳۴۹
• منطق وفلسفہ	۳۵۰
• تاریخ	۳۵۱
• زبان وادب	۳۵۲
❖ عربی	۳۵۲
❖ اردو	۳۵۳
❖ انگریزی	۳۵۳
• دعوت وتربیت	۳۵۳
• جدید علوم	۳۵۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

• تحقیق و تجزیہ ۳۵۶
• اختتامیہ ۳۵۷

۶

ضمیمہ جات ۳۵۹
❖ ۱ نصاب درس نظامی ۳۶۳
❖ ۲ نصاب درس نظامی (جامع) ۳۶۵
❖ ۳ نصاب فارسی، ۱۸۸۲ء ۳۷۳
❖ ۴ تدریس کتب فارسی: ترتیب، اوقات، مقدار ۳۷۶
❖ ۵ تدریس کتب عربی: ترتیب، اوقات، مقدار ۳۸۲
❖ ۶ پاکستان: طلبہ کے دینی مدارس میں رائج نصاب ۳۸۸
❖ ۷ پاکستان: طالبات کے دینی مدراس میں رائج نصاب ۴۱۳
❖ ۸ بھارت: دینی مدارس میں رائج نصاب ۴۲۴
❖ ۹ الجامعۃ الاسلامیہ للبنات الاسلام ۴۳۰
❖ ۱۰ نصاب تعلیم برائے طالبات، جامعہ الفلاح ۴۳۲
❖ ۱۱ نصاب تعلیم، جامعۃ الصالحات ۴۳۷
❖ ۱۲ کورس، فہم سائنس ۴۴۷
❖ ۱۳ کورس فہم ساجیات ۴۴۸
اشاریہ ۴۵۱
کتابیات ۴۷۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعارف

دینی تعلیم کے ساتھ معاصر مسلم معاشرے کا رویہ تضادات پر مبنی ہے۔
دینی نظام تعلیم اس لیے محبوب ومطلوب بھی ہے، کہ اس کے فاضلین نئی نسل کو قرآن کریم پڑھنا سکھاتے ہیں۔ پیدائش سے لے کر موت تک روزمرہ زندگی کے بہت سے مسائل، نکاح، وراثت، جنازہ، دعا اور نماز کے اہتمام میں انھی سے مدد ملتی ہے۔ اسی خدمت اور مرتبے کے اعتراف میں معاشرہ وقتاً فوقتاً مالی تعاون کرتا ہے۔ دوسری جانب لاتعلقی بھی اسی معاشرے کا حوالہ ہے۔ جس کا ایک مظہر تو یہ ہے کہ معاشرہ اپنی نسل کا بہترین حصہ یہاں بھیجنے سے گریزاں ہے۔ دوسرا یہ کہ ان مدارس کے ذریعے دین کے تقاضوں کی یاددہانی اور آخرت میں جواب دہی کی تذکیر کو اپنے لیے بوجھ سمجھتا ہے۔ اس لیے دینی تعلیم کے مراکز پر ہونے والی سنگ زنی میں یہی معاشرہ، کسی نہ کسی انداز سے اپنا حصہ بھی ادا کرتا ہے۔

ان دونوں رویوں کو بالکل نظر انداز کر دینا یا صرف ایک رویے کی تحسین اور دوسرے کی مذمت کرتے رہنا دانش مندی نہ ہوگی۔ بلکہ، تعمیری سمت کی جانب گامزن ہونے کے لیے ضروری ہے کہ مدارس کے بارے میں منفی جذبات کی پیمائش اور ان جذبات کے باطن میں چھپے ہوئے حقیقی محرکات کا سراغ لگایا جائے۔ اسی طرح کھلے دل و دماغ سے یہ معلوم کرنے میں بھی تردد نہ کرنا چاہیے کہ ان میں اساسی نوعیت کے مسائل کیا ہیں اور ان کا حل کیسے ممکن ہے؟

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ یہ مذہبی درس گاہیں، معاشرے کے معروضی حالات میں اپنا حقیقی کردار ادا کرنے پر کیوں قادر نہیں ہیں؟ بلکہ ان سے ہمدردی رکھنے والے ایک حلقے کی رائے کے مطابق یہ "بے وزن" کیوں ہیں؟ — یہ دو اہم سوال مسئلے کو سمجھنے میں مدد دے سکتے ہیں۔

انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز نے اسی مسئلے پر غور و فکر کرنے کے لیے پہلے ۲۴ نومبر ۱۹۸۶ء اور پھر ۳ اگست ۲۰۰۰ء کو سیمینار منعقد کیے۔ ان سیمیناروں میں دینی مدارس کے جید علمائے کرام، منتظمین اور اساتذہ کرام کے ساتھ عمومی تعلیمی نظام سے وابستہ ماہرین تعلیم نے بھی شرکت کی۔ ان مجالس میں پیش کردہ مقالات و مباحث مختلف کتب اور جرائد میں شائع ہو چکے ہیں۔ آج کے حالات میں یہ ضروری تھا کہ ان مباحث کے ساتھ دیگر ماخذ پر بھی ایک نظر ڈال کر ایسی دستاویز تیار کی جائے، جس میں مسئلے کو کماحقہٗ دیکھنے اور اس کو حل کرنے کی جانب رہنمائی مل سکے۔

اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ہمارے رفیق سلیم منصور خالد نے یہ دستاویز مرتب کی ہے، جو دینی مدارس کے نظامِ تعلیم پر نہ منفی تنقید ہے اور نہ آنکھیں بند کر کے محض تحسین۔ بلکہ مرتب نے یہ کوشش کی ہے کہ حدِ انصاف کو ملحوظ رکھتے ہوئے دینی مدارس کے نظامِ تعلیم کی بہتری کے لیے قلیل المیعاد اور طویل المیعاد منصوبے اور تجاویز پیش کی جائیں۔

ہمیں خوشی ہے کہ یہ کتاب ہم عالمی ادارہ فکر اسلامی [IIIT] کے ساتھ مشترکہ اشاعت کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔ عالمی ادارہ فکر اسلامی کے چیئرمین محترم ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری صاحب کا میں خصوصی طور پر ممنون ہوں کہ انہوں نے اشاعت سے قبل پورے مسودہ پر تفصیل سے نگاہ ڈالی اور نہایت مفید مشوروں سے نوازا۔

ان شاء اللہ یہ صفحات، حکومتی اور نجی سطح پر بہتر سمت کے تعین میں مددگار ثابت ہوں گے۔

خالد رحمٰن
ایگزیکٹو ڈائریکٹر
انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گزارشات

اسلامی معاشرے کے لیے قرآن وسنت کی تعلیم اور اسلامی تہذیب کے عناصر ترکیبی کا فہم و شعور اسی قدر اہمیت کا حامل عنصر ہے، جتنا انسانی زندگی کے لیے ہوا، غذا، روزگار، اور چھت۔

یہ امر واقعہ ہے کہ دینی مدارس نے ماضی بعید ہی میں نہیں، بلکہ ماضی قریب میں بھی اپنی متعدد ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لیے نہایت گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ انھی خدمات کی قدر افزائی کے لیے علامہ محمد اقبالؒ (م: ۱۹۳۸ء) کے یہ الفاظ ایک بڑی حقیقت کا پتہ دیتے ہیں:

ان مکتبوں [مدرسوں] کو اسی حالت میں رہنے دو۔ غریب مسلمانوں کے بچوں کو انھی مکتبوں میں پڑھنے دو۔ اگر یہ ملّا اور یہ درویش نہ رہے تو جانتے ہو کیا ہوگا؟ جو کچھ ہوگا، میں اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں۔ اگر ہندستان کے مسلمان ان مکتبوں کے اثر سے محروم ہو گئے، تو بالکل اسی طرح جس طرح ہسپانیہ [اسپین] میں مسلمانوں کو آٹھ سو برس کی حکومت کے باوجود آج غرناطہ و قرطبہ کے کھنڈر اور الحمرا اور باب الاخوتین کے سوا اسلام کے پیرووں اور اسلامی تہذیب کے آثار کا کوئی نقش نہیں ملتا [یہاں بھی] --- تاج محل اور دلی کے لال قلعے کے سوا مسلمانوں کی --- تہذیب کا کوئی نشان نہیں ملے گا (خون بہا، ۱۹۴۲ء) ___

دینی مدارس کی ان تمام خدمات، قربانیوں، ایثار اور بھرپور تاریخی کردار کو تسلیم کرنے میں بخل برتنے کا کوئی جواز نہیں۔ تاہم آج کے دور کے تقاضوں اور ضروریات کے حوالے سے ان کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصاب و نظام میں مناسب اور ضروری ترمیم و اضافہ، وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ دینی ضروریات، اور مستقبل کے امکانات وخطرات کا ادراک کرتے ہوئے، باہمی مشاورت کے ساتھ جو تبدیلی ناگزیر ہو، اسے اختیار کرنے میں تامل سے کام نہیں لینا چاہیے۔

زمینی حقائق پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے، کہ یہ معاشرہ دین سے محبت کے جذبات رکھنے کے ساتھ اپنے رویوں میں سیکولر رجحانات سے بھی کم و بیش اسی درجے میں وابستہ ہے۔ اس کمزوری میں بڑا لمحہ فکریہ وہ ہے، جس کے تحت صرف عوام ہی نہیں، بلکہ خود علمائے کرام بھی برابر کے ذمہ دار ہیں۔ جو تمام تر خدمت کے باوجود سماج میں، اپنا معاشرتی، علمی اور سیاسی رسوخ پیدا کرنے میں کامیاب دکھائی نہیں دیتے۔ معاشرے نے دینی طبقے کے لیے مسجد کی چاردیواری، یا نکاح و جنازہ اور ختم شریف کا کردار مخصوص کر رکھا ہے، جبکہ کئی علاقوں میں امام مسجد کا مرتبہ نچلے درجے کے کام کرنے والے مزدور سے بہتر نہیں ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس رویے اور کلچر کا واحد ذمہ دار یہ ظالم سماج ہے؟ ہمارا خیال ہے کہ محض ظالم سماج اور ظالم استعمار ہی کو تمام خرابیوں اور اپنی تمام ناکامیوں کا ذمہ دار قرار دینا ادھورا سچ ہوگا اور ادھورا سچ اپنے لیے تباہ کن نتائج کا حامل ہوتا ہے۔

اس چیلنج کا سامنا کرنے کے لیے دینی مدارس کو اپنے اغراض و مقاصد کی ترتیب میں زیادہ ہم آہنگی لانا اور ایمان وایقان کی برقی لہر دوڑانا ہوگی۔ جس میں یہ ہوسکتا ہے کہ دینی مدارس سے سند فضیلت حاصل کرنے والے قیمتی انسان:

- قرآن وسنت کا گہرا علم اور دینی بصیرت رکھتے ہوں۔ اسلامی کردار اور اخلاق کے حامل ہوں۔
- احیائے دین، اقامت دین اور اعلائے کلمۃ الحق کا سچا جذبہ رکھتے ہوں۔
- وقت کے اہم مسائل پر گہری نظر رکھتے ہوں، غیر اسلامی نظریات سے بخوبی واقف ہوں اور عصر حاضر کے مسائل ومعاملات پر مطالعہ کرنے کا عزم رکھتے ہوں۔
- گروہی، تنظیمی اور فقہی تعصبات و اختلافات سے بالاتر رہ کر وسعت قلب ونظر کے ساتھ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاشرے کی اصلاح وتعمیر کا فریضہ انجام دینے کے لیے آمادہ ہوں۔

- ایسا نصاب تعلیم تیار کرنے، اس نصاب کو روبہ عمل لانے اور مربوط نظام قائم کرنے کا جذبہ رکھتے ہوں، جس میں دینی اور دنیوی تعلیم کا بہترین امتزاج ہو۔

زیر نظر مطالعے میں یہ دیکھنا بھی مطلوب ہے کہ:

دینی مدارس میں کیا پڑھایا جا رہا ہے اور کیسے پڑھایا جا رہا ہے؟ ان کے داخلی مسائل اور عملی مشکلات کیا ہیں؟ ایک نصب العین اور پروگرام سے منسلک ہونے کے باوجود، کیا ان کی محنت منتشر (dilute) اور کاوش بے وزن تو نہیں ہو رہی؟ کیا مقصدیت کے پہلو پر روایت پسندی اور محض معمول کی سرگرمی جیسے مزاج ہی کو تو غلبہ نہیں حاصل ہو رہا؟

آج مسلم ممالک کی مقتدر اور اعصابی مراکز پر گرفت رکھنے والی قوتیں، جو داخلی اہداف بھی رکھتی ہوں گی، مگران کا فکری ایجنڈا عالمی استعمار کے زیر اثر دکھائی دیتا ہے۔ ایسی قوتیں شدت سے دینی مدارس کے مقاصد، کردار، تعلیم، تدریس، افرادی قوت، گویا کہ دینی مدارس سے منسوب ہر چیز کو الزامی مہم کے بل پر ختم کرنے یا ان کی کلی ہیئت تبدیل کرنے کی درپے نظر آتی ہیں۔ لیکن کیا دینی مدارس کے حقیقی دشمن صرف یہی طبقے ہیں، یا بسا اوقات خود ان مدارس کا نظام کار اور ان کے افراد کار بھی اپنے خلاف وعدہ معاف گواہ کا سا کردار ادا کر رہے ہیں؟

اس رپورٹ میں بجا طور پر دینی مدارس کی خدمات کا کھلا اعتراف ہے اور ان کی کمزوریوں پر نقد و جرح بھی۔ ظاہر ہے کہ ہم ان مدارس کے بہتر، روشن اور مؤثر دینی و سماجی کردار کے طلب گار ہیں اور ان کی کامیابی کے لیے دعا گو بھی ہیں۔

یہ کتاب بنیادی طور پر چار حصوں پر مشتمل ہے، جس میں شامل ہیں:

- نہایت جید، مخلص اور اصحاب نظر کے خطبات۔
- دینی مدارس میں تعلیمی و تدریسی عمل کے پہلوؤں اور انتظامی عناصر ترکیبی پر گزارشات۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- دینی مدارس کی شماریاتی تصویر اور ارتقاء کی کیفیت۔
- دینی مدارس کے نصابیاتی عمل پر مشتمل ضمیمہ جات

دینی مدارس کے فاضل علمائے کرام ہی نہیں، بلکہ ان مدارس پر یلغار کی سی کیفیت، مسلط کرنے والے پاکستان کے مقتدر و با اثر مسلمان بھی امت ہی کا قیمتی حصہ ہیں۔ حالات و واقعات سے ان کی بے خبری کا لحاظ رکھتے ہوئے، انھیں حقائق سے روشناس کرایا جا سکتا ہے۔ جن حضرات گرامی کو اس رپورٹ کے کسی جملے سے تکلیف پہنچے تو اس کے لیے پیشگی معذرت خواہ ہیں۔ یہ چیز ہرگز ہمارے پیش نظر نہیں کہ کسی امکان کو بالکل ہی مسترد کر دیا جائے۔ تاہم یہ اعتراف حقیقت ہے کہ ہم دینی مدارس کے نظام کو بہتر بنانے کے طرف دار ہیں اور انھیں ختم یا بے اثر کرنے کی مہم کو دین اور قوم کے مفاد کے منافی سمجھتے ہیں۔ عدل و انصاف پر اپنی رائے رکھنا ہمارا دینی، قومی، علمی اور جمہوری حق ہے۔

زیر نظر رپورٹ کو تیار کرنے کی تجویز محترم پروفیسر خورشید احمد نے پیش فرمائی، جبکہ اس رپورٹ کو مفید بنانے کے لیے جناب خالد رحمٰن نے پورے مسودے کا بغور مطالعہ کیا اور نہایت اہم اصلاحات تجویز کیں۔ ان کے علاوہ افتخار احمد بھٹہ صاحب کی اعانت، پروفیسر مسلم سجاد، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، سید متقین الرحمٰن، خالد ہمایوں اور سید راشد بخاری جیسے قابل قدر احباب سے مشاورت نے کام کو آسان بنایا۔ مرزا لیاقت بیگ اور طاہر عباسی صاحبان نے مسودے کو حسن ترتیب دینے میں کمپیوٹر کاری سے بھرپور تعاون کیا۔

اس رپورٹ کی تیاری کے دوران ہم نے جن اہل علم کے نتیجہ فکر سے استفادہ کیا ہے، احسان مندی کے ساتھ ان میں سے بیش تر کا تذکرہ ماخذ و مصادر میں درج ہے۔ امید ہے کہ یہ رپورٹ مسئلے کی نوعیت کو سمجھنے میں کچھ نہ کچھ معاونت کرے گی، ان شاءاللہ۔

گورنمنٹ ایف سی کالج، لاہور

سلیم منصور خالد

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبات

دینی مدارس میں تعلیم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

● ۳ اگست ۲۰۰۰ء کو انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد میں دینی مدارس کا نظام تعلیم کے موضوع پر سیمینار منعقد ہوا۔ جہاں پر دیے جانے والے خطبات آئندہ صفحات (۲۵-۸۲) میں پیش کیے جا رہے ہیں۔ مرتب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امت مسلمہ، دینی مدارس اور درپیش چیلنج

پروفیسر خورشید احمد

نہایت قابل احترام علمائے کرام اور رفقائے عزیز!

دینی مدارس کے حوالے سے زیر بحث مسئلہ انفرادی طور پر ہم میں سے ہر ایک کو بے حد عزیز ہے۔ قومی اور ملی سطح پر اس کی بے پناہ اہمیت ہے۔ عالمی تناظر میں بڑے سوچے سمجھے طریقے سے اسے ہدف بنایا جا رہا ہے۔ اس پر سوچ بچار اور مستقبل کی راہیں تلاش کرنے کی کوشش کرنا ہماری دینی ذمہ داری ہے۔ یہ ہمارا مشترکہ مسئلہ ہے۔

دوسروں کی الزام تراشی اور مخاصمت کے محض ردعمل ہی پر اپنی ساری صلاحیتوں کو جھونکنے کے بجائے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم خود اپنا جائزہ لیں، اور سنجیدگی سے غور کریں کہ:

- جن مقاصد کے لیے امت کے عظیم خادموں اور محسنوں نے دینی تعلیم کے پودے کی آبیاری کے لیے، ماضی میں یہ ساری کوششیں کیں اور آج بھی کر رہے ہیں، ان مقاصد کے حصول کے لیے آج کے حالات میں کیا کردار ادا کیا جا سکتا ہے؟
- اور اگر ہمارے دینی مدارس کے نظام تعلیم میں کوئی کمزوری اور خامی ہے اور مطلوبہ مقاصد حاصل نہیں ہو رہے تو اس کی اصلاح اور بہتری کے لیے کیا اقدامات کیے جا سکتے ہیں؟ اگر اس نظام کو امت کے مفادات کے برعکس کچھ خطرے درپیش ہیں تو ان سے کیسے نمٹا جا سکتا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے؟

ہمارے پیش نظر نہ تو کسی کو مطعون کرنا ہے اور نہ محض کسی کا بے جا دفاع کرنا مقصود ہے۔ ہمارا مقصد، افہام و تفہیم، خود احتسابی، اصلاح اور مستقبل کی تعمیر میں ایک جان دار، بامعنی اور باثمر کردار ادا کرنے کی خواہش رکھنا اور کوشش کرنا ہے، تاکہ دینِ حق کی بہتر خدمت کر کے، روزِ محشر، اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے مستحق بن سکیں۔

انفرادی شخصیت کی تعمیر و تشکیل کے علاوہ اسلامی تعلیمی نظام کا مقصود اگر ایک طرف تہذیبی اور علمی ورثے کی حفاظت، اعلیٰ دینی و اخلاقی قدروں کی منتقلی اور ترقی ہے، تو دوسری جانب معاشرے اور تہذیب کے لیے، سلطنت اور قوم کے لیے ایسی قیادت کی تیاری بھی ہے، جو عصری علوم و فنون سے آراستہ ہو اور جو وقت کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ملک و ملت کو ترقی و فلاح کے راستے پر ڈال سکے۔

❁

ہمارے تعلیمی نظام نے مختلف ادوار میں، مختلف انداز سے یہ خدمت انجام دی ہے۔ اگر ہماری تاریخ میں کچھ قابلِ فخر کامیابیاں ہیں، اور لازماً ہیں تو اس میں ہمارے تعلیمی نظام کا بہت بڑا حصہ ہے۔ اگر ہمارے دامن میں ناکامیوں کے کچھ دھبے اور کچھ ہزیمتیں یا غلطیاں ہیں، تو ان کی ذمہ داری بھی اس نظامِ تعلیم کی کمزوریوں پر آتی ہے۔

مسلم دنیا پر مغربی اقوام کے استعماری دور میں جو سب سے بڑا سانحہ رونما ہوا، وہ یہ تھا کہ ہمارا تعلیمی نظام دو دُنیاؤں میں بٹ گیا۔ دنیاوی اعتبار سے قیادت کی تیاری اور علوم کے حصول کا سارا نظم ایک خاص سیاسی و انتظامی نظام کے سپرد کر دیا گیا۔ جب کہ مادی بے سروسامانی اور نہایت نامساعد حالات میں دین کی حفاظت، اسلامی روایات کی پاسداری، قوم کی دینی تعلیم و تربیت اور دینی قیادت کی تیاری کا کام ایک دوسرے نظام نے سنبھال لیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مایوس کن صورت حال میں اگر خدانخواستہ یہ دینی تعلیمی نظام قائم نہ ہوتا تو اس کا تصور کر کے روح بھی لرز اٹھتی ہے کہ پھر مسلمان کس ابتلا سے دوچار ہوتے۔ اس دینی نظام تعلیم نے بڑی تاریخی خدمات انجام دی ہیں۔ آج اسلامی احیا کی جو لہریں ہمیں مشرق و مغرب میں ابھرتی نظر آ رہی ہیں، ان میں اس مذہبی تعلیمی نظام کا محسوس اور غیر محسوس دونوں سطح پر ایک بڑا بنیادی کردار ہے۔ تاہم یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس کی تیار کردہ افرادی قوت ملک و ملت کی صرف جزوی ضرورتوں کو پورا کر رہی ہے۔ کلّی ضرورتوں کو پورا کرنے کا کام امت مسلمہ اور خود دینی درس گاہوں کے اکابرین کے سامنے ایک سوالیہ نشان بنا ہوا ہے۔

اس وقت ہمارے سامنے سب سے بڑا چیلنج یہ ہے کہ اسلامی ریاست، اسلامی معاشرے، اسلامی تہذیب اور امت مسلمہ کے لیے معیاری اور مثالی نظام تعلیم کے خدوخال کو نمایاں کیا جائے اور اسے بہ تمام و کمال روبہ عمل لایا جائے۔ ایک ایسا نظام تعلیم جو دین اسلام کے تابع ہو اور زندگی کی ساری ضرورتوں کو پورا کرنے اور معاشرے کی ہر نوع کی احتیاج کے لیے موزوں افراد کار تیار کرنے کا کام انجام دے سکے۔ یہ چیلنج ہمارے اہداف، ہماری منزل اور ہمارے زادِ راہ سے متعلق ہے۔ جس سے کسی بھی صاحب ایمان، ذی علم اور ذی شعور مسلمان کے لیے صرفِ نظر ممکن نہیں۔

موجودہ حالات میں اس عظیم اور ناگزیر کام کی عملی صورت یہ ہے کہ دینی تعلیم کے موجودہ نظام کی خوبیوں، خامیوں، گنجائشوں اور اصلاح طلب پہلوؤں کا تجزیہ کیا جائے۔ تعلیمی نظام کے مقاصد کی روشنی میں پوری بالغ نظری سے تجزیہ کرنے کے بعد اصلاح احوال کی سنجیدہ کوششیں کی جائیں۔ اس کی خوبیوں کو شاندار بنانے اور خامیوں کو دور کرنے کی طرف توجہ دی جائے۔

اس نظام تعلیم کا پہلا مقصد یہ ہے کہ یہاں پر دینی علوم کے ایسے ماہرین تیار کیے جائیں جن کی نظر قرآن و سنت، تاریخ اور اپنے دور کے مسائل و حالات پر ہو، وہ علمی، فکری، تہذیبی، ثقافتی ہر میدان میں دین حق کی صحیح نمائندگی کرتے ہوئے دین کی بات کو دلیل کی قوت کے ساتھ پیش کر سکیں۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ بظاہر محدود اور متعین ضروریات یعنی مسجد اور مدرسہ کی ضروریات کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکمیل کا بھی پورا پورا اہتمام اور گنجائش اس نظام میں موجود ہو۔ ہم سمجھتے ہیں کہ مسجد اور مدرسہ کوئی محدود یا کم اہم مراکز نہیں بلکہ یہ بھی اتنے ہی اہم شعبے ہیں جتنا کہ پارلیمنٹ، ایوان تجارت، فوج اور ٹیکنالوجی کے مراکز۔ اس مستقل ضرورت کو پورا کرنے کی تگ ودو کرنا کوئی دین ودنیا کی تقسیم نہیں ہے۔

ہمیں ایسی دینی قیادت چاہیے، جو دین کے فہم وادراک کے ساتھ ساتھ وقت کے تقاضوں کو سمجھتی ہو اور دینی فہم وفراست کے ساتھ ان مسائل ومعاملات کا درست جواب دینے کی صلاحیت بھی رکھتی ہو۔ بلا شبہ معاشرتی زندگی کے ہر شعبے کے لیے اسپیشلسٹ اور خصوصی ماہرین چاہییں، تاکہ وہ قیادت کی ذمہ داریاں ادا کرسکیں۔ اس میں معیشت کا شعبہ ہو یا سائنس، ادب، فوج، سیاسیات، قانون، ٹکنالوجی کا میدان ہو، ہر شعبے میں دین اسلام کے تقاضوں کے مطابق اور امت مسلمہ کے خوابوں کی تعبیر والے ایسے ماہر اور قائد پیدا ہوں، جو ایک طرف اپنے فن میں پوری استعداد رکھتے ہوں، تو دوسری طرف ان کا ایمان، فہم دین، اپنے علم اور اپنے شعبے کو مقصد حیات سے مربوط کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

ایسے افراد کار تیار کرنے کی ضرورت ہوگی، جو ایک طرف اپنے فن کے ماہر ہوں اور دوسری طرف انھیں دین کا کم از کم وہ فہم اور دژن حاصل ہو کہ اپنے اپنے فن کے دائرے میں، اسلام سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے اللہ کی بندگی، اللہ کے بندوں کا تزکیہ، اللہ کے بندوں کی قیادت، اللہ کے دین کی اقامت کے لیے کام کرنے کے لائق بن سکیں۔ گویا کہ ایسے ادارے ہمیشہ درکار رہوں گے جو دینی علوم کے اسپیشلسٹ اور خصوصی ماہرین تیار کریں۔

مطلب یہ کہ دینی مدارس کا اولین کام دینی قیادت فراہم کرنا ہے، جس میں ایک طرف تو مسجدیں آباد رہیں، اور مدارس اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے رہیں۔ دوسری جانب علمی میدان میں دین کا دفاع اور دعوتی میدان میں آگے بڑھنے کے لیے ایسے افراد ہمارے پاس موجود ہوں، جو دین کی صحیح ترجمانی کرسکیں۔ بلاشبہ یہ بڑی اہم ضرورت ہے جس کا کوئی متبادل نہیں۔ دینی مدارس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے کوشش بھی کی ہے۔لیکن اس کے باوجود سوچنے کی ضرورت ہے کہ زندگی کے باقی تمام شعبوں کے لیے اسلامی ذہن، اسلامی کردار، اسلامی وژن رکھنے والی قیادت ہم کہاں سے لائیں گے؟ ہمیں اس بات پر سوچ بچار کرنا چاہیے کہ دینی تعلیم کے ادارے کس طرح معاشرے، تہذیب اور ملت کی ان ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے بھی کوئی حصہ ادا کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اس کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو سیکولر یونیورسٹیوں کے سانچوں میں ڈھال لیں۔ نہیں، وہ اپنے دینی تشخص کو قائم رکھتے ہوئے بعض مقامات پر ایسے نظام اور اداروں کو روبہ عمل لا سکتے ہیں، جہاں اس ضرورت کو پورا کرنے کا اہتمام ممکن ہے۔

❁

میں نے اس معاملے پر جتنا بھی غور کیا ہے وہ پورے ادب سے آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔
ایک طرف ہمیں اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ سب سے پہلے تو معیار مطلوب کے تصور کو حقیقی تناظر میں سمجھیں۔ اس کے حصول کے راستے تلاش کریں اور ان منزلوں پر پہنچنے کے لیے کوشش کریں۔ ظاہر ہے کہ اس اعلیٰ درجے تک پہنچنے سے پہلے ایک عبوری دور بھی ہے۔ اس عبوری دور کے لیے یہ سوچیں کہ کس طرح اس معیار مطلوب تک پہنچنے اور منزل مقصود کی طرف بڑھنے کی ٹھوس راہیں استوار کی جا سکتی ہیں۔

اس ضمن میں میرے ذہن میں یہ پہلو آتے ہیں:

ایک طرف جدید تعلیمی اداروں میں ایسی بنیادی تبدیلیاں لائی جائیں، جن کے ذریعے آہستہ آہستہ وہ معیار مطلوب کی طرف آ سکیں۔

دوسری طرف دینی تعلیمی نظام کے تشخص اور اس کے کردار کو سامنے رکھتے ہوئے، اس میں ایسی اندرونی اصلاحات اور ترقیات کی کوشش کی جائے، کہ جو اسے صرف نئی دینی قیادت ہی نہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ نئی تہذیبی قیادت کی تیاری کا ذریعہ بنا سکیں، جس سے دینی نظامِ تعلیم، عصرِ حاضر کے لیے مربوط اور موزوں بن سکے۔ میں بڑے ادب سے عرض کروں گا کہ اس وقت کا دینی نظامِ تعلیم، موجودہ تہذیبی چیلنج کا جواب دینے کے لیے کارآمد، کارگر اور مربوط نہیں رہا ہے۔ بلاشبہ وہ ایک مذہبی قیادت تو ضرور پیدا کر رہا ہے، جو اپنی جگہ پر بہت بڑی خدمت ہے، لیکن وہ مردانِ کار جو اسلامی تہذیبی قیادت کے لیے کارآمد ہوں، وہ اس وقت موجود نہیں اور نہ تیار ہی ہو رہے ہیں۔

بہر حال، ایسی مطلوبہ قیادت کی تیاری اور موجودگی کا پاس و لحاظ اپنی جگہ، مگر اس قیمت پر اسے حاصل کرنے کی ہم جسارت بھی نہیں کر سکتے کہ موجودہ دینی نظامِ تعلیم کا تشخص اور رہا سہا کردار مجروح، متاثر، کمزور یا تحلیل ہو کر رہ جائے۔ یہ پیش رفت ان کے وجود اور تشخص کی قیمت پر نہیں، البتہ اس میں معنوی بہتری، دانش مندانہ اضافے اور حکیمانہ تبدیلیوں کی صورت میں ہونی چاہیے۔ جو اس کے تیار کردہ افراد کو دوسرے طاقت ور تعلیمی دھارے (اسٹریم) میں داخل ہونے کے لائق بنا سکے۔

گویا کہ جدید نظامِ تعلیم میں یہ گنجائش پیدا کی جائے، کہ دینی تعلیم سے فارغ ہونے والے لوگ اس کے اندر آ سکیں۔ حصولِ علم کی جدوجہد میں وہ اجنبی نہ ہوں، بلکہ اس سے استفادہ کر سکیں اور ایک سطح پر وہ اس کا حصہ بن سکیں۔ یہ وہ مطلوب منزل ہے، جس پر پہنچ کر تعلیم کے لیے دو الگ الگ نظاموں کی ضرورت نہیں ہو گی۔ یہ دونوں نظام ایک ہی جامع نظام کا حصہ بن جائیں گے۔

یہ ہمارا خواب اور ہماری منزل ہے، جسے کسی صورت بھی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن اس سے پہلے ہمیں یہ بھی سوچنا چاہیے، کہ اس منزلِ مقصود تک پہنچنے کے لیے عبوری دور میں ہم کیا کریں؟

اس کے لیے پہلے مرحلے میں تو ان دونوں نظاموں میں اصلاح کی ضرورت ہے۔ اور اس کے ساتھ سب سے اہم چیز یہ ہے کہ ان دونوں نظاموں کے درمیان ہم ایسے راستے، وسیلے اور channels بنا دیں، کہ جن کے ذریعے افراد ایک دوسرے کے تعلیمی نظام میں جا سکیں۔ بلاشبہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سہولت سے دونوں نظاموں کے فارغ التحصیل تمام لوگ تو استفادہ نہیں کریں گے۔ لیکن، اس سے دونوں میں ایک دوسرے کو قبول کرنے کی فضا ضرور پیدا ہوگی اور اجنبیت میں کمی واقع ہوگی، جس کا آخر کار فائدہ ہوگا۔ اس حوالے سے بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد نے بڑے ابتدائی انداز میں پیش رفت کی ہے۔ مجھے اس بات کی سعادت حاصل ہوئی کہ میں نے اس کا بنیادی مسودہ لکھا۔ تعلیمی اعتبار سے آگے بڑھنے کے لیے ہمارے خوابوں کی یہ ایک چھوٹی سی مگر نہایت قیمتی تعبیر ہے۔

آئندہ بھی کچھ ایسے ادارے قائم کیے جائیں کہ جہاں پر یہ دونوں دھارے آ کر مل سکیں۔ ان دونوں تعلیمی دھاروں میں یہ گنجائش پیدا ہونی چاہیے کہ باقاعدہ اپنا اپنا تشخص اور وجود رکھنے کے باوجود ان کے درمیان ایسے راستے بن جائیں کہ ایک دوسرے سے علمی استفادہ ہو سکے۔ یہ اہتمام اس عبوری اور transitional دور کے لیے ہونا چاہیے۔ پھر اللہ تعالیٰ وہ وقت لائے کہ کسی جبر اور کسی بیرونی مداخلت کے ذریعے نہیں، کسی عالمی منصوبے یا کسی مقامی سازش کے تحت نہیں، بلکہ ان دونوں نظاموں کے مخلص اور باصلاحیت اصحاب علم مل کر اس منزل مقصود کی طرف پیش قدمی کر سکیں۔ سوچ کا یہ وہ وسیع افق ہے جسے اہلِ نظر کو اپنے سامنے رکھنا چاہیے۔ اس کے لیے ہمیں اپنے ہاں نئے تجربات کرنے، نئی راہیں استوار کرنے اور دو تعلیمی دھاروں میں پیدا شدہ خلیج کو پاٹنے اور کم کرنے پر توجہ مرکوز کرنا ہے۔

یہاں پر میں ترکی کی مثال دوں گا، جہاں سیکولر قوتوں نے جبر کا ہتھیار استعمال کر کے دینی تعلیم کا نظام بالکل ہی ختم کر دیا تھا۔ پھر ۳۵ برس بعد وزیر اعظم عدنان میندریس کے زمانے میں ایک اہم تبدیلی واقع ہوئی۔ وہ یہ کہ ایسے دینی مدارس قائم کرنے کی اجازت دی گئی، جنھیں ''امام خطیب اسکول'' کہتے تھے، جس کے ابتدائی اور ثانوی دو درجے تھے۔ یہاں پر عربی تعلیم کا اہتمام کیا گیا۔ جب ہم گزشتہ چالیس برس کے ترکی پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ صرف اس ایک اقدام نے کئی انقلابی تبدیلیوں کا دروازہ کھول دیا ہے۔ ہوا یہ کہ، امام خطیب اسکول کے فارغ طلبہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے ہر مضمون میں جدید اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا موقع پیدا ہوا۔

وہ طالب علم، جس نے سات آٹھ برس تک امام خطیب اسکول میں تعلیم حاصل کی تھی، اسے اس تعلیمی دورانیے میں براہ راست اسلامی علوم کے ماخذ تک رسائی پانے کا موقع میسر آیا۔ اس عمل نے فرد کی ذہنی ساخت، فکر و نظر کے زاویے اور معاملات زندگی دیکھنے کے اسلوب تک پر گہرا اثر ڈالا۔ اس لیے اب وہ صرف اسلامیات یا الٰہیات ہی کے مضامین میں نہیں، بلکہ اپنی استعداد اور قابلیت کی بنا پر ہر مضمون کا انتخاب کر سکتے تھے۔ یونی ورسٹی کے شعبہ جات مثلاً فلسفہ، معاشیات، سیاسیات، قانون، نفسیات، ادبیات، تاریخ، بین الاقوامی امور، انتظامیات، زراعت سبھی میں جانے کے لیے ان کے پاس مواقع موجود تھے۔ اور اگر کوئی طالب علم چند برس سائنس کی تعلیم حاصل کر کے انجینئرنگ یا میڈیسن میں جانا چاہتا تو وہ وہاں بھی جا سکتا تھا۔

گزشتہ پچیس برس کے دوران متعدد بار مجھے ترکی جانے اور وہاں تعلیمی تبدیلیوں اور ان کے اثرات کو دلچسپی اور توجہ سے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ میں پورے یقین سے یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ صرف اس ایک تعلیمی سلسلے نے نوجوانوں میں دینی حوالے سے تبدیلی کے لیے فضا پیدا کی اور اس ذریعے سے سرکاری ملازمین، فوج، ذرائع ابلاغ، اساتذہ وغیرہ میں جتنے غیر معمولی اثرات پھیلے وہ کئی باقاعدہ دینی تنظیموں سے بھی زیادہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ترکی کی سیکولر لابی تلملا کر رہ گئی ہے اور اب یہ پابندی عائد کر دی گئی ہے کہ ''خطیب امام اسکولوں کے فارغ طلبہ صرف الٰہیات فیکلٹی ہی میں داخلہ لینے کے حق دار ہوں گے، انھیں کسی دوسرے شعبے میں داخلہ نہیں دیا جائے گا۔'' جمہوریت، سیکولرزم، حریت فکر، مساوات اور انسانی حقوق کے تمام بلند بانگ دعوے، محض چند صاحب علم دین دار لوگوں کا راستہ روکنے کے لیے خاک میں اڑا دیے گئے ہیں۔

ترکی اور بنگلہ دیش میں دینی تعلیم کے انقلاب انگیز تجربے کی روشنی میں، علمائے کرام اگر کشادگی کا راستہ اختیار کریں گے تو اس سے دینی قوتوں میں وسعت اور معاشرے پر نہایت مثبت اثرات پیدا ہوں گے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کام صرف علماء کا نہیں ہے، بلکہ یہاں کے دوسرے سوچنے سمجھنے والوں، پالیسی سازوں اور حکومت کی ذمہ داریوں پر فائز سول اور منتخب افراد کی بھی ذمہ داری ہے۔ کیونکہ ہر ذمہ دار اور با اختیار فرد پہلے مسلمان ہے اور بعد میں کوئی دوسری حیثیت رکھتا ہے۔ اس لیے انھیں غور کرنا چاہیے کہ ہم وہ کون سا انتظام کریں کہ جس سے تعلیم کے یہ دونوں متحارب نظام ایک دوسرے سے قریب لائے جاسکیں، جو زیادہ بہتر، متوازن اور ایمان واخلاق سے سرشار قیادت فراہم کرنے کا ذریعہ بن سکیں۔

❁

مغرب نے تاریخ کے مختلف ادوار میں، مختلف انداز میں اسلام، اس کے مآخذ اور اس کی تعلیمات کو ہدف بنایا ہے۔ قرآن پاک، اس کی حقانیت اور صداقت کو ہدف بنانا، نبی پاکؐ کی سیرت مطہرہ، ان کی ذات اقدس کو متنازعہ بنانا اور اسلام کے تصور اور اسلام کی عالمگیر جہت کو ہدف تنقید بنانا مغرب کے سوچے سمجھے منصوبے کا حصہ ہے۔ گزشتہ کئی صدیوں کی طرح آج پھر قرآن، سیرت، جہاد اور امت کو ہدف بنا کر ان پر حملے جاری ہیں۔

۲۱ ویں صدی میں مسلمانوں کے حوالے سے جن الفاظ کو سب سے بڑا ہوّا بنا کر تواتر کے ساتھ پیش کیا جارہا ہے، وہ ہیں جہاد، تنگ نظری اور عدم برداشت کے الفاظ۔ اس کے منبع کے طور پر دینی مدارس کو پیش کیا جارہا ہے۔ یہ ایک عالمگیر مہم ہے، جس کی صدائے بازگشت خود مسلمان حکمرانوں، صحافیوں اور ہر مسلم ملک کے سیکولر عناصر کے قلب وزبان سے سنی جاسکتی ہے۔

اس پس منظر میں ہماری یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ خود اپنے حالات کا جائزہ لیں اور یہ دیکھیں کہ ہم کس طرح اسلام کے حقیقی پیغام کو مدلل انداز میں پیش کرنے کے لائق بن سکتے ہیں؟ اور ہمارے دینی تعلیمی ادارے کس طرح اس فضا کو بنانے، اور مطلوب پیغام کو پھیلانے کے قابل بن سکتے ہیں؟ ان امور پر غور وفکر کے دوران ہمیں محض دفاع کے جذبے سے نہیں اور نہ ہی صرف ردعمل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے طور پر، بلکہ اصلاح اور اپنے مقصد کے حصول کے لیے کردار ادا کرنا چاہیے۔ دیکھنا چاہیے کہ اس کے لیے کہاں اور کس قسم کی تبدیلی کی ضرورت ہے؟ رائے عامہ کو تیار کرنے، قوت اور اعتماد پیدا کرنے اور عالمی فضا کو بدلنے کے لیے ہم کیا حکمت عملی وضع کر سکتے ہیں؟

علمائے کرام نے دینی مدارس میں جو قابل قدر خدمت انجام دی ہے، اس میں ایک بڑی وجہ اُن کی آزادی ہے۔ خصوصیت سے دارالعلوم دیوبند کے قیام کے وقت جس عزم صمیم کا اظہار کیا گیا، وہ ایمان و عزیمت کا ایک روشن باب ہے۔ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے فرمایا تھا ''ہم روکھی سوکھی کھائیں گے، زمین پر بیٹھ کر تعلیم لیں گے اور تعلیم دیں گے، لیکن کسی سرکاری سرپرستی حاصل نہیں کریں گے''۔ ان کا یہ اقدام بڑی بالغ نظری پر مبنی تھا۔ اس وجہ سے انھوں نے اپنے آپ کو اور اپنے نظام تعلیم کو مغربی استعمار اور مغرب زدہ انتظامیہ اور اشرافیہ کے بہت سے منفی اثرات سے بچا لیا۔

تاہم اس ضرورت کی جانب خاطر خواہ توجہ نہ دی جا سکی کہ ہر لمحہ چندے کے لیے فکرمند رہنے کے بجائے متبادل ذرائع یعنی ''وقف'' وغیرہ کو اختیار کر لیا جائے۔ حالانکہ تاریخی طور پر اسلامی تاریخ و تہذیب میں ''وقف'' ایک ایسا طاقت ور ادارہ رہا ہے، جس نے تعلیمی ادارے کی آزادی کی ضمانت فراہم کرنے کے ساتھ اسے وسائل کی فراوانی دی۔

مسلم تہذیب و تاریخ کا یہ عظیم الشان کارنامہ ہے کہ کئی صدیوں تک ہمارے آباواجداد نے یونیورسل تعلیم کا انتظام کیا۔ یہ تعلیم کوئی محدود معنوں میں محض مذہبی تعلیم نہ تھی، بلکہ دینی فہم و فراست کے ساتھ اس میں سارے میدانوں کی تعلیم شامل تھی۔ میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ تعلیم پھیلانے اور تعلیم حاصل کرنے کے شوق و ذوق کے باوجود، اسلامی تہذیب میں تعلیم کو کبھی جنس تجارت نہ سمجھا گیا۔ بلاشبہ بعض سطحوں پر اتالیق [پرائیویٹ ٹیوٹر] مقرر کرنے کا بھی رواج رہا، مگر یہ کبھی عام رواج نہیں بنا، یہ سلسلہ محدود پیمانے پر اور چند ہی لوگوں تک رہا۔ اس کے برعکس عام سطح پر تمام لوگوں کے لیے تعلیم کے یکساں مواقع کی فراہمی، اسلامی تہذیب کا ایک منفرد پہلو رہا ہے۔ اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چیز کو سہارا دینے، پروان چڑھانے اور حریت فکر کو تحفظ دینے کے لیے جس ذریعہ نے سب سے اہم کردار ادا کیا، بلاشبہ وہ ''وقف'' ہی تھا۔ اس نے نہایت اعلیٰ درجے کے تعلیمی ادارے اور بلند پایہ یونی ورسٹیاں قائم کیں، جو آج کی زبان میں ''اسٹیٹ آف دی آرٹ'' میں کسی سے پیچھے نہ تھیں۔

اس تناظر میں دینی مدارس کے لیے ایک ایسے نظام کی ضرورت ہے، جو ایک طرف ان کی آزادی کو برقرار رکھے، لیکن دوسری طرف ان کے لیے بلا انقطاع مالی وسائل بھی فراہم کر سکے۔ میں اس بات کا حامی ہوں کہ ایک مسلمان حکومت کی جانب سے لازماً دینی تعلیمی اداروں کی مالی مدد اور سرپرستی ہونی چاہیے۔ یہ حکومت کا احسان نہیں بلکہ ان اداروں کا حق ہے۔ کچھ حدود کے اندر اور ایک فریم ورک میں رہتے ہوئے مدد لینے کے راستوں کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ آج ایک طرف ریاست بنگلہ دیش تو دینی تعلیمی اداروں کو پانچ سو کروڑ ٹکہ (روپے) سے زیادہ مالی معاونت فراہم کر رہی ہے، لیکن دوسری جانب حکومت پاکستان ملک بھر کے دینی تعلیمی اداروں کو پندرہ لاکھ روپے سالانہ کی حقیری مالی مدد دے رہی ہے، جو یقیناً باعث شرم ہے۔

اسی لیے میں سمجھتا ہوں کہ جہاں دینی مدارس کی مالی معاونت کا ریاستی سطح پر نظام ہو، وہاں اس امر کو بھی یقینی بنایا جائے کہ مدارس کی خودمختاری اور آزادی حکومت کی سیاسی مداخلت سے آلودہ نہ ہو سکے۔ جس آزادی کو برقرار رکھنے کے لیے اکابرین امت اور علمائے حق نے بے پناہ قربانیاں دی ہیں، اسے چند سکوں اور نوٹوں کے عوض قربان نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارے لیے وہ ماڈل ہرگز قابل قبول نہیں ہونا چاہیے جس طرح بعض مسلم ممالک میں مسجدوں کو سرکاری انتظام میں لے کر خطیب یا امام ایک تنخواہ دار سرکاری ملازم کے طور پر مقرر کیے جاتے ہیں۔

''وقف'' کے ذریعے خودمختاری کے تحفظ کی جدوجہد کرنا ہم سب اہل ملت کی اولین ذمہ داری ہے۔ دینی مدارس کے مقاصد، تدریس، تعلیم اور نصاب کو دین اور عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق سنوارنے اور چلانے کا اگر دینی قیادت نے پاس نہ کیا تو ہم آنے والی نسلوں کے لیے ببول کے کانٹے اور صحرا کی تپش ہی چھوڑ کر جائیں گے۔ اس لیے بڑے ادب سے درخواست کروں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گا کہ ہمیں اس کی فکر کرنی چاہیے۔ یہ کام خود ہی کرنا ہوگا، اسے باہر سے کوئی ادارہ یا ایجنسی نافذ کرے گی تو یہ ہرگز نہیں ہو سکے گا، بلکہ اس کا الٹا نتیجہ نکلے گا۔ اس لیے یہ کام خود ہی کرنا ہوگا۔ ہمدرد اور دردِ دل رکھنے والے افراد کے مشوروں، بحث، اور منصوبہ بندی سے ہمیں جو رہنمائی ملتی ہے اس پر عمل درآمد کی سبیل سوچنی چاہیے۔

دینی مدارس کے خلاف جو بھی اندرونی یا بیرونی سازشیں ہو رہی ہیں، ان اداروں کو کمزور کرنے اور غلط رنگ میں پیش کرنے کی جو بھی منفی کوششیں ہو رہی ہیں، ان کا علاج ردِعمل میں محض جوابی تقریریں کرنا نہیں ہے۔ اور نہ اس چیز کا تدارک یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے اپنی کمزوریوں یا خامیوں کو بھی دانش اور بصیرت کا پرتو ہی قرار دیا جائے۔ بلکہ اس مسئلے کا علاج یہ ہے کہ جس منصب پر اللہ تعالیٰ نے ہمیں فائز کیا ہے، اس کا احساس کیا جائے، ان لمحوں کو غنیمت جانتے ہوئے اور پراپیگنڈے کو نظر انداز کرتے ہوئے، خود مسائل کو حل کرنا چاہیے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینی مدارس اور خود احتسابی کی راہ

ڈاکٹر ایس ایم زمان*

محترم بزرگانِ دین وملت!

آج کی اس مجلس کے لیے انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز کی طرف سے جو مکتوب ملا ہے، اس میں زیر بحث موضوع سے متعلق بعض خطوط کی نشان دہی کر دی گئی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ حضرات نے ان سب پہلوؤں پر مختلف سمتوں اور حوالوں سے ضرور سوچ بچار کی ہوگی۔ اسی طرح یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ اس سیمینار کے ہم سب شرکاء کسی نہ کسی طرح خود دینی مدارس کے نظام کا حصہ ہیں۔

- ہماری گفتگو اور سوچ بچار کا تناظر یہ ہونا چاہیے کہ ہم اپنے اس عظیم ورثے کی حفاظت، ارتقاء، اور اس کے مفادات کے تحفظ کے لیے کیا کر سکتے ہیں؟
- ہمیں ملکی اور عالمی سطح پر ایک قوم کی حیثیت سے اور من حیث الامت جو چیلنج درپیش ہیں، ان کے مقابلے کے لیے مدارس کو فکری اور فنی لحاظ سے مثالی ادارے بنانے کے لیے کون سے اقدامات مطلوب ہیں؟

ان موضوعات پر گفتگو کرتے وقت ایک اور پہلو پر بھی ہمارا ذہن صاف ہونا چاہیے۔ وہ یہ

*چیئرمین، اسلامی نظریاتی کونسل، پاکستان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ہمیں پوری صاف گوئی کے ساتھ گفتگو کرنی چاہیے، اور اس معاملے میں کسی طرح کی مداہنت نہیں برتنی چاہیے۔ انسانی تاریخ اور روزمرہ کے مشاہدات اس امر پر گواہ ہیں کہ اپنوں کے ساتھ گفتگو میں مداہنت اور بھی زیادہ خطرناک ہوا کرتی ہے۔ سوچنا چاہیے کہ نہ چاہنے کے باوجود جو خامیاں، نقائص اور کمزوریاں تاریخی عمل کے دوران ہمارے دینی مدارس میں راہ پا گئی ہیں، ان کو دور کرنے اور مدارس کو پھر اسی درجے پر لانے کے لیے، جو ان مدارس کا طرہ امتیاز تھا، کیا لائحہ عمل پیش نظر ہونا چاہیے۔

www.KitaboSunnat.com

آج سے دو ڈھائی صدی قبل برصغیر کے دینی مدارس جو کردار ادا کر رہے تھے، اس کی طرف اشارہ کرنا بے جا نہ ہوگا۔ آپ سب ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر کی کتاب آور انڈین مسلمانز سے واقف ہیں۔ وہ اگرچہ ہمارے انحطاط کا دور تھا، تاہم اس وقت بھی مدارس میں جو علمی معیار تھا، اس کی شہادت ہنٹر نے ان الفاظ میں دی ہے کہ میں نے ان مدارس میں طلبہ کو علم ہیئت کے مسائل پر اس طرح گفتگو کرتے دیکھا ہے کہ ایسی گفتگو آکسفورڈ اور کیمبرج یونیورسٹی کے طلبہ کو بھی علم ہیئت پر کلام کرتے ہوئے نہیں سنی — یہی وہ مدارس تھے جہاں سے منتظم تیار ہو کر آ رہے تھے، جہاں سے ملک کے نہری نظام اور بلند پایہ تعمیرات کے معمار نکل رہے تھے، جہاں عساکر کے قائد اور طبیب تربیت پا رہے تھے۔ ان مدارس کے علاوہ مسلم دنیا میں کوئی الگ تعلیمی نظام وجود نہیں رکھتا تھا۔ ان مدارس کو اگر اس سطح پر لے جانا ہے، کہ کارگاہِ حیات کے ہر پہلو کے لیے یہ مدارس ہمیں راہنما مہیا کر سکیں، تو سوچنا چاہیے کہ اس کے لیے خود ہمیں کیا کرنا ہے۔

ان مدارس کے حوالے سے اگر سب سے بڑے چیلنج کی نشان دہی کرنا ہو تو وہ انھی الفاظ میں کی جا سکتی ہے، جو اس سیمینار کے دعوت نامے میں تحریر کیے گئے ہیں۔ ایک دو جملے میں پڑھنا چاہوں گا۔ کہا گیا ہے:

> عام طور پر الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ ان مدارس میں فرقہ واریت کا درس دیا جاتا ہے، طلبہ کو تشدد پسندانہ سوچ کا خوگر بنایا جاتا ہے، معاصر زندگی کی راہوں سے دور ہٹ کر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چلنے بلکہ اس کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے والا بنایا جاتا ہے، روحِ عصر کے فہم سے بے نیاز اور اجتہادی سوچ سے متصادم رویہ اپنانے والا بنایا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ--- اس نوعیت کی الزام تراشی کو کسی نہ کسی بہانے رائے عامہ کے ذہنوں میں انڈیلنے کا منفی عمل ہر آن جاری ہے---

یہاں میں اپنی اس گزارش کی طرف آنا چاہوں گا کہ ہمیں اس مجلس میں پوری صاف گوئی سے کام لینا چاہیے۔ اپنے نقائص، اپنی خامیوں، اپنی کمزوریوں کا تجزیہ کرنے میں کسی طرح بھی ایسے رویے کو اپنی سوچ پر حاوی نہیں ہونے دینا چاہیے کہ جس کا مقصد اپنی خامیوں سے صرف نظر کرنا ہوا کرتا ہے۔

میں پورے ادب کے ساتھ، یہ عرض کروں گا کہ دعوتی مکتوب میں جن باتوں کو احتیاط پسندی ملحوظ رکھتے ہوئے الزام تراشی کہا گیا ہے، ان میں سے بعض باتیں درحقیقت صداقت پر مبنی ہیں۔ ہمارے مدارس میں جو کمزوریاں ہیں، ان میں سے بعض تو بڑی اہم خامیوں کی حیثیت رکھتی ہیں۔ فرقہ واریت تو شائد بڑا سخت لفظ ہے، اگر میں یہ کہوں کہ ہمارے اکثر دینی مدارس مسلکیت کا شکار ہیں، تو اس میں ہرگز مبالغہ نہ ہوگا۔

دینی مدارس کے فارغ التحصیل جو طلبہ مختلف مناصب کے امیدوار کی حیثیت سے میرے سامنے انٹرویو کے لیے آتے رہے ہیں، ان سے اگر آپ: نور اور بشر کے مسئلے، روحانی بیعت کے وجوب کے مسئلے، آمین بالجہر کے مسئلے، بیس یا آٹھ تراویح کے مسئلے، جسم اطہر کا سایہ تھا یا نہیں، نذر و نیاز کے مسئلے، وسیلے کے مسئلے وغیرہ کے بارے میں استفسار کریں تو آپ انھیں نہایت فصیح و بلیغ گفتگو کا اہل پائیں گے۔ لیکن اگر آپ ان سے اس دور میں امت مسلمہ کے دوسرے اہم عالمی مسائل پر گفتگو کریں، بلکہ اسے بھی چھوڑیے خود قرآنِ کریم، احادیث مبارکہ، فقہائے عظام کے بارے میں گہری علمی گفتگو کے کسی پہلو پر ان کو مخاطب کرنے کی جسارت کر بیٹھیں تو سچی بات یہ ہے کہ ان کی حوصلہ شکنی ہوتی ہوگی یا نہیں، (اس کے بارے میں، میں کیا کہہ سکتا ہوں؟) اکثر ہماری

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوصلہ شکنی لازماً ہوتی ہے۔

عام طور پر دینی مدارس کو دیے جانے والے اس الزام پر افسوس ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنے آپ کو ''دنیوی'' علوم سے الگ کرلیا ہے۔۔مگر مجھے اس سے قطع نظر زیادہ صدمہ اس بات پر ہوتا ہے کہ خالصتاً دینی علوم میں بھی اب وہ تعمق، وہ گہرائی، وہ سنجیدگی اور وہ متانت ہمارے موجودہ دینی مدارس کے اکثر طلبہ واساتذہ میں دیکھنے میں نہیں آتی، جوان مدارس کا شان دار طرہ امتیاز تھی۔

ہم سب اس عظیم کردار کے معترف ہیں جو ان مدارس نے پچھلی ڈھائی تین صدیوں کے دوران اس برصغیر کے اندر اسلام اور علوم اسلامیہ کے فروغ اور ارتقا کے لیے سرانجام دیا ہے۔ وسائل کے فقدان کے باوجود اور حالات کی مکمل ناسازگاری کے باوجود اعلائے کلمۃ الحق اور اسلامی علوم کو زندہ رکھنے میں ان مدارس نے جو کردار ادا کیا ہے، وہ یقیناً قابل فخر بھی ہے، قابل رشک بھی ہے۔ لیکن تاریخ کے اسی عظیم کردار کی محض تعریف و توصیف کرنے کے لیے مبالغہ آمیز گفتگو پر اکتفا کر کے ہمیں کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے، بلکہ ان کو اسی مہتم بالشان مقام پر لے جانا چاہیے کہ وہ عصر حاضر کی تمام فکری و عملی ضروریات مہیا کرنے کے لیے اپنے طلبہ کو تیار کرنے کا چیلنج قبول کریں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینی نظام تعلیم، اصلاح کی حکمت عملی-۱

ڈاکٹر خالد علوی*

دینی نظام تعلیم صدیوں سے مسلم معاشرے کی ضرورتیں پوری کر رہا ہے۔ یہ نظام تعلیم دور استعمار کے وقت سے سرکاری سرپرستی سے محروم ہے اور نجی شعبے میں چل رہا ہے۔

اس نظام تعلیم کو علماء، اہل خیر اور عموی طور پر مسلم معاشرہ قائم رکھے ہوئے ہے جہاں کہیں ممکن ہوا مدرسہ کی مستقل عمارتیں قائم ہوئیں، جہاں طلبہ کی رہائش و درس کے کمرے اور مسجد تعمیر ہوئی، لیکن ایسا بھی ہوا کہ صرف مسجد میں درس کا سلسلہ شروع ہوا اور طلبہ مسجد میں ہی رہائش پذیر ہوئے۔ طلبہ کی خوراک کا مستقل انتظام بھی مدارس کے ذمہ رہا، لیکن جہاں مدرسہ میں اس کے وسائل نہ تھے وہاں پر مقامی آبادی نے رضا کارانہ طور پر طلبہ کو کھانا مہیا کیا۔ اس نظام تعلیم میں نصابی کتب مدرسہ مہیا کرتا ہے اور طالب علم کتاب سے فارغ ہو کر اسے کتب خانہ میں جمع کرا دیتا ہے۔

اس نظام تعلیم کا ایک اہم پہلو استاد کی مرکزیت ہے۔ اگرچہ بڑے مدارس میں مہتمم اور منتظم کی حیثیت اہم رہی ہے لیکن جو شے کسی مدرسے کو مقبولیت عطا کرتی ہے وہ استاد کی شخصیت ہے۔ جس علم اور جس فن کا ماہر استاد کسی جگہ موجود ہے وہاں طلبہ کھچے ہوئے چلے آتے ہیں اور استاد سے استفادہ کرتے ہیں۔ اس طرح بعض مدارس مخصوص علوم وفنون کے مرکز کے طور پر مشہور ہوئے۔

---

*ڈائریکٹر جنرل، دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد اور سابق ڈائریکٹر شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف ونحو اور منطق وفلسفہ کے مشہور مراکز ہمیشہ طلبہ کو متوجہ کرتے رہے ہیں۔ ابتدائی اور متوسط مدارس سے فارغ ہو کر طلبہ مدارس عالیہ میں جاتے، جہاں علوم وفنون کی اعلیٰ کتابیں پڑھائی جاتیں۔

اس نظام تعلیم کی ایک اہم خصوصیت کتاب کی اہمیت بھی ہے۔ مختلف علوم وفنون کی مطلوبہ کتابیں پڑھنا دینی طالب علم کی بنیادی خواہش ہوتی ہے کیونکہ تکمیل تعلیم کا نتیجہ ان کتابوں کے پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

اگر غور کیا جائے تو دینی نظام تعلیم محض مدارس کا نام نہیں اور نہ صرف نصاب تعلیم کا نام ہے بلکہ فی الواقع مرکب نظام ہے۔ جس میں مدرسہ کا مہتمم ہوتا ہے جو انتظام و انصرام کرتا ہے، اساتذہ، طلبہ ہوتے ہیں جو درس وتدریس میں مشغول ہوتے ہیں اور اہل خیر مدرسہ کے مالی معاون ہوتے ہیں، یہ سب اس نظام کے اجزاء ہیں۔ اس لیے اس نظام تعلیم کے حوالے سے جب بھی اقدام ہوگا تو ان تمام اجزاء اور عناصر کو سامنے رکھ کر ہوگا۔ اسی طرح دینی نظام تعلیم میں اردو، فارسی اور عربی زبانوں کو بطور ذریعہ تعلیم اہمیت حاصل ہے۔ ان کی حیثیت کو بھی پیش نظر رکھنا ہوگا۔

مقاصد تعلیم: ایک اور اہم پہلو جو پیش نظر رکھنا ضروری ہے وہ اس نظام تعلیم کے مقاصد ہیں۔ جب یہ نظام مرتب کیا گیا تھا تو اس وقت کیا مقاصد پیش نظر تھے اور آج کیا مقاصد مطلوب ہیں؟ یہ جاننا اس لیے بھی ضروری ہے کہ اصلاح احوال کی کوئی کوشش اگر مطلوبہ مقاصد سے متصادم ہوگی تو وہ قابل قبول نہ ہوگی۔

موجودہ دینی نظامِ تعلیم مسلم ہندستان کے نظام تعلیم کی توسیع ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ مسلم ہندستان میں اس نظام تعلیم کا مقصد ایک پڑھا لکھا انسان تیار کرنا تھا جو امام، قاضی، محتسب، شاہی اہل کار، مدرس، مفتی، اتالیق، طبیب اور مشیر سلطنت ہوسکتا تھا۔ طبقہ امراء کے لیے اگرچہ اتالیق کا پرائیویٹ انتظام ہوتا، لیکن عمومی طور پر یہی نظام تعلیم تمام افراد کار مہیا کرتا۔ مسلم ہندستان میں تعلیمی رجحانات کا بنیادی تعلق وسط ایشیا سے تھا اور ازاں بعد ایرانی نفوذ سے نئے پہلو شامل ہوئے۔ فقہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حنفی اور پھر منطق وفلسفہ لازمی حصہ قرار پائے۔

اورنگ زیب عالم گیر کے عہد میں ایک علمی خاندان کو جب فساد کا سامنا کرنا پڑا تو اس حادثے کی وجہ سے خاندان کے دو چار افراد کو لکھنؤ میں وہ جگہ خرید کردی گئی جو بعد میں فرنگی محل کے نام سے مشہور ہوئی۔ اسی خاندان کے ایک ممتاز فرد نظام الدین سہالوی نے دینی و دنیوی علوم پر مشتمل ایک نصاب مرتب کیا۔ یہی نصاب تعلیم موجودہ دینی نصاب کی اساس ہے جو وقت گزرنے کے ساتھ کئی تبدیلیوں سے روشناس ہونے کے بعد آج بھی قائم ہے۔

دور استعمار میں مسلمانوں کو ہر لحاظ سے پس ماندہ رکھنا انگریز حکمرانوں کی حکمت عملی تھی۔ اس لیے مسلمانوں کے نظام تعلیم کو سرکاری سرپرستی سے محروم کر دیا گیا۔ مدارس و مساجد کے اوقاف ختم کر دیے گئے۔ انگریزوں کے نئے نظام تعلیم کی آمد سے مسلمانوں پر ملازمتوں کے دروازے بند ہو گئے۔ نظام قضا ختم کر دیا گیا، لہٰذا عدالتی عہدے ختم کر دیے گئے، یوں مسلمانوں کے پاس اس نظام تعلیم کے ذریعے صرف مساجد کی امامت، طبابت اور مدارس میں تدریس کے علاوہ کچھ نہیں بچا تھا۔

اس دور میں بعض دردمند مسلمانوں نے اعلیٰ علمی ادارے قائم کرنے کا منصوبہ بنایا، تاکہ دین کی بنیادی قدروں کو بھی محفوظ کیا جائے اور مسلمانوں میں ملی و دینی شعور قائم رکھنے کے لیے افراد کار تیار کیے جائیں۔ دارالعلوم دیوبند اور اسی نوعیت کے دوسرے مدارس مذکورہ مقصد کے لیے قائم کیے گئے۔ گویا دینی مقاصد تعلیم میں، آئمہ مساجد، مدرسین مدارس اور اسلامی معاشرے کے تحفظ اور اس کی رہنمائی کے لیے افراد تیار کرنا تھا۔ دور استعمار کے آخری حصے میں علماء نے سیاسی جدوجہد میں بھی حصہ لیا۔ آزادی ہند اور تشکیل پاکستان میں علماء کی کاوشیں حتی المقدور شامل ہیں۔ اس دور میں مدارس نے اسلام کے خلاف اٹھنے والے فتنوں کا مقابلہ بھی کیا اور اس نظام تعلیم سے متعلق علماء وفضلاء نے بیش بہا خدمات انجام دی ہیں۔

قیام پاکستان کے بعد بھی حالات کے اندر کوئی بڑی تبدیلی نہیں آئی۔ سرکاری سرپرستی اب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی میسر نہ تھی۔ جدید نظام تعلیم کے غلبے کی وجہ سے سرکاری ملازمتوں کے دروازے اسی طرح بند تھے۔ کوئی ایسی ذمہ دارانہ کوشش نہیں کی گئی کہ جس سے دینی نظام تعلیم کی پذیرائی کی کوئی صورت ہو۔ صرف اتنا فرق پڑا کہ بعض ذمہ داران حکومت سالانہ جلسوں کی صدارتیں کرتے اور کچھ چندہ دیتے رہے یا بعض علماء ومشائخ کی مریدی کا شرف حاصل کرتے رہے۔ لہٰذا پاکستان میں دینی نظام تعلیم کے مقاصد میں وہی چیزیں شامل رہیں جو برطانوی ہند میں تھیں۔ یعنی ائمہ مساجد، مدرسین مدارس، اسکولوں کے عربی اساتذہ اور طبیب وغیرہ۔

پچھلے بیس برسوں میں حالات نے جو تبدیلی اختیار کی اس میں دینی مدارس سے فارغ التحصیل افراد کے لیے اسکولوں اور کالجوں میں ملازمتوں کے دروازے کھولے گئے۔ ان کی ڈگریوں کو ایم اے اسلامیات وعربی کے برابر قرار دیا گیا۔ چونکہ دینی نظام تعلیم شدید فرقہ وارانہ تقسیم پر مستحکم تھا، اس لیے ملازمتوں کی دوڑ میں فرقہ وارانہ کشمکش سامنے آئی اور ہر گروہ نے زیادہ سے زیادہ ڈگریاں دینے کی پالیسی اختیار کی۔ اس پالیسی کے خراب اثرات کا ظہور اب سکولوں اور کالجوں کی سطح پر ہو رہا ہے، جہاں پر فرقہ وارانہ گروہ بندی طلبہ کے ذہنوں کو مسموم کر رہی ہے۔ ہم اپنی تمام ہمدردیوں کے باوجود یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ دین کا جو اخلاقی وروحانی اثر ان اداروں کے طلبہ پر ہونا چاہیے تھا، بڑی حد تک وہ معدوم ہو گیا ہے۔

نصاب تعلیم: اس نظام تعلیم کا اہم جزو نصاب تعلیم ہے۔ اگرچہ اس نصاب میں اضافے ہوئے ہیں لیکن بنیادی ڈھانچہ جوں کا توں ہے اور عرصہ دراز گزرنے کے باوجود اس نصاب میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

اس نصاب پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اس میں شامل اپنے وقت کے متداول علوم تھے۔ پڑھنے والا شخص ایک صاحب استعداد عالم ہوتا تھا۔ وہ اس تعلیم کی بنیاد پر ہر قسم کے علوم سے فائدہ اٹھا سکتا۔ چونکہ عربی اور فارسی اس وقت کی عالمی اسلامی زبانیں تھیں، اس لیے اسے اظہار کے لیے کوئی وقت پیش نہیں آتی تھی۔ نصاب میں بعض دقیق متون (texts) رکھی گئی تھیں، تاکہ فاضل علوم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اندر تنقیدی و تحقیقی صلاحیت بھی پیدا ہو۔ اس نصاب نے برصغیر میں چوٹی کی ہستیاں پیدا کیں۔

لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس نصاب کی افادیت میں کمی آتی گئی۔ ایک تو طریق تدریس محض قیل وقال اور پہیلیوں کی نذر ہو گیا۔ جو دقیق متون تنقیدی شعور پیدا کرنے کے لیے رکھی گئی تھیں، وہ حاشیہ بر حاشیہ اور شرح در شرح کی الجھنوں میں گم ہو کر رہ گئیں۔ اسی نصاب میں اگرچہ عربی ادب کی کمی کو پورا کیا گیا، لیکن طالب علم کو عربی زبان میں پختہ کرنے کا کوئی اہتمام نہ کیا گیا۔ فارغ التحصیل شخص عربی بولنے اور لکھنے سے محروم ہوتا۔ ابتدائی نصاب میں حدیث کی صرف ایک کتاب تھی، جسے بعد میں دورہ حدیث سے پورا کر لیا گیا۔ لیکن اس ایک سال کی تعلیم حدیث سے علمی رسوخ نہیں پیدا ہوتا۔ پھر دور زوال میں فقہی و کلامی اختلافات پر زور دیا گیا۔ قرآن، حدیث، فقہ، کلام سب اختلافات کے نقطہ نظر سے ہی پڑھائے گئے اور یوں فرقہ وارانہ ذہنیت پختہ ہوتی گئی۔ فرقہ وارانہ تناظر (فریم ورک) کے علاوہ کوئی اور علمی تناظر باقی ہی نہ رہا اور بڑے بڑے فضلا کا مبلغ علم فقہی و کلامی بحثوں کی مفصل معلومات تک محدود ہو کر رہ گیا۔

اس کے باوجود یہ امر واقعہ ہے کہ دینی نظام تعلیم نے تمام خامیوں اور کمزوریوں کے باوجود زیادہ بارسوخ اہل علم و دانش پیدا کیے ہیں۔ دینی علوم میں دینی مدارس کے فاضل حضرات کی ایک تعداد میں جو وسعت اور گہرائی ہے وہ یونیورسٹی کے لوگوں کے ہاں مفقود ہے۔

اصلاح احوال: اصلاح احوال میں ہمہ جہت تبدیلی کی ضرورت ہے۔ طریق تدریس، نصاب تعلیم، مدارس کی معاشرتی کیفیت اور تنظیمی ڈھانچہ سب بنیادی تبدیلیوں کے متقاضی ہیں۔ مثلاً زبان کی تدریس پر جدید اسلوب آزمائے گئے ہیں۔ اس کے نتیجے میں زبان کے فہم، تکلم اور تحریر کو پختہ کرنے کا سامان مہیا ہوتا ہے۔ اسی طرح استاد محض کتاب اور اس کے حاشیے میں گم نہ ہو جائے، بلکہ علم کی اس شاخ کا عمومی تعارف اور تاریخ بھی شامل کرے۔

نصاب تعلیم میں بنیادی تبدیلیاں ضروری ہیں۔ مثلاً قدیم منطق پر عمومی تعارف کے علاوہ صرف ایک کتاب رکھی جائے، جو اصطلاحات سے واقفیت اور فن کی گہری بحثوں سے متعارف کرا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے۔ جدید منطق پر لیکچر ہوں، منطق کی تاریخ اور اس میں مسلمانوں کی خدمات کے بارے میں پڑھایا جائے۔ اسی طرح بلاغت پر جدید کتابیں پڑھائی جائیں تاکہ بلاغت کے موضوعات کا احاطہ ہو جائے۔ سعودی عرب اور مصر کے نصابات سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

اصول فقہ پر جدید کتابیں شامل نصاب کی جائیں۔ حنفی اصول فقہ کی ایک کتاب کافی ہے اور وہ مسلم الثبوت ہوسکتی ہے۔

غزالیؒ کی المستصفی تقابلی مطالعہ کے لیے شامل کی جاسکتی ہے۔ فقہ حنفی کی ایک کتاب ھدایہ شامل ہو۔ بدایہ المجتھد گائیڈ کے طور پر پڑھائی جاسکتی ہے۔ علم کلام پر عمومی لیکچر ہونے چاہییں اور موضوعات کا تعین کر دیا جائے۔ اسی طرح فرقوں کی تاریخ، ان کے عقائد، دور حاضر کے علم کلام، جدید کلامی بحثیں زیر مطالعہ لائی جائیں۔ فرق اسلامیہ پر جدید کتابیں شامل نصاب ہوں، تاکہ طالب علم کو دور حاضر کی علمی بحثوں سے شناسائی حاصل ہو۔

علوم قرآن کی مفصل تدریس کی ضرورت ہے۔ دورۂ حدیث دو سال پر مشتمل ہونا چاہیے، جس میں تاریخ حدیث، اصول حدیث، رجال، نقد متون اور روایت و درایت کے اصول شامل کیے جائیں۔

ایک سال الجامع الصحیح (بخاری) و مسلم شریف اور دوسرے سال ابو داؤد اور ترمذی پڑھائی جاسکتی ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دوسرے سال میں نسائی یا ابن ماجہ بھی شامل کر دی جائے۔

درس نظامی میں داخلے کے لیے میٹرک پاس ہونا شرط ہونی چاہیے کیونکہ اس سے ایک طالب علم عصری تعلیم کا ایک پس منظر لے کر آئے گا۔ اسے بنیادی ریاضی، معاشرتی علوم اور جنرل سائنس کی معلومات حاصل ہوں گی۔ اگر میٹرک کی شرط نہیں تو کم از کم ایسی استعداد رکھتا ہو کہ درس نظامی کے پہلے یا دوسرے سال میں وہ میٹرک کا امتحان دے سکے۔

علم کلام کے ضمن میں تقابل ادیان کو شامل کیا جانا چاہیے۔ اسلامی تاریخ کو بھی شامل نصاب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا جائے۔اس طرح انگریزی زبان کی تعلیم بھی شامل کی جانی چاہیے۔یوں وہ کمی پوری ہوسکتی ہے جوعصری علوم کے داخل نصاب نہ ہونے کی وجہ سے تھی۔

مدارس کا معاشرتی ماحول تبدیل ہونا چاہیے۔اسے ایک بند گلی کے بجائے عام معاشرے سے مربوط کیا جائے۔ مدرسہ کی اخلاقی و روحانی فضا کو برقرار رکھتے ہوئے اپنے گردوپیش کے حالات سے وابستہ رکھا جائے۔ معاشرے کی درست یا نا درست تبدیلیوں کا اسے ادراک ہونا چاہیےاوراس کے اندر منفی ردعمل کے بجائے مثبت ردعمل (response) پیدا ہونے کے امکانات ہونے چاہییں۔ دینی مدارس کے فارغ حضرات کا کردار قائدانہ ہے۔ وہ امام، خطیب، مدرس، مفتی اور معاشرتی رہنما کے طور پر مسلم معاشرے کے مسلمہ قائد ہیں۔اس کردار کے پیچھے صدیوں کی روایت ہے۔انھیں اس کروار کے لیے زیادہ صلاحیت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ کسی قوت کو یہ حق نہیں پہنچتا، کہ ان سے ان کا یہ کردار چھین لے۔

سب سے زیادہ مشکل معاملہ تنظیمی ڈھانچے کا ہے۔تمام دینی مدارس کی حیثیت اب رفتہ رفتہ ذاتی اداروں کی سی بنتی جارہی ہے۔ان کے منتظمین کے ہاں ان اداروں کی حیثیت وراثت کی سی ہے۔لہٰذا اس انتظام میں مداخلت بہت حساس معاملہ ہے۔اس انتظام کوقواعد وضوابط کے تحت لانا ضروری بھی ہےاور مشکل بھی۔

حکمت عملی: دینی نظام تعلیم اور دینی مدارس کے خلاف مہم بین الاقوامی استعماری نظام کا حصہ ہے۔مغربی اقوام نے دینی مدارس کے خلاف جومہم شروع کررکھی ہےاور پاکستان کے سیکولر حلقے اسے جس طرح ہوا دے رہے ہیں،اس کی وجہ وہ مزاحمت ہے جو دینی نظام تعلیم کی طرف سے مغربی غلبے کے خلاف ہے۔ داخلی اور خارجی سیکولر طاقتوں کو احساس ہے کہ دینی نظام تعلیم کے استحکام سے سیکولر کلچر کو خطرہ ہے۔ جب تک یہ نظام موجود ہے سیکولرائزیشن کے عمل میں رکاوٹیں رہیں گی۔لہٰذا، انھوں نے پوری شدومد سے اس نظام تعلیم کے خلاف جنگ شروع کررکھی ہے۔اس لیے کسی سوچنے سمجھنے والے مسلمان کو اس مہم کا حصہ نہیں بننا چاہیے۔ہم سیکولرزم کے مقابلے میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینی نظامِ تعلیم کی حمایت کرتے ہیں اور باہر سے مسلط کردہ کسی تبدیلی کی مخالفت کرتے ہیں۔ البتہ داخلی طور پر اور رضا کارانہ طور پر بعض ایسی تبدیلیاں کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جن سے یہ نظام اور مستحکم ہو سکتا ہے۔ اس تبدیلی کی حکمتِ عملی میں، جو قطعی داخلی اور رضا کارانہ ہے، دو طریق کار ہو سکتے ہیں:

اول – یک جہتی اسکیم: ایک طریق کار یہ ہو سکتا ہے کہ دینی نظامِ تعلیم کے منتظمین اور قائدین سے مل کر ایک ایسا نصاب مرتب کیا جائے، جو موجودہ نظامِ تعلیم کا حصہ ہو اور جامعات کی سطح تک اس کی منظوری ہو۔ یہ نیا نصاب دینی اور عصری علوم پر مشتمل ہو، جو ایف اے کے بعد چار سال یا پانچ سال پڑھایا جائے اور فارغ ہونے والا طالب علم ایم اے کی سند کا مستحق ہو۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے ایف ایس سی کے بعد ایک طالب علم میڈیکل کالج میں داخلہ لیتا ہے یا انجینئرنگ یونیورسٹی جاتا ہے۔ جس طرح میڈیکل کالج کی انتظامی آزادی ہے اسی طرح مدارس کی انتظامی آزادی ہو اور مدارس کی درجہ بندی ہو جائے۔ ایف اے کی سطح تک پڑھانے والے دینی مدارس اور ایم اے کی سطح تک پڑھانے والے دینی مدارس۔ اس طرح یہ نظامِ تعلیم ملکی نظامِ تعلیم سے ہم آہنگ ہو جائے گا۔ البتہ اس میں انتظامی و تعلیمی آزادی کا مسئلہ بے حد اہم ہے، کیونکہ حکومتوں کی مداخلت معاملات کو خراب کرتی ہے اور دینی نظامِ تعلیم کو حکومت کے لادین اور سیکولر اہل کاروں کی مداخلت سے محفوظ رکھنا بے حد ضروری ہے۔

دوم – موجودہ نظام کی برقراری: دوسری صورت یہ ہے کہ مدارس کا موجودہ نظام برقرار رہے البتہ نصاب میں بنیادی تبدیلیاں کر دی جائیں اور کلاسوں کی درجہ بندی کر دی جائے، تاکہ یونیورسٹی کے تعلیمی ادوار کے ساتھ ہم آہنگ ہو جائے۔ میٹرک پاس طالب علم اگر داخلہ لیتا ہے تو اسے دو سال میں منتخب نصاب پڑھا کر ایف اے، دو سال بعد بی اے اور مزید دو سال بعد ایم اے کرا دیا جائے۔ ظاہر ہے کہ اس نصاب میں عصری علوم میں سے سماجی علوم (سوشل سائنسز)، تقابلِ ادیان اور انگریزی زبان شامل ہوں گے۔ نصاب کی تدوینِ جدید کے لیے دینی مدارس کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفاقوں کے نمائندے بعض دیگر ماہرین تعلیم کے ساتھ بیٹھ کر اس کی تفصیلات طے کر سکتے ہیں۔

جدید امتحان کی تیاری: جب تک کوئی بنیادی تبدیلی نہیں آتی، اس وقت تک دینی مدارس کے منتظمین اپنے ہاں مختلف مدارج کے طلبہ کو ایف اے، بی اے اور ایم اے کی تیاری کی سہولتیں مہیا کر سکتے ہیں۔ ایف اے اور بی اے کرنے کے بعد دینی مدرسے کا کوئی بھی طالب علم پرائیویٹ ایم اے عربی و اسلامیات بآسانی کر سکتا ہے۔ اس وقت ایک مشکل جو دینی مدارس کے طلبہ کو درپیش ہے وہ ان کی سندات کی معادلت ہے۔ ایک فیصلے کے تحت ان سندوں کو ایم اے کے برابر تسلیم کیا گیا جس کی وجہ سے جدید جامعات میں تحفظات پائے جاتے ہیں اور دینی طلبہ کو مشکلات ہیں۔ میرے خیال میں دینی طلبہ کو اس سیاسی فیصلے کو ذہن سے نکال دینا چاہیے اور یکسو ہو کر ایم اے عربی اور اسلامیات کے امتحانات دینے چاہییں۔ وہ اپنی صلاحیتوں کی بنا پر نمایاں کامیابی حاصل کریں گے اور بغیر کسی الجھن کے اپنے مقاصد حاصل کر لیں گے۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ تبدیلی رضا کارانہ اور داخلی ہونی چاہیے۔ خارج سے سرکاری یا غیر سرکاری دباؤ سے آزاد ہونی چاہیے۔ اس تبدیلی کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اور اس کے بعد تنظیمی ڈھانچہ ہے۔ چونکہ یہ پرائیویٹ سیکٹر میں کام کرنے والے ادارے ہیں۔ لہٰذا ان کی آزادی اور ان کا تشخص بے حد اہم ہے۔ واللہ المستعان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینی نظام تعلیم، اصلاح کی حکمت عملی-۲

مولانا زاہدالراشدی*

میں محترم پروفیسر خورشید احمد صاحب کا شکرگزار ہوں کہ انھوں نے دینی مدارس کے حوالے سے انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد کی مجلس مذاکرہ میں مجھے منتخب ارباب علم و دانش کے ساتھ ملاقات و گفتگو کا موقع فراہم کیا۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر سے نوازیں اور ہماری اس ملاقات کو دین وملت کے لیے افادیت کا حامل بنادیں۔ آمین یا رب العالمین۔

جنوبی ایشیا کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے جن دینی مدارس کے بارے میں آج ہم گفتگو کر رہے ہیں، وہ اس وقت عالمی سطح کے ان اہم موضوعات میں سے ہیں، جن پر علم و دانش اور میڈیا کے اعلیٰ حلقوں میں مسلسل مباحثہ جاری ہے۔ مغرب اور عالم اسلام کے درمیان تیزی سے آگے بڑھنے والی تہذیبی کشمکش میں یہ مدارس، اسلامی تہذیب وثقافت اور علوم وروایات کے ایسے مراکز اور سرچشموں کے طور پر متعارف ہو رہے ہیں، جو مغربی تہذیب و ثقافت کے ساتھ کسی قسم کی مصالحت اور ایڈجسٹمنٹ کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں۔ بلکہ ملت اسلامیہ کے ایک بڑے اور مؤثر حصے کو اس بے لچک رویہ اور غیر مصالحانہ طرز عمل پر قائم رکھنے کا باعث بن رہے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ امت مسلمہ کے مختلف طبقات اور اداروں میں یہی ادارہ مغرب کی تنقید اور

---

* چیئرمین، الشریعہ اکادمی و مدیر اعلیٰ ماہنامہ ’’الشریعہ‘‘ گوجرانوالہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کردار کشی کی مہم کا مرکزی ہدف قرار پایا ہے۔ اور جہانی تہذیبی تصادم میں اس ادارے کو امت مسلمہ کے سپر انداز ہونے میں سب سے بڑی رکاوٹ گردانتے ہوئے، اسے راستے سے ہٹانے کے مختلف منصوبے وقتاً فوقتاً سامنے آتے رہتے ہیں۔ یہ اسی کا ردعمل ہے کہ دینی مدارس خود کو حالت جنگ میں سمجھتے ہوئے اپنی موجودہ صف بندی میں کسی قسم کے ردوبدل پر آمادہ نہیں ہیں۔ اس مخصوص پس منظر میں ان کے نظام ونصاب میں ترمیم وتبدیلی کی بھی کوئی تجویز ان کے ذہنوں تک رسائی حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو رہی۔

ہمیں دینی مدارس کے نظام ونصاب میں اصلاحِ احوال کے حوالے سے بھی کوئی بات کہتے ہوئے ان کی اس مجبوری کو سامنے رکھنا ہوگا، اور ان تحفظات کا لحاظ کرنا ہوگا، جن کے باعث دینی مدارس کے ارباب حل وعقد خود کو اردگرد کے ماحول سے بے گانہ رکھنے اور منہ کان لپیٹ کر اس فضا سے گزر جانے پر مجبور پا رہے ہیں۔ اس لیے اپنی گزارشات کو آگے بڑھانے سے قبل دینی مدارس کے تحفظات میں سے دو اہم امور کا تذکرہ کرنا اس مرحلہ پر ضروری خیال کرتا ہوں:

مالی اور انتظامی خود مختاری: دینی مدارس یہ سمجھتے ہیں کہ معاشرے میں عام مسلمان کا تعلق دین کے ساتھ قائم رکھنے، دینی علوم کی ترویج واشاعت اور اسلامی اقدار وروایات کے تحفظ کے لیے ان کے مسلمہ کردار کی اثر خیزی کی اصل وجہ ان کا آزادانہ کردار اور انتظامی و مالی خود مختاری ہے، جسے وہ عام مسلمانوں کے رضا کارانہ تعاون کے ذریعے قائم رکھے ہوئے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ سرکاری اور ریاستی اداروں کو کسی بھی درجے میں مدارس کے نظام میں دخل اندازی کا موقع مل گیا تو وہ اپنے اس کردار یا اثر انداز ہونے کی صلاحیت سے محروم ہو جائیں گے۔

مسجد و مدرسہ، ترجیح اول: دینی مدارس کے ارباب حل وعقد یہ سمجھتے ہیں کہ ان مدارس کے قیام اور وجود کا سب سے اہم مقصد معاشرے میں مسجد ومدرسہ کے ادارے کو قائم رکھنا اور اسے رجال کار فراہم کرتے رہنا ہے، جو کہیں اور سے فراہم نہیں ہو رہے۔ اس لیے وہ اپنے نصاب کو اسی دائرہ میں محدود رکھنا چاہتے ہیں، تاکہ دینی مدارس سے تیار ہونے والی کھیپ صرف ان کی اپنی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضروریات میں کھپتی رہے اور اس شعبے سے افرادی قوت کا انخلا اس انداز سے نہ ہو کہ معاشرے میں مسجد و مدرسہ کا بنیادی ادارہ ضرورت کے افراد کی کمی کے باعث تعطل کا شکار ہونے لگے۔

ہمارے نزدیک ان دینی مدارس میں جدید سائنسی علوم کے داخلے کا دروازہ بند رکھنے کی بنیادی وجہ یہی چلی آ رہی ہے، کہ جدید علوم اور مروجہ فنون سے آراستہ ہونے کے بعد کسی فاضل فرد کو مسجد و مدرسہ کے ماحول میں محدود رکھنا اگر ناممکن نہیں تو بے حد مشکل ضرور ہو جائے گا۔ جبکہ مسجد و مدرسہ کے نظام کو باقی رکھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ایک اچھی خاصی تعداد خود کو دوسرے تمام کاموں سے فارغ کر کے اسی کام کے لیے وقف کر دے۔ اب تک تجربہ و مشاہدہ بھی اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ دینی مدارس کے ارباب حل وعقد کی یہی ''حکمت عملی'' جنوبی ایشیا کے مسلمانوں میں اب تک دینی حمیت و وابستگی کو باقی رکھنے، بلکہ اُسے پوری دنیائے اسلام میں امتیازی حیثیت پر فائز کرنے کا باعث بنی ہوئی ہے۔

اس حقیقت بیانی کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ: دینی مدارس کے نظام ونصاب میں اصلاح کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اس وقت دینی مدارس میں جو کچھ ہو رہا ہے، اسے ''سب اچھا'' کہہ کر ہمیں خاموش ہو جانا چاہیے۔ نہیں، بلکہ دینی مدارس کے اس نظامِ ونصاب میں اصلاح کی ضرورت خود ان مدارس کے سنجیدہ اکابر ایک عرصے سے محسوس کر رہے ہیں اور اس کا وقتاً فوقتاً اظہار بھی ہوتا رہا ہے۔ لیکن، عملاً یہ ہوتا ہے کہ اصلاحِ احوال کے لیے ان کی مخلصانہ آواز کو جب کچھ دوسرے حلقے ''کیچ'' (catch) کر کے اس کی آڑ میں اپنے مقاصد کو آگے بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ آواز بھی وقتی طور پر مصلحت کے تحت دب کر رہ جاتی ہے اور نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوتی۔

❁

اس پس منظر میں دینی مدارس کے نظامِ تعلیم میں اصلاحِ احوال کی ضرورت کا احساس بیدار کرنے اور حکمت عملی وضع کرتے ہوئے، ہمیں دینی مدارس کے ذہنی تحفظات اور ان کے ارباب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حل وعقد کے ذہنوں میں موجود خطرات وخدشات کو پوری طرح ملحوظ رکھنا ہوگا۔اسی تناظر میں دینی مدارس کے نظام ونصاب میں جن اصلاحات، ترامیم اور اضافوں کی ضرورت عام طور پر محسوس کی جا رہی ہے، انھیں اختصار کے ساتھ پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں:

۱۔**مختلف زبانوں پر عبور:** دینی مدارس میں مروجہ زبانوں پر اس درجہ کے عبور کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جا رہی، کہ ایک فارغ التحصیل عالم دین کسی مسئلہ پر اپنا مافی الضمیر انگلش، عربی، یا کم از کم اردو میں، ہی شستہ انداز میں قلم بند کر سکے اور زبانی طور پر کسی علمی محفل میں سلیقے کے ساتھ اظہار کر سکے۔ اس لیے دینی مدارس میں ایسا نظام قائم کرنا انتہائی ضروری ہے کہ اردو اور عربی دونوں زبانوں میں تحریری اور تقریری طور پر مافی الضمیر کے اظہار پر فاضلین کو دسترس حاصل ہو اور انگریزی میں بھی کم از کم اس درجہ میں لازم ہے کہ لکھی ہوئی چیز پڑھ کر اور سمجھ کر وہ اس کے بارے میں اپنی زبان میں اظہار خیال کر سکیں۔

۲۔**تاریخ کا مضمون:** درس نظامی کے مروجہ نصاب میں تاریخ بالخصوص عالم اسلام کی تاریخ کے بارے میں کوئی قابل ذکر مواد موجود نہیں ہے، جس کی وجہ سے ایک فارغ التحصیل عالم دین عام طور پر تاریخی تسلسل اور اہم واقعات کی ترتیب تک سے بے خبر رہ جاتا ہے اور یہ بات خود دینی راہنمائی کے تقاضوں کے منافی ہے۔

۳۔**تقابل ادیان و معاصر افکار:** دوسرے ادیان ومذاہب، معاصر فلسفہ ہائے حیات اور نظام ہائے زندگی کا تقابلی مطالعہ دینی مدارس کے فضلا کے لیے انتہائی ضروری ہے اور موجودہ عالمی کشمکش کے پس منظر اور مرحلہ وار پیش قدمی سے بھی علمائے کرام کا باخبر ہونا لازم ہے۔ ورنہ موجودہ عالمی تناظر میں اسلام کی صحیح ترجمانی کا فریضہ سرانجام دینا ممکن ہی نہیں ہے۔

۴۔**تاریخ فقہ:** ملت اسلامیہ کے فقہی مذاہب اور مسالک کی تاریخ اور جدوجہد کے ادوار سے واقفیت بھی ایک عالم دین کے لیے ناگزیر ہے، لیکن مناظرانہ انداز میں نہیں بلکہ تعارف اور افہام و تفہیم کے انداز میں، تاکہ اصل تقابلی تناظر سامنے رہے اور اپنے فقہی مذہب اور مسلک کی خدمت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہوئے بھی، شعور وادراک کے ساتھ ایک عالم دین کا رشتہ استوار رہے۔

۵۔جدید علوم سے آگاہی: دینی مدارس میں اس وقت مختلف علوم وفنون میں جو کتابیں پڑھائی جارہی ہیں وہ بہت مفید اور ضروری ہیں، لیکن ان کتابوں کے لکھے جانے کے بعد صدیوں میں علوم وفنون میں جو نئی تحقیقات ہوئی ہیں اور ہر علم میں نئے نئے شعبوں اور ابواب کا اضافہ ہوا ہے، ان سے علمائے کرام کو لاتعلق رکھنا ان کے ساتھ سراسر زیادتی ہے اس لیے یہ ضروری ہے کہ انھی علوم وفنون میں نئی لکھی جانے والی مفید کتابوں کا انتخاب کیا جائے اور انھیں بھی شامل نصاب کیا جائے۔

۶۔فن اور علم تک رسائی: ہمارے ہاں درس نظامی میں عام طور پر کتاب کی تعلیم دی جاتی ہے جس سے طالب علم میں استعداد تو پیدا ہوتی ہے اور اس کی مطالعہ واستنباط کی صلاحیت میں اضافہ بھی ہوتا ہے، لیکن اس کی نظر متعلقہ علم وفن کے وسیع تر تناظر اور افق کے بجائے کتاب کے دائرہ میں محدود ہو کر رہ جاتی ہے۔ جبکہ علم وفن کے تمام پہلوؤں سے اس کی شناسائی نہیں ہوتی اس لیے طریق تدریس میں اتنی تبدیلی ضروری ہے، کہ کسی علم یا فن کی ضروری کتابوں کی تعلیم کے ساتھ اس علم وفن کے تعارف، تاریخ، ضروری مباحث اور جدید معلومات پر محاضرات کا بھی اہتمام کیا جائے، تاکہ طلبہ اپنے اساتذہ کے علوم ومطالعہ سے زیادہ بہتر انداز میں فیض یاب ہوسکیں اور علم وفن کی فطری پیش رفت کے ساتھ بھی ان کا تعلق قائم رہے۔

۷۔اختلاف میں برداشت: ہمارے ہاں نظری، فقہی اور فروعی مباحث میں ایک دوسرے کے نقطہ نظر کا احترام کرنے اور اختلاف کو برداشت کرنے کا معاملہ خاصا ناگفتہ بہ ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ خالصتاً فروعی حتیٰ کہ اولیٰ اور غیر اولیٰ کے جزوی اختلافات بھی بحث ومباحثہ میں اس قدر شدت اختیار کر لیتے ہیں کہ کفر واسلام میں معرکہ آرائی کا تاثر ابھرنے لگتا ہے۔ یہ صورت حال بہت زیادہ توجہ کی طالب ہے اور دینی مدارس کے ارباب حل وعقد کو اس سلسلہ میں سنجیدہ اقدامات کی ضرورت محسوس کرنی چاہیے۔

۸۔فن تدریس: ہمارے ہاں درس نظامی میں اساتذہ کی تربیت کا کوئی نظام ونصاب موجود نہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، حالانکہ تمام نظام ہائے تعلیم میں اس کی ضرورت وافادیت مسلم ہے۔ مگر، درس نظامی کے مدارس میں عملاً یہ ہوتا ہے کہ اچھی استعداد اور ذوق رکھنے والا فاضل کسی نہ کسی مدرسہ میں تدریس کی جگہ حاصل کر لیتا ہے۔ اس کے بعد طلبہ کی ذہن سازی، تربیت اور ان کی فکری ترجیحات کے تعین میں وہ کسی اصول، ضابطہ وقانون اور متعین اہداف کا پابند نہیں ہوتا، بلکہ یہ معاملات خالصتاً اس کے ذاتی ذوق اور رجحان پر منحصر ہوتے ہیں۔ جس کے اثرات لازماً طلبہ پر بھی پڑتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ دینی مدارس کے وفاقوں کی سطح پر اساتذہ کی تربیت کے کورس طے کیے جائیں اور بتدریج اس سلسلہ کو اس طرح آگے بڑھایا جائے کہ کسی مدرسہ میں تدریس کا منصب حاصل کرنے کے لیے تربیت اساتذہ کا یہ کورس شرط سمجھا جانے لگے۔

۹۔ اسلامی نظریہ حیات کا مضمون: قرآن وسنت اور فقہ اسلامی کی عمومی تعلیم کے ساتھ ساتھ آج کے دور میں یہ بھی ضروری ہے کہ اسلامی نظام حیات کو ایک مستقل مضمون اور باضابطہ نصاب کے طور پر پڑھایا جائے، اور اسلامی احکام وقوانین پر فکر جدید کی طرف سے کیے جانے والے اعتراضات اور شبہات وشکوک کو سامنے رکھتے ہوئے طلبہ کو شعوری طور پر اسلامی نظام کی ترجمانی اور نفاذ کے لیے تیار کیا جائے۔

۱۰۔ ذرائع ابلاغ سے شناسائی: ابلاغ عامہ کے تمام میسر ذرائع مثلاً پرنٹ میڈیا، الیکٹرانک میڈیا اور کمپیوٹر وغیرہ کے ساتھ دینی مدارس کے طلبہ وفضلا کی اس درجہ میں شناسائی اور مہارت ضروری ہے کہ وہ ان کے استعمال کی صلاحیت سے بہرہ ور ہوں اور ان ذرائع سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہونے والے کام کی نوعیت اور دائرہ کار کا ادراک کرتے ہوئے اس کے منفی اثرات کے تدارک کے لیے کچھ نہ کچھ کردار ضرور ادا کریں۔

۱۱۔ علوم کی درجہ بندی: درس نظامی کے نصاب کی اس انداز میں درجہ بندی ہونی چاہیے، کہ تمام طلبہ کے لیے قرآن وحدیث، فقہ اور عربی گرامر کی یکساں ضرورت پورا کرنے کی ایک حد متعین کر کے طلبہ کی جداگانہ صلاحیتوں اور ذوق کا لحاظ رکھتے ہوئے مختلف علوم وفنون میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گروپ بندی کا اہتمام کیا جائے۔ تاکہ، ہر طالب علم اپنے ذوق اور استعداد کے مطابق تعلیمی میدان میں آگے بڑھ سکے۔

۱۲۔عام طلبہ کے لیے کورسز: دینی مدارس کو اپنے اردگرد رہنے والے عام شہریوں بالخصوص اسکولوں اور کالجوں کے طلبہ کے لیے بھی مناسب اوقات میں مختصر تدریسی کورسوں کا اہتمام کرنا چاہیے، جن کے ذریعے وہ ضروری عربی گرامر کے ساتھ قرآن کریم کا ترجمہ اور ضروریات زندگی کے حوالے سے حدیث وفقہ کا منتخب نصاب پڑھ سکیں۔

۱۳۔باصلاحیت افراد کے لیے خصوصی اہتمام: دینی مدارس کے وفاقوں یا بڑے دینی مدارس کی سطح پر باصلاحیت اور ذہین فضلا درس نظامی کے لیے تخصص کے ایسے کورس کا اہتمام ضروری ہے، جس کے ذریعے انھیں مروجہ بین الاقوامی زبانوں مثلاً عربی، انگلش، فرانسیسی اور فارسی وغیرہ میں تحریر وگفتگو کی مہارت حاصل ہو۔ موجودہ عالمی صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے انھیں اسلام کی دعوت، ترجمانی اور دفاع کے لیے تیار کیا جائے۔ ان میں بریفنگ، لابنگ اور دفتری کام کی جدید ترین تکنیک کو سمجھنے اور اسے استعمال کرنے کی صلاحیت واستعداد پیدا ہو۔

۱۴۔تحریر و تقریر کی تربیت: طلبہ میں تحریر وتقریر اور مطالعہ وتحقیق کا ذوق پیدا کرنے کے لیے وفاقوں اور مدارس کی سطح پر خطابت اور مضمون نویسی کے انعامی مقابلوں کا اہتمام کیا جائے۔

یہ تو ان ضروریات اور تقاضوں کی ایک سرسری فہرست ہے، جو مروجہ حالات میں دینی مدارس کے روایتی کردار کو زیادہ موثر بنانے اور انھیں اپنے پہلے سے طے شدہ اہداف ومقاصد سے قریب تر کرنے کے لیے ضروری سمجھے جارہے ہیں، لیکن اس کے لیے دینی مدارس اور ان کے وفاقوں کے ارباب حل وعقد کو آمادہ کرنے کے لیے کیا حکمت عملی اختیار کی جائے؟ اس ضمن میں چند عملی تجاویز پیش کر رہا ہوں:

دینی مدارس سے ہم آہنگی: دینی مدارس کے نظام ونصاب میں ریاستی اداروں کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مداخلت کے امکانات کو یکسر مسترد کرتے ہوئے دینی مدارس کے آزادانہ کردار اور انتظامی و مالیاتی خودمختاری کے تحفظ کی جدوجہد میں ان کے ساتھ ہم آہنگی کا اظہار کیا جائے۔

اعتماد کی بحالی: دینی مدارس کے مدرسین کو یقین اور اعتماد دلایا جائے کہ اصلاح احوال کی یہ تجاویز ان کے بنیادی مقاصد واہداف کا رخ تبدیل کرنے اور ان کے دینی وعلمی تشخص کو مجروح کرنے کے لیے نہیں، بلکہ ان کے پہلے سے چلے آنے والے متعینہ مقاصد ہی کے لیے ان کے کردار کو مزید مؤثر بنانے کی غرض سے پیش کی جا رہی ہیں۔

مشاورت و مباحثہ: مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے سرکردہ اصحاب علم و دانش کی ایک کمیٹی قائم کی جائے جو دینی مدارس کے مختلف وفاقوں کے ذمہ دار حضرات سے رابطہ قائم کر کے اس سلسلہ میں ان سے تبادلہ خیال کرے۔ مختلف شہروں میں اس مقصد کے لیے خالص علمی اور فکری مجالس مذاکرہ کا انعقاد عمل میں لایا جائے، جن میں دینی مدارس کے سینئر اساتذہ کو بھی اظہار خیال کی دعوت دی جائے۔

تشخص اور اشتراک: مختلف مکاتب فکر کے دینی مدارس کے الگ الگ وفاقوں کی جداگانہ حیثیت کا احترام کرتے ہوئے ان کے مابین رابطہ کار کے لیے ایک مشترکہ وفاق یا کم از کم مشاورتی بورڈ کے باضابطہ قیام کی کوشش کی جائے۔

نصاب و نظام پر غور و فکر: بڑے دینی مدارس اور وفاقوں سے گزارش کی جائے کہ وہ دینی مدارس ہی کے پرانے اور تجربہ کار اساتذہ کے مذاکروں کا اہتمام کریں اور دینی مدارس کے نظام و نصاب کو مزید بہتر بنانے کے لیے ان سے تجاویز لیں اور ان کی روشنی میں اپنی ترجیحات اور جملہ طریق کار پر نظر ثانی کا اہتمام کریں۔

مجھے امید ہے کہ اگر سنجیدگی کے ساتھ اس سمت میں کام کا آغاز ہو جائے تو ہم دینی مدارس کو ریاستی اداروں کی مداخلت کے خدشات اور بنیادی مقاصد سے انحراف کے خطرات سے محفوظ رکھتے ہوئے، انھیں ان ضروری اصلاحات و ترامیم کے لیے تیار کر سکیں گے، جو تیزی کے ساتھ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدلتے ہوئے عالمی حالات میں اسلام اور ملت اسلامیہ کے مفاد کے لیے دینی مدارس کے نظام و نصاب کو زیادہ مؤثر بنانے کے لیے ناگزیر ہو چکے ہیں۔

میں امید رکھتا ہوں کہ ان امور پر آپ جیسے ارباب علم و دانش کی گراں قدر آراء اور تجاویز، دینی مدارس کے مقاصد، مستقبل اور پہلے سے زیادہ مؤثر کردار کے لیے یقیناً مفید اور بارآور ثابت ہوں گی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینی مدارس: مفروضے، حقائق، لائحہ عمل؟

ڈاکٹر محمود احمد غازی*

انتہائی محترم پروفیسر خورشید احمد، گرامی قدر علمائے کرام اور برادران محترم!

میں انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز کی انتظامیہ کا دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں کہ انھوں نے ایک ایسے اہم موضوع پر، جس کا ملک وملت کی دینی اور اجتماعی زندگی کے مستقبل سے گہرا تعلق ہے، اس مشاورت اور تبادلہ خیال کا اہتمام کیا۔ ملک کے جید اور نامور اہلِ علم اور علمائے کرام کے خیالات سے استفادے کی یہ محفل آراستہ فرمائی۔

❁

برادرانِ محترم، دینی مدارس نے پچھلے دو سو سال سے خاص طور پر اور اس سے پہلے پوری اسلامی تاریخ میں عام طور پر ایک انتہائی فعال، تعمیری اور مؤثر کردار ادا کیا ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ ہمارے ہاں دینی مدارس اور غیر دینی مدارس کی تفریق نہیں تھی۔ تقریباً بارہ سو سالہ اسلامی تاریخ میں دنیائے اسلام اس تفریق سے ناآشنا رہی ہے۔ جس نظام تعلیم کی پیداوار مجدد الفِ ثانیؒ [م: ۱۳ نومبر ۱۶۲۴ء] تھے، جنھیں دنیائے اسلام نے دوسرے ہزار یے کا مجدد قرار دیا، جن کو علامہ محمد اقبالؒ

* وفاقی وزیر مذہبی امور، زکوٰۃ وعشر اور اقلیات، حکومت اسلامی جمہوریہ پاکستان۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے مسلم ہندستان کا سب سے بڑا religious genius یعنی دینی نابغہ قرار دیا۔ اسی نظام تعلیم کی پیداوار اس دور کے دوسرے تمام اہل علم، ارباب سیاست وحکومت اور دیگر اصحاب ادب و دانش بھی تھے۔ حضرت مجددؒ صاحب اور سلطنت مغلیہ کے وزیراعظم نواب سعد اللہ خاں مرحوم دونوں ہم درس تھے۔ وہ ایک ہی درس گاہ میں اور ایک ہی استاد کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کر کے تیار ہوئے تھے۔ تاج محل اور دوسری عظیم الشان عمارتیں بنانے والا ماہر تعمیرات بھی انھی درس گاہوں کا پڑھا ہوا تھا، جن درس گاہوں سے شاہ ولی اللہؒ کے والد شاہ عبدالرحیمؒ پڑھ کر تیار ہوئے تھے۔

اس لیے میں یہ بات بلا خوفِ تردید عرض کر سکتا ہوں کہ تعلیم کی وحدت: نظامِ تعلیم کی یکسانیت اور یکجہتی، ملت اسلامیہ کی یکسانیت، یکجہتی اور یک رنگی کے لیے ایک لازمی شرط ہے۔ ایسی ہر صورت حال جس سے مسلمان دو مختلف طبقوں یا ایک سے زائد طبقوں میں تقسیم ہو جائیں، وہ طبقے تعلیم کے نام پر قائم کیے جائیں، وہ طبقے کسی کی آمدنی کے نام پر قائم کیے جائیں یا رنگ اور نسل کی بنیاد پر قائم کیے جائیں، ان تمام طبقوں اور ان طبقوں کی بنیاد پر الگ الگ تعلیمی، دینی اور مذہبی اداروں کا وجود اسلام کے مزاج کے خلاف اور غیر اسلامی ہے۔ اس لیے میں ذاتی طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ ملک میں دینی تعلیم اور غیر دینی تعلیم کے جداگانہ اور بالکل الگ الگ ادارے جس انداز سے قائم ہیں، اس سے ملک وملت کی وحدت اور یک جہتی متاثر ہو رہی ہے۔ اس سے روزانہ، آنے والا ہر لمحہ اور ہر صبح طلوع ہونے والا سورج ملک میں دوئی، ثنویت اور افتراق کے جراثیم لے کر آ رہا ہے۔ اگر اجازت دی جائے تو سخت لفظ استعمال کرنا چاہتا ہوں کہ یہ دوئی سیکولرزم کے فروغ میں ممد ومعاون ثابت ہو رہی ہے۔ ہم نے بطور قوم اور ملک، غالباً اس بات کو عملاً قبول کر لیا ہے، یا کم از کم ہم میں سے بہت سے لوگوں نے قبول کر لیا ہے کہ دین اور دنیا دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ دین کے مقاصد کی خاطر فلاں اداروں میں لوگ تیار ہوں گے اور دنیا کے مقاصد کی خاطر فلاں اداروں میں تیار ہوں گے۔ میں انتہائی ادب سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دین ودنیا کی اسی ابتدائی فکری اور نظری تفریق کی بنیاد پر سیکولرزم کی عمارت استوار ہوتی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پچھلے چند مہینوں میں مجھے خاص طور پر ملک کے انتہائی جید اہل علم سے اور بالخصوص بعض جید محترم علمائے کرام سے تبادلہ خیال اور استفادے کا موقع ملا ہے۔ علمائے کرام کی قابل لحاظ تعداد اس ضرورت کو محسوس کرتی ہے کہ ''دینی مدارس کے نظام اور نصاب میں مثبت تبدیلی لائی جانی چاہیے''۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بات بھی بڑی اہمیت رکھتی ہے کہ ملک کی دینی قیادت میں بعض انتہائی قابلِ احترام بزرگ ابھی تک ایک مختلف تصور پر سختی کے ساتھ قائم ہیں۔

مجھے ان میں سے بعض کی خدمت میں نیاز حاصل کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی ہے، جنھوں نے ہر ایسے موضوع پر کسی قسم کی گفتگو کرنے، گفتگو میں حصہ لینے سے یا گفتگو میں شریک ہونے سے صاف صاف انکار فرمایا: جس کا مقصد یہ ہو کہ دینی مدارس کی پیداوار یا دینی مدارس کے طلبہ کا معاشرے میں مسجد کی خدمت کے علاوہ بھی کوئی اور رول یا کردار ہو سکتا ہے۔

ایک بزرگ نے واضح اور دوٹوک الفاظ میں ارشاد فرمایا کہ: ''ہم تو مسجد کے ٹکڑوں پر پلنے والے کٹھ ملا ہی تیار کرنا چاہتے ہیں، اس کے علاوہ ہمارا اور کوئی مقصد نہیں اور دینی مدارس اس وقت تک ہی قائم رہ سکتے ہیں، جب تک ان کو صرف مسیتیے پیدا کرنے ہوں''۔ یہ الفاظ خود انھوں نے اپنی زبان مبارک سے ادا فرمائے۔ یقیناً ایسے بزرگوں کی تعداد بہت کم ہے، لیکن ایسے حضرات ہمارے اکابر کی صفوں میں موجود ہیں۔ میرا تاثر یہ ہے کہ شاید انھی اکابر کی شدت احساس کی وجہ سے یہ خیال پھیل گیا ہے کہ حکومتِ پاکستان دینی مدارس میں مداخلت کا کوئی ارادہ رکھتی ہے یا مداخلت کا کوئی منصوبہ تیار کیا جا رہا ہے۔

حضرات گرامی قدر!

آپ میں سے اکثر بزرگ اور احباب مجھ سے شخصاً بھی واقف ہیں اور شاید یہ حسن ظن بھی رکھتے ہیں کہ میں کوئی جھوٹا یا غیر ذمہ دار آدمی نہیں ہوں اور نہ مجھے بد دیانت سمجھتے ہیں۔ اس حسنِ ظن کی بنا پر جو آپ حضرات کو میری نسبت حاصل ہے میں واضح طور پر آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ایسا کوئی پروگرام حکومتِ پاکستان کے پیش نظر نہیں ہے۔ اور اگر خدانخواستہ ایسا کوئی پروگرام ہوا تو میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلا آدمی ہوں گا جو اس سے اظہار برات کرے گا۔

دینی مدارس کو خیر کا مؤثر مرکز بنانے کے لیے میں نے حکومت پاکستان کے ذمہ داران سے انھی میدانوں میں اور انھی خطوط پر بات کی ہے جو آج انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز کے اس سیمینار میں آپ حضرات کے پیش نظر ہیں۔ آپ حضرات میں سبھی لوگ دین دار، دین سے محبت رکھنے والے اور مخلص خادمانِ دین ہیں۔ اس محفل میں کوئی مغرب زدہ یا مغرب سے مرعوب فرد بیٹھا ہوا نہیں ہے۔ بہرحال حکومت کے ذمہ داروں کے ذہن میں اگر کچھ ہے تو وہی ہے جو انھی خطوط پر انھیں بتایا گیا ہے جسے آپ اپنے مباحث میں اٹھا رہے ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ [صدر] جنرل پرویز مشرف صاحب کے ذہن میں کوئی تصور، دینی مدارس کی آزادی اور خودمختاری کو مجروح کرنے کا نہیں ہے اور نہ وہ کوئی ایسا ایجنڈا ہی لے کر آئے ہیں۔ یہ ۱۱ دسمبر ۱۹۹۹ء کی بات ہے جب میری ان سے اس موضوع پر گفتگو ہوئی تھی۔ تب میں نے واضح طور پر ان سے یہ بات کہی تھی کہ ''دینی مدارس کے نظام میں اگر کوئی ایسی کوشش کی گئی جس سے ان کی آزادی اور خودمختاری میں کوئی فرق پڑا تو نہ صرف یہ کہ ایسی کوئی کوشش قابلِ عمل نہیں ہوگی، بلکہ یہ ملک وملت کے دینی مستقبل کے لیے انتہائی نقصان دہ اور تباہ کن بھی ہوگی''۔ میں نے جنرل مشرف صاحب سے کہا تھا: ''حکومت پاکستان نے فیلڈ مارشل ایوب خان مرحوم [۱۹۵۸-۶۹ء] کے دور جاہ وجلال میں تجربہ کر کے دیکھ لیا اور ملک کی شاید دو لاکھ مساجد میں صرف آٹھ سو مساجد کا انتظام وانصرام مشرقی اور مغربی پاکستان کے صوبائی اوقاف کے محکمے مشترکہ طور پر سنبھال سکے۔ آج مغربی پاکستان سے چاروں صوبوں کی ان مساجد یا ان میں سے چند مساجد سے ملحق مدارس کی کیفیت اور دوسرے غیر سرکاری مدارس کا انتظام دیکھ لیجیے تو معلوم ہو جائے گا کہ سرکاری انتظام میں اور بیوروکریسی کے ہاتھوں میں اگر دینی معاملات دے دیے جائیں تو اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے؟''

___ پھر میں نے وفاقی کابینہ اور نیشنل سیکورٹی کونسل کے مشترکہ اجلاس میں تقریباً دو گھنٹے تک اس مسئلے کے تمام پہلوؤں کو وضاحت کے ساتھ پیش کیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں یہ چاہتا تھا کہ وہ حضرات، جن کو دینی مدارس سے واقفیت نہیں ہے، یا انھیں دینی مدارس کے پس منظر سے واقف ہونے کا موقع نہیں ملا (اور اس اجتماع میں غالب اکثریت ایسے ہی حضرات کی تھی) ان کو تفصیل سے بتایا جائے کہ دینی مدارس کی تاریخ کیا رہی ہے اور کس انداز سے انھوں نے ملک وملت کی پوری تاریخ میں بالعموم اور انگریز کی دوسو سالہ تاریخ میں بالخصوص یہاں اسلامی تہذیب، اسلامی تمدن، مسلمانوں کی مذہبی زندگی کا تحفظ کیا۔ اس لیے دینی مدارس میں اگر کسی اصلاح یا بہتری کی کوئی خواہش یا کاوش ہو تو اس کی اولین شرط یہ ہے کہ دینی مدارس کی آزادی اور خودمختاری میں کسی قسم کی مداخلت نہ کی جائے۔

❁

دینی مدارس کا موجودہ نظام اور نصاب ملا نظام الدین سہالویؒ کا مرتب کیا ہوا ہے۔ جملہ معترضہ کے طور پر عرض کرتا ہوں۔ ابھی چند مہینے پہلے کی بات ہے، کہ ایک محترم بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے فرمایا: ''اس پر تو علمائے امت کا اجماع ہے کہ دینی تعلیم کے لیے واحد نظام درسِ نظامی ہے''۔ میں نے پہلے تو سمجھا کہ شائد میں غلط سن رہا ہوں۔ اپنی غلط فہمی دُور کرنے کے لیے دوبارہ عرض کیا ''حضرت کیا فرمایا ہے؟'' تو انھوں نے پھر یہی جملہ دہرایا۔

مجھے اس پر حیرت ہوئی کہ ان کے نزدیک ''اجماع'' کا مفہوم کیا ہے؟ بھلا دینی مدارس کے لیے درسِ نظامی کے اختیار کرنے یا نہ کرنے جیسے خالص انتظامی معاملے کا اجماع امت کی خالص فقہی اور اصولی اصطلاح سے کیا تعلق ہے؟ پھر انھوں نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا: ''یہ تو امام غزالیؒ کے دور سے مدرسہ نظامیہ کے وقت سے چلا آرہا ہے''۔ حدِ ادب کا پاس ولحاظ کرتے ہوئے میں نے احتراماً اس کی تردید نہیں کی، وضاحت بھی نہیں کی۔ لیکن اس سے آپ کو یہ ضرور اندازہ ہو جائے گا کہ کس طرح کے تاثرات اور کس طرح کے خیالات یا غلط فہمیاں بعض دینی حلقوں میں موجود ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال یہ ہے کہ درس نظامی کا یہ نصاب ملا نظام الدین سہالوی مرحوم و مغفور نے کیوں اور کس مقصد کی خاطر مرتب کیا تھا؟ اس پر اگر ذہن صاف ہو اور تاریخی حقائق سامنے ہوں تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ برصغیر میں سلطنت مغلیہ کے آخری دور میں (جس کو اب برصغیر کی اسلامی تاریخ کا دورِ زوال اور دورِ انحطاط بھی کہہ سکتے ہیں) ریاستی نظام چلانے، اسلامی عدالتوں کو قاضی، مفتی اور مقنن فراہم کرنے کی خاطر یہ نصاب تیار کیا گیا تھا۔ یہ زمانہ ایسٹ انڈیا کمپنی کا ابتدائی دور تھا۔ جب اٹھارہویں صدی میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے شاہ عالم سے دیوانی خرید لی تو کمپنی کے زیرانتظام صوبوں کے بارے میں یہ شرط رکھی گئی کہ وہاں کا نظام بدستور فقہ حنفی کے مطابق چلتا رہے گا۔ اس نظام کے لیے کمپنی کے کارپردازوں نے بھی اپنے اہتمام میں درسِ نظامی کے کئی ادارے قائم کیے۔ یہ سلسلہ ۱۸۵۷ء میں سلطنت مغلیہ کے مکمل اور حتمی سقوط تک جاری رہا۔ بہرحال، اس کے بعد چونکہ یہی نصاب موجود تھا، اور اسی نصاب کے تیار کردہ علماء دستیاب تھے، اس لیے جب دارالعلوم دیوبند اور دوسرے مدارس قائم ہوئے تو انھوں نے اسی نصاب کو قابل عمل پایا اور اس کو اختیار کر لیا۔ لیکن دارالعلوم دیوبند کے قیام کے بعد خود اس نصاب میں پچھلے سو سال میں اب تک جتنی بڑی تبدیلیاں ہوئی ہیں، انھوں نے اس نصاب کو ''حقیقی درسِ نظامی'' نہیں رہنے دیا۔ آج کا رائج الوقت درسِ نظامی اصل درسِ نظامی سے بہت مختلف چیز بن چکا ہے۔ لیکن تاریخی تسلسل میں اگر اس کو ''درس نظامی'' کہا جائے تو اس میں کوئی قباحت نہیں معلوم ہوتی۔

دینی مدارس کا نظام: وہ درسِ نظامی ہو یا اس کی کوئی مزید بہتر شکل، اس کا بنیادی مقصد دینی علوم کے محققین، محدثین، مفسرین، فقہاء، مبلغین اور مربی پیدا کرنا ہے۔ میرے یا حکومت کے ذمہ داران میں سے کسی کے ذہن میں یہ مقصد نہیں ہے کہ دینی مدارس مثلاً جامعہ اشرفیہ لاہور، جامعہ سلفیہ فیصل آباد، جامعہ خیر المدارس ملتان، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ، دارالعلوم کراچی، جامعہ المنتظر لاہور یا مدرسہ تفہیم القرآن مردان وغیرہ جیسے اداروں میں محدثین، مفسرین، متکلمین اور فقہائے اسلام کے بجائے کمپیوٹر کے ماہرین پیدا ہوں۔ یہ دینی تخصص کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادارے ہیں اور انھی رجال کار کی تیاری کے ادارے رہیں گے۔ لیکن ہم سب لوگ فرداً فرداً یہ بات محسوس کرتے ہیں کہ دینی مدارس کے متخصصین، علماء، فقہا، محدثین، مفسرین کو عصر حاضر میں اپنے تخصص کو عام لوگوں تک پہنچانے کی ضرورت ہے۔ اس تخصص کے مطابق ملکی نظام کو ڈھالنے اور اس کے مطابق ملک کے مختلف اداروں کی تشکیل نو کے لیے بعض ایسی جزدی، معنوی تبدیلیوں، یا جامع علوم اور مہارتوں کی ضرورت ہے جس کے بغیر دور جدید میں دینی تعلیم کے تقاضوں پر کماحقہٗ عمل درآمد نہیں کیا جا سکتا۔

اگر دینی قیادت پر فائز حضرات کا خدانخواستہ تصور سیکولر ہی ہے کہ مذہب اہل مذہب کے لیے ہے اور دنیا اہل دنیا کے لیے ہے، قیصر کو قیصر کی چیز دے دو اور پادری کو پادری کا علاقہ دے دو تو پھر بے شک دین و دنیا کی تفریق کے اس ابلیسانہ تصور پر کاربند رہیے۔ اگر نعوذ باللہ، ان اداروں کے قیام سے یہی مقصد پیش نظر ہے، تو پھر یاد رکھیے کہ لادینیت کا یہ نظام اسی طرح چلتا رہے گا۔

یہاں یہ امر واضح کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ انگریزوں کے دور استعمار میں اس دوئی کو برداشت کرنے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں تھا۔ انگریز یہ بات سننے کے لیے بھی تیار نہیں تھا کہ ملک وملت کا نظام، معاشیات یا بنکاری کا نظام دینی تعلیم سے جزدی طور پر بھی متاثر ہو سکتا ہے۔ لیکن پاکستان جس کی تاسیس ہی اس مقصد کے لیے ہوئی ہے، کہ یہاں اسلام کے احکام پر مبنی ادارے قائم کیے جائیں گے اور ملک وملت کا نظام شریعت کی بنیاد پر استوار ہوگا۔ یہاں حالات کا وہ جبر نہیں ہے جس کے تحت ۱۸۵۷ء کے بعد کے سالوں میں اکابر اسلام نے دوئی اور ثنویت پر مبنی اس صورت حال کو برداشت کیا تھا۔ آج اگر آزاد اسلامی جمہوریہ پاکستان میں دینی تعلیم کا مقصد پاکستان کی تمام دینی ضرورتوں کی تکمیل نہیں ہے تو میں اپنے دل کے زخموں سے مجبور ہو کر سخت لفظ کہنے پر اپنے کو مجبور پاتا ہوں۔ وہ یہ کہ پھر سوچا جانا چاہیے کہ کیا ایسی دینی تعلیم کی ضرورت بھی ہے کہ نہیں؟ اگر پاکستان کی موجودہ دینی تعلیم، پاکستان کو، پاکستان کے مسلمانوں کو اور پاکستان کے اداروں کو، اسلام کے مطابق نہیں ڈھالنا چاہتی اور ڈھالنے کے لیے رجال کار تیار کرنے کے لیے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آمادہ نہیں تو پھر اس دینی تعلیم کی ضرورت پر از سر نو غور کر لینا چاہیے کہ اس کی ضرورت بھی ہے کہ نہیں ہے۔

میرا خیال ہے اور آپ سب حضرات اس سے اتفاق کریں گے، کہ ہمارے ہاں دینی تعلیم کے متخصصین، محدثین، مفسرین اور فقہا پیدا کرنے کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ پاکستان کو ایک اسلامی ریاست بنایا جائے۔ پاکستان کے مسلمانوں کو صحیح مسلمان بننے میں مدد دی جائے، امت مسلمہ کی تشکیل صرف ان خطوط پر ہو جو قرآن وسنت میں بیان ہوئے ہیں۔ اگر یہ مقصد ضروری ہے تو بجا طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا بنکاری کے نظام کو اسلامی خطوط پر ڈھالنے کے لیے ہمیں ایسے ماہرین کی ضرورت نہیں ہے جو صحیح معنوں میں فقہی تخصص اور تعمق (depth) رکھتے ہوں، اور جدید بنکاری کے نظام سے بھی ضرورت کی حد تک واقف ہوں؟ میں یہ نہیں کہتا اور کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ خدانخواستہ فقہ، حدیث کی تعلیم ختم کر کے ان کو بینکار اور اکانومسٹ بنا دیا جائے۔ بینکار اور اکانومسٹ الگ رہیں گے، ان کو بھی شریعت اور اسلام کا بنیادی فہم دینے کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ ماضی اسلام کے متخصصین نے کیا۔

❁

سچی بات یہ ہے کہ 'دورِ جدید' ایک پیچیدہ دور ہے۔ اس دور کے ادارے، تصورات اور اس دور کے معاملات اتنے پیچیدہ ہیں کہ اس کے لیے بڑی خصوصی مہارتیں درکار ہیں۔ اس وقت پاکستان میں مثال کے طور پر "بلاسود بینکاری" کا ایک بڑا چیلنج درپیش ہے۔ لیکن پاکستان میں کتنے ایسے لوگ ہیں جو شریعت کا بھی عمیق علم رکھتے ہوں اور جدید بینکاری کے تقاضوں کو مکمل طور پر سمجھتے ہوں، اس طرح کہ دنیا بھر کی سطح پر بینک کاروں سے مقابلہ کر سکیں۔

دنیا بھر کے بینک، مسلمان بینک کاروں کو چلنے نہیں دیتے۔ B.C.C.I کو چلانے والے کوئی مذہبی لوگ نہیں تھے اور نہ وہ مذہبی انداز میں چلا رہے تھے، لیکن چونکہ بینک مسلمانوں کا تھا،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دولت زیادہ تر مسلمانوں کی تھی اور اس کا فائدہ زیادہ تر کچھ مسلمانوں کو ہو رہا تھا، اس لیے اس کے ساتھ جو حشر ہوا وہ سب کے سامنے ہے۔ اس طرح کی متعدد مثالیں دی جا سکتی ہیں کہ جہاں اس چیلنج کا مقابلہ کرنا خاصی فنی مہارت کا تقاضا کرتا ہے۔ جہاں وہ فنی مہارتیں ہیں وہاں بد قسمتی سے شریعت کا علم نہیں ہے اور جہاں شریعت کا علم ہے وہاں جدید فنی مہارتیں نہیں ہیں۔ تو کیا یہ ہم پر فرض کفایہ نہیں ہے کہ ہم شریعت کے ایسے متعمق ماہرین پیدا کریں جو دینی ماحول، دینی تربیت اور دینی ذوق و مزاج کے ساتھ ساتھ دورِ جدید کے معیار کی فنی مہارت رکھتے ہوں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک قول مجھے بہت یاد آتا ہے کہ ایک دفعہ کسی ذمہ داری پر تعین کے لیے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کر رہے تھے۔ مجلس میں موجود بعض لوگوں نے ایک خاص شخص کا نام لیا کہ: ''جی، وہ بہت نیک آدمی ہیں، بڑے بزرگ اور تہجد گزار ہیں'' اور آخر میں فرمایا کہ: ''وہ اتنے نیک ہیں ''کأنه لا يعرف الشر'' گویا وہ شر کو جانتے ہی نہیں''۔ اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''ایسا آدمی نہیں چاہیے جو شر کو نہیں جانتا۔ اس لیے کہ ''اِذا يوشك أن يقع فيه'' کہ جو شر کو نہیں جانتا وہ شر میں جلدی مبتلا ہو جائے گا۔ وہ تو شر کا شکار ہو جائے گا۔ اس لیے ایسا آدمی ہو جو خیر کو بھی جانتا ہو اور شر کو بھی جانتا ہو''۔

امام احمد بن حنبلؒ سے زیادہ متبعِ سنت اور شریعت کا مزاج شناس ان کے دور میں کوئی نہیں گزرا۔ ان سے کسی نے مشورہ کیا: ''فلاں جگہ جہاد کا معاملہ درپیش ہے، مختلف علاقوں سے فوجیں اور رضا کاروں اور مجاہدین کے دستے جا رہے ہیں۔ ایک فوجی کمانڈر کی سربراہی میں ایک بڑا دستہ تیار ہو رہا ہے، وہ کمانڈر بڑا متقی اور پرہیزگار ہے، بڑا نمازی اور تہجد گزار ہے، لیکن سیاسی و عسکری معاملات میں وہ خاص ماہر نہیں ہے۔ البتہ ایک دوسرا شخص ہے جو زیادہ دین دار اور نیک تو نہیں ہے لیکن اُس کی عسکری مہارت بڑی مسلم ہے۔ تو فرمایئے ہمیں کس کے ساتھ جانا چاہیے؟ (ہم تو اللہ کی رضا کے لیے جا رہے ہیں)''۔

امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا: ''جو شخص نیک و متقی ہے، لیکن عسکری مہارت میں کم درجہ رکھتا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، اُس کی نیکی وتقویٰ کا فائدہ اس کی ذات کو ہوگا اور اس کی عسکری عدمِ مہارت کا نقصان پوری قوم اور اسلامی فوج کو ہوگا۔ جو شخص زیادہ نیک نہیں ہے اُس کی نیکی کی کمی کا جو نقصان ہے تو وہ صرف اُس کی ذات کو ہوگا، لیکن اس کی عسکری ''مہارت'' کا فائدہ پوری مسلمان امۃ کو ہوگا''۔

اس لیے ان فنی مہارتوں کی ہر دور کے لحاظ سے ضرورت اور اہمیت بدلتی رہتی ہے۔ ایک زمانہ تھا منجنیق کا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند صحابہؓ کو یمن بھیجا، تا کہ منجنیق بنانا سیکھ کر آئیں اور وہاں سے لے کر بھی آئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے معرکہ میں وہ استعمال بھی فرمائیں۔ منجنیق کو آج کے ''ٹینک'' کا پیش رو (pioneer) کہہ سکتے ہیں، وہ ایک بہت بڑی گاڑی ہوا کرتی تھی، جو قلعوں کی دیوار وغیرہ توڑنے کے لیے استعمال ہوتی تھی۔ اس پر چٹان یا بڑے پتھر رکھ دیے جاتے اور لکڑی کی بنی ہوئی پتوار قسم کی ایک چیز کھینچی جاتی تھی۔ اس پر ایک شدید ضرب کے نتیجہ میں ایک اسپرنگ کے طاقت ور push کے ساتھ پتھر نکلتا اور قلعے کی دیوار پر لگتا تو قلعے کی دیوار ٹوٹ جاتی تھی۔ صحابہ کرامؓ نے یمن کے عیسائیوں سے اس کی تعلیم سیکھی اور پھر آ کر اُس مہارت کو طائف کی فتح میں استعمال فرمایا۔

امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں اور ابن تیمیہؒ نے السیاسۃ الشرعیہ میں لکھا ہے: ایسی تمام مہارتوں وتخصصات کا حاصل کرنا مسلمانوں کے ذمے فرض کفایہ ہے، جن کے نہ ہونے کی وجہ سے مسلمان، غیر مسلموں کے محتاج بن کر رہیں۔ مسلمانوں کو غیر مسلموں کی محتاجی سے بچانا اور اُن کو اپنے تمام دینی ودنیوی معاملات میں خودکفیل بنانا، یہ مسلمانوں کے ذمے فرض کفایہ ہے۔ اُس دور میں فقہ کی تعلیم سے دنیا کے بھی بڑے فائدے ملتے تھے۔ آدمی فقہ پڑھ کر قاضی بن جاتا تھا، مفتی بن جاتا، وزیر اور گورنر بن جاتا تھا۔

امام غزالیؒ نے لکھا: طلبہ فقہ تو بہت پڑھتے ہیں، لیکن طب، ہندسہ کوئی نہیں پڑھتا (اس زمانہ میں الٹ تھا۔ آج لوگ میڈیکل اور انجینئرنگ تو پڑھتے ہیں لیکن فقہ نہیں پڑھتے)۔ امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں شکایت کی ہے اور اس بات کی تاکید کی ہے: لوگوں کو ان علوم (میڈیسن اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انجینئرنگ) کی طرف بھی توجہ دینی چاہیے، اس لیے یہ فرض کفایہ ہے۔ اوران کے نہ ہونے کی وجہ مسلمان، غیر مسلم طبیبوں، مہندسوں اور انجینئروں کا محتاج رہے گا، اور اس احتیاج کو ختم کرنا مسلمانوں کے ذمے فرض کفایہ ہے۔

آج قیادت جس طبقے کے ہاتھ میں ہے، وہ طبقہ ایک خاص انداز کا تربیت یافتہ ہے۔ ۳۵-۱۸۳۴ء، یعنی لارڈ میکالے کے زمانے سے آج تک چار پانچ نسلیں اُس طبقہ کے زیر اثر ایک خاص ماحول میں پرورش پا چکی ہیں۔ اس کے اپنے تعلیمی ادارے ہیں، جن کا اپنا مخصوص ماحول ہے۔ وہ طبقہ اپنے قرب و جوار میں سڑک بھی نہیں بننے دیتا، پرائمری اسکول بھی نہیں بننے دیتا، لیکن اپنے بچوں کی تعلیم کے لیے اس نے خصوصی ادارے بنا رکھے ہیں۔ اُن کے آپس کے سیاسی اور ہر طرح کے دوسرے اختلافات تو موجود ہیں، مگر اس کے باوجود جس تعلیمی ادارے میں اُن کے بچے پڑھتے ہیں، وہاں اُن میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا۔ وہ سب مل جل کر انھیں مضبوط، مؤثر اور ترقی یافتہ بنانے کے لیے پوری دوڑ دھوپ کرتے ہیں۔ گویا یہ مفادات کی جنگ ہے۔ اس کے بعد جب یہاں اُن کی تعلیم مکمل ہو جاتی ہے تو اُس کے بعد وہ اپنے انھی بچوں کو انگلستان اور امریکہ کے تعلیمی اداروں میں بھیج دیتے ہیں۔ وہاں سے اعلیٰ تربیت پا کے وہ یہاں آتے اور ہم پر حکومت کرتے ہیں۔ یہ پچھلے ڈیڑھ دو سو برس سے ہو رہا ہے۔

اب ایک صورت تو یہ ہے کہ جیسے یہ سلسلہ چل رہا ہے اس کو آپ چلنے دیں، وہ طبقہ ہم پر حکومت کرتا رہے، اور اسلامی تعلیم اور اسلامی ماحول کا یہ جزیرہ سمٹتا جائے اور سمٹتے سمٹتے نہ معلوم کہاں تک پہنچ جائے اور کنارہ جائے۔ دوسری شکل یہ ہے کہ آپ اُس طبقے کے اسلحے سے اس کا مقابلہ کریں اور جس اسلحے سے کام لے کر وہ طبقہ اسلام کا راستہ دانستہ یا نادانستہ طور پر روک رہا ہے (اُس طبقے میں اکثر لوگ نادانستہ اس کام میں لگے ہوئے ہیں) اُس طبقے کے ہتھیار لے کر اسلام کا دفاع کریں۔

آج سے تقریباً بارہ تیرہ سو سال پہلے جب یونانیوں کے علوم و فنون کی کتب کا ترجمہ عربی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبان میں شروع ہوا تو قریب قریب وہی صورت حال پیش آئی جس سے ہم آج دوچار ہیں۔ یونانی منطق، مسلمان علماء وفضلاء کی بنائی ہوئی نہیں تھی۔ ارسطو [م: ۳۲۲ ق م] اور افلاطون [م: ۳۴۷ ق م] کوئی متقی لوگ نہیں تھے بلکہ بُت پرست اور مشرکین تھے۔ لیکن جب ان کا تیار کردہ علم منطق مسلمانوں میں رائج اور مقبول ہونا شروع ہوا تو بعض اہل علم کی رائے تھی کہ اس کو نہیں سیکھنا چاہیے۔ اس زمانے کے فتاویٰ موجود ہیں کہ منطق اور یونانی علوم کا سیکھنا ناجائز اور حرام ہے۔ جیسے آج ہماری بعض محترم شخصیتوں کی رائے انگریزی زبان اور جدید مضامین کے بارے میں ہے۔ لیکن ایک دوسری انتہائی اہم اور حکیمانہ رائے یہ بھی تھی اور تاریخ نے ثابت کیا کہ یہ رائے زیادہ صائب اور درست تھی کہ: یونانی علوم وفنون سیکھ کر ہی ہم اس کا جائزہ لے سکیں گے کہ ان میں کون سی چیز غلط ہے اور کیا چیز ہمارے لیے اسلامی نقطہ نظر سے قابل قبول ہے؟ جو غلط ہے، دلائل سے اُس کی تردید کر کے نظر انداز کر دیں اور جو لوگ اس کا شکار ہو رہے ہیں، ان کو بھی اس غلط عنصر کے منفی اثرات سے محفوظ کر لیں۔ لیکن ان علوم وفنون میں جتنا اور جو حصہ ہمارے نقطہ نظر سے مفید ہے اس سے استفادہ کرنے میں تامل نہیں کرنا چاہیے۔ وہ مسلمانوں کے لیے حکمت اور گم شدہ میراث کی حیثیت رکھتا ہے: ''خُذ ما صَفیٰ دَعْ ما کَدَرَ'' یعنی جو صاف اور اچھا ہے اسے لے لو اور جو گندہ، غلط اور مکدر ہے اس کو نظر انداز اور مسترد کر دو۔

چنانچہ اس دوسرے گروہ کے اہل علم نے جو رائے اختیار کی تھی، تاریخ نے ثابت کیا کہ یہی رائے صائب تھی۔ مسلمانوں کے اجتماعی مزاج نے اسی رائے کو اختیار کیا۔ یہاں تک کہ یہ کیفیت ہوئی کہ پھر وہ منطق اور فلسفہ جس سے شروع میں مسلمانوں کو خطرہ تھا کہ شاید مسلمانوں کے دین اور ایمان اس سے متاثر ہوں، اُسی فلسفہ اور منطق سے مسلمانوں نے اسلام کی خدمت کا کام لیا۔

امام غزالیؒ کی کتاب المستصفی دیکھ لیجیے، جو ''اصول فقہ'' کی کتاب ہے، لیکن ساری کی ساری منطقی اصولوں پر مبنی ہے۔ امام صاحب نے اصول فقہ کے احکام ومباحث کو خالص منطقی اصولوں پر مرتب کیا ہے۔ اگر کوئی منطق کی اصطلاحات نہ جانتا ہو وہ یہ کتاب نہیں سمجھ سکتا۔ امام

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رازیؒ کی تفسیر کبیر تو ساری کی ساری منطق وفلسفہ کی ہی اصطلاحات سے بھری ہوئی ہے۔

اصول فقہ کی ایک اور بہترین کتاب جو اپنے تعمق و گہرائی میں کوئی ثانی نہیں رکھتی، وہ امام شاطبیؒ کی کتاب الموافقات ہے۔الموافقات فی اصول الشریعہ چار جلدوں میں ہے۔ جتنے علوم وفنون امام شاطبی کے زمانے میں موجود تھے اور اس وقت تک انسانیت نے جو کچھ بھی حاصل کیا تھا، اس سب کو انھوں نے شریعت کے احکام کی ابدیت اور معقولیت کو ثابت کرنے کے لیے استعمال کیا۔اس سے اونچی کتاب آج تک قانون کی تاریخ اور روایت میں نہیں لکھی گئی۔اگر آدمی منطق نہ جانتا ہو تو وہ اس کتاب سے استفادہ نہیں کر سکتا۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ کی حجۃ اللہ البالغہ برصغیر کی بہترین مستند تصنیف ہے۔ برصغیر میں اس سے بہتر کتاب اسلام کے فلسفہ پر لکھی ہی نہیں گئی۔ وہ بھی ساری کی ساری یونانی علوم وفلسفہ کی اصطلاحات سے بھرپور ہے۔اور بھی بہت سی مثالیں دی جا سکتی ہیں۔ان مثالوں سے اندازہ ہوگا کہ وہ چیز جو پہلے ''خطرہ'' سمجھی گئی، وہ بعد میں ''خادم'' بن گئی۔اسلام خادم بننے کے لیے نہیں آیا، مخدوم بننے کے لیے آیا ہے۔ جو چیز ''مخدوم'' بن کر اسلام کے کیمپ میں داخل ہوتی ہے، بالآخر اسے ''خادم'' بننا ہی پڑتا ہے۔تاتاریوں کی مثال لے لیں۔تاتاری، اسلام میں فاتح بن کر داخل ہوئے، لیکن بالآخر اسلام کے خادم بن گئے۔ ان تاتاریوں نے بغداد کو تباہ کیا تھا، جنھوں نے دریاؤں کے پانی کتابوں (کی سیاہی) سے سیاہ کر دیے تھے، انھوں نے ہی عالم اسلام کی سرحدوں کا سات سو سال تک دفاع کیا۔

آج انگریزی زبان اور جدید مغربی علوم وفنون کے بارے میں ہم سے کچھ تاخیر ہو گئی ہے، اس تاخیر کی وجہ سے کچھ انگریز خواں مسلمانوں میں مخدوم بننا چاہتے ہیں یا بنے ہوئے ہیں تو یہ ایک عارضی اور وقتی چیز ہے، ان شاء اللہ انگریزی زبان اور یہ جدید کمپیوٹر، یہ سائنس اور یہ ٹیکنالوجی سب کی سب اسلام کی خادم بنیں گی۔مگر اس کے لیے عزم وارادے کی ضرورت ہے۔

اگر امام محمدؒ بن الحسن الشیبانی کو اس کی ضرورت تھی کہ وہ اپنے دور کے معاشی طور طریقے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھیں اور اس کو دینی تقاضا سمجھ کر روزانہ بازار میں چند گھنٹے گزاریں اور یہ دیکھیں کہ کاروبار کیسے ہوتا ہے؟ تو کیا عہد حاضر کے متخصصین اور فقہاء اور امام محمد کے متبعین اور تلامذہ کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وہ آج کل کے بازاروں کے اس کردار اور کاروباری امور سے واقف ہوں، کہ ان بازاروں میں کیا ہو رہا ہے؟ اس کے لیے معاشیات کی تعلیم اور جدید بینکاری کے اصولوں کی تعلیم ضروری ہے۔

یہ سب فنون بدقسمتی سے انگریزی میں ہیں، اس لیے انگریزی سیکھنا ضروری ہے۔ اگر امام غزالیؒ اپنے دور میں منطق کے بارے میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ من لم یعرف المنطق فلا ثقة له في العلوم اصلا: جس آدمی نے منطق نہیں سیکھی، اس کا علم میں کوئی مقام اور وزن نہیں ـــــ تو اس لیے اس دور میں اہمیت منطق کی تھی۔ اسی طرح آج کے دور میں اگر کچھ دوسرے علوم وفنون: انگریزی زبان، معاشیات، ریاضی، کمپیوٹر کو اہمیت حاصل ہوگئی ہے تو علمائے کرام کو آگے بڑھ کر امام غزالی کی طرح اس کا ادراک کرنا چاہیے۔

جہاں تک حکومت پاکستان کا تعلق ہے تو دینی مدارس کے بارے میں اس وقت تک ہم نے جو چیز طے کی ہے وہ یہ ہے، کہ دینی مدارس کے اندرونی معاملات میں مداخلت کیے بغیر ان کی انتظامی و مالی خودمختاری کو یقینی بنایا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ خود علمائے کرام کے تعاون سے ایسے تعلیمی کورسز شروع کرائے جائیں کہ جس میں تخصص کے معیارات کو بہتر بناتے ہوئے، اس میں مزید گہرائی پیدا کی جائے اور کوشش کی جائے کہ خود علمائے کرام بعض بنیادی علوم وفنون تک رسائی ضرور حاصل کریں۔ ہم چاہتے ہیں کہ علمائے کرام بقدرِ ضرورت انگریزی جانتے ہوں اور کمپیوٹر سے کچھ نہ کچھ واقف ہوں۔ علمائے کرام بقدرِ ضرورت جدید معاشیات سے، بینکاری کے نظام سے، بین الاقوامی لین دین اور تجارت سے واقف ہوں۔ بلاسود بنکاری کا نظام قائم کرنے کے لیے یہ سب چیزیں جاننا ضروری ہے، اس کے بغیر کم از کم پاکستان کے حالات میں ایک قدم بھی پیش رفت نہیں ہو سکتی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے علمائے کرام بعض اوقات افغانستان میں طالبان کی حکومت کی مثال دیتے ہیں، کہ: ''وہ انگریزی اور جدید علوم میں تخصص کے بغیر کامیاب حکومت چلا رہے ہیں''۔ طالبان کے جذبے کا اعتراف اور ان کے قائدین کا احترام کرنے میں، میں دوسروں سے پیچھے نہیں ہوں، لیکن ہر ملک کے حالات میں اور دوسرے ملک کے حالات میں فرق ہوتا ہے۔ دوسرا یہ کہ اس طرح دنیا سے کٹ کر زیادہ دیر تک چلتے رہنا ممکن نہیں ہے۔ جس کمی کو آج اعزاز قرار دیا جا رہا ہے آنے والے کل اس کمی کو دور کرنے کا شدت سے احساس ہوگا۔[1] کم از کم پاکستان کے موجودہ حالات میں انگریزی زبان سے بقدرِ ضرورت واقفیت کے بغیر اور معاشیات، سیاسیات، اقتصادیات، ریاضی، جنرل سائنس کی تھوڑی سی واقفیت کی عدم موجودگی میں یہاں کے نظام کو اسلامی خطوط پر استوار کرنا بڑا دشوار ہی نہیں، بلکہ ناممکن ہے۔ غور فرمائیں تو جلد یا بدیر آپ اس رائے سے اتفاق کریں گے۔

میں یہاں ان چند رجال کار اور خادمانِ دین کی فرداً فرداً مثالیں نہیں دوں گا جن کے کام سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ دینی تخصص اور دنیوی علوم میں مہارت کی جامعیت کتنی ضروری اور اہم چیز ہے۔ آپ خود دیکھ سکتے ہیں کہ ہمارے ہاں ایسے اہلِ علم جو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیوی تعلیم بھی رکھتے ہیں، ان کی بات کا غیر معمولی اثر ہوتا ہے۔ یہ ملحوظ رہے کہ ملکی نظام ہی نہیں، بلکہ اس نظام ریاست کو چلانے والوں کی ذہنیت پر ان انتہائی محترم شخصیتوں کے، جو خالص دینی علوم میں تخصص رکھتے ہیں اور جو دورِ جدید کے محاورے میں یا دورِ جدید کے اسلوب میں اپنے بات کو بیان نہیں فرما سکتے، ان کا کوئی اثر نہیں ہوتا ہے۔ اس صورت حال پر یہ کہنا کہ: ''ہمیں کوئی ضرورت نہیں سمجھانے کی، جس کو سمجھنا ہو خود ہمارے پاس آئے اور ہمارا محاورہ اور اسلوب سیکھ کر آئے''۔ میری ناچیز رائے میں ایک نہایت خطرناک اور انتہائی غلط رویہ ہے۔ اسلام، کسی فرد یا کسی مخصوص طبقے کی اجارہ داری میں مقید نہیں ہے۔ یہ تمام نسلوں، زمانوں اور قوموں کے لیے ہے۔ اس لیے اس کے پھیلاؤ کی راہ میں جو بھی، جس انداز سے بھی رکاوٹ ہوگا یا رکاوٹ بننے کی کوشش کرے گا، اسے اپنا

۱۔ نومبر ۲۰۰۱ء میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے حملے کے نتیجے میں طالبان کی حکومت ختم ہوگئی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انجام، یوم آخرت کو پیش نظر رکھ کر سوچ لینا چاہیے۔

❁

میں خود دینی مدارس کی پیداوار ہوں، اور دینی مدارس سے ربط وضبط کا چالیس سالہ تجربہ رکھتا ہوں۔ الحمدللہ میرے خاندان میں کم ازکم ایک درجن بزرگ ایسے رہے ہوں گے جنھوں نے دینی مدارس قائم فرمائے، یا دینی مدارس میں اعلیٰ ترین سطح پر انھوں نے تعلیم دی۔ اس لیے خوش قسمتی سے ان مدارس سے میں جتنا واقف ہوں، وہ آپ حضرات گرامی کی واقفیت سے کچھ کم واقفیت نہیں ہے۔ یہی تعلق، واسطہ اور پیش آمدہ چیلنج کی شدت مجھے غیر روائتی اسلوب سخن اختیار کرنے پر مجبور کرتی ہے۔

میرا تاثر یہ ہے کہ دینی مدارس کے موجودہ نظام اور موجودہ نصاب میں اوقات ہی کا ضیاع نہیں ہورہا ہے، بلکہ وسائل کا بھی ضیاع ہورہا ہے۔ ہم آٹھ دس سال ایک طالب علم کو دینی مدارس میں پڑھاتے ہیں۔ ہم اس کو سلم اور سُلّم کی شروح تک منطق پڑھا رہے ہیں۔ ملا جلال، ملا مبین اور جتنی شروح منطق پر لکھی گئیں وہ اکثر طلبہ پڑھتے ہیں، خاص طور پر صوبہ سرحد میں۔ اسی طرح منطق اور فلسفے سے متعلق بہت سے ایسے مضامین ہم اس کو پڑھا رہے ہیں، جو شاید کسی زمانے میں ہمارے ریاستی، اجتماعی اور سماجی نظام میں اہمیت رکھتے ہوں۔ لیکن آج اگر کسی دینی درس گاہ سے ایک سال میں سو طالب علم فارغ ہورہے ہوں، تو ان سو میں سے نوے طلبہ وہ ہیں جو کسی مسجد کی امامت اختیار کرتے ہیں یا مؤذن بنتے ہیں۔ خود ایک بزرگ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ: ''مدارس کا مقصد صرف مسیتے پیدا کرنا ہے''۔ میں ادب سے پوچھتا ہوں کہ کیا کسی مسیتے کو مسجد کی خدمت، امامت یا مؤذنی میں کبھی سُلّم کے مباحث کام آتے ہیں۔ ان کو پوری زندگی میں، سلم اور سُلّم کے مسائل، معاملات پر غور کرنے کی نہ ضرورت پڑتی ہے، اور نہ ان مسائل کو حل کرنے کے لیے ایک آدمی بھی سوال کرتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس جو سوالات روزانہ ایک امام مسجد سے کیے جاتے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں، ان سوالات کا جواب اس کے پاس نہیں ہوتا۔ اس سے پوچھا جاتا ہے کہ ''جب سود ختم ہو جائے گا تو پھر نظام کیسے چلے گا، کیونکہ پاکستان کی سپریم کورٹ نے بھی فیصلہ دے دیا ہے؟ ڈیفنس سیونگ کا کیا ہوگا؟ این آئی ٹی یونٹ میں جو فلاں تبدیلی لائی گئی ہے اس کے نتیجے میں یہ جائز ہیں کہ ناجائز؟ جسمانی اعضا کی تبدیلی اور پیوندکاری حرام ہے یا حلال؟''

روزمرہ کے ان مسائل کے بارے میں دینی مدرسے کے طالب علم کی کوئی تیاری نہیں ہوتی اور جو مسائل کبھی پیش نہیں آنے والے، ان پر ہم اس کے آٹھ سال ضائع کروا دیتے ہیں۔ بزرگانِ محترم، میں ''ضائع'' کا لفظ بڑی ذمہ داری سے استعمال کر رہا ہوں۔ جو اساتذہ ملا جلال اور ملا مبین کے اذکار رفتہ اور فضول مباحث کی تدریس میں مصروف ہیں، یا تحریر سنبٹ اور سوال کابلی اور سوال باسولی کے اعتراضات اور ان کے جوابات طلبہ کو رٹواتے ہیں، وہ سوچیں کہ کس مسجد اور کس خطبہ میں ان امور کی ضرورت پیش آتی ہے۔ یہاں کے اساتذہ اس کام کی جو تنخواہیں وصول کر رہے ہیں اور وہ تنخواہیں عامۃ الناس کے چندے سے آ رہی ہیں اور جو اللہ کی طرف سے ایک امانت ہے کہ یہ دین کی خدمت کے لیے ہے۔ اب خود دیکھ لیجیے کہ کیا دین کی خدمت یہ ہے کہ طالب علم کے پانچ سال، منطق کے ان اذکار رفتہ اور غیر متعلقہ مسائل کو یاد کرنے کے لیے صرف کروائے جائیں۔ میری حقیر رائے میں ایسی تعلیم دین اسلام کا مقصد نہیں ہے۔ لیکن اس سے یہ نہ سمجھ لیجیے گا کہ میں ان علوم کی افادیت کا قائل نہیں ہوں۔ میں ان علوم کی افادیت کا پورے طور پر قائل ہوں، لیکن ان حضرات کے لیے جن کو محقق بننا ہے، جن کو مصنف بننا ہے، جن کو اعلیٰ سطح کا مدرّس بننا ہے۔

میری ناچیز رائے میں دینی مدارس کے نظام میں اس طرح تبدیلی کی ضرورت ہے کہ ابتدائی تین یا چار سال ضروری دینی علوم، عربی زبان، صرف، نحو اور بقدرِ ضرورت منطق پڑھائی جائے۔ منطق کی ایک یا دو کتابیں جن سے منطق کا اسلوب طالب علم کے سامنے آ جائے اور وہ قدیم کتابیں سمجھنے کے قابل ہو جائے۔ اسلامی نظام پر بحیثیت مجموعی نظر، دورِ جدید کے بعض مذاہب اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظریات وغیرہ اس کو پڑھائیں۔ چار سال کے بعد ہم اسے گریجویٹ سطح پر لے آئیں۔

اس کے بعد پھر جو طلبہ محقق بننا چاہتے ہوں، اسلامی علوم وفنون میں ایک تعمق حاصل کرنا چاہتے ہوں، ان کو منطق اور فلسفہ اور اصولِ فقہ کی اعلیٰ ترین کتابیں اور جو مزید ان کو پڑھانا چاہیں ان کو پڑھائیں۔ ایسے طالب علم پر وسائل خرچ کرنا پڑیں گے، اس پر صلاحیت بھی صرف کرنا ہوگی اور وقت بھی صرف کرنا ہوگا۔

اس وقت ہوتا یہ ہے کہ ایک طالب علم جسے کسی چیز کی بالکل کچھ سمجھ نہیں آتی وہ اور ذہین ترین طالب علم دونوں ایک سطح پر اٹکے رہتے ہیں۔ ذہین طالب علم اس کے ساتھ بندھا رہتا ہے، وہ آگے نہیں بڑھ پاتا۔ اور جو کند ذہن طالب علم ہوتا ہے وہ کسی طرح سے آگے نہیں بڑھتا۔ یوں دونوں کی صلاحیت اور وقت ضائع ہوتا ہے۔ اگر یہ طے کر لیا جائے کہ جو طالب علم معمولی صلاحیت رکھتا ہے تو اس کو اچھی تجوید اور قرآن پاک سکھا دیں، حفظ کروا دیں، کچھ بنیادی نوعیت کے مسائل یاد کروا دیں اور اس کو صرف موذّنی اور تجوید و تدریس قرآن کے لیے تیار کر لیں۔ جو طلبہ ذرا ذہین ہوں ان کو مسجد کی امامت اور خطابت کے لیے تیار کریں۔ ایک امام مسجد کو جن فقہی مسائل سے سابقہ پیش آئے گا، ایک مسجد کے خطیب کو تقریر کرنے کے لیے جو مسائل جاننے چاہییں، وہ چار پانچ سال میں پڑھا دیں۔ اس کے بعد اس سے کہیں کہ اب جا کر امامت کرو۔ اتنی دینی تعلیم کے بعد یہ لوگ اس قابل ہو جائیں گے کہ جا کر مسجدیں سنبھالیں۔ مطلب یہ کہ ان لوگوں کو مسلمانوں کی دینی زندگی کے لیے واقعی تیار کیا گیا ہو۔ اس کے بعد جو لوگ دینی مدارس میں مدرّس بننا چاہیں، مختلف علوم وفنون میں محقق بننا چاہیں، ان سے یہ طے کر لیں کہ وہ کن علوم وفنون میں، کن میدانوں میں استاد بننا چاہتے ہیں۔

بہت ادب سے عرض کرتا ہوں کہ دینی مدارس میں تخصص کا تصور خال خال ہے۔ ایک استاد جو میرے ساتھ ہی ایک مدرسے میں پڑھ کر فارغ ہوئے تھے، مدرسہ کی تعلیم میں ان کی پوزیشن اول آئی تھی اور میری دوسری۔ مدرسہ کے مہتمم صاحب نے انھیں فارغ ہوتے ہی از راہ کرم مدرس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقرر کر لیا تھا۔ وہ دن میں سولہ سبق پڑھایا کرتے تھے۔ ۱۹۶۵ء میں ان کو ۳۵ روپے ماہوار تنخواہ ملتی تھی۔ تنخواہ تو ان کا اور مہتمم صاحب کا ذاتی معاملہ تھا، لیکن کوئی استاد کتنا بھی اچھا فاضل کیوں نہ ہو، وہ جب دن میں سولہ سبق پڑھائے گا تو کسی ایک کتاب یا کسی ایک کورس کے ساتھ بھی انصاف نہیں کر سکے گا۔ اس میں تخصص پیدا نہیں ہو سکتا۔

آج ہمیں دینی تعلیم کی ان تینوں سطحوں اور ضرورتوں کو سامنے رکھ کر نئے نصابات کی تدوین کی ضرورت ہے ــــ آج دینی علوم کے اعلیٰ محققین کی تیاری کے لیے ہمیں تخصص (specialization) کی ضرورت ہے۔ اگر ہم یہ طے کریں کہ جن کو مدرس بننا ہے ان کا تخصص اگر علوم نقلیہ میں ہے تو وہ علوم نقلیہ: تفسیر، حدیث، فقہ، ادب وغیرہ میں تخصص کر لیں۔ علم حدیث، علم تفسیر وغیرہ کے ساتھ ساتھ بقیہ علوم بھی ان کو پڑھائیں، اور ان میں بھی ضروری مہارت پیدا کریں۔ اس کے لیے موجودہ سند عالیہ اور شہادۃ عالمیہ کے لیے تین چار میدان متعین کیے جا سکتے ہیں۔ جو طلبہ مناظرہ یا تبلیغ اسلام میں دوسرے مذاہب پر تحقیق کا میدان منتخب کرنا چاہتے ہیں۔ ان کو تقابل ادیان اور متعلقہ چیزیں پڑھا دیں۔ جو طلبہ دورِ جدید میں اسلام کے معاملات میں تخصص حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کو اقتصادیات، معاشیات زیادہ بہتر انداز میں پڑھا دیں۔ مسلمان فقہانے علم الاموال کے میدان میں، کتاب الاموال اور کتاب الخراج میں اور اس طرح کی کتابوں میں جو لکھا ہے، اس سے طالب علم کو واقفیت ہو جائے اور معاملات کی فقہ گہرائی کے ساتھ اس کو پڑھا دی جائے۔ اس طرح سے اگر ہم چند متخصصین پیدا کر لیں تو کم وسائل سے زیادہ بہتر انداز میں، افراد کار تیار کر سکیں گے۔

❀

آپ حضرات کو مجھ سے بہتر علم ہے کہ یورپ، امریکہ، آسٹریلیا، جنوبی افریقہ، کینیڈا اور نیوزی لینڈ وغیرہ میں ایسے ہزاروں اہل علم کی ضرورت ہے، جو وہاں کے مسلمانوں کی دینی رہنمائی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر سکیں۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ جو لوگ صحیح ٹھوس علم دین جانتے ہیں، وہ انگریزی زبان نہیں جانتے اور دورِ جدید کے محاورے سے واقف نہیں ہیں۔ وہ وہاں کے لوگوں کی زبان میں بات نہیں کر سکتے۔ جو لوگ وہاں کے لوگوں کی زبان اور محاورے میں بات کر سکتے ہیں، وہ یا تو دین کو بالکل نہیں جانتے یا ان کا علمِ دین بھروسے کے قابل نہیں ہے۔ وہ سرسری انداز سے اردو کی چند کتابیں پڑھ کر، ادھر اُدھر سے سنی سنائی باتوں کو جا کر بیان کرتے ہیں۔ ان میں سے اکثر کو یہ پتہ نہیں ہوتا، کہ مقامی رواج کیا ہے؟ دین کی صحیح تعلیم کیا ہے؟ نصوص کیا ہیں؟ اجتہادات کیا ہیں؟

علمِ دین کے ایسے کچے اور خود ساختہ فاضلین نے جو ملغوبہ اپنے ہاں دیکھا یا سنا ہوتا ہے، اس میں دینی اور اسلامی اقدار کے ساتھ ساتھ مشرقی روایات، علاقائی رواجات، مقامی رسوم اور ملکی طور طریقے سب شامل ہوتے ہیں۔ یہ لوگ دین کے مزاج سے عدم واقفیت کے باعث ان سب چیزوں کو "دین اسلام" سمجھتے اور دین اسلام ہی کے نام سے پیش کرتے ہیں۔ وہاں جا کر اگر اس سے مختلف کوئی چیز ان کے سامنے آ جائے تو وہ جھگڑا شروع کر دیتے ہیں۔ آپ نے بھی دیکھا ہوگا، میں نے بھی لندن میں دیکھا ہے کہ یہ پاکستانیوں کی مسجد ہے، یہ بنگالیوں کی مسجد ہے، یہ ترکوں کی مسجد ہے۔ وہاں پر حنفی، مالکی، شافعی ہر طرح کے اور ہر طرف سے آئے ہوئے مسلمان ہیں۔ وہاں پر ایک فقہی cosmopolitinism [ہر دیسیت] پیدا ہو رہا ہے۔ وہاں امام صاحب، پاکستان میں مثلاً گوجر خان یا چکوال سے آئے ہیں۔ ان کو یہ نہیں پتہ کہ شریعت کے نصوص کیا ہیں۔ وہاں پر وہ خاص چکوال کے اپنے مقامی رسم و رواج یا محلے کے رسم و رواج کو دین کے نام پر زبردستی لوگوں پر ٹھونس رہے ہیں۔ اس کے نتیجے میں تفریق پیدا ہو رہی ہے۔ اسی لیے مسلمانوں نے فی الحال بہتر یہی سمجھا ہے کہ مسجدیں الگ الگ کر دی جائیں۔ کیا اسلام کا یہی منشا ہے کہ جہاں مسلمان جائیں، وہاں بکھر کر رہ جائیں۔ کیا صحابہ کرامؓ، تابعینؒ جہاں گئے تھے انھوں نے یہی طے کیا تھا کہ یہ بنو ہاشم کی مسجد ہے، یہ خزرج کی ہے اور یہ اوس کی ہے۔ وہاں تو اس طرح کی کوئی چیز نہیں تھی۔

ہماری اس کمزوری کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہم طالب علم کو اس اہم اور بھاری ذمہ داری کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے تیار ہی نہیں کر رہے کہ وہ ایسے غیر مسلم اور نا ملائم ماحول میں حکمت کے ساتھ دین کی تعلیم کو پیش کر سکے۔ ہمارا طالب علم صرف جامی کی شرحیں، سوال کابلی، سوال باسولی رٹتا رہتا ہے۔ یہ سب کچھ رٹوا کر دس سال بعد آپ اس کو امریکہ بھیج دیتے ہیں کہ، جاؤ امریکہ میں یا کینیڈا کی مسجد میں امامت کرو۔ یہ نہ طالب علم سوچتا ہے اور نہ استاذ کہ وہاں پر سوال کابلی یا سوال باسولی کی پچاس برس تک بھی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

سوچنے کا مقام ہے کہ جن اساتذہ نے اس طالب علم کو یہ سب کچھ پڑھایا، جن افراد نے عام لوگوں کے حلال پیسے سے جمع ہونے والے پاکیزہ چندے کو اس پر خرچ کیا، کیا یہ دیانت داری کی بات ہے کہ اس پیسہ کو ملا حسن اور ملا جلال کی دقیانوسی بحثوں کے پڑھنے پڑھانے پر خرچ کیا جائے؟ کیا ہم دیانت داری اور اللہ کے دین کے لیے خالص نصیحت کے جذبہ سے یہ سمجھتے ہیں کہ ان وسائل کا یہ صحیح استعمال تھا؟ بڑے ادب سے میں اپنی عاجزانہ رائے دوں گا کہ، میرے محسنو، میرے بزرگو، اور میرے دینی رہنماؤ، یہ ان وسائل کا صحیح استعمال نہیں تھا۔ خدا کے لیے آپ انھیں وہ چیزیں پڑھائیں جن کی آگے چل کر دین کے ان قائدین کو ضرورت پیش آئے گی اور جس کی امت مسلمہ نہ جانے کب سے منتظر ہے۔

❁

انھی خطوط کی بنیاد پر ہم نے ایک نصاب تیار کیا ہے۔ ہم نے درسِ نظامی میں کوئی تبدیلی نہیں کی، بلکہ یہ کوشش کی ہے کہ اس کی موجودہ درجہ بندی کو تھوڑا سا مزید بہتر بنا کر تین چار تخصصات کا اس میں اضافہ کریں۔ پیش نظر یہ ہے کہ جو موجودہ وفاقوں کا ایک مشترکہ بورڈ، حکومت پاکستان قانون کے ذریعے قائم کر دے، اس میں ان وفاقوں کے علماء اور نمائندے شامل ہوں۔ ان میں تین چار اساتذہ یونیورسٹیوں کے لے لیے جائیں۔ اس قانون میں اس بورڈ کے تحت ایک اکیڈیمک کونسل کی تجویز بھی ہے۔ اس اکیڈیمک کونسل میں بھی ماہرین تعلیم اور علوم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامیہ کے نمائندے ہوں گے۔ اس اکیڈیمک کونسل کے اختیار میں ہوگا کہ وہ نصاب میں جو تبدیلی تجویز کرنا چاہے، تبدیلی کرے، جس طرح یونیورسٹیوں میں ہوتا ہے۔ جو اختیارات یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کے ہیں، وہ اختیارات اس بورڈ یا کمیشن کے ہوں گے۔ مدارس حسب سابق داخلی، انتظامی، مالی معاملات میں مکمل خود مختار ہوں گے۔

جو مدارس چاہیں گے وہ اس کمیشن سے الحاق رکھیں گے اور جو نہیں چاہیں گے وہ نہیں رکھیں گے۔ یہ مجوزہ یا بورڈ کمیشن جسے ماہرین تعلیم اور علمائے کرام مل جل کر چلائیں گے، وہ میٹرک، ایف اے، بی اے اور ایم اے کے امتحانات لے گا اور امتحانات کے بعد وہ سندیں جاری کرے گا۔ وہ سندیں اسی طرح سے تسلیم شدہ ہوں گی، جیسے یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کی تسلیم شدہ ہوتی ہیں۔ تقریباً اس طرح کا خاکہ پیش نظر ہے۔ اس کو حتمی شکل دینے کے بعد نیشنل سیکورٹی کونسل میں پیش کریں گے۔

اب اگر سارے دینی مدارس طے کریں کہ ہم اس سے الحاق نہیں کریں گے تو وہ کمیشن تو ختم نہیں ہوگا لیکن اس کا دائرہ اثر بہت محدود ہو جائے گا۔ لیکن صورت واقعہ یہ ہے کہ سیکڑوں اصحاب علم اور علمائے مدارس نے اور مدارس کے ذمہ داروں نے ذاتی طور پر مجھے ٹیلی فون، ملاقاتوں اور خطوط کے ذریعے اس بات کی نہ صرف یقین دہانی کرائی ہے، بلکہ وقتاً فوقتاً مطالبہ کیا ہے اور یہ دباؤ ڈالا ہے کہ: ''اس کام کو جلد سے جلد کریں اور ہمیں اس سے وابستہ کریں''۔ اس لیے مدارس میں اگر ہزاروں نہیں تو سیکڑوں ایسے ضرور ہوں گے، جو اس بورڈ سے الحاق و وابستگی اختیار کرنا پسند کریں گے۔

اس کے ساتھ میں نے حکومتِ پاکستان سے یہ بھی کہا ہے اور انھوں نے اس سے اتفاق کیا ہے کہ وہ پاکستان کے مختلف شہروں میں ایسے اعلیٰ معیار کے ماڈل دار العلوم بنائیں گے کہ جہاں موجودہ درسِ نظامی کے بعد تخصص کی اعلیٰ تعلیم ہو۔ فقہ، حدیث، تفسیر اور جو مختلف اسلامی علوم وفنون ہیں ان میں تخصص ہو۔ تخصص کا یہ دو سے تین سالہ نصاب ہوگا۔ اس کی حیثیت ایم فل یا ایم اے کے برابر ہوگی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں متعلقہ موضوع کے بارے میں جدید علوم بھی پڑھائے جائیں گے۔ وہ پڑھانے کے بعد ہم سمجھتے ہیں کہ زیادہ بہتر انداز میں اساتذہ تیار ہوں گے۔ اساتذہ جو وہاں سے پڑھ کر نکلیں گے، وہ یونیورسٹیوں کے لیے بھی تیار ہوں گے، اور مدارس کے لیے بھی فراہم ہوں گے۔ بیرون ممالک، اندرون ملک جو اس طرح کے معاملات ہیں، جہاں شریعت کی رہنمائی درکار ہے، وہ ماہرین اس کام کے لیے دستیاب ہوں گے۔ ظاہر ہے حکومت اپنے اہتمام میں اگر ایسے خود مختار ادارے قائم کرے، تو اس پر موجودہ دینی مدارس کے منتظمین کو غالباً کوئی اعتراض نہیں ہوگا، اور نہ اعتراض ہونا چاہیے۔

ان کی حیثیت وہی ہوگی جو ماضی میں جامعہ عباسیہ بہاول پور کی یا اب بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کی ہے۔ ابھی مجھ سے پہلے ایک بزرگ نے فرمایا: ''جی، یہ کامیاب نہیں ہوں گے۔ ان کا حشر وہی ہوگا جو جامعہ عباسیہ کا ہوا''۔ ایک اور بزرگ نے فرمایا: ''نوٹ کر لیجیے، اس کا حشر وہی ہوگا جو بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کا ہوا''۔ میں نے دل میں کہا: ''کاش اس کا وہی ''حشر'' ہو جو بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کا ہوا''۔ میرے خیال میں تو بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کا تجربہ انتہائی کامیاب ہے۔ میں اس تجربے کو ناکام قرار دینے کی کوئی بنیاد نہیں پاتا، بلکہ اس کو بڑا کامیاب سمجھتا ہوں۔ اگر دینی مدارس کے فارغ التحصیل لوگ، علمی اور فکری سطح پر اس درجے پر آجائیں جو بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے تمام تو نہیں البتہ بہت سے فارغ التحصیل حضرات میں پائی جاتی ہے، تو یہ ایک بڑی کامیابی ہوگی۔

انھی الفاظ کے ساتھ میں آپ سب حضرات کا شکر گزار ہوں کہ مجھے گفتگو کا موقع عنایت فرمایا۔ پروفیسر خورشید احمد صاحب جیسے دلِ دردمند رکھنے والے، دینِ اسلام کے عظیم مجاہد کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے عزت افزائی فرمائی۔

و آخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رپورٹ

دینی مدارس میں تعلیم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱

یہ اکیسویں صدی عیسوی کا آغاز ہے، جب: اسلامی تہذیب و تمدن، اسلامی عقائد و عبادات، اسلامی شخصیات اور اسلامی شعائر کے خلاف مسلسل ایک یلغار کی سی کیفیت دیکھنے میں آتی ہے۔ خاص طور پر دینی مدارس تو اس کا مرکزی ہدف ہیں۔ اس حوالے سے ایک عام مسلمان یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ آج، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں اپنے نقطۂ عروج پر ہیں۔ دکھ کی بات یہ ہے کہ اس معاندانہ تحریک میں خود مسلمانوں کے جدید تعلیم یافتہ افراد کی ایک تعداد، دشمن کے حلیف اور مددگار کا سا کردار ادا کر رہی ہے۔

پس منظر

گزشتہ دو سو برس کے دوران: انگریز، ولندیزی، ہسپانوی، فرانسیسی، روسی، کمیونسٹ روسی استعماری اور توسیع پسند قوتوں نے مسلم دنیا کو محکوم بنایا۔ ان کی جابرانہ حاکمیت کے خلاف، مسلمان ملکوں اور قوموں میں آزادی کی تحریکوں کے لیے عام مسلمانوں کو ابھارنے میں دینی تعلیم کے چھوٹے بڑے اداروں نے ایک بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس عمل میں افریقہ اور ایشیا کے محکوم مسلم علاقوں میں پیدا ہونے والے جذبۂ حریت کو آنچ دینے کی قوت محرکہ اسلام کی دینی، جہادی، تہذیبی اور احیائی روایت رہی ہے۔ اسی لیے جدید یورپی استعمار یا دیگر استعماری طاقتوں نے ہمیشہ ہی سے مسلمانوں کے دینی مراکزِ تعلیم کو اپنے خلاف ایک ناقابل تسخیر مورچہ تصور کیا ــــ بقول جسٹس محمد تقی عثمانی: ''یہ دینی مدارس، انگریزی استعمار، مغربی فکر اور مغرب پرستوں کی نگاہ میں ہمیشہ کانٹے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرح کھٹکتے رہے ہیں۔[اسی لیے] انھوں نے، ان مدارس کو بدنام کرنے، ان کا مذاق اڑانے، اور ان پر طرح طرح کے الزامات عائد کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ یہاں تک کہ یہ الزامات رفتہ رفتہ لوگوں کے ذہن میں ایسے مسلمات کی صورت اختیار کر گئے، جن کی تحقیق و تفتیش کی بھی کوئی ضرورت نہیں سمجھی جاتی'' (ہمارا تعلیمی نظام، ص ۱۳۰)۔

تاہم، گزشتہ ربع صدی کے دوران اس معاندانہ روش میں اس وقت شدت پیدا ہوئی، جب فروری ۱۹۷۹ء میں امریکی مفادات کے ایک اہم معاون شاہ ایران رضا شاہ پہلوی کے خلاف آیت اللہ روح اللہ خمینیؒ [م: ۴ جون ۱۹۸۹ء] کی زیر قیادت ایک عوامی انقلاب آیا اور اس انقلاب کو اسلامی انقلاب سے موسوم کیا گیا۔ پھر دسمبر ۱۹۷۹ء ہی میں سوویت روسی استعمار کے بڑھتے ہوئے قدم روکنے کے لیے رسمی اور غیر رسمی دینی تعلیم سے آراستہ مجاہدین افغانستان نے عمومی مزاحمتی تحریک جہاد کو منظم کیا۔ تب اہل مغرب کے ہاں افغان مجاہدین کا شمار انسانیت کے محسنوں میں ہوتا تھا۔ انھوں نے اپنی جان پر کھیل کر سوویت روسی سپر طاقت کو سرنگوں کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا[1]۔

تیسری جانب فلسطین کی سیکولر قوم پرست قیادت ناکامی سے دوچار ہو کر افریقی ملکوں میں در بدر تھی۔ اس دوران دسمبر ۱۹۸۷ء میں حماس اسلامی تحریک نے انتفاضہ شروع کر کے مسئلہ فلسطین کو نیا رخ دیا۔ اسی دوران بھارتی سامراج کے خلاف ۱۹۸۹ء میں مقبوضہ جموں و کشمیر میں اسلامی

۱۔ افغان مجاہدین کے جہاد کے نتیجے میں روسی فوجیں واپس چلی گئیں، مگر ان کے جاتے جاتے مغربی طاقتوں نے جنیوا معاہدہ (۱۹۸۸ء) مسلط کر دیا، جو جنگ کے خاتمے کا نہیں بلکہ اپنے داخلی تضادات کی وجہ سے جنگ جاری رکھنے کا نام نہاد ''معاہدہ امن'' تھا۔ روسیوں کے آلہ کار ڈاکٹر نجیب اللہ نے بطور صدر، افغانستان پر کنٹرول حاصل کرنے کی ناکام کوشش کی اور آخر کار ۱۹۹۲ء کے اوائل میں اقتدار چھوڑ دیا۔ تب مغربی طاقتوں کے دباؤ پر پاکستان نے ''معاہدہ پشاور'' جیسی نیم پختہ اور داخلی تضادات پر مبنی دستاویز پر دستخط کروا کے افغان مجاہدین میں جنگ و جدل کا راستہ کھول دیا۔ یہ ایسی غلطی تھی جس نے وہاں کے امن کو برباد کرنے میں مرکزی کردار ادا کیا۔ اسی دوران ۹۶-۱۹۹۵ء میں ''طالبان'' نے پیش قدمی کر کے افغانستان کے ۹۰ فی صد حصے پر کنٹرول سنبھالا۔ مگر کچھ تو ''طالبان'' کی پالیسیوں کے باعث مگر بنیادی طور پر مغرب کے اپنے اسٹرٹیجک مفادات کی خاطر، ''طالبان'' کی حکومت کو نشانہ بنایا گیا۔ اکتوبر اور نومبر ۲۰۰۱ء کے دوران بدترین گولہ باری کر کے امریکہ نے ان کی حکومت ختم کر دی، اور افغانستان میں قوم پرست، سیکولر قوتوں کے لیے راستہ ہموار کیا (پس منظر کے لیے دیکھیے، مختار حسن [م: اگست ۱۹۹۵ء] **افغانستان: جارحیت، جہاد، بحران**، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد ۲۰۰۰ء)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحریک جہاد کا ظہور، مشرقی یورپ میں بوسنیا، کوسووا اور البانیہ میں مسلمانوں کی مزاحمت، چیچنیا میں مجاہدین کا بے مثال جہاد، میانمار [برما] میں اراکانی مسلمانوں کی طویل جدوجہد آزادی وغیرہ ایسے پہلو ہیں، جنھوں نے اہل مغرب اور خصوصاً استعمار کو مجبور کیا ہے کہ وہ مسلمانوں کے دینی نظام تعلیم اور اس کے نتیجے میں پیدا شدہ امکانات پر غور کریں۔ یہ الگ بات ہے کہ اہل مغرب کے اس مطالعے کی بنیاد معروضی (objective) نہیں، موضوعی (subjective) ہے۔

مسلمانوں کے علمی حلقے سوال اٹھاتے ہیں کہ مغرب کی جانب سے دینی مدارس کے بارے میں پریشانی تو کسی حد تک سمجھ میں آتی ہے کہ وہ ان کے سیاسی اور تہذیبی ایجنڈے کو قبول کرنے پر تیار نہیں۔ مگر خود ان مسلم ممالک کے مقتدر (elitist) اور مراعات یافتہ طبقوں کی جانب سے دینی مدارس کی سرگرم مخالفت کا جواز سمجھ سے بالا ہے۔ اتفاق واختلاف سے قطع نظر، آئندہ مسلم نسلوں کی دینی تعلیم اور تربیت کا انحصار بڑی حد تک انھی دینی مدارس پر ہے، جہاں کے اساتذہ سخت مشکل معاشی اور سماجی حالات کے باوجود پورے اخلاص اور تندہی کے ساتھ اپنے فریضے کی ادائیگی میں سرگرم عمل ہیں۔

اسلامی تعلیمی روایت

اسلام میں حصول علم کی روایت غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے۔ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مدرسے کی ابتدائی شکل صُفّہ (چبوترہ) مسجد نبوی (مدینہ منورہ) کے صحن میں وجود میں آئی، جہاں حکام وعوام، کالے اور گورے، عرب وغیر عرب، آزاد اور غلام، بغیر کسی امتیاز کے حصول علم میں مصروف رہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ ہی میں مدینہ منورہ میں نو مدرسے قائم ہو چکے تھے۔ آپؐ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو یہ آیات سناتے:

کیا علم جاننے والا اور نہ جاننے والا دونوں کبھی یکساں ہو سکتے ہیں (سورہ زمر:۹)۔

تم میں سے جو لوگ ایمان رکھنے والے ہیں اور جن کو علم بخشا گیا ہے، اللہ ان کو بلند درجے عطا فرمائے گا (مجادلہ:۱۱)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام میں علم کا حصول محض روزی کمانے کا آلہ نہیں، بلکہ علم عبادت کا نام ہے۔ اسی لیے آپؐ نے فرمایا: ''علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے'' (یاد رہے کہ قرآن وسنت میں لفظ ''مسلم'' دونوں اصناف کو یکساں طور پر مخاطب کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے)۔ رسول اللہؐ نے مسلم معاشرے کو ہدایت فرمائی کہ: ''اساتذہ اور طلبہ کے ساتھ بھلائی کا برتاؤ کرو''۔ اسی لیے اسلامی روایت میں مدارس کا قیام، معلم و مدرس کی مالی معاونت کی عمومی ذمہ داری پورے مسلم معاشرے اور خصوصاً مسلمان حکومت کے کندھوں پر ڈالی گئی۔

رسول اللہؐ نے ایک طرف قرآن، حدیث اور فقہ سیکھنے کا حکم دیا کہ یہ دینی تعلیم کا حصہ ہے۔ دوسری جانب آپؐ نے ریاضی، طب، نجوم اور علم انساب سیکھنے کی طرف توجہ دلائی کہ یہ علم، اس زندگی کی معاشی ضرورتوں کو پورا کرنے میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ آپؐ کے حکم کی تعمیل میں حضرت زیدؓ بن ثابت انصاری نے فارسی، سریانی اور حبشی زبانیں سیکھیں، یہ دنیوی تعلیم کا حصہ ہے۔ آپؐ نے ورزش، تیراکی اور تیراندازی سیکھنے کا حکم دیا، یہ جسمانی اور دفاعی تعلیم ہے (پروفیسر سید محمد سلیمؒ [م: اکتوبر ۲۰۰۰ء] دینی مدارس کی روایات، ص۱۴)۔

غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی قلیل اور بے سروسامان جماعت نے جب کفار اور مشرکین کو شکست فاش دے کر ان کے اسباب پر قبضہ کیا اور متعدد افراد کو گرفتار کر لیا تھا، تب قیدی کفار کی رہائی کے لیے رسول اللہؐ نے ایک شرط یہ بھی تجویز کی تھی کہ جو لوگ نادار ہونے کی وجہ سے فدیہ نہ دے سکتے ہوں مگر لکھنا پڑھنا جانتے ہوں، وہ دس دس مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں، تو آزاد کر دیے جائیں گے۔

باقاعدہ مدارس کی ابتدا سے پہلے ہی مساجد علوم کی درس گاہ کی حیثیت رکھتی تھیں، جن میں امام، عالم اور رہبر کے گرد طالبین علم حلقہ بنا کر علم حاصل کرتے۔ سلطنت عباسیہ [۷۵۰ء-۹۴۵ء] میں یہ مدرسے مساجد میں ہی کام کرتے تھے۔ پھر جب مساجد میں ان حلقوں کی تعداد میں اضافہ ہوا، بحث ومباحثہ اور سوال جواب کا سلسلہ بڑھا تو مساجد میں عبادت گزاروں نے خلل محسوس کیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا، مساجد کے ساتھ ہی عمارات تعمیر کر کے باقاعدہ مدرسے کھولے گئے، جہاں پر بہ یک وقت پڑھنے، لکھنے اور تیر کمان چلانے والوں کو ''الکامل'' کہا جاتا تھا۔ اس دور کی تعلیمی ترجیحات میں ایمان، جرات، صبر، اعلیٰ ظرفی، مہمان نوازی، خواتین کا احترام، وعدے کی پاسداری اور اسلامی ریاست کے دفاع وانتظام کاری کا پہلو شامل تھا۔ اس طرح یہ طلبہ اسلامی مملکت کا نظام چلانے کے لیے تربیت اور علم حاصل کرتے۔ خلافت راشدہ کے ابتدائی دور میں عرب دنیا کے ساتھ ہی ساتھ اسلامی ریاست میں شامل ہونے والے دوسرے علاقوں میں قرآن کی تعلیم کے لیے تعلیمی اداروں کا قیام عمل میں آ چکا تھا (ایضاً)۔

مسلم دور حکومت میں جو نظام تعلیم ابھرا وہ اپنے زمانے کا جدید ترین نظام تعلیم تھا[2]۔ اس باب میں خاص طور پر مسلم اسپین کی عظیم درس گاہوں کا ثانی نہیں تھا۔ یہ وہ دور تھا جب یورپ علمی لحاظ سے تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ یورپ کے تشنگان علم، اسلامی درس گاہوں سے فیض حاصل کر رہے تھے[3]۔ لیکن اہل مغرب نے دانستہ طور پر سائنس کی تاریخ سے مسلمان سائنس دانوں کے نام

۲۔ مسلم سلطنت میں ایک طاقت ور سلجوق وزیر خواجہ نظام الملک طوسی [م: ۱۰۹۲ء] نے، ریاستی معاونت کے ذریعے نظام تعلیم کو وسعت اور مضبوطی عطا کرنے کے لیے ٹھوس اقدامات کیے اور دور رس اثرات کی حامل تعلیمی روایت قائم کی۔ انھوں نے ۱۰۶۵ء میں مدرسہ نظامیہ، بغداد میں قائم کیا۔ امام غزالی کو درس وتدریس کے لیے دعوت دی۔ شافعی، اہل حدیث اور اشعری مکاتب فکر کے اساتذہ کو مجتمع کیا۔ ان کے لیے بہتر معاشی زندگی گزارنے اور پورا وقت تدریس وتحقیق میں صرف کرنے کے مواقع پیدا کیے۔ تاہم برصغیر جنوب مشرقی ایشیا میں رائج ''درس نظامی'' کا مدرسہ نظامیہ بغداد کے نصاب یا تعلیمی نظام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۳۔ بلاشبہ سولھویں صدی کے یورپ کی نشاۃ ثانیہ، اسپین کے عرب مسلمانوں کی رہین منت ہے، جنھوں نے مغرب کو بہت سے سائنسی و سماجی علوم وفنون سے روشناس کرایا، اور تعلیم وتحقیق کی روشنی پھیلائی۔ لیکن اُس زمانے کو اور پھر بعد کے عہد کو دیکھا جائے تو ایک دانش ور کے خیال میں: ''مسلمانوں کا حال ان مزدوروں سا کا دکھائی دیتا ہے، جو علوم وفنون کا بوجھ سر پر لاد کر لائے اور یورپ کی منڈیوں میں اتار کر دور بیٹھ گئے'' (محمد اسحاق، تعلیم ایک تحریک ایک چیلنج، ص ۳۰۵)۔ مگر یہ تبصرہ پورا سچ ظاہر نہیں کرتا، کیونکہ اس دوران استعماری قوموں نے مسلمان اقوام کے لیے تحقیق وترقی کی پیش رفت بڑھانے والی اداراتی کوششوں کو، اپنے مخصوص انداز سے غیر مؤثر بنایا۔ مثال کے طور پر مسلمانوں میں آج بھی بڑے شہرت یافتہ ڈاکٹر، انجینئر، سائنس دان، فوجی منصوبہ ساز وغیرہ سامنے آ رہے ہیں، مگر ان کے لیے خدمات کے مواقع اپنے مسلم ملکوں میں پیدا نہیں ہونے دیے جاتے۔ اگر بیرونی طاقتیں یہ کام براہ راست نہ کر سکیں تو مسلم اقوام پر اپنی

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تبدیل کر دیے۔اس طرح دنیا کو یہ باور کرایا گیا کہ سائنس کی ترقی اور فروغ میں مسلمانوں کا کوئی حصہ نہیں ۴ ۔ان مدارس کی تعلیم و تربیت، زندگی کے محض ایک پہلو کا احاطہ نہیں کرتی تھی، بلکہ وہ انسانی شخصیت کی ہمہ جہت نشوونما کی ذمہ داری سنبھالتی رہی ہے۔

جنوبی ایشیا میں اسلامی تعلیمی روایت

برصغیر جنوب مشرقی ایشیا میں مسلمانوں کی آمد سے پہلے، عام تعلیم کے لیے گروکل، پاٹھ شالائیں، اور اعلیٰ تعلیم کے لیے وشو ودیالیہ تھے، جہاں ہندو دھرم اور فلسفہ وغیرہ کی تعلیم دی جاتی تھی۔اگرچہ ان کے ہاں فن تعمیر، علم نجوم اور ادب کی تعلیم پر زور تھا، تاہم مسلمانوں کی آمد سے تعلیمی روایت: علم، تہذیب اور تربیت کی ایک توانا لہر سے آشنا ہوئی۔مسلمانوں میں ایک ہی نظام تعلیم تھا، جسے آج کے دور میں مذہبی یا دینی نظام تعلیم کہتے ہیں۔البتہ اس دور میں یہ تعلیمی نظام اپنی جگہ بہت ترقی یافتہ تھا۔یہی وجہ ہے کہ اس نے مقامی اثرات قبول کرنے کے بجائے خود یہاں کے قدیم اور مقامی تعلیمی نظام پر گہرا اثر ڈالا۔مسلمانوں کی تعلیمی روایت کی جڑ مسجد سے مربوط تھی، جہاں دینی اور دنیوی علوم میں مہارت بہم پہنچائی جاتی تھی۔

اگر برصغیر میں انگریزوں کی آمد سے پہلے (اٹھارہویں، انیسویں صدی) کے زمانے پر نظر ڈالیں، تو معلوم ہوتا ہے:

(باقی حاشیہ پچھلے صفحہ سے آگے)

تابع دار یا آلہ کار حکومتوں کے ذریعے ایسی منصوبہ سازی مسلط کرا دی گئی کہ وہ روشن دماغ اپنے ملکی حالات سے مایوس ہوئے یا پھر بیرون ملک چلے گئے۔جس کا مطلب یہ ہے کہ خود مسلم امت میں تو قابل لوگ موجود ہیں، مگر جنھیں حالات کا جبر اپنے ہاں کام نہیں کرنے دیتا، البتہ وہ اپنی متاع دانش کے ساتھ دوسری جگہوں پر آج بھی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

۴ ۔بہت سے مسلم سائنس دانوں کے علمی کارناموں اور کتب کے تذکرے سے قطع نظر، وہ سائنس دان جن کے نام مغرب نے تبدیل کر دیے ہیں، ان میں چند ایک نام یہ ہیں: ابوالقاسم الزہروی Albucasis، ابو یوسف یعقوب بن اسحاق الکندی Alkindus، ابوعلی ابن ہیثم Alhazan، محمد ابن جابر ابی سینا البطانی Albetnius، ابوعلی ابن سینا Avicinna، محمد ابن زکریا الرازی Rhazes، ابن رشد Averroes، العزیز ابن عثمان القابسی Alcabitius ۔(ڈاکٹر قمر الدین، ہندستان کی دینی درس گاہیں، ص ۱۳۳)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں پر مسلمانوں کے تعلیمی نظام کی ابتدا قطب الدین ایبک [م: ۱۲۱۰ء] کے عہد سے ہوئی۔ اس دور میں سیکڑوں مساجد تعلیم و تدریس کا مرکز تھیں، جن میں دینی علوم کے علاوہ دوسرے دنیوی علوم کی بھی تعلیم دی جاتی تھی۔ تعلیم و تدریس کے لیے الگ سے عمارات کی کوئی قید نہ تھی۔ بلکہ، یہ کام مسجدوں کے علاوہ حجروں، امرا کی حویلیوں، چوپالوں اور خانقاہوں میں بھی ہوتا تھا۔ سلطان ایبک کی جانب سے علماء کی سرپرستی ضرب المثل تھی۔ پھر سلطان شمس الدین التتمش [م: ۱۲۳۶ء] نے کئی مدارس قائم کیے وہ علم نوازی کا شائق اور اہل علم کا زبردست قدردان تھا۔ جب محمد معزالدین غوری [م: ۱۲۰۶ء] نے اجمیر فتح کیا تو وہاں پر مدرسہ قائم کیا۔ محمد بن تغلق [م: ۱۳۵۱ء] کے دربار میں علماء کی کثیر تعداد تھی۔ فیروز شاہ تغلق [م: ۱۳۸۸ء] نے ۱۳۰ اعلیٰ تعلیمی ادارے قائم کیے، اور پہلے سے قائم مدارس کی مرمت اور روزمرہ اخراجات کے لیے خصوصی فنڈز مختص کیے۔ خلجی سلاطین کے زمانہ حکومت [۱۵۳۱ء-۱۴۳۶ء] میں تعلیم و تدریس سے مسلمانوں کی دلچسپی برقرار رہی۔ ان کی علم پروری کا سبھی مؤرخین نے اعتراف کیا۔ تغلق دور، بھی اسلامی تعلیم و تدریس اور مدارس کے قیام کے حوالے سے خصوصی شہرت رکھتا ہے۔ اسی طرح سلطان سکندر لودھی کا عہد [۱۵۱۰-۱۴۸۹ء] اسلامی تعلیم و تدریس کی سرپرستی کے ذیل میں بڑا قابل ذکر زمانہ تھا۔

❖ **اسلامی نظام تعلیم کا مقامی روپ:** اس تفصیل کے باوجود برصغیر جنوب مشرقی ایشیا میں اسلامی فکر اور اسلامی تعلیم کا تاریخی جائزہ لیا جائے تو یہاں کئی ادوار سامنے آتے ہیں۔ برصغیر میں [ریاستی سطح پر منظم] اسلامی تعلیم کا آغاز ایک انتظامی ضرورت کے تحت ہوا۔

سلطان ابوالقاسم محمود غزنوی [م: اپریل ۱۰۳۰ء] فقہ شافعی [امام شافعیؒ، م: دسمبر ۸۱۹ء] کا پیروتھا، اس لیے اس کے ہاتھوں اور بعد میں بھی یہاں جو مسلمانوں کی حکومتیں قائم ہوئیں ان سب کا نظام، فقہ شافعی کی بنیاد پر استوار ہوا۔ لیکن بعد میں مختلف اسباب کی بنا پر فقہ حنفی مروج ہوگئی اور سلطنت کا سارا نظام، فقہ حنفی کی تعبیر کے مطابق جاری ہوا۔ اس کام کے لیے ایسے افراد کار اور ماہرین کی ضرورت تھی، جو نہ صرف دفتری اور عدالتی فرائض بھی انجام دے سکیں، بلکہ نئی سلطنت کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینی قیادت کے فرائض بھی پورے کر سکیں۔ اس مقصد کے لیے ایک نظام تعلیم وضع کیا گیا، جس میں سب سے بنیادی مضمون کی حیثیت علم فقہ اور اس کے متعلقات کو حاصل تھی۔ اس لیے نظام ریاست و قضاء (عدل) کو چلانے کے لیے فقہی علوم میں مہارت ناگزیر تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ایک طویل عرصے تک یہاں پر مسلمانوں کے نصاب تعلیم میں بنیادی اہمیت فقہ کو حاصل رہی۔ (اس کا بڑا حصہ: علوم فقہ، اصول فقہ اور منطق پر مشتمل تھا)۔ باقی علوم کی تدریس، فقہ اور اصول فقہ کی اعلیٰ فنی کتابوں کے سمجھنے کے لیے طلبہ کو تیار کرنے کی خاطر تھی۔ پہلے پہل برصغیر کے نصاب میں حدیث اور تفسیر کی کتابیں یا تو سرے سے شامل ہی نہ تھیں یا برائے نام شامل تھیں۔ [گویا کہ] یہ نصاب عمومی انداز میں ایسا نصاب نہیں تھا، جو اصلاً دینی علوم میں تخصص پیدا کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ بلکہ، یہ کام انفرادی طور پر دینی علم کے متلاشی لوگ، ماہر علماء کی خدمت میں رہ کر کیا کرتے تھے۔ گویا، بنیادی نصاب فقہ ہی کا تھا۔ کیونکہ فقہ میں مہارت حاصل کیے بغیر قضا، احتساب اور دیگر سرکاری مناصب نہیں ملتے تھے۔ اس لیے انتظامی ضرورت کے تحت فقہ اور پھر فقہ کو سیکھنے کے لیے اصول فقہ لازم ٹھیرا۔ اصول فقہ کے لیے منطق اور فلسفہ اور دیگر معاون کتب پڑھنا لازم تھیں۔ ان خطوط پر ترتیب پانے والا یہ نصاب ہندستان میں کم و بیش ایک ہزار برس تک جاری رہا۔ (ڈاکٹر محمود احمد غازی، اکیسویں صدی: پاکستان کے تعلیمی تقاضے، ص۱۰۵-۱۰۶)۔

سلاطین عہد کے بعد مغلیہ دور کے قریباً تمام شہزادے اور شہزادیاں اور مغل امرا کی علم دوستی کے نقوش تواریخ کی کتب میں جگمگا رہے ہیں۔ جلال الدین اکبر [م: اکتوبر ۱۶۰۵ء] نے نہ صرف مدرسے قائم کیے، بلکہ کتب خانوں کی بنیاد بھی ڈالی۔ سلاطین دہلی کی طرح اس نے بھی ترجموں کی اہمیت پر زور دیا اور مذاہب کے درمیان مکالمے کی روایت کی سرپرستی کی۔ اکبر نے مسلمانوں کے علاوہ ہندو طلبہ کے لیے بھی جداگانہ مدارس کھولے۔

شہنشاہ جہانگیر [م: فروری ۱۶۲۸ء] نے نہ صرف دینی مدارس قائم کیے، بلکہ انھیں ترقی دینے اور آمدن کے مستقل ذرائع برقرار رکھنے کے لیے ایک فرمان کے ذریعے حکم دیا: ''اگر کوئی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امیر یا بیرونی تاجر لاوارث مر جائے تو اس کا مال و دولت بنام سلطنت منتقل ہو کر مدرسوں وغیرہ پر خرچ کیا جائے"۔ شاہ جہاں کے عہد میں خواتین کی تعلیمی سرگرمیوں کے لیے بھی فتح پور سیکری میں مدرسہ قائم کیا گیا۔

اورنگ زیب عالمگیر [م: فروری ۱۷۰۷ء] بذات خود عالم تھا، اس نے متعدد مدارس قائم کیے۔ وہ تعلیم و تدریس کے باب میں وسیع نقطہ نظر رکھتا تھا۔ اس نے مدارس کی خودمختاری میں براہ راست مداخلت کیے بغیر نصاب میں عصری علوم کے اضافے سے اہم تبدیلیاں کرائیں اور طالب علموں کے لیے وظائف جاری کیے۔ اسی عظیم علم دوست حکمران نے لکھنؤ میں ایک ڈچ تاجر کی کوٹھی فرنگی محل خرید کر ایک مدرسے کی بنیاد رکھی، اور ملا نظام الدین سہالویؒ [م: مئی ۱۷۴۸ء] کو استاد مقرر کیا۔ جنھوں نے دور سلاطین سے رائج اسلامی تعلیمی روایت میں متعدد اصلاحات کیں اور ہندستان میں مروجہ درس نظامیہ کی تدوین کی۔ درس نظامی کا یہ نصاب مختلف تبدیلیوں کے ساتھ آج بھی اسی روایت سے منسلک ہے۔ سہالویؒ نے یہ نصاب تجویز کیا تو اس میں، اس دور کے علوم و فنون کی معیاری کتب شامل تھیں۔ بنیادی طور پر ان علوم میں: صرف، نحو، منطق، حکمت و فلسفہ، ریاضی، بلاغت، فقہ، اصول فقہ، علم کلام شامل تھا۔ اس نصاب کی تدریس کے لیے کتاب کا متن، حاشیہ اور حاشیہ در حاشیہ سمجھنے اور اس کی پیچیدگیوں کو حل کرنے کی صلاحیت پر زور دیا جاتا تھا۔

اساتذہ کا خیال تھا کہ اس سے ذہن و فکر میں گہرائی پیدا ہوتی ہے۔ اورنگ زیب کے زمانے میں سیالکوٹ نہ صرف مرکز علم تھا، بلکہ یہاں پر کاغذ کی صنعت نے بھی شہرت پائی۔ مشہور انگریز سیاح ہملٹن نے اورنگ زیب کے زمانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے: "صرف ٹھٹھہ شہر میں ۴۰۰ مدارس تھے"۔ اگرچہ اورنگ زیب کے زمانے سے مغلیہ اقتدار کو زوال شروع ہو چکا تھا، تاہم مدارس کے قیام کا سلسلہ آخری مغل حکمران بہادر شاہ ظفر [م: نومبر ۱۸۶۲ء] کے عہد تک جاری رہا۔

اس زمانے میں جتنے علوم ہندستان میں مروج تھے وہ اس نصاب میں شامل تھے۔ کوشش یہ کی جاتی تھی کہ اس نصاب کا فارغ کسی رائج الوقت علم سے بالکل ناواقف نہ رہے۔ اس زمانے کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سائنس، میڈیکل سائنس، انجینئرنگ، اقلیدس، الجبرا، جیومیٹری اور ریاضی اس نصاب کا حصہ تھے۔ آزاد معاش کا طریقہ اختیار کرنے میں مدد دینے کے لیے طب (میڈیکل سائنس) بھی شامل نصاب تھی۔ اسی وجہ سے اس درس کے پڑھے ہوئے بے شمار لوگ طبیب، انجینئر، منتظم اور معمار ہوا کرتے تھے۔ (''درس نظامی'' سے پہلے جو شکل نظام تعلیم کی تھی، اسے ''درس نظامی کی ابتدائی شکل'' کہہ سکتے ہیں)۔ چنانچہ جس ماہر تعمیرات نے تاج محل تعمیر کیا، یعنی استاد احمد معمار لاہوری [م: ۱۶۴۹ء]، وہ اسی درس کا پڑھا ہوا تھا۔ معماری کا یہ فن اس نے مدرسے ہی میں بیٹھ کر سیکھا تھا۔ اتنی بڑی سلطنت کا نظام حکومت اور نظام عدالت چلانے والے یہی درس پڑھ کر تیار ہوئے تھے۔ گویا کہ یہ درس اس زمانے میں ایک اپ ٹو ڈیٹ معاشرے کو چلانے کے لیے ہر لحاظ سے مکمل نظام تعلیم تھا (اکیسویں صدی: پاکستان کے تعلیمی تقاضے، ص۱۰۸)۔

❖ **انگریزوں کی آمد:** انگریز سامراج کی آمد کے ساتھ ہی اسلامی تعلیمی روایت پر منفی اور بڑے دوررس اثرات مرتب ہوئے۔ مسلمانوں کے تعلیمی نظام کا اہم مضمون فارسی تھا، لیکن انھوں نے ۱۸۳۷ء میں فارسی کو بطور سرکاری زبان ختم کر دیا۔

انگریز حاکموں کے اس حکم نے مسلم تعلیمی روایت پر گہری ضرب لگائی۔ مسلمانوں کے تعلیمی اداروں کے لیے مخصوص ''اوقاف'' (Trust) پر غاصبانہ قبضہ کر کے مدارس کی معاشی شہ رگ کاٹ دی۔ خود ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر نے تسلیم کیا ہے کہ ''محسن فنڈ'' جسے بنگال کے ایک دولت مند مسلمان نے مسلمانوں کی فلاح کے لیے قائم کیا تھا، اسے برطانوی حکومت نے ضبط کر کے ایک غیر مسلم کالج قائم کرنے پر لگا دیا (آور انڈین مسلمانز، ص۱۸۴-۱۸۶)۔ اس طرح کے منفی ہتھکنڈوں کے ردعمل کے طور پر مسلمان علماء میں انگریزوں اور انگریزی کے بارے میں ایک رائے قائم ہوئی۔ اگرچہ شاہ عبدالعزیزؒ [م: ۱۸۲۴ء] نے انگریزی پڑھنے کے حق میں فتویٰ دیا تھا، تاہم انگریزوں کی مجموعی روش کو دیکھتے ہوئے علماء نے جدید مغربی تصورات کے خلاف ایک طرح سے مذہبی جنگ لڑنا شروع کی، جس میں ایک طرح سے وہ دینی مدارس میں قلعہ بند ہو گئے۔ خواجہ الطاف حسین حالیؒ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[م: دسمبر ۱۹۱۴ء] اور علامہ شبلی نعمانیؒ [م: اکتوبر ۱۹۱۴ء] نے اس روش پر نظر ثانی کے لیے بڑا زور دیا کہ اسلام بدلے ہوئے حالات کے ساتھ ہم آہنگی پیدا کرتا ہے، اور یہی لچک اسلام کی ہمہ گیریت اور آفاقیت کی مظہر ہے۔ جس کے مطابق مسلمانوں نے ابتدا ہی سے طرزِ تعمیر، طب، فلسفہ، فنون، ریاضی، نظم و نسق، ادب، زراعت وغیرہ میں یونان، روم، ہند اور ایران وغیرہ سے بہت کچھ اخذ کیا ہے، لیکن ان باتوں کا عمومی سطح پر علماء نے کوئی اثر نہ لیا۔

دوسری جانب انگریز یہ چاہتے تھے کہ وہ نظم و نسق چلانے کے لیے اپنے نظامِ تعلیم کے تحت افرادِ کار تیار کریں۔ اس طرح مسلمانوں کے نظامِ تعلیم کو دینی اور سیکولر یا قدیم اور جدید، دو دائروں میں تقسیم کر دیا گیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ علم اور فکر و نظر کی وہ سابقہ وحدت ختم ہوگئی، جسے ماضی کے مسلمان حکمرانوں اور علماء نے برقرار رکھا تھا۔ انگریزی تعلیمی اداروں سے نکلنے والی مسلمان پود اور دینی مدارس کے تیار کردہ طلبہ کے سانچے مختلف تھے، جس سے جدید تعلیم یافتہ مسلمان اور علماء میں ایک خلیج حائل ہوگئی، جو وقت گزرنے کے ساتھ وسیع تر ہوگئی۵۔

خود انگریزوں کا معاملہ بھی بڑا عجیب ہے۔ دنیا میں اپنے متعلق انھوں نے یہ تاثر پھیلایا ہے

۵۔ آیت اللہ روح اللہ خمینیؒ اسی مسئلے پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں: ''وہ سب سے بلند و بالا چیز جس پر اسلامی ملکوں کے دشمنوں کی جانب سے انگلی جمائی گئی، وہ جدید یونیورسٹی ہے۔ کیونکہ استعماری خوب جانتے ہیں کہ اگر یونیورسٹی ان کے کنٹرول میں آگئی تو پورا ملک ان کے قبضے میں آ جائے گا۔ یہ یونیورسٹی ہی ہے جو ملک کو چلاتی ہے، یونیورسٹی ہی موجودہ اور آئندہ نسل کی تربیت کرتی ہے۔ چنانچہ اگر یونیورسٹی، مشرق و مغرب کے غارت گروں کے قبضے میں ہو تو آپ کا حال اور مستقبل ان کے اختیار میں ہے۔ استعماری طاقتیں ہمارے نوجوانوں کو تباہی کی طرف کھینچ لے جانا چاہتی ہیں۔ وہ ہماری یونیورسٹیوں کو استعمار کے اقتصادی، تہذیبی، اور عسکری مفادات کا مرکز و محور بنانا چاہتی ہیں اور ان کی نگاہ تمام مسلمان ملکوں پر ہے۔--- دوسری جانب مغرب کے استعماریوں کا سب سے خطرناک اور منحوس منصوبہ علمائے دین کو اہلِ یونیورسٹی سے جدا کرنا ہے۔ انھوں نے مسلم امت کے ان دو طبقوں کے درمیان جدائی ڈال دی۔ علمائے دین کو یونیورسٹی کے فارغ التحصیل لوگوں سے بدگمان کیا اور یونیورسٹی کے فاضلین میں علمائے دین کے خلاف نفرت بھر دی۔ استعمار کا منصوبہ یہ تھا کہ مسلمانوں کے ان دونوں پڑھے لکھے اور مؤثر گروہوں کو ایک دوسرے سے جدا کر کے باہم لڑا دیا جائے، تاکہ وہ امت مسلمہ کے مفاد میں کوئی قابلِ قدر خدمت انجام نہ دے سکیں۔ اس تناظر میں ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم مسئلے کی نزاکت کو سمجھیں۔ اپنے نونہالوں کی پرورش ایسے کریں کہ ان کا قبلہ لندن یا واشنگٹن نہ ہو، بلکہ ان کا قبلہ مکہ مکرمہ ہو'' (**در جستجو راہ در کلام امام** بحوالہ جدید یونیورسٹی اور امام خمینی، ماہنامہ ساحل، کراچی، اگست ۱۹۹۷ء)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ: ''بڑے مہذب، وسیع القلب، احترام آدمیت کے علم بردار اور معروضیت [؟] کے قائل ہیں''۔ لیکن حقائق کی دنیا قدم قدم پر ان کے اس دعوے کی تردید کرتی ہے۔ خود پسندی اور دوسری اقوام کی توہین ان کے بڑے بڑے دانش وروں کے ذہن میں ایک وائرس کی طرح چپکی ہوئی ہے۔ لارڈ میکالے، انیسویں صدی کے برطانوی استعمار کا ایک شہ دماغ تھا، اس نے اپنی مشہور رپورٹ *MINUTES* (یادداشت) میں بڑے تکبر و نخوت کے ساتھ کہا: ''مجھے کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں ملا، جو اس حقیقت سے انکار کرے کہ یورپ کے کسی اچھے کتب خانے کی محض ایک الماری، ہندستان اور عرب کے سارے ادبی سرمائے پر بھاری ہے'' (پروفیسر عبدالحمید صدیقی [م: ۱۹۷۸ء] میکالے کا نظریہ تعلیم، ص ۴۷-۴۸)۔ یہی وہ سوچ ہے، جو آج بھی مغرب اور مغرب کے سامنے فدویانہ انداز اختیار کرنے والے براؤن انگلش مین (دیسی ''انگریزوں'') میں سرایت کیے ہوئے ہے۔ جس کے باعث انھیں ہر دیسی چیز کم تر دکھائی دیتی ہے۔

❖ **جدید علوم کی طرف دعوت**: اسی زمانے میں ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں میں جدید تعلیم کی ضرورت کو اجاگر کرنے کا جذبہ ایک تحریک کی شکل اختیار کرتا ہے، جس میں مسلم تہذیب کے احیا اور مسلمانوں کے قومی وقار کی بحالی کو اولیت حاصل تھی۔ انیسویں صدی کے مسلم رہنماؤں جمال الدین افغانی [م: ۱۸۹۷ء]، سرسید احمد خان [م: ۱۸۹۸ء]، سید امیر علی [م: ۱۹۳۸ء]، نامق کمال [ترکی، م: ۱۸۸۸ء] اور مفتی محمد عبدہٗ [مصر، م: ۱۹۰۵ء] نے اپنی اپنی جگہ پر جو تعلیمی پیغام دیا، اس کے مشترک عناصر یہ تھے:

- مسلمانوں میں نویں سے تیرھویں صدی تک عمرانی علوم کے ساتھ سائنس اور سائنسی روح کو جو فروغ حاصل ہوا، وہ قرآن میں بار بار دیے گئے اس حکم کی تعمیل تھی کہ: انسان کو اس کائنات کا مطالعہ کرنا چاہیے، جو اللہ تعالیٰ کا عظیم تخلیقی مظہر ہے، اور جو انسان ہی کے فائدے کے لیے بنائی گئی ہے۔
- چونکہ اواخر قرون وسطیٰ میں مسلمانوں میں علمی تجسس کی روح کو بری طرح زوال آ گیا تھا،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اس لیے مسلم معاشرہ ایک نوعیت کے جمود اور انحطاط کا شکار ہو گیا۔

- اس کے برعکس مغرب نے ان سائنسی علوم کو اپنا شعار بنایا جو انھوں نے زیادہ تر مسلمانوں سے حاصل کیے تھے، اس لیے وہ مادی ترقی کر گیا، یہاں تک اس نے آگے بڑھ کر خود مسلمان ممالک پر استعماری غلبہ حاصل کر لیا۔
- اس لیے، مسلمان جب ترقی یافتہ مغرب سے ازسرنو سائنس کا علم حاصل کریں گے، تو وہ درحقیقت اپنے ہی ماضی کی بازیافت کریں گے اور قرآن کے بھلائے ہوئے احکامات کی پیروی کریں گے۔

انیسویں صدی میں اس پیغام کے داعی مفکرین کو دیکھا جائے تو ان میں: مفتی محمد عبدہٗ راسخ العقیدہ اسلام میں معتزلی قسم کی عقلیت پسندی کو پھر سے داخل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ قرون وسطیٰ کے مسلم فلاسفہ کے اس انکار کا دفاع کرتے ہیں، جو انھیں جسمانی حیات بعد ممات کے معاملے میں تھا۔ جبکہ نامق کمال، سائنس اور فلسفے میں مسلم فلاسفہ کے کارناموں پر فخر کرنے کے باوجود عقلیت پسندی کو اس حد تک آگے بڑھنے کی اجازت نہیں دیتے کہ وہ اسلامی عقائد کو تباہ کر دے۔ اسی زمانے میں سرسید احمد خان مرحوم ایک دوسری انتہا پسندانہ روح کے نمائندے تھے۔ وہ نہ صرف معتزلہ کے دلائل استعمال کرتے ہیں، بلکہ مسلم فلاسفہ کے استدلال سے بھی کام لیتے ہیں۔ آخرکار ایک نیچری خداپرست کے روپ میں ظاہر ہوتے ہیں (ڈاکٹر فضل الرحمٰن [م: ۱۹۸۸ء] اسلام اور جدیدیت ۱۹۹۸ء، ص ۸۹-۹۱)۔

❖ **دارالعلوم، دیو بند کا قیام:** ۳۰ مئی ۱۸۶۶ء (۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ) دیو بند میں ایک عربی مکتب قائم کیا گیا۔ اس مکتب کی پشت پر دینی تقاضوں کی تکمیل اور غیرملکی تسلط سے بچاؤ کا جذبہ کار فرما تھا۔ دارالعلوم، دیو بند کے قیام سے پہلے مسلمانوں کے مدارس [جہاں بیک وقت دینی اور دنیوی تعلیم دی جاتی تھی] کے اخراجات عموماً امرا، سلاطین، اور مسلم اوقاف کے ذریعے پورے ہوتے تھے۔ اس تعلیمی روایت کو انگریزوں نے اپنے جبر یا مسلمانوں کی معاشی تنگ دستی کے ہاتھوں پامال

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دیا تھا۔ اس لیے دارالعلوم دیوبند کے بانیان نے عام غریب مسلم عوام کی طرف دست اعانت بڑھایا اور یہ طے کیا کہ انگریز حکومت سے مالی امداد (grant) نہیں لی جائے گی۔ یہ قدم نہ صرف کامیاب رہا، بلکہ اس سے مسلمانوں کے ہاں دینی تعلیم سے وابستگی میں بھی وسعت آئی۔

اٹھارہویں صدی عیسوی میں فرنگی محل کے علماء نے جو درس نظامی تشکیل دیا تھا، دارالعلوم دیوبند کی تاسیس تک کم وبیش وہی مروج رہا۔ اس نصاب میں علوم اسلامیہ (یعنی قرآن، حدیث، سنت) پر زور کم اور معقولات (pure rational) علوم پر توجہ زیادہ تھی۔

لیکن جب دارالعلوم دیوبند کے بانیان نے اس مروج درس نظامی کو اختیار کیا تو اس میں صحاح ستہ (6 classical collections of Hadith) کو بھی شامل کیا، اور علم حدیث کی تدریس وتنظیم کے لیے شیخ الحدیث کا منصب متعارف کرایا۔ اسی طرح فقہ اور اصول فقہ کے نصاب میں وسعت پیدا کی۔ دیوبند کا نصاب تعلیم تشکیل دینے والوں کا رجحان سلوک وتصوف کی طرف بھی تھا۔ اسی لیے وہ معقولات کی تعلیم کے بارے میں زیادہ پرجوش نہ تھے۔ بانیان دارالعلوم میں سے مولانا رشید احمد گنگوہیؒ [م: اگست ۱۹۰۵ء] اس امر پر زور دیتے تھے کہ: ہمیں معاصر مغربی فکر وفلسفہ کو سمجھنا چاہیے اور مغربی استعمار کے ہاتھوں اسلام پر جاری حملے کو روکنے یا اس کا جواب دینے کے لیے ایمانی جذبے کے ساتھ تیاری کرنی چاہیے۔

❖ **دارالعلوم کی خدمات: ایک نظر**: دارالعلوم دیوبند کے بانیان نے جس خلوص اور محبت سے، ایمان اور شعور سے اس مرکز علم وفضل کی بنیاد رکھی تھی، اللہ تعالیٰ نے اسے برکت عطا فرمائی۔ تاہم ایک انسانی کاوش ہونے کے باعث اس کی خدمات اور کمزوریوں کا احاطہ کرتے ہوئے، پروفیسر خورشید احمد [پ: ۲۳ مارچ ۱۹۳۲ء] نے لکھا ہے:

- دارالعلوم، دیوبند کے قیام کا مقصد ایک دینی مرکز کا قیام تھا، جس نے مسلمانوں کے تباہ حال تعلیمی نظام کی موجودگی میں ایک مرکز اور تحریک کا کردار ادا کیا۔
- دینی تعلیم کے ساتھ، طلبہ کی ذہنی وسعت اور پیشہ ورانہ معاشی آزادی کو برقرار رکھنے کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے تعلیم کے ساتھ خصوصی اہتمام کیا گیا۔

- سرکار، جاگیرداروں یا سرمایہ داروں کی مالی اعانت پر انحصار کرنے کے بجائے، عام مخلص مسلمانوں کے عطیات سے اخراجات کو پورا کرنے کی جرات مندانہ روایت کو اپنایا گیا۔ جس سے اہل اخلاص کی چھوٹی چھوٹی رقوم نے خیر و برکت کو بڑھایا اور غیر صحت مند اثرات سے مدرسے کو بچایا۔
- شروع دن سے، دارالعلوم کی بڑی قابل ذکر خصوصیت اس کا نظام مشاورت ہے۔ اس سے پہلے عموماً مدرسے کا انتظام کسی ایک فرد یا خاندان کی ذمہ داری ہوتا تھا۔ لیکن دارالعلوم نے سارے انتظامی امور ایک شوریٰ کے سپرد کیے، جس سے اسلام کی جمہوری اور شورائی روح کو زندہ کرنے اور اس کی برکات دیکھنے کا ذریعہ پیدا ہوا۔
- یہ محض ایک دینی مدرسہ نہ رہا بلکہ تدریس کے ساتھ ساتھ، سیاسی اور ملی سرگرمیوں کا مرکزِ ثقل بھی ثابت ہوا۔ جس نے انگریزی استعمار سے آزادی حاصل کرنے کے لیے متعدد تاریخی اور دوررس اثرات کی حامل تحریکوں کو پروان چڑھایا[۶]۔
- یہ ایک عوامی دینی تعلیمی تحریک کا پیش خیمہ ثابت ہوا[۷]۔ اس سے وہ ایمان پرور لہر اٹھی جس کے گہرے دینی اثرات، جنوب مشرقی ایشیا اور افغانستان تک پھیلے۔ یہ تعلیم محض علوم کی

۶۔ شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ [م: ۳۰ نومبر ۱۹۲۰ء] کے بقول: حضرت نانوتویؒ نے مدرسہ دیوبند کو محض درس و تدریس اور تعلیم و تعلم کے لیے قائم نہیں کیا تھا، بلکہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد یہ مدرسہ اس لیے قائم کیا گیا کہ یہ ایک ایسے مرکز کا کام دے، جس کے ذریعے لوگوں کو تیار کر کے اس ناکامی کی تلافی کی جا سکے (سید مناظر احسن گیلانی [م: جون ۱۹۵۶ء]، **سوانح قاسمی**، ج ۲، ص ۹۸، ۲۲۶)۔

۷۔ دارالعلوم دیوبند کے قیام کے چھ ماہ بعد یکم رجب ۱۲۸۳ھ/ ۹ نومبر ۱۸۶۶ء کو جامعہ عربیہ مظاہر العلوم، سہارن پور کی بنیاد رکھی گئی۔ ۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۹ء میں مدرسہ قاسمیہ مراد آباد قائم ہوا، جس کی بنیاد مولانا قاسم نانوتویؒ نے رکھی۔ اس کے چند سال بعد مولانا نانوتویؒ کے ایما پر جامعہ اسلامیہ عربیہ، امروہہ میں قائم ہوا، بعد ازاں اس مدرسے کا نام مدرسہ قاسمیہ عربیہ رکھا گیا۔ پھر ۱۳۱۲ھ/ ۱۸۹۵ء میں مدرسہ رشیدیہ، جالندھر قائم ہوا۔ ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء کو مدرسہ نعمانیہ، امرت سر (پنجاب) اور مدرسہ امینیہ، دہلی کی تاسیس ہوئی۔ علاوہ ازیں ۱۸۹۳ء میں ندوۃ العلماء اور ۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹ء کو مدرسۃ الاصلاح، سرائے میر کا قیام عمل میں آیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تدریس سے منسوب نہ تھی بلکہ فرد کی تربیت اور باطن کی اصلاح کا انتظام بھی پیش نظر تھا۔

- یہاں کے اساتذہ نے عیسائی مشنریوں اور ہندو آریہ سماجیوں کے فتنہ انگیز لٹریچر کا جواب بھی دیا اور بہت وقیع لٹریچر تیار کیا۔ اگرچہ اس لٹریچر کا اسلوب بیان کمزور تھا، لیکن لوازمے کی تلاش اور فراہمی کے لیے بڑی دیدہ ریزی سے کام لیا گیا (خورشید احمد، نظام تعلیم: نظریہ، روایت، مسائل، ص ۹۹-۱۰۴)۔

مذکورہ بالا نکات میں ان محاسن اور برکات کا احاطہ کیا گیا ہے، جو عملاً دارالعلوم سے پیدا شدہ تعلیمی تحریک کے نتیجے میں وقوع پذیر ہوئیں۔ تاہم ان خوبیوں کے ساتھ ہی ساتھ یہ توجہ طلب پہلو بھی ہیں:

- یہاں کا نصاب تعلیم نئے دور کی ضرورتوں کو کماحقہ، پورا نہ کر سکا۔ پرانے نظام تعلیم کے چند اجزا کو سمیٹ لینے میں نجات سمجھی گئی، جس میں قرآن وحدیث کو مرکزی حیثیت حاصل نہ تھی۔ البتہ ایک مؤرخ کے بقول یہاں پر: ''پرانے نظام تعلیم میں دینی تعلیم کا جنازہ صرف ونحو کے کندھوں پر اٹھا اور ضائع و بدائع کے گورستان میں دفن ہو گیا''۔ عموماً طلبہ کا ذہن کتاب کے الفاظ سے آگے نہیں بڑھ سکا، رٹنے پر زور تخلیقی صلاحیتوں کے لیے پیغام موت ہوتا ہے۔
- مولانا محمد قاسم نانوتویؒ [م: اپریل ۱۸۸۰ء، بعمر ۴۹ سال] نے فرمایا تھا: ''ہماری خواہش ہے کہ دیوبند کی تعلیم کی تکمیل کے بعد طلبہ جدید تعلیم بھی حاصل کریں، اور اس طرح علوم حاضرہ سے واقفیت حاصل ہو اور وقت کی ضرورت پوری ہو سکے''۔ لیکن تاریخ شاہد ہے کہ مولانا نانوتویؒ کے اس ارشاد کا کوئی اثر دیوبند نے قبول نہ کیا[۸]۔

۸۔ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی رحلت کے بعد مدرسے کا مرکز ومحور بنیادی دطر پر تبدیل ہو گیا، جس طرح وہ اس درس گاہ کے خاکے میں رنگ بھرنا چاہتے تھے، اس مطلوبہ تخیل کے مطابق پیش رفت نہ ہو سکی۔ اس طرح بقول مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ: وہ اپنی پوری تاریخ میں اپنے نصب العین کے مطابق ایک نمونہ بھی نہ پیش کر سکا (سوانح قاسمی، ج ۲، ص ۲۹۳، ۲۹۴) اور بانی ادارہ کی ترجیحات وموضوعات سے ہٹ کر تقلید جامد، فقہ حنفی میں غلو اور جزئیات فقہ سے تشبث والتزام اس کا مابہ الامتیاز بن کر رہ گیا (مولانا سلطان احمد اصلاحی، ملک و ملت کی تعمیر اور دینی مدارس، ص ۱۵۸)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- اصولی حیثیت سے بلاشبہ تعلیم وتربیت کو مساوی اہمیت دی گئی، لیکن عملاً تربیت کا پہلو کمزور رہا اور طلبہ میں ایک نوعیت کی ظاہر پرستی پیدا ہوئی۔
- متحدہ قومیت کے لیے دیوبند کا مورچہ بن جانا ایک تاریخی سانحہ اور طلبائے تاریخ کے لیے آج تک ایک معمہ ہے ___ تاہم مولانا شبیر احمد عثمانیؒ [م: ۱۳ دسمبر ۱۹۴۹ء] اور مولانا مفتی محمد شفیعؒ [م: ۱۹۷۶ء] نے اس کے اثرات زائل کرنے کے لیے مسلمانوں کی بروقت رہنمائی فرمائی (نظام تعلیم: نظریہ، روایت، مسائل، ص ۱۰۵-۱۰۷)۔

علم دین کی تعلیم و تدریس کے ساتھ دیوبند ہی نہیں، بلکہ اسی طرح مسلمانوں کے مسلکی مدارس کا ایک پہلو انگریز سے بے زاری اور انگریزی سے گریز تھا۔ اسی ڈگر پر چلتے ہوئے یہاں پر جدید علوم کا فہم کوئی بار نہ پاسکا۔ حالانکہ جدید عمرانی علوم کو خود اسلامی نظریہ علم کے مطابق ڈھالنا ممکن تھا۔ ۱۸۵۷ء کے بعد خود تاریخ کا مضمون بھی نظر انداز کر دیا گیا۔ مدارس کا تعلیمی ماحول چند مخصوص مضامین کی تدریس تک محدود رہا۔ فارسی، عربی اور اردو سے قطع نظر دیگر زبانوں کی تعلیم اور دیگر مذاہب کے تقابلی مطالعے کی اہمیت کو محسوس نہ کیا گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان مدارس کے فارغ طالب علموں نے دینی علوم کی اشاعت و ترویج کے لیے بڑی خدمت انجام دی۔ ساتھ ہی ساتھ اسلام مخالف عناصر (ہندو، عیسائی، قادیانی) سے اپنی صلاحیت کا لوہا منوایا اور گمراہ کن عقائد کے خلاف صلاحیتوں کو لگایا۔ یہ دو پہلو اس قدر حاوی ہو گئے کہ حصول علم کے دوران زیادہ توجہ مناظرانہ نقطہ نظر کو مضبوط بنانے پر صرف ہونے لگی۔ چند استثنائی صورتوں کو چھوڑ کر عمومی طور پر یہ روایت آج تک برقرار ہے۔

❖ **ندوۃ العلماء ___ قدیم و جدید کا امتزاج:** انیسویں صدی کے برصغیر ہندستان میں مسلمانوں کے دو متحارب سلسلے اس صورت میں سامنے آئے کہ: ایک جانب تو مغرب، مغربی تہذیب، مغربی استعماری قوت اور اس کے مقامی طرف دار تھے۔ دوسری جانب، اسلامی فکر و تہذیب کے تیزی سے مٹتے ہوئے آثار کا تحفظ، دفاع اور اپنے اسلامی تشخص کو بچانے کی جاں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گسل کوشش کرنے والے لوگ تھے، جو علمائے کرام کی صفوں یا ان کی قدر کرنے والوں کے درمیان سے ابھر کر سامنے آئے تھے۔ گویا کہ مسلم دانش وروں میں ایک طبقے نے اپنا وزن انگریزوں کے پلڑے میں ڈال دیا اور دوسرے طبقے نے علماء کی دینی بصیرت سے ناتا جوڑا۔ دوسرے طبقے نے اسلام کے نام پر دینی معاملات میں غیر مطلوب نئی تجربہ کاری (بدعت) اور تحریف (interpolation) کے سامنے بند باندھنے کی بھی کوششیں کیں۔ اسی عمل میں قدیم اور جدید کے مابین ایک سخت نوعیت کی کشمکش پروان چڑھی۔ تناؤ کی یہ کیفیت بہرحال انگریز استعمار کے لیے سہولت بخش تھی، کیونکہ مسلم قوت کے دونوں دھارے اپنی قوت، وقت اور صلاحیت کا بڑا حصہ ایک دوسرے کو زیر کرنے پر ہی صرف کر رہے تھے اور استعمار ان کے نشانے سے اگر باہر نہیں تھا، تو کم از کم اسے قلیل قوت کی جانب سے مزاحمت کا سامنا تھا۔

اس فضا کو درست سمت کی طرف موڑنے کے لیے وسعت نظر رکھنے والے زیرک علماء نے سوچ بچار کی اور مسلمانوں کے دونوں قیمتی مگر متحارب گروہوں میں خلیج کم کرنے اور باہم احترام و یگانگت پیدا کرنے کے لیے غور و فکر کیا۔ مغربی استعمار کے تابع سیکولرازم نے: کہیں عیسائیت کے فروغ میں مدد دی، کہیں قادیانیت کی صورت میں قوت جہاد کو مضمحل کرنے اور رسالتؐ کے منصب کو نشانہ بنانے کی کوشش کی اور کہیں پر مسلکی فرقہ وارانہ کشمکش کو تیز کر کے خود دینی طبقے کی حیثیت کو مضحکہ خیز بنانے میں پیش رفت کی۔

ان خطرات کو محسوس کر کے راستہ نکالنے کی تدابیر سوچنے کے لیے مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ (۱۷۹۳ء-۱۸۹۵ء) نے مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کے علماء کو ۱۸۹۲ء میں مدرسہ فیض عام کانپور آنے کی دعوت دی۹۔ انھوں نے صورت حال سے نبٹنے کے لیے سات نکات متعین کیے:

۹۔ ان شرکاء میں تھے: • مولانا لطف اللہؒ، علی گڑھ • مولانا محمد علی مونگیریؒ • مولانا شاہ محمد حسینؒ، الہ آباد • شاہ سلیمانؒ، پھلواری • مولانا احمد حسنؒ، کانپور • مولانا محمود حسنؒ، شیخ الہند • مولانا اشرف علی تھانویؒ • مولانا خلیل احمدؒ، سہارنپور • مولانا فخر الحسنؒ، گنگوہ • مولانا ظہور الحسنؒ، فتح پور • مولانا شاہ تجمل حسینؒ، دسنہ • مولانا عبدالغنیؒ، مرشد آباد • مولانا ثناءاللہ محمود، امرتسری • مولانا نور محمدؒ، پنجاب (مسلم ایجوکیشن کوارٹرلی، شمارہ۲، ۱۹۸۶ء، ص۴۳)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- اسلامی روایت کو درپیش چیلنج کو سمجھنے اور اسلامی طرزِ حیات پر غور وفکر
- انگریز حکومت کی جانب سے مسلمانوں کو دبانے کے مختلف حربوں پر سوچ بچار
- عیسائی مشنریوں کی اسلام پر یلغار کا حل
- اسلامی مراکز تعلیم وتہذیب کی زبوں حالی کا جائزہ اور تحفظ کی تدابیر
- اسلامی کتب خانوں کی حفاظت
- مسلمانوں کے درمیان اختلاف وانتشار کے بڑھتے ہوئے رجحان کی روک تھام
- اسلامی تعلیم کے گرتے ہوئے معیار کو بچانے اور مغربی تعلیم کے زیر اثر نئی نسل کی اسلامی تربیت کے امکانات پر پیش رفت

www.KitaboSunnat.com

اس اجتماع کی اگلی کڑی کے طور پر ۱۸۹۳ء میں دوبارہ اہل علم اسی مدرسے میں جمع ہوئے۔ گزشتہ برس کے دوران اٹھائے گئے مذکورہ بالا نکات پر زیادہ جامعیت سے ہونے والی بحث کے نتیجے میں، ندوۃ العلماء (an association of religious scholars) کی باقاعدہ تشکیل کا اعلان کیا گیا۱۰۔

ندوۃ کمیٹی کے سامنے بڑے مسائل یہ تھے: مسلم مکاتیب فکر میں یگانگت پیدا کرنا، مسلم نظام تعلیم کی تشکیل جدید اور اسلامی تعلیم کے لیے درس نظامی کو فلسفہ یونان، منطق اور از کار رفتہ معقولات کے بوجھ سے نکال کر روح عصر کا لحاظ کرتے ہوئے نصاب تعلیم کی تدوین ـــــ نصابی اصلاحیات کمیٹی کے ارکان میں، مولانا لطف اللہؒ، علامہ شبلی نعمانیؒ، مولانا احمد رضا خانؒ، شاہ محمد حسینؒ، شاہ سلیمانؒ اور مولانا غلام حسینؒ شامل تھے۔ کمیٹی نے جو نصاب تشکیل دیا، اس میں معقولات کے حوالے سے غیر متعلق کتب کو نکال دیا گیا۔ قرآن، حدیث، فقہ اور اصول سے متعلق

۱۰۔ مولانا محمد علی مونگیریؒ اس کے پہلے ناظم مقرر ہوئے، جبکہ تاسیسی ارکان میں: • مولانا محمد ابراہیمؒ، ارہ • مولانا محمد حسینؒ، بٹالہ • مولانا احمد رضا خانؒ، بریلی • مولانا سید محمد شاہؒ، رام پور • مولانا حبیب الرحمان خان شیروانیؒ علی گڑھ • مولانا شبلی نعمانیؒ • مولانا غلام حسینؒ، کنٹور • شاہ سلیمانؒ، (پروفیسر حبیب الحق ندوی "فاؤنڈیشنز آف دیوبند اینڈ ندوہ"، مسلم ایجوکیشن کوارٹرلی، شمارہ ۲، ۱۹۸۶ء، ص ۴۳)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتب تجویز کی گئیں، عربی زبان وادب پر بہت زیادہ زور دیا گیا۔اس کے ساتھ معاصر علوم (جدید فلکیات، فلسفہ، ریاضی اور جغرافیہ) بھی مطالعے کے لیے تجویز کیے گئے۔

یہ نصابی تجاویز عام دینی مدارس کے لیے تھیں، لیکن پہلے سے قائم دینی مدارس نے انھیں قبول یا اختیار کرنے میں دلچسپی ظاہر نہ کی۔ جس پر ندوہ کے اجلاس رائے بریلی میں فیصلہ کیا گیا کہ اس نصاب پر عمل کرنے کے لیے خود دارالعلوم قائم کیا جائے۔ اس تجویز پر ۲ ستمبر ۱۸۹۸ء کو ندوہ کا دفتر کانپور سے لکھنؤ منتقل کر دیا گیا، اور مولانا حفیظ اللہؒ کو مہتمم (پرنسپل) مقرر کیا گیا۔ کیونکہ مولانا محمد علی مونگیریؒ (۱۸۴۶ء-۱۹۲۷ء) نے اپنے وطن مونگیر، بہار منتقل ہو کر اپنے پیش نظر علمی کاموں کو جاری رکھنے کو ترجیح دی۔ قادیانیت جس نے بہار اور بنگال کو ہدف بنایا تھا اس کا علمی اور عملی سطح پر توڑ شروع کیا۔ وہاں کے حالات پر نظر رکھنے والوں کی رائے ہے کہ: ''اگر مولانا محمد علی مونگیریؒ یہ کام نہ کرتے تو خدشہ تھا کہ بہار پر قادیانیت کی گرفت مضبوط ہو جاتی''۔

دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ناظم تعلیم کی حیثیت سے مولانا شبلی نعمانیؒ نے نصاب اور طرز تدریس میں انقلابی تبدیلیاں کیں۔ قرآن، سنت، عربی ادب اور بلاغت پر زور دیا۔ علم اور فلسفہ کی تدریس کے جدید اسلوب کو اپنایا، اور زیر تربیت علماء کے لیے انگریزی زبان کی تعلیم کو اہمیت دی۔ مولانا شبلیؒ کے ایماء پر ماہ نامہ 'الندوۃ' جاری ہوا، جس کی ادارت مولانا ابوالکلام آزادؒ [م: ۱۹۵۸ء] اور مولانا سید سلیمان ندویؒ [م: ۱۹۵۳ء] نے کی۔ ان اقدامات پر عمل درآمد کے نتیجے میں ندوۃ العلماء کی شہرت ہندستان سے باہر عرب دنیا اور یورپ کے مراکز علم تک پھیل گئی۔

اسی مرحلے پر یہ بدقسمتی آڑے آئی کہ علامہ شبلی نعمانیؒ کی جانب سے مدارس کے نظام اور نصاب میں برق رفتار تبدیلیوں کو خود مذہبی طبقے کی مخالفت نے آ لیا۔ حالانکہ ان تبدیلیوں کی شروعات کا سہرا شبلیؒ سے زیادہ مولانا محمد علی مونگیریؒ کے سر بندھتا ہے، جن کی طبیعت ''درس نظامی'' کے نصاب کو قبول کرنے پر آمادہ نہیں تھی۔ بہر حال علامہ شبلیؒ نے دینی علم کے ساتھ تاریخ، فلسفہ، کلام، تحقیق، تنقید کی ایسی روایت متعارف کرائی، جو بعد ازاں ''دبستان شبلی'' کے نام سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منسوب ہوئی۔ ان کے قابل قدر شاگرد سید سلیمان ندویؒ نے علمی کاموں کے ساتھ باقاعدہ ملی اور قومی معاملات پر نمائندگی کی اور رہنمائی دی۔ اس دوطرفہ پیش قدمی نے جدیدیت زدہ مسلم طبقے کے اس پراپیگنڈے کے اثرات کو زائل کیا کہ ''اہل دین کیا جانیں قوم کا دکھ درد''۔

ندوۃ کی یہ پالیسی تھی کہ: مسلمانوں میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی پیدا ہو، قدیم اور جدید کی کشمکش ختم ہو اور ان کا ایمان کے ساتھ ناتا جڑے۔ مگر یہ طرز فکر انگریز حکومت کے لیے ناقابل قبول تھا، بلکہ وہ اس میں اپنے لیے ایک نوعیت کا خطرہ بھی محسوس کرتی تھی۔ یو پی کے گورنر لارڈ میکڈونلڈ نے تو اہل ندوہ کا ناطقہ بند کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔ ان دنوں ندویوں کو انگریز حکومت کے ''نافرمان، باغی اور انگریز دشمن'' کے نام سے یاد کیا جاتا۔ بہرحال تحریک خلافت، نیشنل کانگریس اور مسلم لیگ کی جدوجہد میں اہل ندوۃ نے بھی حصہ لیا۔

جب انگریزی عتاب نے اپنا رنگ دکھایا تو ندوۃ کے کچھ خیراندیشوں نے یہ کوشش کی کہ ندوۃ انگریزوں کی قہر آلودہ سوچ سے بچ جائے۔ مگر ندوۃ پر انگریز نواز طبقے کی یلغار کی سی کیفیت برقرار رہی۔ اس میں زور اس وقت پیدا ہوا جب ندوہ کے کچھ تاسیسی ارکان بھی اس مخالفانہ مہم کا حصہ بن گئے ــــ ان میں سے بعض نے ندوۃ کو ''وہابی تحریک'' کا مرکز قرار دیا[11]۔ اس کے بعد اسے ندوۃ الجہلا (association of illiterate) کے نام سے منسوب کیا گیا، جب کوئی تدبیر کارگر نہ دکھائی دی تو پھر ندوۃ پر کفر کا فتویٰ تک جاری کر دیا گیا اور ہزاروں کی تعداد میں پمفلٹ، پوسٹر شائع کر کے ندوۃ کی بیخ کنی کی کوشش کی گئی[12]۔

۱۱۔ جس طرح آج کے زمانے میں اہل مغرب: اسلامی احیاء کی تحریک کو کبھی رجعت پسند، کبھی بنیاد پرست، کبھی انتہا پسند اور نئے لقب دہشت گرد کے نام سے منسوب کر کے، اپنے سخت ترین انتقام کا جواز تلاش کرتے اور اس پر عمل کرتے ہیں۔

۱۲۔ ندوۃ پر اس افسوسناک، بلکہ عبرت آموز الزامی مہم کے خدوخال کو دیکھنا ہو تو ملاحظہ کیجیے: ● اسحاق جلیس ندوی: تاریخ ندوۃ العلماء، ج ۱، ص ۱۷۲–۲۰۰، لکھنؤ ۱۹۸۳ء ● شمس تبریز خان تاریخ ندوۃ العلماء، ج ۲، ص ۴۴–۵۰، لکھنؤ ۱۹۸۴ء ــــ ایسے دو سو مخالفانہ پمفلٹ تو ''ایک عالم'' کے قلم سے تھے۔ جن میں ندویوں کو غیر مقلد، نیچری، وہابی، دہریہ (apostasy) کہا گیا (پروفیسر سید حبیب الحق ندوی، مسلم ایجوکیشن کوارٹرلی، شمارہ ۲، ۱۹۸۶ء، ص ۴۰، ۵۰–۵۱، ۵۵)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے متعدد روایت پسند علماء نے علامہ شبلیؒ کی سوچ سے کوئی مطابقت پیدا کرنے کی کوشش نہ کی، جس سے اختلاف بڑھ گیا۔ اس پر خود شبلیؒ نے ندوۃ سے فراغت حاصل کر کے اپنے شہر اعظم گڑھ کو مستقر بنایا اور وہاں پر دارالمصنفین (The Writers Institute) قائم کیا، جسے ''شبلی اکیڈمی'' بھی کہا جاتا ہے۔ اس ادارے نے تحقیق، اہلیت اور وسعت نظر کا ایک معیار قائم کیا۔ مستشرقین کی اسلام پر الزام تراشی کا مسکت جواب دیا۔

ندوۃ العلماء کی ان روح پرور خدمات کے باوجود کچھ پہلو توجہ طلب تھے۔ اسی لیے ندوۃ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے پروفیسر خورشید احمد نے جن امور کی جانب توجہ دلائی، وہ حسب ذیل ہیں:

- ندوۃ، قدیم و جدید کے امتزاج کی ایک کوشش ضرور ہے، تاہم اس ماحول میں جس نوعیت کی تخلیقی اور انقلابی جدوجہد کی ضرورت تھی وہ ندوۃ نہ کر سکا۔ اس کی تاریخ میں انقلابیت کے بجائے ایک ٹھیراؤ اور سکونی کیفیت ہے۔
- ندوۃ نے نصاب کی حد تک تو نئے اور پرانے تقاضوں میں کچھ مطابقت پیدا کرنے کی کوشش کی، لیکن زندگیوں کا رخ موڑنے کے لیے پوری فکر اور تہذیب و تمدن کے پورے نظام کا جو تصور ابھرنا چاہیے تھا اس کی طرف توجہ نہ دی جاسکی۔ کیونکہ قدیم و جدید کے امتزاج کی جن فکری اور فلسفیانہ بنیادوں کی ضرورت تھی وہ پیش نہ کی جاسکیں۔ اس لیے اس کا نظامِ تعلیم ایک انقلابی تحریک کا ہراول دستہ ہونے کے بجائے ماحول میں اجنبی رہا۔
- ندوۃ کی تعلیم میں یہ بات ملحوظ نہ رہی کہ اس کے تیار کردہ افراد، زندگی کے ایک شعبے میں نہیں، بلکہ زندگی کے تمام شعبوں میں نفوذ کر سکیں۔ بلاشبہ ندوۃ نے [تاریخ اور کلام کے میدان میں] کچھ بڑے ممتاز علماء اور قابلِ فخر معلم تو ضرور تیار کیے، لیکن ایسے افراد تیار نہ ہو سکے جو زندگی کے ہر اہم میدان میں مقام پیدا کر سکتے۔
- ندوۃ نے اپنے نظام میں جدید تعلیم کا اضافہ تو کیا، لیکن اس کا حصہ اتنا کم تھا کہ ندوۃ کے طلبہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی رسائی مغربی علوم کے اصل ماخذ تک نہ ہو سکی۔ یہی وجہ ہے کہ نہ وہ مغرب سے پورا استفادہ کر سکے اور نہ مغرب کے حقیقی چیلنج ہی کا جواب دے سکے (مقالہ- پروفیسر خورشید احمد: برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم، درمجلہ تعلیم کا مسئلہ، کراچی ۱۹۶۶ء)۔

ندوۃ العلماء کے بارے میں ان تفصیلات کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے، کہ دینی مدارس کے نظام کو روح عصر (spirit of the age) سے ہم آہنگ کرنے اور مسلکوں میں موجود فرقہ وارانہ دوری کا حل تلاش کرنے کی تجاویز کوئی حالیہ خیال اور نیا تصور نہیں ہے۔ آج سے ایک سو سال قبل جب اہل درد نے خود آگے بڑھ کر یہ کام کرنا چاہا تو انگریزی استعمار نے اپنے مددگاروں کے ذریعے براہ راست اور بالواسطہ طور پر اس کام کو نشانہ بنایا۔ ان قوتوں نے اتحاد امت کی کوششوں یا روشن خیالی کو پسند نہیں کیا۔ آج ایک سو سال گزرنے کے بعد وہی مغربی استعمار، دینی مدارس کے نظام تعلیم کو ''روح عصر سے قریب'' کرنے اور ''فرقہ وارانہ ہم آہنگی میں ڈھالنے'' کے لیے بظاہر بے چین دکھائی دیتا ہے، اور اپنی مدد کے لیے دیسی سیکولر قوتوں سے مدد بھی چاہتا ہے۔

ندوۃ العلماء کے ساتھ گزرنے والی یہ روداد اور آج سامنے آنے والی ''ہمدردانہ تڑپ'' ایک اہم سوال ہے۔ اس لیے سمجھنا چاہیے کہ اپنے مسائل کو اپنی دانش اور اپنے وسائل سے حل کرنے ہی میں خیر ہے۔ اس کے برعکس اگر اپنے داخلی مسائل کو استعماری صلاح کاروں یا عالمی سرپرستوں کی مرضی کے تابع رہ کر ''ٹھیک کرنے'' کی کوشش کی گئی، تو وہ مرمت کسی مثبت تبدیلی کا پیش خیمہ ثابت نہ ہوگی۔

❁

بیسویں صدی کے پہلے چار عشروں محمد اقبالؒ کے انقلابی کلام، تحریک پاکستان کی کامیابی اور سید مودودیؒ (م: ۱۹۷۹ء) کے تقوئی، تحرک اور تنظیم پر مبنی پیغام سے نمو پانے والے اہداف اور دیگر اسلامی تحریکات کی ہمہ پہلو جدوجہد کا نتیجہ یہ نکلا کہ، اسلامی بیداری کی لہر اور اسلامی نشاۃ جدید کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رجحانات نے مسلم دانش میں ایک ابھار پیدا کیا۔ جس نے اس بات کا شدید تقاضا پیدا کر دیا کہ قرآن وسنت کی بنیاد پر ازسرنو ایک جامع، مناسب، متناسب، متحرک، مؤثر اور فکر انگیز طبائع کو پروان چڑھانے والا نصاب تعلیم وتربیت مرتب کیا جائے۔ جو اپنی خصوصیات کے اعتبار سے اگر ایک طرف طالب علموں میں دینی علوم کی ماہرانہ صلاحیت پیدا کرے، تو دوسری جانب روح عصر سے واقفیت، اور عصر حاضر کے علوم اور تقاضوں کا فہم بھی عطا کرے۔

قرآن وسنت کی عدم مرکزیت

اس بحث کو آگے بڑھانے سے پہلے دینی مدارس میں رائج معاصر تعلیمی روایت کا ایک محاکمہ پیش کیا جا رہا ہے، تاکہ مسئلے کا ادراک کرنے میں سہولت رہے۔ ممکن ہے کہ اس تبصرے میں اٹھائے گئے بعض نکات پر اب صورت حال میں تبدیلی بھی آ چکی ہو، لیکن ستر اسی برس پہلے جن خطرات کو محسوس کیا گیا تھا، آج ان خطرات کے مجسم اور متحرک مظاہر دکھائی دیتے ہیں۔ اگر کہیں تبدیلی واقع ہوئی بھی ہے تو اس تبدیلی کو سابق تدریسی روایت اور روایتی ذہن کے تحت جب روبہ عمل لایا گیا تو وہ اپنی اصل سے کچھ زیادہ مختلف ثابت نہ ہوئی۔

دین کی تعلیم سے وابستہ مدارس اور دارالعلوموں، میں تیار کردہ افرادی قوت، نقطۂ نظر اور معیار مطلوب پر بحیثیت مجموعی تبصرہ کرتے ہوئے، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے ۱۹۳۳ء میں جو تجزیہ سپرد قلم کیا، اس کے مطالعے سے معاملات کی بنیاد کو سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ انھوں نے لکھا تھا[۱۳]:

"ایک مسلمان کی حیثیت سے دنیا اور آخرت میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے دو چیزوں کی ضرورت ہے: ایک علم، دوسرے عمل —— "علم" سے مراد یہ ہے کہ انسان اس سے آگاہ اور باخبر ہو کہ اسلام کیا ہے؟ اس کی تعلیم کیا ہے؟ وہ کس چیز کی طرف دعوت دیتا ہے؟ اور دنیا میں زندگی

۱۳۔ دین کے اصل مطالبات اور ہمارا طرز عمل، ماہنامہ ترجمان القرآن ۱۳۵۱ھ رمضان [دسمبر ۱۹۳۳ء]۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسر کرنے کے لیے وہ کیا دستور العمل پیش کرتا ہے؟ ''عمل'' سے مراد یہ ہے کہ اسلام نے عبادت، اخلاق، معاشرت اور سیاست کے متعلق جو اصول اور قوانین مقرر کیے ہیں، ان پر عمل درآمد کیا جائے۔ مفید نتیجہ پیدا کرنے کے لیے ان دونوں چیزوں کا ساتھ ساتھ ہونا ضروری ہے، لیکن ان دونوں میں ''علم'' مقدم ہے، کیونکہ عمل بغیر ''علم'' کے نہیں ہوسکتا۔ اگر ہو بھی تو ٹھیک ٹھیک جیسا ہونا چاہیے ویسا نہیں ہوسکتا۔ اس میں شک نہیں کہ علم بلا عمل بھی مفید نہیں ہے، مگر جو شخص علم رکھتا ہے اس سے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ اس کے ''عمل'' میں کسی نہ کسی حد تک اس کے ''علم'' کا اثر بھی ضرور آئے گا۔

❖ **دینی علوم کے سرچشمے:** ''علم کی بنیاد قرآن ہے۔ اس کتاب پاک میں وہ تمام اصول اور قوانین بیان کر دیے گئے ہیں، جن پر اسلام کا دارومدار ہے۔ لہٰذا، ایک مسلمان کو سب سے پہلے قرآن کو سمجھنا اور اس کی تعلیمات سے باخبر ہونا چاہیے۔ پھر علم کا دوسرا سرچشمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نبی کی حیثیت سے ۲۳ سال تک جو کچھ کیا اور جو کچھ کہا ہے، وہ سب قرآن کی تفسیر ہے، اور دراصل قرآن کی حقیقی اور مستند تفسیر وہی ہے۔ علم کا تیسرا سرچشمہ، صحابہ کرامؓ کی زندگی ہے۔ انھوں نے قرآن کو خود حاملِ قرآن سے سمجھا ہے۔ قرآن کی علمی اور عملی تفسیر خود اپنی آنکھوں سے دیکھی اور اپنے کانوں سے سنی ہے۔ اس لیے ان کا سمجھنا دوسروں کے سمجھنے سے زیادہ صحیح اور معتبر ہے۔

❖ **اجتہاد کی بنیاد:** ''پھر جو لوگ ان تینوں سرچشموں سے استفادہ کرکے اسلام کے اصول، اور زندگی کے جزئی مسائل پر ان کو منطبق کرنے کے طریقوں کو اچھی طرح سمجھ لیں، ان میں یہ قابلیت پیدا ہو جاتی ہے کہ زندگی کے عام معاملات میں، جو ہر ملک اور ہر زمانے میں نئے ڈھنگ اور نئے طور سے پیش آتے ہیں، اصول اسلام کے مطابق احکام اور قوانین بنا سکیں۔ کیونکہ جو علم انھوں نے قرآن اور سنت رسولؐ اور اسوہ صحابہؓ سے حاصل کیا ہے، اس سے وہ اسلام کی روح تک پہنچ گئے ہیں اور ان میں یہ استعداد پیدا ہوگئی ہے کہ جب کوئی ایسا معاملہ ان کے سامنے آئے، جو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے زمانے میں پیش نہیں آیا تو وہ یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ اس معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فتویٰ کیا ہوتا، یا اگر صحابہؓ کے سامنے یہی معاملہ آتا تو وہ کیا طرزِ عمل اختیار فرماتے، اسی چیز کا نام ''اجتہاد'' ہے۔

❖ **دینی نصاب کی ترتیب:** ''اس ترتیب میں قرآن سب سے مقدم، پھر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، پھر اسوہ صحابہؓ، پھر اہلِ علم کا ''اجتہاد''۔ لیکن بدقسمتی دیکھئے کہ آج کل اور نہ صرف آج کل، بلکہ گزشتہ کئی صدیوں سے مسلمانوں کے جہلا نے نہیں، علماء نے اس ترتیب کو بالکل الٹ دیا ہے۔ وہ طلبِ علم میں اپنی ساری توجہ ان اہلِ علم کی کتابوں پر صرف کرتے ہیں، جنھوں نے اسلام کی ابتدائی صدیوں میں اپنی واقفیت اور فہم وبصیرت اور اپنے زمانے کے حالات کے مطابق ''اجتہاد'' کر کے اسلام کے عقائد اور قوانین کی تشریح وتوضیح کی ہے۔ اس کے بعد تھوڑی بہت کوشش سنت رسولؐ اور اسوۂ صحابہؓ کا علم حاصل کرنے میں بھی صرف کی جاتی ہے۔ لیکن سب سے کم توجہ اور عنایت جس چیز کے حصے میں آتی ہے، وہ قرآن ہے۔

''مذہبی تعلیم کے کسی نصاب کو اٹھا کر دیکھ لیجیے، اس میں سب سے زیادہ فقہ، اصول، عقائد، کلام کی کتابیں ملیں گی، اس کے بعد احادیث وآثار کا نمبر آئے گا۔ اسے بھی دیکھ کر یہ محسوس ہوتا ہے کہ ہر نصاب میں یہ مضمون صرف اس غرض کے لیے رکھا گیا ہے، کہ اس سے اس خاص فقہی وکلامی مذہب کی تائید حاصل کی جائے، جس کے پیرووں نے وہ نصاب بنایا ہے۔ رہا احادیث وآثار پر عبور اور اس سے اجتہاد کی قابلیت پیدا ہونا، تو یہ نہ کسی کا مقصود ہے اور نہ کسی نصاب سے یہ فائدہ حاصل ہوسکتا ہے۔ آخر میں قرآن کا نمبر آئے گا۔ بلکہ امر واقعہ ہے کہ خود قرآن تو کسی نصاب میں داخل ہی نہیں ہے۔ البتہ، اس کی بعض تفسیریں داخل ہیں، وہ ایسی تفسیریں ہیں جن سے قرآن کی روح اور اس کے مغز تک پہنچنا مشکل ہے اور اس پر غضب یہ کہ اکثر نصابوں میں یہ تفسیریں بھی پوری شریک نہیں ہیں (یہاں عمومیت کے ساتھ تمام نصابوں پر حکم لگایا ہے۔ اگرچہ اس کلیہ میں کچھ مستثنیات ہیں۔ لیکن سوادِ اعظم پر ان مستثنیات کا کوئی اثر نہیں ہے)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❖ **الٹی ترتیب، منفی نتائج:** ''اس تعلیم کا نتیجہ تقلید جامد اور گروہ بندیوں کی شکل میں نمودار ہوا۔ ہمارے جہلا تو درکنار ہمارے علماء کا بھی بیش تر حصہ اسلام کی اصلی روح اور اس کی صحیح تعلیم سے بے بہرہ ہو گیا۔ وہ براہ راست خدا کی بھیجی ہوئی شمع ہدایت سے روشنی حاصل نہیں کرتے، بلکہ اس شمع سے جو مختلف چراغ روشن ہوئے ان کے گرد پروانہ وار جمع ہو گئے۔ اور ہر گروہ اپنے منظور نظر چراغ کو اصلی شمع ہدایت سمجھنے لگا۔ کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ۔ لوگوں نے فروع کو اصول کی جگہ دے دی اور اصول کو فروع کا درجہ دینے لگے۔ ایک صراط مستقیم سے ہٹ کر مختلف پگ ڈنڈیوں پر ہو لیے۔ اور ہر گروہ صرف اپنی پگ ڈنڈی کو اصلی صراط مستقیم سمجھنے لگا۔

''براہ راست کتاب اللہ اور سنت رسول سے استفادہ نہ کرنے اور سراسر فقہاء و مجتہدین کی رہنمائی پر اعتماد کرنے کا قدرتی نتیجہ یہ ہے کہ صدیوں سے ہم میں مجتہد پیدا ہونے بند ہو گئے ہیں۔ ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو طلب علم میں عمریں بسر کر دیتے ہیں۔ مگر ہزاروں لاکھوں میں سے ایک صاحب علم بھی ایسا نہیں نکلتا، جو اصول اسلام کو ٹھیک ٹھیک سمجھ کر نئے حالات اور نئی ضروریات پر ان کو منطبق کر سکے، اور جدید پیدا شدہ جزئی مسائل میں نئے قوانین کا استنباط کر سکے۔ ہر مسئلہ جب سامنے آتا ہے تو [بے ساختہ] نظریں پچھلے علماء کی طرف اٹھتی ہیں۔ کوئی اللہ کا بندہ خود اللہ کی کتاب اور اس کے رسولؐ کے اقوال و اعمال پر نگاہ ڈال کر یہ دیکھنے کی کوشش نہیں کرتا، کہ اگر وہاں فروع میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اس مسئلہ میں ہماری رہنمائی کر سکتی ہو، تو اصول میں کون سی اصل ہے جس سے اس مسئلہ میں ایک جدید فرع نکالی جا سکتی ہو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ برسوں کی کوششوں اور کاوشوں کے بعد بھی نہ ہماری آنکھوں میں اتنی قوت بینائی پیدا ہوتی ہے کہ خود راستے کے نشانات دیکھ سکیں، نہ ہمارے پاؤں میں اتنی طاقت آتی ہے کہ اپنے بل بوتے پر آپ کھڑے ہوں اور استقلال کے ساتھ چل سکیں۔ اس لیے اس پر ہمیشہ مجبور ہوتے ہیں کہ کوئی طاقت ور بندۂ خدا مل جائے تو ہمیں گود میں اٹھا کر لے چلے۔

❖ **درست ترتیب اور امکانات:** ''اس حقیقت کو بیان کرنے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ پچھلے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجتہدین یا ان میں سے کسی ایک کی تقلید کرنے کو ناجائز ٹھیرایا جائے، یا انھوں نے اپنے علم اور اپنی ذہنی قابلیتوں سے اسلام کی جو خدمات کی ہیں ان کو بے کار قرار دیا جائے۔ اعتراض دراصل اس ترتیب پر ہے جو تقدم اور تاخر کے معاملے میں کر لی گئی ہے۔ دینی تعلیم میں سب سے مقدم قرآن ہونا چاہیے اور کوشش کرنی چاہیے کہ جہاں تک ممکن ہو معانی اور اس کی تعلیمات کو زیادہ سے زیادہ سمجھا جائے۔ اس کے بعد سنت رسولؐ اور اسوہ صحابہؓ کا معاملہ ہونا چاہیے۔ اس مطالعے میں پڑھنے والے کی یہ کوشش ہونی چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو ذہنی طور پر قرن اول کے مکہ اور مدینہ کی گلیوں میں پہنچا دے، اور قریب سے قریب مقام پر پہنچ کر رسولؐ اللہ اور آپؐ کے صحابہؓ کے آثار ملاحظہ کرے، اور اس بصیرت کے ساتھ ملاحظہ کرے کہ ان آثار میں جو اصول ہیں، وہ الگ الگ ذہن نشین ہوتے جائیں، جو فروع ہیں وہ اپنی اپنی اصل کے ماتحت اس مقام پر درج ہوں، جو مقام خود رسول اکرمؐ اور صحابہ کرامؓ نے ان کو دیا ہے اور ان سب کے ساتھ تعلیم اسلام کا رابطہ جس نوعیت کا تھا وہ مجموعی طور پر سامنے آ جائے۔

''اس گہرائی کے ساتھ قرآن اور اس کی حقیقی تفسیر کا مطالعہ کرنے کے بعد ایک طالب علم کو دیکھنا چاہیے کہ: تمدن وتہذیب کی ترقی کے ساتھ ساتھ جب معاملات نے وسعت اختیار کی، نئی نئی ضروریات پیش آئیں، اور عقلی علوم کی اشاعت سے دین کے متعلق نئے نئے مسائل پیدا ہونے لگے، تو گزشتہ زمانے کے علماء نے کس طرح اصول سے فروع کا استنباط کیا، کلیات سے جزئیات نکالے، معاملات کے لیے فقہی قوانین مرتب کیے اور عقائد کی تشریح وتوضیح کی۔ اس ترتیب کے ساتھ جب علم کا اکتساب کیا جائے گا تو اندھی تقلید اپنی مضرتوں سمیت ختم ہو جائے گی۔ جس حد تک پچھلے مجتہدین کے اجتہادات ہمارے لیے کافی ہیں، اس حد تک ہم ان کا اتباع کریں گے۔ جن معاملات میں وہ کافی نہیں ہیں، ان میں ہم خود اجتہاد کر کے کتاب اللہ اور سنت رسولؐ سے مسائل کا استنباط کر سکیں گے۔ نیز، اس سے گروہ بندیاں بھی اپنی اس شدت کے ساتھ باقی نہ رہیں گی، جو بعد کے زمانے میں اختیار کر لی گئی ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’جو لوگ اس طریقے سے علم دین کا مطالعہ کریں گے، ان کو اچھی طرح معلوم ہو جائے گا کہ دین کے اصول کیا ہیں اور فروع کیا ہیں؟ اصول میں اختلاف کیا معنی رکھتا ہے اور فروع میں اختلاف کی کیا حیثیت ہے؟ کفر کیا ہے اور اسلام کی حدود کہاں تک وسیع ہیں؟ کفر و اسلام کا امتیاز کن اصولوں پر مبنی ہے؟ ایک شخص مرکز اسلام سے دور ہٹ جانے کے باوجود کس حد تک دائرہ اسلام میں رہتا ہے اور کہاں پہنچ کر اس دائرے سے باہر ہو جاتا ہے؟ اور جو شخص دائرہ اسلام کے اندر ہو، مگر ہماری رائے میں مرکز سے دور ہٹ گیا ہو، اس کے ساتھ ہمارا کیا برتاؤ ہونا چاہیے؟

’’مگر [ہمارے مروجہ دینی نظام تعلیم کی] خرابی یہ ہے کہ تعلیم میں قرآن پر حدیث اور حدیث پر فقہ، عقائد اور کلام کو جو ترجیح دی جاتی ہے وہ محض بھول چوک کا نتیجہ نہیں ہے، بلکہ ایک بڑی سوچی سمجھی ہوئی غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔

’’لوگوں نے دیکھا کہ اسلام میں جتنے فرقے پیدا ہوئے ہیں وہ اولاً قرآن سے اور ثانیاً حدیث و آثار سے استدلال کرتے ہیں، اور قرآن مجید کی آیات اور احادیث و آثار کو اپنے مطلب کے معنی پہنا کر ان پر اپنے مذہب کی بنیاد رکھتے ہیں۔ اس بناء پر گو علی الاعلان یہ نہیں کہا جاتا، مگر عملاً یہ سمجھ لیا گیا ہے اور دبی زبان سے کہہ بھی دیا جاتا ہے کہ: ’’اختلاف کا سب سے بڑا سرچشمہ قرآن ہے، اور اس کے بعد احادیث و آثار ہیں‘‘۔ یہ خیال کر کے علماء کے ایک بڑے گروہ نے اپنے نزدیک عافیت اس میں دیکھی کہ دینی تعلیم کو صرف ان کتابوں تک محدود رکھا جائے، جو خاص اپنے مذہب کے مطابق فقہ، عقائد اور کلام کے مباحث پر لکھی گئی ہوں۔ احادیث و آثار کو اس حد تک پڑھا جائے جس حد تک وہ اپنے مذہب کے لیے سند کا کام دے سکیں۔ اور قرآن کو صرف تبرک کے طور پر پڑھ لیا جائے (سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ: [دین کے اصل مطالبات] ترجمان القرآن، ۱۹۳۴ء)۔

اس طرز عمل کو تبدیل کرنا ہوگا۔ کیونکہ اس کے بغیر دیرپا اور گہرے اثرات کا حامل اسلامی نظام تعلیم پروان نہیں چڑھ سکتا۔

❖ **تعلیم کی صوفیانہ روایت**: مسلمانوں کے تعلیمی نظام میں اہل تصوف کی بھی ایک

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضبوط تعلیمی روایت ہے۔علماء کے دینی سلسلوں کے برعکس صوفیانہ تعلیمی روایت کی پرکھ اس لیے نہایت ضروری ہے، کہ اس میں کسی حد تک خفیہ کاری کا مزاج بھی پایا جاتا ہے۔ان کا تعلیمی ایجنڈا اور ''شیخ'' (لیڈر) سے وابستگی پختہ تر ہوتی ہے۔اس کے برعکس ایک عالم تو اپنی بات اور سوچ مشتہر کر دیتا ہے۔اہل تصوف نے اپنا الگ نظریہ علم تشکیل دیتے ہوئے دعویٰ کیا کہ: ''جو علم کتابوں سے اخذ کر کے پڑھایا جاتا ہے، وہ علم ہے ہی نہیں۔علم تو وہ ہے جو ایک صوفی اپنے راست وجدانی تجربے کے ذریعے براہ راست اللہ تعالیٰ سے پاتا ہے''۔اس بیان کے ذریعے صوفیا نے کتاب، دانش اور تعلیم کو یہ کہہ کر رد کر دیا: ''ایسا علم روح اور انسان کے لیے یقینی طور پر ضرررساں ہے'' (اسلام اور جدیدیت، ص ۴۷)۔

صوفیا، عقل کے بجائے دل ہی کو علم کا منبع سمجھتے ہیں۔ان کے نزدیک معرفت کے حصول کا راستہ تو صرف باطنی تفکر سے ملتا ہے۔دوسرے لفظوں میں صوفیا، عقلیت پسندانہ علم سے گریز یا رقابت کا جذبہ رکھتے نظر آتے ہیں۔تاہم ماضی کے تمام بڑے صوفیا، بڑے معلم بھی تھے، اور جدید سماجی سائنس کی رو سے انسانی نفسیات پر نگاہ رکھتے تھے۔صوفی اساتذہ کے تعلیمی عمل کا مرکز مدرسہ کے بجائے خانقاہ، زاویہ یا سلسلہ ہوتا ہے۔جہاں پر وہ اپنے طالب علم کو درسی یا کتابی علم کے درجات پر فائز یا دفاتر پر حاوی کرنے کے بجائے اس کی روحانی تعمیر و ترقی پر زور دینے کا دعویٰ کرتے ہیں۔وہ اپنی خانقاہوں یا روحانی زاویوں میں اپنے مریدوں کو باطنی ریاضتیں کراتے اور مجاہدوں پر زور دیتے ہیں، سینہ بہ سینہ چلتی ہوئی، خوش عقیدگی پر مبنی ہدایات بھی دیتے ہیں۔البتہ وہ مولانا جلال الدین رومیؒ (م:۱۲۷۳ء) کی مثنوی اور اس نوعیت کی چند دوسری کتب کا بھی سہارا لیتے ہیں۔ماضی میں صوفیا اور علماء کے درمیان جب اور جہاں جگہ فاصلہ کم ہوا تو، صوفیا کے طاقت ور دھارے نے علماء کی ایک تعداد کو جذب کر لیا۔اس جذب وانجذاب سے نہ صرف براہ راست علماء متاثر ہوئے بلکہ اس کا اثر خود صوفیانہ تعلیمی نظام پر بھی پڑا، اور اس کی پہلے جیسی شدت میں کچھ کمی واقع ہوئی۔یوں خانقاہوں میں بھی مدارس کی طرح تعلیم دی جانے لگی۔اس روایت میں شیخ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالقادر جیلانیؒ غنیۃ الطالبین اور فتوح الغیب کے مصنف [م:۱۱۶۶ء] نے میں بڑی وسعت پیدا کی۔

شرعی ضابطوں کے بارے میں ردعمل، یا اس میں جوہری ترمیم واضافہ صوفی تعلیمی روایت کا ایک اہم پہلو رہا ہے۔ شیخ کے خواب اور وارداتِ قلبی، کشف، شہود، کرامت اور الہام اس کے بڑے ماخذ ہیں۔ وہ شطحیات، رموز اور دوراز عقل دعوؤں سے توصل کرتے ہیں۔ براہ راست اور بے واسطہ علم پر ایمان رکھتے ہیں، جس کی علمی سطح پر پیمائش کرنے یا پرکھنے کا کوئی ذریعہ نہیں۔ تیسرا پہلو اس کا یہ ہے کہ شیخ، مریدوں کے سامنے کم وبیش عقل کل اور اعتراض وجرح سے بالاتر ہستی قرار پاتا ہے، اس لیے دانش گاہی یا اداراتی تعلیم میں صوفیا کا حصہ محدود ہے۔ یہ تمام پہلو ایک فرد کو ذاتی زندگی میں ممکن ہے روحانی لذائذ سے فیض یاب کرتے ہوں۔ مگر اس کی ایک قیمت بھی دینا پڑتی ہے، وہ یہ کہ: دانش اور ضمیر کی قربانی اور اکثر صورتوں میں اپنے سماج سے کٹ کر رہ جانا ہے۔ اسی چیز کو ترک دنیا اور ذمہ داریوں سے پہلو بچانا بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے برعکس تصوف کے نقشبندی سلسلے کی بعض شاخیں، حیات بخش اجتماعی عمل اور جہاد پر ابھارنے کا دعویٰ، تاریخ اور روایت رکھتا ہے۔ وسطی ایشیا، قفقاز اور ماورائے قفقاز میں ایسے راست فکر، دعوت اور جہاد سے منسوب سلسلوں کے تعلیمی عمل نے ایک زمانے کو متاثر کیا۔

باقی جہاں تک تصوف کی بات ہے تو یہ کسی ایک مجرد چیز کا نام نہیں ہے۔ علامہ اقبال کے نزدیک: ''تصوف کا یونانی، عجمی اور ویدانتی روپ استحکام خودی کے منافی ہے۔ تصوف کے سکوتی، جمودی اور وجودی سلسلے کی تان ترک دنیا یا رہبانیت پر ٹوٹتی ہے۔ اس کے برعکس جو روپ صحابہ کرامؓ اور اسوہ رسول کی اتباع میں سامنے آتا ہے، اس میں خدمت خلق، اشاعت اسلام اور جدوجہد کا پہلو چھایا ہوتا ہے، جس کا نقطۂ عروج جہاد ہے۔ اسی لیے علامہ اقبال پہلی قسم کے تصوف پر حملہ آور ہوتے ہیں اور دوسری قسم کے تصوف کی حمایت کرتے ہیں'' (ایوب صابر سہ ماہی فکر و نظر، اسلام آباد، اکتوبر-دسمبر ۲۰۰۱ء)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم دنیا میں دینی مدارس

دینی تعلیم سے وابستگی مسلم تہذیب کا زندہ اور سدا بہار مظہر ہے۔ تاہم مختلف علاقوں، منطقوں اور ملکوں میں دینی تعلیم و تدریس کے اسلوب کار میں کسی نہ کسی اعتبار سے فرق کا پایا جانا ایک فطری امر ہے۔ یہ فرق تدریسی لوازمے (content) میں نہیں بلکہ تدریسی کلچر میں ہوتا ہے۔ پاکستان میں دینی تعلیم کے موضوع پر کلام کرتے وقت یہ جاننا مفید ہو سکتا ہے کہ دیگر مسلم ممالک میں یہ روایت کس انداز سے روبہ عمل ہے[14]۔ اس حوالے سے زیر نظر حصے میں انڈونیشیا اور بنگلہ دیش سے متعلق تاثرات پر مبنی تحریر پیش کی جا رہی ہے۔ جبکہ کیس اسٹڈی کے طور پر مطالعے کی اہمیت و ضرورت اپنی جگہ قائم ہے۔

انڈونیشیا میں دینی تعلیم

انڈونیشیا آبادی کے اعتبار سے دنیا کا سب سے بڑا مسلم ملک ہے۔ لیکن بدقسمتی سے اس ملک

۱۴۔ پاکستان کا قیام نہ صرف ہندستانی مسلمانوں کی امیدوں کا مرکز تھا، بلکہ دنیا کے مختلف حصوں میں بسنے والے مسلمان اسے اپنے لیے رہنمائی کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ فلپائین جہاں ۹ویں صدی عیسوی میں اسلام کی دعوت، تاجروں اور نیکوکاروں کے ذریعے پہنچی وہاں پر مسلم دینی تعلیم کی ایک پرانی تاریخ ہے۔ ۱۹۲۰ء میں مسلم ایسوسی ایشن آف دی فلپائنیز: (مسفل) قائم ہوئی، جس نے مسلم آبادی کے حقوق اور تہذیبی اقدار کے تحفظ کے لیے اقدامات شروع کیے۔ تاہم فلپائنی مسلمانوں میں ۱۹۵۰ء کے دوران سیکولر تعلیم کے مقابلے میں دینی تعلیم کی احیائی لہر اس وقت اٹھی جب مولانا عبدالعلیم صدیقی قادریؒ [والد گرامی: مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی] نے مسفل کی رہنمائی اور معاونت کے لیے پیش رفت کی۔ اسی سے متصل یہ حقائق بھی سامنے آتے ہیں کہ قیام پاکستان کے کچھ ہی عرصہ بعد، حکومت پاکستان نے بھی فلپائنی دینی مدارس کی اعانت کے لیے خوش دلانہ کوشش کی۔ منڈاناؤ اسٹیٹ یونیورسٹی، مارا وائی، فلپائین کے فاضل محقق عبدالرحیم تا مانو پانڈا اچن نے فلپائین میں اسلامی مدارس پر تفصیلات پیش کرتے ہوئے لکھا ہے: پہلی قومی فلپینو کانگرس، سوتا بانو شہر میں ۸-۱۲ جون ۱۹۵۵ء میں منعقد ہوئی، جس کا اہتمام مسفل نے کیا تھا۔ منجملہ دیگر باتوں کے، اس کانگرس نے اس بات پر تشکر کا اظہار کیا: فلپائنی مسلمانوں کو، مساجد کی تعمیر، سماجی بحالی اور تعلیم کے لیے حکومت پاکستان سے معاونت مل رہی ہے۔ اور وظائف بھی دیے جا رہے ہیں (مسلم ایجوکیشن کوارٹرلی، لندن، عدد ا، ۱۹۸۵ء، ص ۵۲، ۵۴)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں خود مسلم دنیا بہت کم جانتی ہے۔ دینی تعلیم کے بارے میں وہاں کی موجودہ کیفیت پر مختصر تفصیلات پیش کی جارہی ہیں:

انڈونیشیا میں اسلامی تعلیم، مقامی اسکولوں اور مدرسوں دونوں کے ذریعے دی جاتی تھی۔ جن میں مدارس کی نسبت اسکولوں کا معیار بہتر سمجھا جاتا تھا۔ دینی مدارس اپنے مزاج کے اعتبار سے روایتی نظام تعلیم سے منسلک تھے۔ اس روایت میں طلبہ کو اتنی تعلیم دی جاتی تھی، جس سے وہ عمومی رہنمائی کے لیے روزمرہ کے مخصوص امور میں فتویٰ دے سکیں اور مساجد میں خدمات انجام دے سکیں۔ ان کی حالت پاکستان کے دیہات وقصبات میں چھوٹے چھوٹے دینی مدارس جیسی تھی۔ تاہم، پاکستان کے دینی اداروں کے برعکس یہ مدارس تنظیمی اعتبار سے زیادہ مستحکم اور مالی لحاظ سے خودکفیل تھے۔ ان مدراس کی زیادہ تعداد دیہات سے متصل تھی، اور وہاں کے لوگوں نے ان کی کفالت کے لیے زرعی زمینیں بھی مختص کی ہوتی تھیں۔ طلبہ اور اساتذہ، اپنے دینی تعلیمی ادارے کے لیے اجتماعی انداز میں کام کر کے اخراجات پورا کرتے تھے۔ یہ حالت ۱۹۰۰ء کے شروع تک برقرار رہی۔

البتہ بیسویں صدی کے آغاز میں جب انڈونیشیا سے بڑے پیمانے پر حج کے لیے آمدورفت شروع ہوئی، تو ان میں سے متعدد حجاج کرام مکہ یا مدینہ میں دو چار برس کے لیے مقیم ہو جاتے، اور عربی کا فہم حاصل کرتے۔ پھر انڈونیشیا سے آنے والے حاجیوں کی ایک تعداد چند برس بعد جب اپنے وطن لوٹتی تو وہ اونچی سطح کے مدارس قائم کرنے کو سعادت مندی خیال کرتی۔

اگرچہ انڈونیشیا میں دینی مدارس کی روایت بڑی قدیم تھی، لیکن مندرجہ بالا تجربے کے ساتھ دینی مدارس قائم کرنے کی اس تازہ لہر کے کئی امتیازات سامنے آئے۔ ان میں ایک بڑا امتیاز یہ تھا کہ شروع ہی سے ان مدارس پر شیخ محمد عبدہٗ اور الازہر یونیورسٹی مصر کے اثرات، طاقت ور انداز سے مرتب ہونا شروع ہوئے۔ اس عمل کو اہل مغرب نے ''مصلحانہ خیالات'' (reformation) سے موسوم کیا۔ انڈونیشیا میں اس مکتب فکر کی قیادت ۱۹۱۲ء میں قائم ہونے والی ''محمد یہ تحریک'' نے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنبھالی۔ جبکہ پہلے سے قائم دینی اداروں کو "قدامت پسند" کہا گیا اور ان کی قیادت نہضۃ العلماء کے ہاتھ میں ہے۔ نہضۃ العلماء ۱۹۲۶ء میں قائم ہوئی۔ رفتہ رفتہ ان دونوں تحریکوں کے درمیان مختلف سطحوں پر کشمکش پھیلتی چلی گئی۔ ۱۹۳۰ء تک دینی تعلیم کی اس نئی لہر میں وسعت آئی۔ محمدیہ تحریک کے اثرات شہری علاقوں میں تھے اور نہضۃ العلماء کی جڑیں دیہی اور دور دراز علاقوں میں تھیں۔

"محمدیہ تحریک" کے کرتا دھرتا، مصری جدیدیت اور الازہر کی تجدد پسندانہ روایت سے حرارت لیتے ہیں، جبکہ نہضۃ العلماء کے کارپردازان، اسلامی فقہ کے چاروں مذاہب کے ساتھ مضبوطی کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔ نہضۃ العلماء میں وسعت قلبی کے ساتھ ساتھ یہ خوبی بھی پائی جاتی ہے کہ وہ ایک جانب دیوبند مذہبی و تعلیمی تحریک کی طرح دین سے وابستہ اور دوسری جانب ندوۃ العلماء کی طرح روشن خیال ہے۔

ایک یہ پہلو بھی قابل ذکر ہے کہ انڈونیشیا کے دینی مدارس میں ترکی کی طرح، لیکن پاکستان کے برعکس عربی زبان کی تعلیم پر خوب زور دیا جاتا ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج بہت سے انڈونیشی اسکالرز اور طلبہ، روانی سے عربی بول لیتے ہیں۔ خاص طور پر نہضۃ العلماء نے عربی میں تعلیم و تدریس کا عمدہ نظام قائم کر رکھا ہے۔ نقطۂ نظر میں بنیادی اختلاف کے باوجود نہضۃ اور محمدیہ دونوں مکاتب فکر کے انڈونیشی مدارس کے علماء اور اساتذہ کا تعلق الازہر یونیورسٹی سے برابر قائم ہے۔ وہاں سے مہمان اساتذہ آ کر مختلف مدتوں کے لیے انڈونیشی طلبہ کو دینی تعلیم دیتے ہیں۔ تاہم، نہضۃ العلماء کے لوگوں کو جنوب مشرقی ایشیا کی راسخ العقیدہ دینی روایت کا ہو بہو عکس قرار دینا ممکن نہیں۔ بلاشبہ یہ اس روایت سے قریب اور تصوف سے قریب تر ہیں، مگر اپنے مقامی ماڈل کے ساتھ ـــــ اسی طرح دونوں حلقوں کی جانب سے انڈونیشیا کے طلبہ الازہر پڑھنے کے لیے بھیجے جاتے ہیں۔

دینی تعلیم کے میدان میں دونوں تحریکوں کے گہرے اثرات ہیں۔ اسلامی تعلیم کی وسعت اور پھیلاؤ، اور اس کے بیرونی ڈھانچے کی اہمیت اپنی جگہ، لیکن اس سے کہیں زیادہ اہم، تعلیم کے اس نظام سے نکلنے والے طلبہ کا ذہنی و عقلی معیار ہے (جہاں سے نکلنے والے طلبہ کی تعداد لاکھوں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ہے)۔اگر چہ انڈونیشیا میں شروع ہی سے اسلام کو اجتماعی اور سیاسی میدان میں خاصی مشکلات کا سامنا رہا ہے، لیکن اسلامی احیا سے دلچسپی رکھنے والوں کو دوسرے میدانوں کی نسبت اپنی تعلیمی کوشش زیادہ سودمند دکھائی دیتی ہے۔دیگر متعدد مسلم ممالک کی طرح انڈونیشیا میں دینی مدارس کا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ خود اسلامی تعلیم کو کس طرح جدید (present) سے ہم آہنگ بنایا جائے، اور اس تعلیم سے کس طرح کے لوگ تیار کیے جائیں؟ اور یہ کہ اسلامی تدریس وتحقیق کے لیے متاثر کن اہلیت رکھنے والے لوگوں کی کمی کو کیسے پورا کیا جائے؟ اس مقصد کے لیے بعض کلاسیکی اسلامی مضامین کے اور کچھ جدید مضامین کے مرکب کا تجربہ کرنے سے مفر نہیں ہے۔

انڈونیشیا میں دینی تعلیم کے عوامی ادارے تین اقسام کے ہیں: پہلا لنگر، دوسرا مدرسہ اور تیسرا پیزنٹرن کہلاتا ہے۔

۱-لنگر (Langgar): دراصل مساجد میں قائم ہوتے ہیں۔ جہاں بستی کے بچے چھ سال کی عمر میں قرآن پاک کی تجوید، قرات یا حفظ (memorization) کرنے کے لیے وابستگی اختیار کرتے ہیں۔ یہ مراکز کم وبیش ہر بڑی اور درمیانی مسجد میں قائم ہیں۔ ان مراکز میں قرآن کی ابتدائی تعلیم کے ساتھ بچوں اور بڑوں کو ہفت روزہ دینی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ صدر مدرس (گورو ناجی) اس تعلیمی سلسلے کی نگرانی کرتا ہے۔ بعض جگہ بچے بچیوں کو مشترکہ طور پر اور اکثر مقامات پر الگ الگ تعلیم دی جاتی ہے۔ اس ضرورت کے لیے مرد اور خواتین اساتذہ کو معقول مشاہیرے دیے جاتے ہیں، اور یہ رقم کسی سرکاری فنڈ سے نہیں، بلکہ علاقے کے لوگ خود اکٹھا کرتے ہیں۔ جب مختلف بچے قرآن پڑھنا مکمل کر لیتے ہیں تو پھر مسجد میں نمازی، والدین، اساتذہ اور بچے اکٹھے ہوتے ہیں۔ جو بچے سب کے سامنے قرأت، تجوید کے ساتھ قرآن کے مختلف حصے خوبی سے سنائیں، انھیں سند دی جاتی ہے۔ یہ مرحلہ بچے کو قرآن اور اسلامی تعلیمات و عبادات سے جوڑنے اور دینی رجحانات سے وابستگی اختیار کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

۲-مدرسہ: مدرسہ، اسلامی تعلیم وتدریس کا دوسرا اہم ادارہ ہے۔ اپنی نوعیت کے اعتبار سے یہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادارے مغربی تعلیم کے اسکولوں کی طرح منظم اور منضبط ہیں۔ جو بچے لنگر یا مسجد سے قرآن کی ابتدائی تعلیم حاصل کرتے ہیں، ان میں سے ایک تعداد مدارس سے وابستہ ہوتی ہے۔ مدارس عام طور پر دیہی علاقوں میں قائم ہیں، اور خاص طور پر ان علاقوں میں تو لازماً ہوتے ہیں، جہاں حکومت سرکاری اسکول کھولنے میں ناکام رہتی ہے یا دلچسپی نہیں لیتی۔ ایک قصبے میں بیک وقت اسکول اور مدرسہ نہیں پایا جاتا۔ مدرسے کو اسلامی تعلیمی اداروں کا جدید روپ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔

انڈونیشیا میں مدرسوں کا بڑا وسیع جال پھیلا ہوا ہے، ان کی تنظیم، تشکیل اور نگرانی کا کام قومی اسلامی تنظیموں کے دم قدم چل رہا ہے۔ ان تنظیموں میں: نہضۃ العلماء، محمدیہ اور سیفیہ کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ البتہ بعض جزائر میں مقامی تنظیمات بھی یہ خدمت انجام دے رہی ہیں۔ یہ مدارس ابتدائی، ثانوی اور بعض جگہ ڈگری سطح تک تعلیم کا اہتمام کرتے ہیں۔ ایسے مدارس کے نام عام طور پر کسی نہ کسی عربی لفظ سے منسوب ہوتے ہیں، جیسے: ارقم، روضۃ الاطفال، طاہریہ، الازہر۔

ان اداروں میں بیک وقت ان تین حوالوں سے تعلیم دی جاتی ہے:

- اول: لسانی تعلیم ـــــ عربی زبان، تاکہ طالب علم قرآن کا براہ راست مفہوم سمجھ سکے اور حدیث پڑھ سکے۔ اسی طرح انگریزی، ولندیزی (ڈچ)، جرمن میں سے ایک زبان سیکھنے پڑھنے کو لازمی قرار دیا جاتا ہے۔
- دوم: فقہ کی تعلیم ـــــ فقہ کی تعلیم، تاکہ روزمرہ انفرادی اور اجتماعی معاملات میں اسلامی شریعت کی منشاء کے مطابق زندگی گزارنے کے لیے رہنمائی ملے۔
- سوم: عمومی تعلیم ـــــ اس میں جغرافیہ، ریاضی، قومی اور عالمی تاریخ، بیالوجی، فزکس اور نیچرل سائنسی علوم بھی پڑھائے جاتے ہیں۔

ان اداروں سے نکلنے والے طلبہ، اسلامی اور عصری تعلیم کے دونوں دھاروں کا فہم رکھتے ہیں، اور بعد ازاں اپنے رجحان طبع کے تحت دینی یا دنیوی علوم میں سے جس جانب جانا چاہیں سہولت سے جا سکتے ہیں۔ عام سرکاری اسکولوں کی بہ نسبت یہاں کے طالب علم سائنسی علوم کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ عربی، قرآن اور اسلامی تعلیمات کے وسیع فہم سے بھی روشناس ہوتے ہیں۔ اس لیے مدرسہ سسٹم کے لیے معاشرے میں خاصا احترام پایا جاتا ہے۔

۳- پیز نٹرن: دینی تعلیم کے حوالے سے پیزنٹرن کا نظام قائم ہے۔ جہاں مدرسے میں رائج دینی نصاب سے زیادہ وسیع دینی نصاب پڑھایا جاتا ہے۔ یہاں تعلیم کے ساتھ ساتھ فکری، روحانی اور جسمانی تربیت کو برابر اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ صوفی سلسلے کے اساتذہ بھی انھی مدارس پر توجہ دیتے ہیں۔ یہاں سے دینی معلمین اور مبلغین کی بڑی تعداد تیار ہوتی ہے۔ جن کے دم سے مساجد ہی کا نظام نہیں چل رہا، بلکہ وہ بچوں کو قرآن سکھانے کے ساتھ قرآنی تعلیم کے متعدد سلسلوں کے بھی روح رواں ہوتے ہیں (اک منصور نور، Muslim Education Quarterly، شمارہ ۲، ۱۹۹۰ء، ص ۲۱-۲۸)۔

جیسا پہلے بیان کیا گیا ہے، یہاں کی تعلیمی روایت پر الازہر کے اثرات خاصے گہرے ہیں، اس لیے یہاں کے تعلیمی رجحانات پر ''تجدد پسندی'' (modernism) (جسے کچھ لوگ ''ترقی پسندی'' کہتے ہیں) کا اثر بڑھتا جا رہا ہے۔ جس میں بنک کے سود، عورتوں کے حقوق اور دوسرے امور پر ان کی سوچ غیر روایتی دھڑے کی جانب جھکاؤ رکھتی ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ نہضۃ العلماء سے تعلق رکھنے والے حلقے بھی معاشرتی مسائل اور اجتہادی امور میں کہیں زیادہ متحرک اور جدید عمرانی اصطلاح کے مطابق عملیت پسندانہ (pragmatic) سوچ کے حامل ہیں۔

انڈونیشیا میں مسلمان خواتین میں دینی تعلیم کا ایک بڑا وسیع نظام کام کر رہا ہے۔ محمدیہ تحریک اور نہضۃ العلماء سے وابستہ ہزاروں مبلغات نے مجلس تعلیم یا درس قرآن کے حلقے قائم کیے ہیں۔ بہت سی مبلغات مذکورہ تنظیموں سے الگ رہ کر بھی خواتین کی دینی تعلیم و تربیت کی یہ خدمت انجام دے رہی ہیں (تفصیلات- انڈونیشیا: مبلغات کا طریق کار، سلیم منصور خالد، ترجمان القرآن، دسمبر ۲۰۰۰ء)۔

اہل مغرب غالباً اسی لیے یہ کہہ کر ''اطمینان و مسرت'' کا اظہار کرتے ہیں کہ: ''انڈونیشیا میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رجعت پسندی اور بنیاد پرستی کی طوفانی کیفیت نہیں پائی جاتی، جسے کسی بھی وقت "آزادرو" کی سمت میں موڑا جا سکتا ہے"۔ لیکن وہ اس حقیقت کو بھول جاتے ہیں کہ مسلمانوں کو روایت کے خول سے نکالنے کا کام بہت خوفناک قسم کا ہے۔ دراصل اسلام کا سامنا جتنا زیادہ آزادروی کی صورتوں کے ساتھ کیا جائے گا، اتنا زیادہ امکان اس امر کا ہے کہ اس کا روایتی خول اور زیادہ سخت ہو جائے۔ [اس لیے] یہ بات کسی حکومت کے اختیار میں نہیں کہ وہ اسلام کو نظرانداز کر دے" (اسلام اور جدیدیت، ص ۱۳۲-۱۳۴ اور ۱۹۷-۲۰۲)۔

بنگلہ دیش میں دینی تعلیم مدارس

دنیا بھر کے مسلمان ملکوں میں دینی تعلیم کے نظام روبہ عمل ہیں۔ ہر معاشرے نے اپنے حالات اور ضروریات کے مطابق دینی نظام تعلیم وضع کیا ہے۔ انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز نے "دینی مدارس کے نظام تعلیم" پر ۳ اگست ۲۰۰۰ء کو سیمینار منعقد کیا۔ جہاں پر معروف محقق پروفیسر ڈاکٹر ممتاز احمد (ہیم پٹن یونیورسٹی، امریکہ) نے بنگلہ دیش میں تعلیم کی دینی روایت کے بارے میں اپنے جو مشاہدات پیش کیے، وہ اگلے صفحات میں درج ہیں:

"دنیا میں، عالم اسلام میں، سب سے زیادہ عربی مدارس، مدارس کے اساتذہ اور مدارس کے طلبہ بنگلہ دیش میں ہیں۔ اس وقت بنگلہ دیش میں ۶۰ لاکھ ایسے افراد ہیں جو کسی نہ کسی حیثیت سے مدارس سے وابستہ ہیں۔

بنگلہ دیش میں تین طرح کے دینی مدارس ہیں:

- ایک، وہ جو حکومت سے کوئی امداد اور تعاون نہیں لیتے، نجی ہیں۔ ان کو قومی یا خارجی مدارس کہتے ہیں۔
- دوسرے، عالیہ مدارس ہیں جو نجی انتظام میں ہیں، لیکن حکومت سے مالی اعانت وصول کرتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرے، خالصتاً سرکاری مدارس ہیں جن کی تعداد چار ہے۔ان کو بھی عالیہ مدارس کہا جاتا ہے۔ایسے عالیہ مدارس ڈھاکہ، بوگرا، راج شاہی اور جیسور میں ہیں۔

قومی مدرسوں کی تعداد ۶ ہزار ۵ سو ہے۔یہاں مکمل ''درس نظامی'' پڑھایا جاتا ہے۔اس میں سے ۳۰ فی صد مدارس میں ''دورۂ حدیث'' بھی ہوتا ہے۔۱۹۹۳ء میں ایسے مدارس کی تعداد صرف ۱۲ یا ۱۳ فی صد تھی، جہاں دورۂ حدیث کا انتظام تھا۔اس اضافے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے پہلے بنگلہ دیش کے علماء کی بہت بڑی اکثریت ''درس نظامی'' مکمل کر کے ''دورۂ حدیث'' کے لیے دیو بند (بھارت) جایا کرتی تھی۔لیکن بھارتی حکومت نے اس خدشے کے پیش نظر کہ دینی تعلیم حاصل کرنے والے یہ سارے لوگ پاکستانی خفیہ ایجنسی انٹر سروسز انٹیلی جنس (آئی ایس آئی) کے ایجنٹ کے طور پر بھارت جائیں گے، ویزے دینے بند کر دیے۔اس کے نتیجے میں بنگلہ دیش میں مدارس نے خود ''دورۂ حدیث'' کے انتظامات کیے۔اس وقت صرف ڈھاکہ میں ۲۸ مدارس ایسے ہیں جہاں ''دورۂ حدیث'' ہوتا ہے۔قومی مدارس کے اساتذہ کی تعداد ایک لاکھ ۳۰ ہزار اور طلبہ کی تعداد چودہ لاکھ ۶۲ ہزار ۵ سو ہے۔

عالیہ مدارس میں ''درس نظامی'' کے ساتھ جدید علوم پڑھائے جاتے ہیں۔ان مدارس کو حکومت، اساتذہ کی تنخواہوں کا ۸۰ فی صد اور توسیع و ترقی (R&D) کے لیے ۷۵ فی صد تک امداد دیتی ہے۔یہ مدارس پوری طرح سے نجی ہیں، لیکن ان کے امتحانات کلی اور داخلی سطح پر ایک مدرسہ ایجوکیشن بورڈ لیتا ہے، جو حکومت کا ادارہ ہے۔ان مدارس کی تعداد ۶ ہزار ۹ سو ۶ ہے۔ان میں اساتذہ کی تعداد ایک لاکھ ۷ ۱ ہزار ۲ سو ہے، جبکہ طلبہ کی تعداد ۱۸ لاکھ ۸۷ ہزار ۳ سو ہے۔

چار سرکاری عالیہ مدارس میں طلبہ کی تعداد اوسطاً ۳ ہزار ہے۔ان کے اخراجات سو فی صد حکومت کرتی ہے۔

طالبات کے قومی مدارس کی تعداد ۲۰۰ کے قریب ہے۔طالبات کے ان مدارس میں مکمل ''درس نظامی'' پڑھایا جاتا ہے۔دلچسپ بات یہ ہے کہ ان مدارس میں بیس فی صد اساتذہ خواتین

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں جو خود عالمہ دین ہیں۔

ایک عمل صدر جنرل حسین محمد ارشاد کے زمانے سے شروع ہوا، وہ ابتدائی مدارس/مکتب کا قیام ہے، جو مسجدوں سے بھی منسلک ہیں اور مسجدوں سے الگ بھی ہیں۔ اس وقت ایک اندازے کے مطابق ان کی تعداد اٹھارہ ہزار ہے۔ ان میں اساتذہ کی تعداد پچاسی ہزار ہے اور طلبہ کی تعداد بیس لاکھ ہے۔ اس طرح ابتدائی، قومی، عالیہ، سرکاری و غیر سرکاری سب ملا کر تقریباً ۲۳ ہزار مدارس ہیں اور ان میں طلبہ اور اساتذہ کی مجموعی تعداد ساٹھ لاکھ ہے۔

بنگلہ دیش کے تمام قومی مدارس میں انگریزی زبان لازمی قرار دی گئی ہے۔ اس وقت کوئی ایک بھی ایسا قومی مدرسہ نہیں ہے جس میں انگریزی زبان نہ پڑھائی جاتی ہو۔ ان مدارس میں انگریزی کی تدریس کے معیار میں ضرور فرق ہوگا، کسی میں بہتر ہے کسی میں کم بہتر، لیکن ہر جگہ پڑھائی جاتی ہے۔ ایک اہم بات یہ ہے کہ تمام قومی مدارس میں پرائمری ایجوکیشن، تدریس کا لازمی حصہ بنا دی گئی ہے۔ پہلے طلبہ کو براہ راست ''درس نظامی'' میں لیا جاتا تھا۔ اب پرائمری تعلیم ''درس نظامی'' کا لازمی حصہ بن گئی ہے۔ جو بچہ پرائمری اسکول سے شروع کرتا ہے، اسے سائنس، سوکس (شہریت)، جغرافیہ، انگریزی زبان، بنگلہ زبان، سب پڑھایا جاتا ہے۔ گویا کہ پرائمری کا یہ سارا نصاب پڑھ کر طالب علم ''درس نظامی'' میں جاتا ہے۔

''تقابل ادیان'' کا مضمون تمام مدارس کے نصاب میں شامل کر لیا گیا ہے۔ بنگلہ دیش میں تقابل ادیان سے مراد یہودیت، عیسائیت، بدھ مت اور ہندومت ہے۔

یہ مدارس پاکستان کی طرح اپنے اپنے وفاق میں شامل ہیں۔ اس وقت دو بڑے وفاق ہیں:
ایک ''وفاق المدارس'' ہے جس کا صدر مقام پوٹھیاں مدرسہ ہے جو چٹا گانگ کے پاس ہے۔
دوسرا ''انجمن اتحاد المدارس'' ہے جس کا صدر مقام ڈھاکہ میں ہے ـــــ ایک کے ساتھ ایک ہزار پانچ سو اور دوسرے کے ساتھ آٹھ سو پچاس مدارس کا الحاق ہے۔ یہ دونوں وفاق ہر سال الگ الگ سالانہ امتحان لیتے ہیں اور فائنل امتحان الگ لیتے ہیں۔ پورے بنگلہ دیش میں ایک ہی وقت میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امتحانات ہوتے ہیں۔ امتحانی مراکز، نگران اور سپروائزر سب وہ خود مقرر کرتے ہیں اور ''اسناد فراغت'' وفاق کی طرف سے دی جاتی ہیں۔ ایک اہم بات یہ ہے کہ داخلے، امتحان، سب پیشہ ورانہ انداز سے ہو رہے ہیں۔ تین چار مدرسے ایسے ہیں جن کا سارا ڈیٹا کمپیوٹر پر موجود ہے۔

کئی مدارس میں ٹیکنیکل ایجوکیشن بھی بڑی حد تک ہے۔ آٹھ ہزاری مدرسہ پورے جنوب مشرقی ایشیا میں دوسرا بڑا مدرسہ ہے، دارالعلوم دیوبند کی تاسیس کے کچھ عرصے بعد قائم ہوا، اس کی صد سالہ سالگرہ ابھی منائی جانے والی ہے۔ اس میں ٹیکنیکل ایجوکیشن کا انتظام ہے۔ ٹیکنیکل سے مراد محض جلد بندی نہیں ہے، بلکہ باقاعدہ ان کو جدید ٹیکنیکل مضامین کی تعلیم دی جاتی ہے۔ پوٹھیاں مدرسہ [چٹاگانگ] جو ۱۹۳۷ء میں قائم ہوا، اس میں بھی ٹیکنیکل تعلیم دی جاتی ہے۔ پوٹھیاں مدرسے میں، میں نے دیکھا کہ تقریباً پچاس فی صد طالب علم ایسے تھے جو فاضل/گریجویٹ ہونے کے بعد کسی بھی ہسپتال میں جا کر میڈیکل پریکٹیشنر کے طور پر کام کر سکتے تھے۔ ہر شخص کو انجکشن لگانا آتا تھا، مرغیوں کو بھی اور انسانوں کو بھی۔ یہاں کا ہر طالب علم بنیادی پیرامیڈیکل کورس کر چکا ہوتا ہے۔

اے زیڈ ایم شمس العالم چیئر مین، العرفہ اسلامی بنک نے مجھے بتایا: ''دو سال پہلے میں نے قومی مدرسوں سے درس نظامی کے فارغ گریجوایٹس کو اپنے بنک میں آفیسر کے طور پر ملازمت میں لیا۔ اس وقت ہمارے بنک میں ۶۰ افسر ہیں جن کے پاس کوئی انگریزی کی تعلیم نہیں تھی۔ انھوں نے کسی کالج یا یونیورسٹی سے بی کام یا ایم بی اے نہیں کیا تھا، وہ صرف درس نظامی کے فارغ التحصیل تھے۔ ہم نے ان ۶۰ طالب علموں کو ۶ ماہ کی ٹریننگ دی''۔ میرے موجودہ دورے کے دوران انھوں نے مجھے ان سے ملوایا۔ ان کے منیجنگ ڈائریکٹر کا یہ کہنا تھا کہ: ''ان کی پیشہ ورانہ کارکردگی، جدید پڑھے لکھوں سے بدرجہا بہتر ہے''۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہاں ایک راستہ یہ بھی کھل رہا ہے جس پر یہاں پاکستان میں دینی مدارس کے ارباب حل وعقد کو سوچنا چاہیے۔

عالیہ مدارس میں میٹرک، ایف اے، بی اے، ایم اے ان چار سطحوں تک تعلیم دی جاتی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اسے داخل، عالم، فاضل اور کامل کہتے ہیں۔ بنگلہ دیش کی حکومت نے داخل کو میٹرک کے اور عالم کو انٹرمیڈیٹ کے برابر تسلیم کر لیا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ عالیہ مدرسے کے ۸۰ فی صد گریجوایٹس قومی تعلیم کے دھارے میں شامل ہو جاتے ہیں۔ یہ ڈھاکہ یونیورسٹی، چٹاگانگ یونیورسٹی اور راج شاہی یونیورسٹی میں داخلہ لے لیتے ہیں اور پھر اپنے اپنے مضامین میں بی اے، ایم اے کر لیتے ہیں۔

اس وقت بنگلہ دیش کی سول سروس، آرمی، پرائیویٹ سیکٹر میں، بنک کاری میں بہت بڑی تعداد ایسی ہے جو عالیہ مدرسوں کے گریجوایٹس ہیں۔ وہ درس نظامی کے مکمل طور پر ماہر ہیں۔ مزید یہ کہ انھوں نے ایف اے، بی اے سطح کے جدید مضامین بھی پڑھے ہوئے ہیں۔ اس وقت ڈھاکہ، راج شاہی، چٹاگانگ. جہانگیر نگر میں قائم ان ساری یونیورسٹیوں میں فارسی، اردو، عربی، اسلامی تاریخ، اسلامیات، ان تمام شعبوں کے ۱۰۰ فی صد اساتذہ عالیہ مدرسوں کے گریجوایٹس ہیں۔ اس کے برعکس پاکستان کی یونیورسٹیوں میں اس کا بہت کم امکان پایا جاتا ہے۔ عالیہ مدرسوں سے بہت سے معروف لوگ نکلے ہیں۔ اس وقت بنگلہ دیش کے جو چوٹی کے اہل علم و دانش ہیں، ان کی خاصی بڑی تعداد عالیہ مدارس کی فارغ التحصیل ہے۔

جنوری ۱۹۷۲ء میں شیخ مجیب الرحمٰن نے پاکستان سے رہا ہونے کے بعد، بنگلہ دیش پہنچتے ہی دینی مدرسوں کے اوپر ایک وار کرنے کی کوشش کی۔ ''قدرت خدا کمیشن'' بٹھایا گیا، اس کمیشن کی بنیادی رپورٹ یہی تھی کہ مدرسوں کے نظام کی کوئی ضرورت نہیں ہے، ان کو ختم کر دیا جائے۔ اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ ان کا خیال تھا کہ یہ مدارس ''مغربی پاکستانی دلالوں'' اور رضا کاروں کے مراکز تھے اور پاکستان کی حمایت کرنے والوں کی بڑی تعداد دراصل انھی مدرسوں کے طلبہ کی تھی۔

دوسری طرف سیکولر عناصر اور وہاں پر مضبوط گرفت رکھنے والے ہندو دانش وروں کا خیال تھا کہ: اسلام کی جڑیں اس ملک میں اس وقت تک مستحکم رہیں گی جب تک یہ دینی مدارس قائم رہیں گے۔ ''جسٹس قدرتِ خدا کمیشن'' نے رپورٹ کے ساتھ ہی ایک سروے کیا کہ ہماری سفارشات

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں لوگوں کا ردعمل کیا ہے۔اس سروے کے جواب دینے والوں میں یونیورسٹیوں کے پروفیسر اور مغربی تعلیم یافتہ دانش ور تھے۔ان میں سے ۹۰ فی صد لوگوں نے یہ کہا کہ ''مدرسوں کو نہ چھیڑا جائے'' اور ۹۵ فی صد نے یہ کہا: ''مدرسوں کو کسی نہ کسی صورت میں ہر حالت میں باقی رکھا جائے''۔اس سروے سے شیخ مجیب الرحمٰن کی آنکھیں کھل گئیں۔شیخ مجیب نے اپنا ارادہ جو تبدیل کیا تو اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ انھیں احساس ہو گیا تھا کہ عوام کے اندر اور خاص کر مغربی تعلیم یافتہ لوگوں کے اندر مدرسوں کے لیے کس درجے میں خیر سگالی پائی جاتی ہے۔کیا وجہ ہے کہ پاکستان میں مدارس کی عوام میں وہ بنیاد، وہ روابط (linkages)، وہ ہمدردی اور خیر سگالی دیکھنے میں نہیں آتی جو بنگلہ دیش میں مدارس کی تھی کہ جس کے تحت خود مغرب زدہ طبقہ بھی کھڑا ہو گیا کہ ''آپ ان مدرسوں کو ہاتھ نہیں لگا سکتے''۔

دو رجحانات خاص طور پر قابل ذکر ہیں:

میر پور، ڈھاکہ میں ایک مدرسہ حال ہی میں تعمیر کیا گیا ہے جس کا نام دارالارشاد مدرسہ ہے۔اس مدرسے کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں صرف کالج گریجوایٹس کو داخلہ دیا جاتا ہے۔پہلے آپ کے پاس یونیورسٹی کی بی اے کی ڈگری ہو، پھر آپ کو درس نظامی میں داخلہ دیا جائے گا۔

میر پور، ڈھاکہ میں ایک اور مدرسہ دو سال پہلے قائم ہوا، اس کا نام ہے ڈھاکہ کیڈٹ مدرسہ۔اس میں عام مضامین کے لیے ذریعہ تعلیم انگریزی ہے اور اسلامی علوم کے لیے عربی۔میں اس مدرسے میں گیا۔آپ یقین کیجیے کہ ان کے طلبہ، خود ڈھاکہ یونیورسٹی کے گریجوایٹس سے بہت بہتر، نہایت خوب صورت انگریزی بولتے ہیں، بلکہ ان کے علم کی وسعت بھی یونیورسٹی گریجوایٹس کے مقابلے میں بہتر ہے۔یہ مدرسہ اور اس طرح کے دو تین مدرسے عنقریب چٹاگانگ کے قرب و جوار میں شروع کیے جانے والے ہیں۔ان کا خیال ہے کہ اس مدرسے کا گریجویٹ، بنگلہ دیش کے چوٹی کے انگلش میڈیم اسکولوں کے گریجوایٹس کے مقابلے میں کھڑا ہو سکتا ہے۔

ایک آخری بات، میں ڈھاکہ میں تھا جب وزیر خزانہ مسٹر کبریا نے اس سال [۲۰۰۰ء] کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بجٹ پیش کیا۔ اخبار پر نظر پڑی کہ بنگلہ دیش کے قومی بجٹ میں ۵ ارب ٹکا [روپے] دینی مدارس کے لیے مختص کیے گئے ہیں۔ آج کے اس سیمینار میں وفاقی وزارت مذہبی امور کے ایک ذمہ دار افسر نے بتایا ہے کہ: ''حکومت پاکستان نے بہ کمال مہربانی ۱۵ لاکھ روپے کی ''خطیر'' رقم پاکستانی دینی مدارس کی تعمیر و ترقی کے لیے عطا کرنے کا فیصلہ کیا ہے'' ــــ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے، اس لیے موازنہ خود کر لیجیے'' (ترجمان القرآن، ستمبر ۲۰۰۰ء)۔

دینی اور دنیوی نظام تعلیم کا مسئلہ

مسلم دنیا میں تعلیم و تعلم کی دو ایسی متوازی لہریں پائی جاتی ہیں جو آپس میں کبھی نہیں ملتیں ــــ افسوس ناک منظر یہ ہے کہ ان دونوں لہروں کو ملانے اور مختلف علمی روایات کو باہم مربوط کرنے کے لیے کوئی سنجیدہ کوشش بھی نہیں کی گئی[۱۵]۔

مسلم معاشرے میں تعلیمی زندگی کی ثنویت (duality) مسلمانوں کے ذہنی انتشار اور روحانی اضطراب کی صحیح عکاس ہے ــــ یہی تضاد موجودہ دور کے بنیادی مسائل کا بڑا سبب ہے۔ یہ ثنویت ان کی ترقی اور ثقافتی نشوونما کی راہ میں ایک سنگ گراں ہے۔ اسلام اور ملت اسلامیہ کے ساتھ تعلیم یافتہ مسلمانوں کے تعلق اور احساس کو کمزور کر رہی ہے۔

ان دونوں نظاموں کے درمیان فرق مجموعی اور کلی بنیادوں پر ہے۔ ان دونوں نظام ہائے تعلیم کے نصاب کے اندر جو فلسفہ مضمر ہے، وہ نہ صرف مختلف ہے بلکہ متصادم بھی ہے۔ ان نظام ہائے تعلیم کے نصاب میں شاید ہی کوئی چیز مشترک ہو۔ دونوں نظام ہائے تعلیم میں انتظامیہ کا رویہ، نقطۂ نظر، تدریسی شعبے اور طلبہ میں فکری لحاظ اور عملی پہلو بڑی شدت سے آپس میں متصادم ہیں۔ یہ دونوں نظام ہائے تعلیم ایک دوسرے سے ہر پہلو میں مختلف ہیں، حتیٰ کہ ان کے تشکیلی ماحول، ان کی عمارات کا تکنیکی ڈیزائن اور کمرہ ہائے تدریس کی ساخت تک ایک دوسرے سے مختلف ہے۔

15. Dr. Zafar Ishaq Ansari "Islamic Studies in Universities" *Muslim Education Quarterly*. 1984. No. 2, pp 23-38

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی لیے یہ دونوں نظام جو نسل اپنے تربیتی ماحول میں تیار کرتے ہیں، ان کی خارجی کیفیت، سماجی طور طریقے، سوچ بچار اور فکر و عمل کے زاویے باہم مختلف ہوتے ہیں۔

ہر چند کہ روایتی دینی نظام تعلیم اپنے وجود اور بقا کے لیے کسی نہ کسی طرح چل رہا ہے۔ مگر اس نے عصری مغربی یا سیکولر نظام تعلیم کے لیے وسیع میدان خالی چھوڑ رکھا ہے۔ انجام کار اب ہر وادی اس سیکولر نظام تعلیم کی جولانگاہ ہے۔ جبکہ یہ سیکولر نظام تعلیم کوئی رو رعائت دیے بغیر کھلے بندوں روایتی دینی تعلیمی نظام کو جڑ سے اکھاڑ دینے کے درپے ہے۔

وہ جدید نظام تعلیم جسے بڑی فراخ دلی سے نفع بخش بنیادوں پر قبول کر لیا گیا تھا، امت مسلمہ کی طرز زندگی کو اور اسلامی روایات اور اقدار کو ختم کرنے، انھیں زوال پذیر کرنے اور انھیں مسخ کرنے کے ایک بڑے محرک کی حیثیت سے قائم رہا ہے اور روبہ ترقی ہے۔ مسلم معاشرے میں بہت سے لوگوں نے اس کی مخالفت کی، لیکن ساتھ ہی قابل لحاظ تعداد نے اسے خوش آمدید بھی کہا اور اس کے لیے دامن قبولیت وا کر دیا۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ بہت سے مسلمانوں کے دلوں میں اس کی تحسین و تنقیص دونوں طرح کے جذبات موجود تھے۔ اس طرح رد و قبول کی کیفیات باہم دست و گریباں رہیں۔ اگر ایک طرف ان کے اندر مغربی نظام تعلیم کو خوش آمدید کہنے کا احساس موجود تھا تو دوسری جانب اس کے استرداد کی خواہش بھی دلوں کے کسی نہ کسی گوشے میں چھپی ہوئی تھی۔

اگر چشم ہوش سے دیکھا جائے تو یہ بات واضح ہے، کہ جہاں تک امت مسلمہ کی ضروریات اور تقاضوں کا تعلق ہے، یہ دونوں نظام ہائے تعلیم شدید خامیوں اور بنیادی خرابیوں کے حامل ہیں۔ مزید برآں دنیائے اسلام میں نظام تعلیم کی جو ثنویت پائی جاتی ہے، وہ اس نوعیت کی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کی خامیوں کو دور کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

موجودہ تعلیمی صورت حال مندرجہ ذیل نقصانات کی حامل ہے:

۱۔ دو مختلف نظام ہائے تعلیم، متضاد اور ناقابل مصالحت رجحانات پیدا کرتے ہیں۔ اس سے امت مسلمہ کے لیے مؤثر سعی و عمل میں شدید رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ اسی لیے مسلم ریاستوں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر مشتمل واضح اور معروف اکائیاں بھی مربوط وحدت نہیں بن سکیں۔ امت مسلمہ گزشتہ ڈیڑھ صدی سے زیادہ مدت گزار کر بھی حقیقی طور پر دو مختلف گروہوں میں بٹی ہوئی ہے۔ یہ دونوں گروہ ''پرانی روشنی کے لوگ'' اور ''نئی روشنی کے لوگ'' کے ناموں سے موسوم چلے آ رہے ہیں۔ ان دونوں میں گاہے گاہے غیر ضروری تصادم پیدا ہوتا رہتا ہے اور بعض جگہوں پر اس نے غیر ضروری طور پر حقیقی برادر کشی اور خانہ جنگی کا راستہ اختیار کیا ہے۔

۲۔ جدید نظام تعلیم، مسلمانوں کے معاملے میں اس حقیقت سے بے نیاز اور بے پروا رہا کہ مسلم معاشروں میں اسلام کی حیثیت اور اس کا مقام اس قسم کا نہیں ہے، جیسا کہ دوسرے غیر مسلم معاشرے میں مذہب کو حاصل ہے۔ حالانکہ مسلمانوں کے لیے دین اسلام، ان کی زندگی کے بہت سے عوامل اور ان کی حرکت و عمل کے بہت سے پہلوؤں کے لیے ابدی ہے۔ مسلمانوں کے لیے اسلام صرف ایک اہم عنصر ہی نہیں ہے، بلکہ اس کے برعکس اسلام، ان کی زندگی کے فکر و عمل کے ہر پہلو کو معنی و مقصد مہیا کرتا ہے۔

۳۔ جہاں تک روایتی دینی نظام کے کردار کا تعلق ہے، اس کا قابل تحسین کردار اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبودیت کو زندگی کا بنیادی مقصد قرار دینے اور وحی الٰہی کو اس کا قرار واقعی مقام دینے میں مضمر ہے۔ محض حرف و صوت کا چیستان اور فقہی موشگافیاں اسے منصبی مقام نہیں دے سکتیں۔ تاہم کئی صدیوں پر محیط عرصے میں اس نظام تعلیم نے انسانی زندگی اور انسانی فکر و خیال کی نشوونما کے ساتھ بڑی حد تک تعلق اور رابطہ کھو دیا ہے۔ اس میں اُس مادے کی خاصیت پیدا ہوگئی ہے جو نہ خود متحرک ہو سکتا ہے اور نہ حرکت پا کر رک سکتا ہے۔ غرض یہ کہ اس میں جمود کی کیفیت دکھائی دیتی ہے یا اس میں جمود اور تنگ نظری پیدا ہو چکی ہے۔ پس جب تک اس کے اندر حقیقی اور واقعی تبدیلی پیدا نہیں ہوتی، اس وقت تک یہ نظام تعلیم اپنے زمانے میں کسی مسلم معاشرے اور قوم کو فکری و علمی سمتوں کی طرف لے جانے کی قابلیت اور اہلیت نہیں پیدا کر سکتا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاید اسلامی ماہرین تعلیم کسی وہم اور خوف کا شکار ہیں۔ یہ خوف غیر اسلامی دنیا کی علمی برتری، روایات اور مسلم دنیا کی ذہنی غلامی کا ہے، جو ان کے دلوں کی گہرائیوں میں سرایت کر گیا ہے۔ یہ خوف بلا جواز ہے۔ کسی فرد کی اسلام سے وفاداری کا انحصار، دوسری تہذیبوں کی علمی روایات سے عدم آگہی اور بے علمی پر نہیں ہونا چاہیے۔ اس قسم کا بے نیازی پر مبنی رویہ یا وہم اور خوف نہ تو اسلام کو کسی قسم کا وقار و احترام دے سکتا ہے اور نہ ایسی دنیا میں رہنے کے لیے کوئی قابل عمل راستہ ہے جو بہت زیادہ سکڑ چکی ہے۔ ایک مسلم دانشور کے ہاتھ پاؤں باندھ دینے کی کوشش کرنا، اسے عصری علوم اور ماحول سے کاٹ کر محض ''مذہبی علوم'' کے چار کونوں میں مقید و محبوس کر دینا، غیر صحت مندانہ اور رہبانیت پر مبنی اقدام ہے اور یہ قابل عمل بھی نہیں ہے۔

مسلم دانشوروں کو ان حدود تک محدود کرنا اکثر اوقات خود اپنے مخالف نتائج پیدا کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ ان کے ایمان میں یہ کمزوری آسکتی ہے کہ شاید اسلام دوسرے نظریات کا مقابلہ کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا۔ اس لیے یہ لازم ہے کہ، مستقبل کے دانشوروں کی تربیت وسیع بنیادوں پر ہونی چاہیے۔ سب سے بڑا عنصر جس نے مسلم دانشوروں کے علمی اثرات کو کمزور کیا ہے، وہ ان کے ہاں پیدا ہونے والی وہ محدود نظر ہے، جس نے معنوی طور پر زمانے سے اور گرد و پیش کی دنیا سے انھیں خارج اور الگ تھلگ کر کے رکھ دیا ہے۔ عام طور سے مسلم دانشور معلومات عامہ میں کمزور ہے، بلکہ اس کی مخصوص تربیت نے اس کے لیے علم کے عصری ماخذ تک رسائی کو ناممکن بنا دیا ہے، کیونکہ یہ تربیت اس کے جدید تحقیق و تجسس کے محرک کو اکثر دبا دیتی ہے، اور اس میں اسلامی تعلیمات سے باہر ہر شے کو خوف یا گریز کی نگاہ سے دیکھنے کا رجحان پیدا کرتی ہے۔

تعلیم میں اسلامی روشنی پیدا کرنے اور اس کو نشو ونما دینے کا ایک ہی راستہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ اعلیٰ درجے کے دانشوروں اور مفکروں کا ایک گروہ پیدا کیا جائے، جو علم کی مختلف شاخوں اور شعبوں میں علمی طور پر ممتاز شخصیت کے مالک ہوں۔ اس کے ساتھ ہی انھیں اسلامی دینی روایت میں بھی فضیلت حاصل ہو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے لیے یہ توقع رکھنا کہ ثانوی تعلیمی اداروں یا موجودہ قدیم جامعات اور جدید یونیورسٹیوں کے عام اساتذہ، علم کی مختلف شاخوں کو اسلامی آہنگ دینے اور ذہنی غلامی کے جمود کو توڑنے کے قابل ہیں، محض ایک خود فریبی ہے۔

اپنی تاریخ کے اس مقام پر مسلم دنیا کو ممتاز دانشوروں کا ایک ایسا گروہ مطلوب ہے، جس کو لوگ اپنے پیش رو کی حیثیت سے دیکھیں اور جو دانشوروں کی پوری ٹیم کو راستہ دکھائیں۔ اس مقصد کے لیے اس زمانے کی سب سے بڑی ضرورت خاص طور پر اسلامی تعلیمات کے ایسے ڈگری مدارس کا قیام ہے، جن کے پیش نظر وسیع علمی پس منظر رکھنے والے علوم اسلامیہ کے اعلیٰ درجے کے عالم پیدا کرنا ہو۔ اس قسم کے اداروں کو علمی معیار برقرار رکھنے کے لیے جدوجہد کرنا چاہیے۔ یہی طریقہ کار ہے جس سے دینی و علمی زندگی کا حقیقی طور پر احیا ہوگا اور نئی علمی روایت کا ارتقا ہو سکے گا۔

ایسے تعلیمی ادارے پورے طور پر آزاد ادارے ہونے چاہییں۔ ان کے پاس آمدنی کے ذرائع اپنے ہوں، حکومت کے تسلط سے آزاد ہوں اور وہ مذہبی، گروہی، سیاسی تنظیموں کے اثرات سے بھی پاک ہوں۔ وہ ایسے ''اوقاف'' ہونے چاہییں، جن کا انتظام علم و دیانت کے لحاظ سے ممتاز شخصیتوں کے ہاتھوں میں ہو۔ ان کا آغاز ان ملکوں میں ہونا چاہیے، جن میں تعلیمی اور تہذیبی اداروں کے لیے احترام و وقار کی روایت پہلے سے موجود ہو (کیا دارالاسلام یا مسلم دنیا کی حدود میں کوئی ایسا ملک موجود ہے؟ اگر ہے تو وہ کون سا ملک ہے؟ یہ دو سوال ہیں جن کا مسلمانوں کو سامنا ہے)۔

پھر سب سے اہم مسئلہ مسلم ممالک کی سیاسی صورت حال ہے۔ حکومتوں اور یونیورسٹیوں کے مابین تعلقات بہت قریبی ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عملی طور پر حکومتیں، یونیورسٹیوں پر حاوی ہیں اور ان کی پالیسیوں، پروگراموں حتیٰ کہ اساتذہ، انتظامیہ اور دوسرے متعلقہ علمی معاملات میں مداخلت کرتی ہیں۔ مالی امداد اور ضروریات کے لیے یونیورسٹیاں مکمل طور پر حکومتوں کی دست نگر اور محتاج ہیں۔ انجام کار، یونیورسٹیوں کو اس کی بھاری قیمت بھی ادا کرنا پڑتی ہے اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی آزادی بھی ختم ہو جاتی ہے۔ بدقسمتی سے مسلم معاشرے کے مخیّر افراد اور اداروں نے اس طرف کوئی توجہ نہیں دی ہے۔ ان کے اندر یہ بیداری پیدا نہیں ہوئی کہ یونیورسٹیوں کو حکومت کے کنٹرول سے آزاد فضا میں کام کرنے کے مواقع فراہم کرنے کے لیے مالی امداد دی جائے۔ بہت سے ممالک کی حکومتوں سے یہ توقع بھی نہیں ہے کہ اگر وہ خود مالی امداد نہ بھی کریں، تب بھی تعلیم کے ان کلیدی اداروں کو آزادی سے اپنے فرائض کو سرانجام دینے کی اجازت دینے کا حوصلہ پیدا کر سکیں۔

اسی طرح ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ مسلم دنیا میں شہریوں کو بنیادی انسانی حقوق بھی حاصل نہیں ہیں۔ یہاں پر یونیورسٹیوں میں ملازمتوں کو حکومت کی بے جا مداخلت سے تحفظ نہیں ہے۔ اگر کبھی کچھ لوگ اتنی دلیری کا مظاہرہ کریں کہ اپنے اختلافات کا اظہار کر دیں، تو انھیں ڈرایا اور دھمکایا جاتا ہے، انھیں خوف زدہ کیا جاتا ہے یا انھیں پس دیوار زنداں دھکیلنے سے بھی گریز نہیں کیا جاتا۔ انھیں اذیتیں دی جاتی ہیں اور بعض صورتوں میں انھیں قتل بھی کر دیا جاتا ہے۔ یونیورسٹیوں کے وہ پروفیسر جو حکومت کی نظر میں ''ناپسندیدہ'' قرار پا جاتے ہیں اور یہ انتہائی اقدام عام طور پر فوجی انقلاب (چاہے وہ سوشلسٹ تھے یا اب مغرب نواز) کے بعد ہوتا ہے۔ یہی حالات مسلمان بادشاہتوں میں بھی دکھائی دیتے ہیں۔ اختلاف رائے رکھنے والے اساتذہ یونیورسٹیاں چھوڑ دینے پر، بلکہ اپنا ملک چھوڑ دینے پر مجبور کر دیے جاتے ہیں۔ اس وقت اس بات کو بھی نظر انداز کر دیا جاتا ہے کہ ان اداروں میں ان اساتذہ کا وجود کتنا ضروری اور اہم ہے۔ انتظامیہ کی اچانک تبدیلی کے بعد حکومتیں نہ صرف بہت سے تعلیمی منصوبوں کے نفاذ کے پروگراموں کو ختم کر دیتی ہیں، بلکہ پالیسیوں میں ایسی فوری تبدیلیاں بھی متعارف کر دیتی ہیں جن کا مقصد عملاً مفید تعلیمی منصوبوں کا تعطل یا منسوخی ہوتا ہے۔ حکومت کی زیادتیوں کے ساتھ ساتھ یونیورسٹیاں سیاست، فتنہ وفساد اور ہلڑ بازی کا شکار ہو جاتی ہیں۔ اس فضا میں سنجیدہ علمی سرگرمیاں نہایت مشکل ہو جاتی ہیں۔

یہ ایک ایسا مسئلہ ہے، جو محض خواہشوں کے بل پر حل نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم اس کے لیے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب سے پہلی منزل یہ ہے کہ اس افسوسناک صورت حال کا احساس بیدار کیا جائے۔

دینی اور دنیوی تعلیم میں رابطے

اسلام، دین اور دنیا کی تفریق پر یقین نہیں رکھتا۔ آخرت کی کامیابی کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ فرد کی دنیوی زندگی بھی ایمان، عمل اور راست فکری کے تحت پروان چڑھے۔ اس مقصد کے لیے اسلامی نظام تعلیم ہی فرد کو دین اور دنیا کی تفریق سے بالاتر رکھتے ہوئے دینی، سائنسی، سماجی اور فنی علوم کی شاہراہ پر گامزن کر سکتا ہے۔ یہ کام اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک زندگی کو ان دو بالکل مختلف خانوں میں تقسیم کرنے کی روش کو ختم نہ کیا جائے۔

حالیہ زمانے میں، دینی اور دنیوی نظام تعلیم کو یکجا کرنے کی کچھ جبری کوششوں میں، الجزائر کی مثال کو دیکھا جاسکتا ہے:

یاد رہے کہ الجزائر نے ۳ جولائی ۱۹۶۲ء میں فرانسیسی استعمار سے آزادی حاصل کی تھی۔ اس مقصد کے لیے اسلامی جذبہ جہاد سے سرشار پندرہ لاکھ مسلمانوں نے اپنے لہو سے اس آزادی کا پرچم بلند کیا تھا۔ فرانسیسی استعمار نے جاتے ہوئے عملاً اقتدار، الجزائر کی فوج کے سپرد کیا تھا، جنھوں نے ہم وطنوں کے دینی ذہن کو محدود اور پابند بنانے کے لیے پہلے روز سے کام شروع کر دیا۔ حالانکہ الجزائر کی جنگ آزادی سوفی صد جذبۂ جہاد، شوق شہادت اور غیرت اسلامی کی بنیاد پر ہی لڑی گئی تھی۔ لیکن ملکی باگ ڈور فرانس ہی کے تربیت یافتہ الٹرا ماڈرن فوجیوں اور سول ملازموں کے ہاتھ میں رہی۔ ان اہل اقتدار نے دیگر اقدامات کے ساتھ، دینی اور دنیوی نظام تعلیم کو متحدہ نظام تعلیم میں سمو دینے کا اعلان کیا۔ اس خوش نما اعلان کا عملی نتیجہ یہ نکلا کہ دینی تعلیم، عصری سیکولر تعلیم کے تابع ہو کر رہ گئی۔

بقول سید ابوالحسن علی ندویؒ: الجزائر کے مفکر اور دانش ور شیخ احمد حمانی (صدر اسلامی کونسل) نے صدر شاذلی بن جدید کے سامنے یہ کہا کہ: ”دینی تعلیم کا اہتمام الجزائر میں ہمیشہ رہا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجزائر کو یہ شرف حاصل ہوا کہ عمرؒ بن عبدالعزیز [م:۱۰۱ھ/۷۲۰ء] نے دس فقہا یہاں تعلیم کے لیے بھیجے۔قدیم عہد میں تلمسان اور بجانہ ایسے مراکز تھے جہاں یورپ سے لوگ پڑھنے آتے،اور یہیں سے یہ علوم یورپ پہنچے۔دینی مدارس [فرانس کے خلاف] تحریک جہاد کے عہد میں بھی اپنا کام کرتے رہے،اور قوم کو تیار کرنے میں انھوں نے اہم رول ادا کیا۔لیکن 'میثاق وطن' [آزادی کے بعد ریاست کے حکم نامے] نے تعلیم کا جو متحدہ نظام نافذ کیا ہے،اس سے دینی تعلیم کے مراکز کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ہم یہ توقع رکھتے تھے کہ اس نظام سے غیر دینی مدارس [یعنی عصری تعلیم کے اسکولوں] میں دینی تعلیم رائج ہوگی،مگر نتیجہ اس کے برعکس ہوا۔یونیورسٹی کی واجبی دینی تعلیم،دینی ذہن بنانے اور دینی علوم کی ترویج کی صلاحیت نہیں رکھتی۔اس لیے اسلامی علوم میں اختصاص کے لیے شعبے کھولے اور اسلامی یونیورسٹی اور کالج قائم کیے جائیں۔مدارس اور مساجد کی دیکھ بھال اور ان کے اخراجات کے لیے چندہ جمع کرنے پر پابندی ختم کی جائے،تاکہ یہ ادارے اپنے قدموں پر کھڑے ہوسکیں''(سیدابوالحسن علی ندویؒ: **مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش**،ص۲۰۹-۲۱۵)۔اس مخصوص تجربے میں ریاسی نظم کے تحت متحدہ تعلیمی نظام کا نتیجہ دیکھا جاسکتا ہے۔جس میں عصری تعلیم پر دینی تعلیم کے اثرات تو نہ پڑے،البتہ دینی تعلیم کا رہا سہا نظام بھی بحران سے دوچار کر کے پابندی کی گرفت میں دے دیا گیا۔

اسی سے ملتی جلتی کوششوں میں دینی نظام کے لیے اس سے بھی زیادہ تباہ کن اثرات تیونس میں سامنے آئے۔جہاں جدید تعلیم کی بھرپور سرپرستی کرنے کے ساتھ طرز بود و باش میں مغربی اباحیت پسندی کے لیے تو کھلی آزادی ہے،مگر خود مساجد اور دینی مدارس میں دینی تعلیم پر ناقابل تصور حد تک پابندیاں عائد ہیں۔دسمبر ۲۰۰۱ء میں لاہور سے ایک سینئر چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ میاں احمد حسین نے تیونس کے حالات کا مشاہدہ کیا،اور بتایا:''ایک عالم دین نے آنسوؤں سے بھیگی آنکھوں کے ساتھ مجھے بتایا:''ہمیں یوں لگ رہا ہے،جیسے ہم فرانسیسی استعمار کے دور اقتدار میں تو شاید آزاد تھے اور آج بظاہر آزاد ہونے کے باوجود اپنے ہم وطنوں کے ہاتھوں غلامی کی زنجیروں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں جکڑے ہوئے ہیں۔ یہاں آورگی کے لیے آزادی اور دینی تعلیم و تفکر پر پابندی ہے۔اس ظلم پر اہل مغرب اوران کے گماشتے خوش ہیں اور مغربی استعماریوں سے آزادی حاصل کرنے کے لیے جہاد و شہادت کی شاہراہ پر چلنے والے شہدا کے لاکھوں پسماندگان افسردہ اور لب بند ہیں‘‘۔

بہر حال ایک نقطہ نظر یہ ہے کہ آئیڈیل پر نظر رکھنے کی خواہش کے باوجود فوری طور پر دونوں تعلیمی نظاموں کے: ’’انضمام کے طریقے پر عمل درآمد ممکن نہیں ہے۔آج کے زمانے میں تعلیم تخصص کی بنیاد پر دی جاتی ہے،اور خود دینی تعلیم بھی تخصص ہی کا ایک شعبہ ہے۔اگر اسے جدید تعلیم کے ساتھ مدغم (merge) کر دیا گیا تو ان طلبہ کی توجہ جو ابھی دینی تعلیم کی طرف مختص ہے، دینی تعلیم اور جدید تعلیم کے اکتساب کے لیے دو حصوں میں تقسیم ہو کر رہ جائے گی اور خصوصاً مدرسوں کا نظام تعلیم برباد ہو جائے گا‘‘ (پروفیسر مسلم سجاد، تعلیمی پالیسی ۱۹۷۹ء: جائزہ و تجاویز ،ص۲۹-۳۱)۔

اس استدلال کو بڑھاتے ہوئے مفتی محمد تقی عثمانی رقم طراز ہیں: ’’سوال یہ ہے کہ اگر دینی مدارس کی تمام تر توجہ اسلامی علوم کے ماہرین پیدا کرنے پر مرکوز ہے،اور وہاں سے کوئی ڈاکٹر، انجینئر، یا ماہر معاشیات پیدا نہیں ہوتا تو اس پر واویلا کیوں کیا جاتا ہے، کیا تفسیر، حدیث، فقہ، کلام ایسے علوم نہیں ہیں کہ درس و تدریس کے لیے کچھ ادارے مخصوص ہوں‘‘ (ہمارا تعلیمی نظام،ص ۸۸)۔

یکساں، دینی و دنیوی نظام تعلیم کی منزل اور آئیڈیل تک پہنچنے کی جائز خواہش کی تکمیل میں، ابتدائی اقدام کے طور پر ضروری ہے کہ مسلم معاشروں میں تعلیم کے انھی دو دھاروں (streams) کی تہذیب کے لیے فکری اور ترقیاتی سطح پر کمال پیدا کیا جائے۔اس حوالے سے چند معروضات یہ ہیں:

۱۔ ایک جامع اسلامی نظام تعلیم اسی وقت نافذ ہوسکتا ہے جب ریاست کی زمام کار، اسلامی نظام حکومت پر مبنی کاروبار ریاست چلانے والوں کے ہاتھ میں ہو۔ جو واضح تصور رکھتے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں، عملی ضروریات کے شعوراور سیاسی و عملی عزم کے حامل ہوں۔

۲۔ دونوں تعلیمی دھاروں میں جانے والے طلبہ کی ابتدائی سطح پر تربیت کے لیے مناسب ہوگا کہ کم ازکم مڈل یا میٹرک تک تمام طلبہ ایک ہی طرح کے نظام تعلیم میں پڑھیں۔(وہ نظام تعلیم، دینی اور دنیوی تعلیم کے جامع، مربوط اور مؤثر پہلو کا مظہر ہو) اس کے بعد وہ [طلبہ و طالبات] چاہیں تو دینی مدارس میں جائیں یا روایتی تعلیمی اداروں میں تعلیم جاری رکھیں۔ ایک رائے یہ بھی ہے: ''ہر دینی مدرسہ اپنے یہاں بنیادی (ایلیمنٹری) مرحلے کا اسکول قائم کرے، جس میں وہی نصاب پڑھایا جائے جو عام سرکاری اسکول میں پڑھایا جارہا ہو۔ اس مرحلے میں جدید وقدیم نظام تعلیم کا فرق بالکل ختم کردیا جائے۔ البتہ دینی مدارس کو یہ اختیار ہو کہ وہ اپنی ضرورت کے مطابق نصاب میں کچھ اضافہ کرنا چاہیں تو کرسکیں، اور دینی مدارس کے نظام تعلیم میں انھی طالب علموں کو داخلہ دیا جائے جو [ان] ایلیمنٹری کلاسوں سے فارغ ہوچکے ہوں'' (محمد تقی عثمانی، **ہمارا تعلیمی نظام**، ص ۲۹)۔

۳۔ اس مقصد کے لیے ضروری ہے کہ مڈل کے درجے کی عمومی قومی تعلیم کی بنیاد، مقاصد اور روح میں وہی فکر جاری و ساری ہو، جس کی بنیاد پر اگر کوئی طالب علم، عام تعلیم حاصل کرنے جاتا ہے تو اس کا تصورِ دین واضح ہو اور اسے اسلامی تہذیب وتمدن سے یک گونہ مناسبت اور تعلق ہو۔

۴۔ دینی مدارس کے طلبہ جب تعلیم کی تکمیل کرلیں تو ان کے لیے عام یونیورسٹیوں سے مختلف سماجی، ادبی اور لسانی مضامین میں ایم اے، کامرس اور قانون کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے دروازے کھلے ہوں۔

۵۔ چونکہ دینی مدارس کے طلبہ ایک بالکل مختلف ڈسپلن سے اس جانب آئیں گے، اس لیے انھیں خصوصی طور پر قابلِ لحاظ وظائف بھی دیے جائیں۔

۶۔ اسی طرح عمومی تعلیم کے حصول کے بعد کوئی طالب علم دینی دارالعلوم میں پڑھنا چاہے تو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے بھی کھلے دل سے خوش آمدید کہا جائے۔

۷۔ دینی مدارس کے جو طلبہ تکمیل تعلیم کے بعد ایم فل یا پی ایچ ڈی کرنے میں دلچسپی رکھتے ہوں، انھیں رجسٹرڈ کر کے کار تحقیق سونپا جائے، موزوں رہنمائی فراہم کی جائے اور تعلیم و تحقیق کی بے جا رکاوٹوں کو دور کیا جائے۔

۸۔ یہ امر خوش آئند ہے کہ ۲۰۰۱ء میں وزارت مذہبی امور نے دینی مدارس کے ایسے طلبہ کو وظائف دینے کا اعلان کیا ہے جو بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد میں داخلہ لیں گے۔ یہ قدم رفتہ رفتہ اس سمت میں وسعت لا سکتا ہے، جس کے تحت دونوں تعلیمی نظاموں کے درمیان پیدا شدہ خلیج کو پاٹنے کی کاوش کو مؤثر انداز سے تقویت مل سکتی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲

۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے وقت دینی مدارس بھی عام تعلیمی اداروں کی طرح ملک میں بہت کم تھے۔

تاہم عام تعلیم کے لیے: سرکاری شعبے اور رفاہی اداروں یا انجمنوں اور عیسائی مشنریوں نے تعلیمی اداروں میں اضافہ کیا۔ البتہ ستمبر ۱۹۷۲ء میں صدر ذوالفقار علی بھٹو [م: ۱۹۷۹ء] کی حکومت نے تعلیمی اداروں کو قومی ملکیت لیا تو نجی شعبے کی حوصلہ شکنی ہوئی، مگر سرکاری شعبے میں عام تعلیمی اداروں میں بڑے پیمانے پر پھیلاؤ آیا۔ لیکن دس پندرہ برسوں کے بعد سرکاری شعبے میں عمومی تعلیم ٹھیراؤ اور پھر شکست خوردگی سے دوچار ہونا شروع گئی۔ اس کے بعد پھر ۱۹۸۲ء کے بعد بڑے پیمانے پر انگریزی میڈیم اسکول کھلنے شروع ہوئے، جن پر حکومت پاکستان کے ریاستی اداروں کا کنٹرول نہ ہونے کے برابر ہے۔ ان اداروں کا نصاب، تعلیم، تربیت، نظام امتحانات، ہر چیز ریاست در ریاست کا منظر پیش کرتی ہے۔ اس حوالے سے پالیسی ساز اداروں میں کوئی خاص فکر مندی بھی نہیں پائی جاتی، البتہ اس ''آزادی'' کو برتنے کے لیے حوصلہ افزائی کا پہلو ضرور غالب ہے۔ اس المیے میں ریاستی انتظامیہ، اساتذہ اور مختلف مفادات کے حامل اداروں کو کیا کرنا چاہیے، یہ ایک علیحدہ موضوع ہے۔ یہاں پر اس کا تذکرہ عمومی تناظر کو پیش نظر رکھتے ہوئے کیا گیا ہے۔

پاکستان: دینی مدارس کا شماریاتی جائزہ

دینی اداروں کی تعداد اگرچہ ۱۹۴۷ء میں بہت کم تھی ـــــ معیاری اور مرکزی نوعیت کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینی مدارس بھارت ہی کے علاقے میں رہ گئے تھے، اور پاکستان سے طلبہ کے لیے بھارت جاکر تعلیم حاصل کرنا مشکل ہوگیا تھا۔لیکن دین کے بہی خواہوں اور دردمند علماء نے پاکستان میں انھی خطوط پر دینی مدارس کے قیام کا عمل جاری رکھا۔اگرچہ دینی مدارس کے ساتھ (صدر ضیاء الحق [م: اگست ۱۹۸۸ء] کے دور حکومت کے سوا) حکومتوں کا رویہ حوصلہ شکن ہی رہا۔البتہ اس سست رفتار ترقی نے رفتہ رفتہ وسعت اختیار کی (دینی مدارس کی جامع رپورٹ ۱۹۸۸ء، ص۵-۶)۔دینی تعلیمی اداروں کے شماریات کو مدون کرنے کے لیے حکومتی سطح پر کوئی سنجیدہ کوشش نہ کی گئی، البتہ پروفیسر حافظ نذر احمد (گڑھی شاہو، لاہور) نے ذاتی لگن اور شوق سے کوائف اکٹھے کر کے دو رپورٹیں شائع کیں:

- جائزہ مدارس عربیہ، مغربی پاکستان ۱۹۶۰ء، صفحات ۸۰۰
- جائزہ مدارس عربیہ، پاکستان ۱۹۷۲ء صفحات ۷۲۰
- علاوہ ازیں وفاقی وزارت مذہبی امور، اسلام آباد نے ۱۹۷۹ء میں: رپورٹ قومی کمیٹی برائے دینی مدارس (صفحات ۲۲۰) شائع کی۔
- وفاقی وزارت تعلیم نے دینی مدارس پاکستان کی جامع رپورٹ ۱۹۸۸ء شائع کی۔

متعدد اعداد و شمار ۲۰۰۰ء میں وزارت تعلیم کے شعبہ دینی تعلیم کے فراہم کردہ ہیں۔تاہم کئی حوالوں سے یہ اعداد و شمار بھی ادھورے ہیں۔

آیندہ صفحات میں پیش کردہ اعداد و شمار کا بڑا حصہ ۱۹۸۸ء تک کے زمانے پر مشتمل ہے۔اس کا بڑا سبب یہ ہے، کہ بقول ہرکس وناکس: ''وہ زمانہ دینی مدارس کی نشو و نما کا سنہری دور تھا جب صدر ضیاء الحق کی خصوصی مالی کرم فرمائی نے دینی مدارس کو وسیع پیمانے پر ترقی عطا کی''۔صدر ضیاء مرحوم کی خدمات اپنی جگہ، لیکن حقائق سے ''وسیع پیمانے پر ترقی'' کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا۔کیونکہ بعد ازاں ۲۰۰۰ء کے اعداد و شمار سے تصویر کا یہ رخ بھی واضح ہوتا ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی [بے نظیر بھٹو] اور پاکستان مسلم لیگ [محمد نواز شریف] کی حکومتوں کی جانب سے کوئی دلچسپی نہ لینے کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باوجود دینی مدارس اور وہاں پر حصول علم کے لیے طالب علموں میں رجوع کا عالم کیا رہا ہے؟

سب سے پہلے، دینی تعلیمی اداروں کے بڑے ''وفاقوں'' کا تعارف پیش ہے:

- **وفاق المدارس العربیتہ، پاکستان**: سنی حنفی، دیوبندی مسلک سے تعلق رکھنے والے مدارس کا یہ وفاق ۱۹۵۹ء میں قائم ہوا۔ اس وفاق کا مرکز ملتان میں ہے۔
- **تنظیم المدارس (اھل سنت) پاکستان**: سنی حنفی، بریلوی مسلک کے دینی مدارس میں باہم ربط اور امتحانی نظام کو قائم کرنے کے لیے مئی ۱۹۶۰ء میں یہ وفاق قائم کیا گیا، جس کا مرکز لاہور میں ہے۔
- **وفاق المدارس، السلفیہ، پاکستان**: اس وفاق میں سنی، اہل حدیث (سلفی) مسلک سے تعلق رکھنے والے مدارس وابستہ ہیں۔ یہ ۱۹۵۵ء میں قائم کیا گیا اور اس کا مرکز فیصل آباد میں ہے۔
- **وفاق المدارس، شیعہ، پاکستان**: شیعہ مسلک سے متعلق دینی مدارس کا وفاق ۱۹۵۹ء میں قائم ہوا، جس کا مرکز لاہور میں ہے۔
- **رابطة المدارس الاسلامیہ، پاکستان**: دینی مدارس کا یہ وفاق مسلکی تقسیم وتفریق کی بنیاد پر قائم نہیں ہے، بلکہ اس میں تمام مسلم دینی دھاروں سے اخذ واکتساب کیا جاتا ہے۔ یہ ۱۹۸۳ء میں قائم ہوا۔ اس کا مرکز منصورہ، لاہور میں ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدول-۱

دینی وفاقوں میں رائج تعلیمی درجات

درجہ	سطح	کلاس	مدت	سند	قومی تعلیم سے مطابقت
ابتدائیہ	ناظرہ، حفظ، تجوید، قرات	اول تا پنجم	۴ تا ۵ سال	شهادة التحفيظ قرآن	پرائمری (پانچ کلاسیں)
متوسطہ	حفظ، تجوید	ششم تا ہشتم	۳ سال	شهادة المتوسطه	مڈل (تین کلاسیں)
ثانیہ عامہ	تحتانی	اولیٰ و ثانويه	۲ سال	شهادة الثانوية العامه	میٹرک (دو کلاسیں)
ثانیہ خاصہ	تحتانی	ثالثه و اربعة	۲ سال	شهادة الثانوية الخاصه	انٹرمیڈیٹ (دو کلاسیں)
عالیہ	موقوف علیہ خامسة و سادسة	اربعة و عشرة	۲ سال	شهادة العاليه	ڈگری بی اے (دو کلاسیں)
عالمیہ	دورہ حدیث سابعة و ثانية	ماستر في العربية وفي العلوم الاسلامية	۲ سال	شهادة العالميه فى العلوم العربيه و الاسلاميه	ایم اے: عربی و اسلامیات

• سرکاری سطح پر یہ طے شدہ تقسیم نہیں ہے۔ متعدد وفاق اسی طرح اور کچھ وفاق یا مدارس، اپنے تعلیمی مدارج کو مختلف ناموں سے بھی پکارتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدول-۲

دینی مدارس کا ارتقاء

صوبہ/علاقہ	۱۹۴۷ء	۱۹۶۰ء	۱۹۸۰ء	۱۹۸۸ء	۲۰۰۰ء
پنجاب	۱۲۱	۱۹۵	۱۰۱۲	۱۳۲۰	۳۱۵۳
سرحد	۵۹	۸۷	۴۲۶	۶۷۸	۱۲۸۱
سندھ	۲۱	۸۷	۳۸۰	۲۹۱	۹۰۵
بلوچستان	۲۸	۷۰	۱۳۵	۳۴۷	۶۹۲
آزاد کشمیر	۴	۸	۲۹	۷۶	۱۵۱
اسلام آباد	-	۱	۲۷	۴۷	۹۴
شمالی علاقہ جات	۱۲	۱۶	۴۷	۱۰۲	۱۸۵
فاٹا	-	-	-	-	۳۰۰
کل	۲۴۵	۴۶۴	۲۰۵۶	۲۸۶۱	۶۷۶۱

ماخذ: وزارت مذہبی امور ۱۹۷۹ء اور وزارت تعلیم اسلام آباد، ۱۹۸۸ء-۲۰۰۰ء

• دینی مدارس پر ۱۹۷۹ء کی رپورٹ میں اعداد و شمار قدرے مختلف ہیں۔ جن کے مطابق ۱۹۸۰ء کا کالم پُر کیا جا رہا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کی سطح پر دینی مدارس کا ارتقاء: ۱۹۴۷ء-۲۰۰۰ء

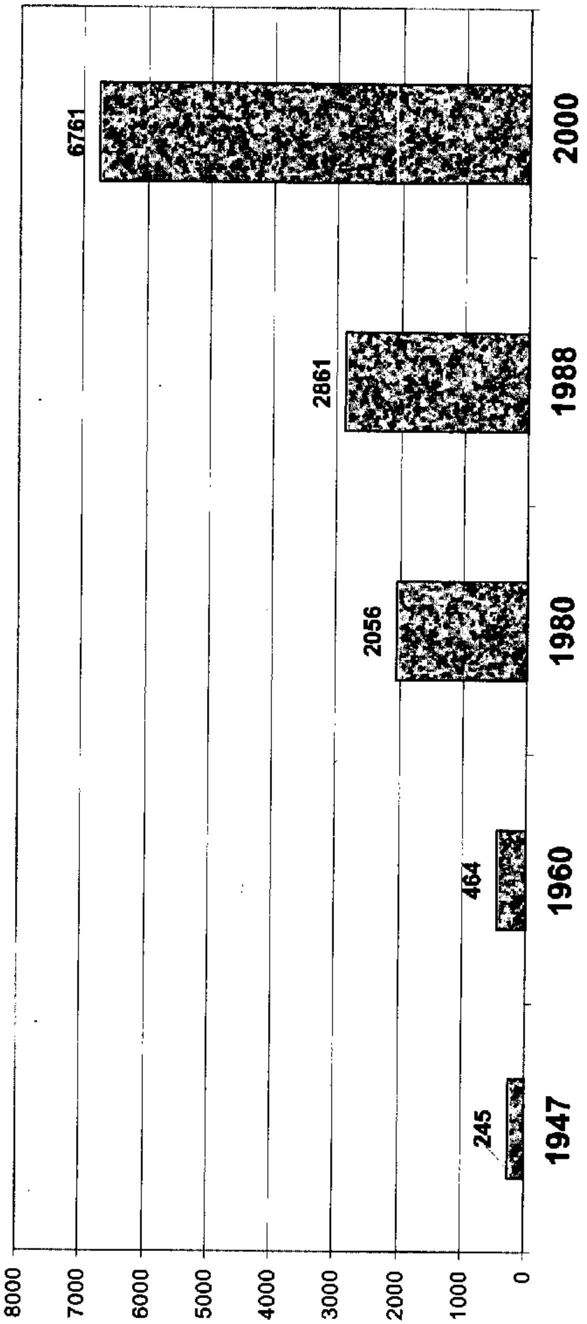

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صوبائی سطح پر دینی مدارس کا ارتقاء ۱۹۴۷ء-۲۰۰۰ء

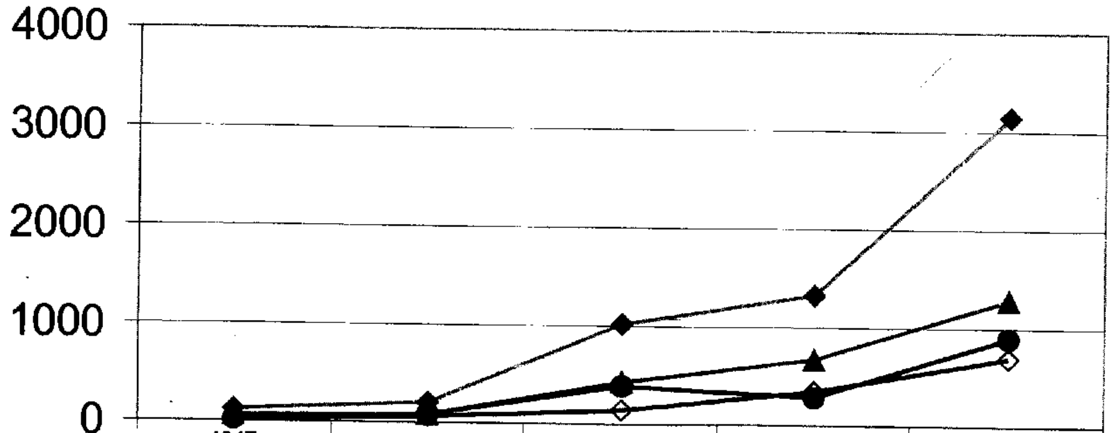

	1947	1960	1980	1988	2000
پنجاب	121	195	1012	1320	3153
سرحد	59	87	426	678	1281
سندھ	21	87	380	291	905
بلوچستان an	28	70	135	347	692

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سندھ میں دینی مدارس کا ارتقاء

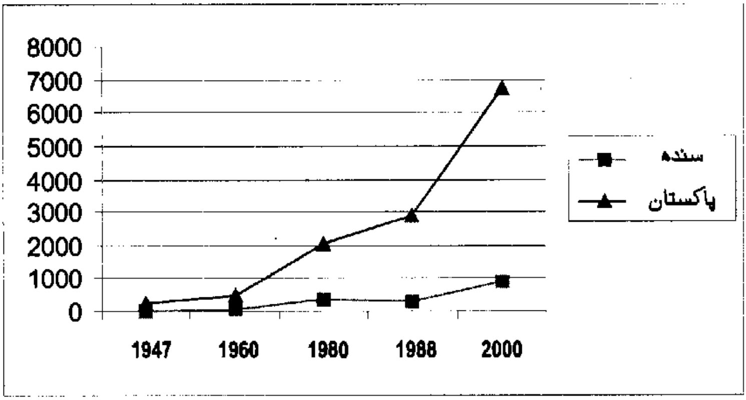

بلوچستان میں دینی مدارس کا ارتقاء

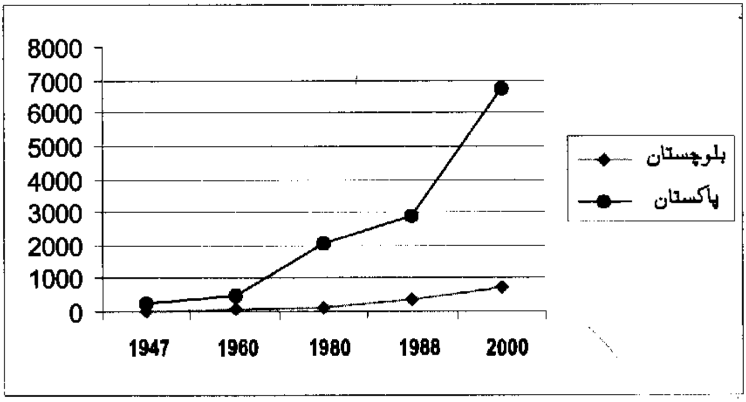

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پنجاب میں دینی مدارس کا ارتقاء

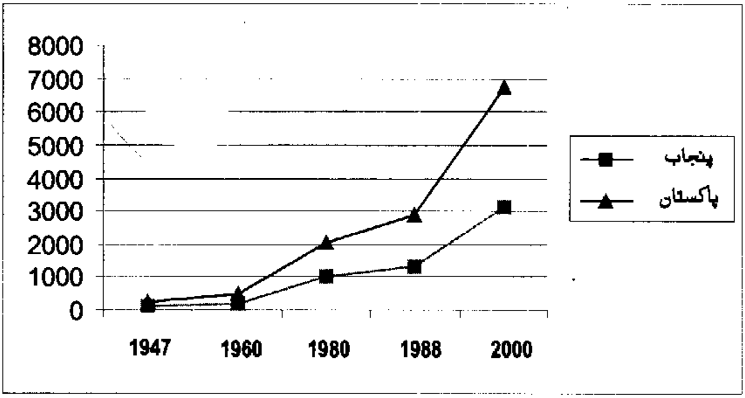

سرحد میں دینی مدارس کا ارتقاء

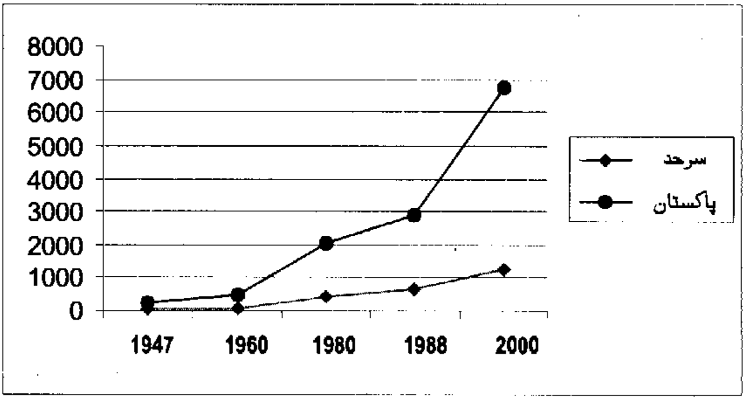

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدول-۳

مسلکی سطح پر دینی مدارس

صوبہ/علاقہ	دیوبندی	بریلوی	اہل حدیث	شیعہ	دیگر	میزان
پنجاب	۵۹۰	۵۴۸	۱۱۸	۲۱	۴۳	۱۳۲۰
سرحد	۶۳۱	۳۲	۵	۲	۸	۶۷۸
سندھ	۲۰۸	۶۱	۶	۱۰	۶	۲۹۱
بلوچستان	۲۷۸	۳۴	۳	۱	۳۱	۳۴۷
آزاد کشمیر	۵۱	۲۰	۲	–	۳	۷۶
اسلام آباد	۲۲	۲۰	–	۲	۳	۴۷
شمالی علاقہ جات	۶۰	۲	۲۷	۱۱	۲	۱۰۲
میزان	۱۸۴۰	۷۱۷	۱۶۱	۴۷	۹۶	۲۸۶۱

ماخذ: وزارت تعلیم، اسلام آباد، ۱۹۸۸ء

اس جدول کے مطابق ۱۹۸۸ء میں کل دینی مدارس کا ۶۴ء۳ فی صد دیوبندی حنفی، ۲۵ء۰ فی صد بریلوی حنفی، ۵ء۶ فی صد اہل حدیث، ۱ء۶ فی صد شیعہ اور ۳ء۳ فی صد غیر مسلک [دیگر] مدرسوں پر مشتمل تھا۔ بالفاظ دیگر پاکستان کے تمام مکاتب فکر کے دینی مدارس کی مجموعی تعداد سے بھی زیادہ مدارس دیوبند مکتب فکر کے تھے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینی مدارس کی صوبائی تقسیم ۱۹۸۸ء

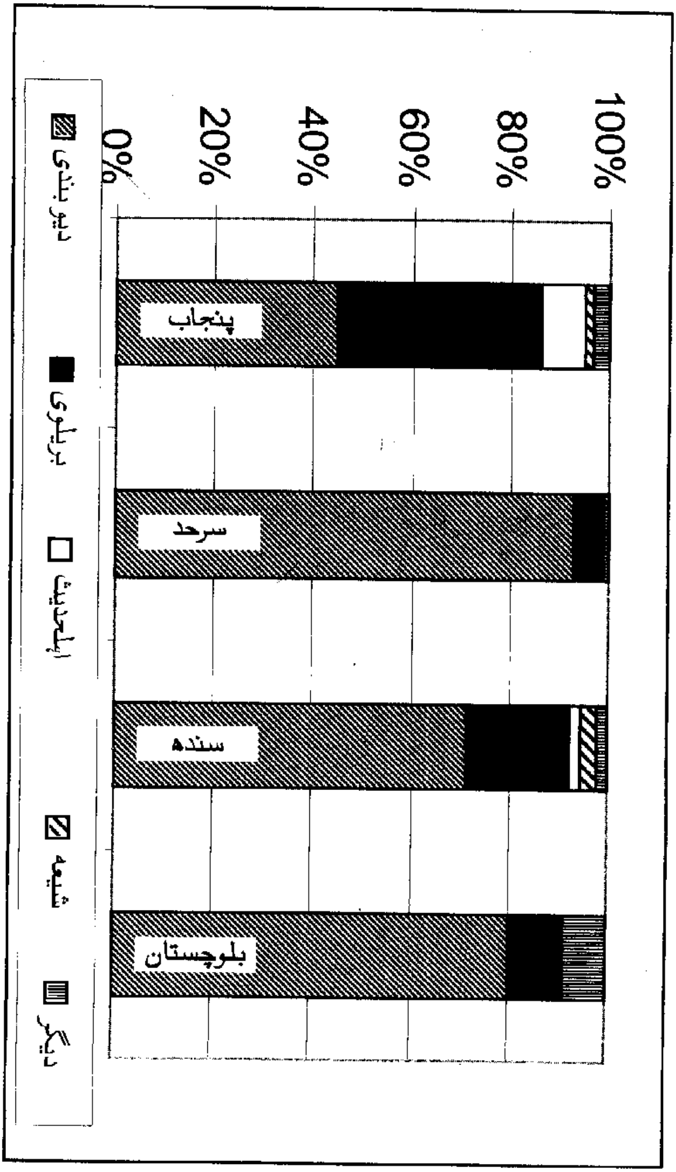

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملکی سطح پر دینی مدارس ۱۹۸۸ء

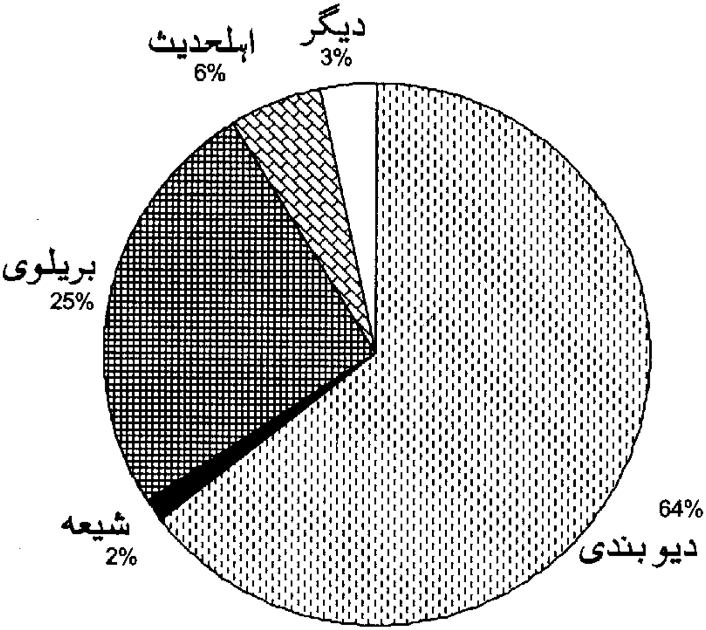

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدول-۴

کل وقتی اور منظور شدہ دینی مدارس

صوبہ/علاقہ	کل تعداد	کل وقتی	جزوقتی	منظور شدہ	غیر منظور شدہ
پنجاب	۱۳۲۰	۱۰۰۵	۳۱۵	۸۶۷	۴۵۳
سرحد	۶۷۸	۴۴۱	۲۳۷	۲۲۲	۴۵۶
سندھ	۲۹۱	۲۸۰	۱۱	۱۰۶	۱۸۵
بلوچستان	۳۴۷	۳۰۵	۴۲	۲۳۳	۱۱۴
آزاد کشمیر	۷۶	۵۴	۲۲	۳۳	۴۳
اسلام آباد	۴۷	۲۹	۱۸	۱۷	۳۰
شمالی علاقہ جات	۱۰۲	۲۲	۸۰	۳	۹۹
میزان	۲۸۶۱	۲۱۳۶	۷۲۵	۱۴۸۱	۱۳۸۰

ماخذ: وزارت تعلیم، اسلام آباد، ۱۹۸۸ء

۱۹۸۸ء کے مندرجہ بالا اعداد وشمار کے مطابق ۷۴ء۶ فی صد مدارس کل وقتی تھے اور ۲۵ء۳ فی صد جزوقتی۔ اسی طرح کل مدارس میں سے ۵۱ء۷ فی صد منظور شدہ تھے اور ۴۸ء۲ فی صد غیر منظور شدہ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینی مدارس: کل وقتی اور جز وقتی ۱۹۸۸ء

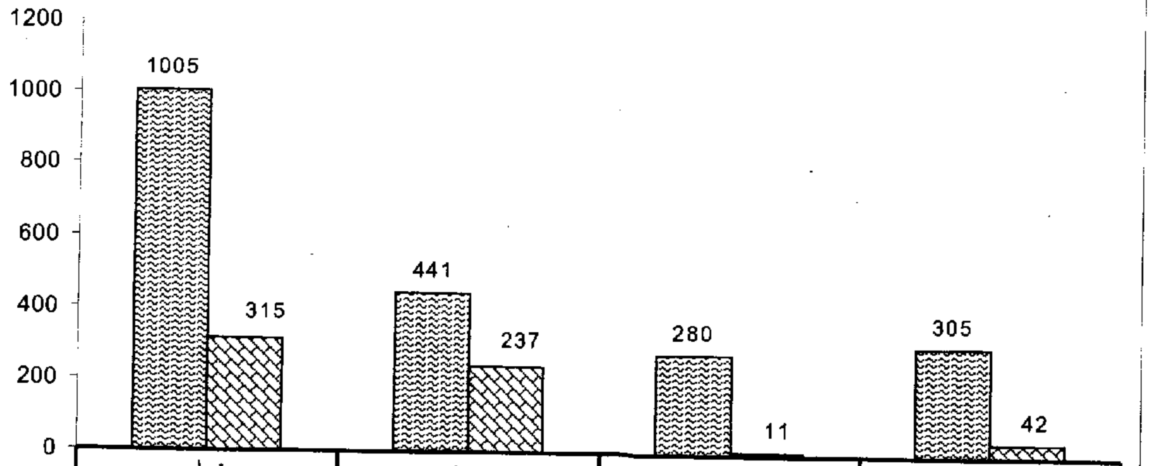

	پنجاب	سرحد	سندھ	بلوچستان
کل وقتی	1005	441	280	305
جز وقتی	315	237	11	42

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینی مدارس: رجسٹرڈ اور غیر رجسٹرڈ ۱۹۸۸ء

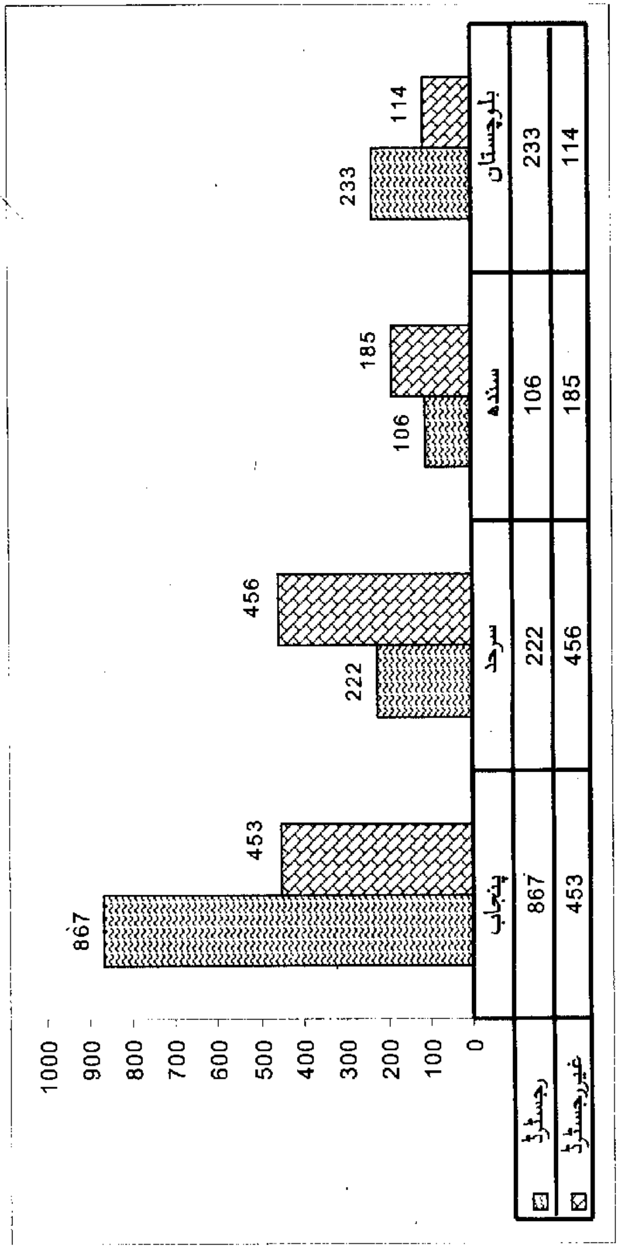

	پنجاب	سرحد	سندھ	بلوچستان
رجسٹرڈ	867	222	106	233
غیر رجسٹرڈ	453	456	185	114

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدول-۵

۱۹۸۸ء میں دینی مدارس کے اساتذہ

صوبہ/علاقہ	اساتذہ
پنجاب	۵۵۵۳
سرحد	۳۰۴۳
سندھ	۱۵۴۸
بلوچستان	۱۶۱۵
آزاد کشمیر	۲۵۰
اسلام آباد	۱۷۶
شمالی علاقہ جات	۳۵۹
میزان	۱۲۵۴۴

ماخذ: وزارت تعلیم اسلام آباد، ۱۹۸۸ء

جدول-۶

۲۰۰۰ء میں دینی مدارس کے اساتذہ

اساتذہ برائے دینی تعلیم	۲۸۶۲۳
دینی مدارس میں اساتذہ برائے رسمی تعلیم	۱۵۰۲
میزان	۳۰۱۲۵

۱۹۸۸ء سے ۲۰۰۰ء تک دینی تدریس سے وابستہ اساتذہ میں ۱۲۸ا فی صد اضافہ ہوا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینی مدارس کے اساتذہ ۲۰۰۰ء

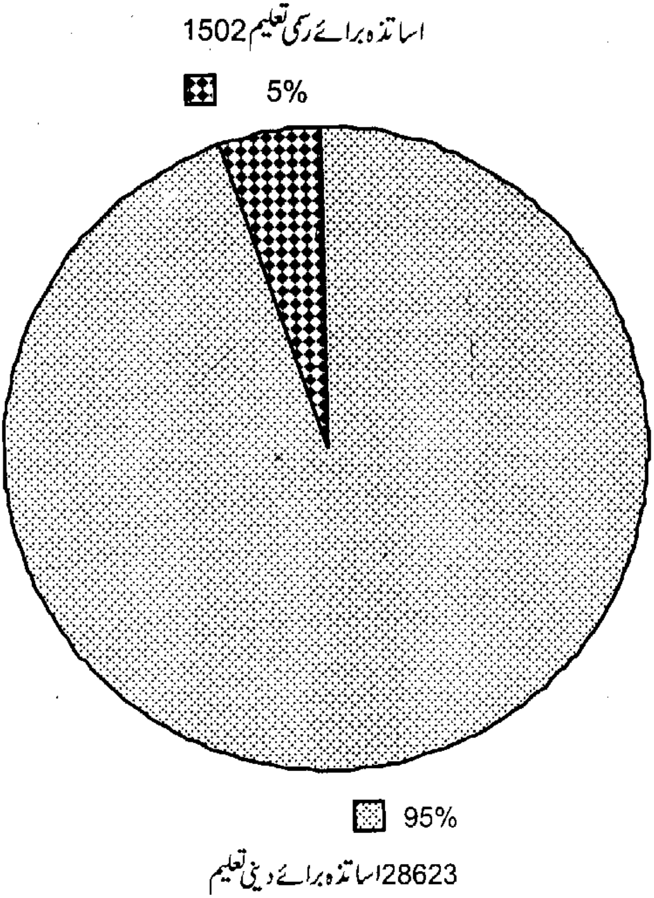

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدول-۷

دینی طلبہ کی تعلیمی درجہ بندی

صوبہ/علاقہ	ناظرہ	حفظ	تجوید و قرأت	تحتانی	موقوف علیہ	دورہ حدیث	کل طلبہ
پنجاب	۱۰۵۷۳۹	۳۸۳۴۸	۱۶۸۴۵	۱۶۶۱۱	۶۱۷۲	۴۶۶۱	۱۸۸۳۷۶
سرحد	۴۷۷۶۶	۹۵۱۵	۱۱۷۰۵	۲۰۲۳۸	۲۸۶۷	۳۷۸۶	۹۵۸۷۷
سندھ	۳۹۳۷۴	۹۶۰۷	۸۸۷۴	۸۰۶۹	۲۷۸۴	۲۲۹۶	۷۱۰۰۴
بلوچستان	۱۸۶۴۵	۴۴۵۹	۳۱۵۶	۷۶۹۸	۳۳۶۰	۱۳۸۰	۳۸۶۹۸
آزاد کشمیر	۷۳۱۶	۲۱۹۱۱	۴۹۵	۹۹۰	۱۶۰	۵۴	۳۰۹۲۶
اسلام آباد	۲۹۹۹	۶۶۵	۴۴۸	۳۱۲۶	۵۱	۲۱	۷۳۱۰
شمالی علاقہ	۶۴۷۸	۴۴۸	۷۵۳	۱۲۹۵	۳۳۰	۶۲	۹۳۶۶
میزان	۲۲۸۳۱۷	۸۴۹۵۳	۴۲۲۷۶	۵۸۰۲۷	۱۵۷۲۴	۱۲۲۶۰	۴۴۱۵۵۷

ماخذ: وزارت تعلیم، اسلام آباد، ۱۹۸۸ء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

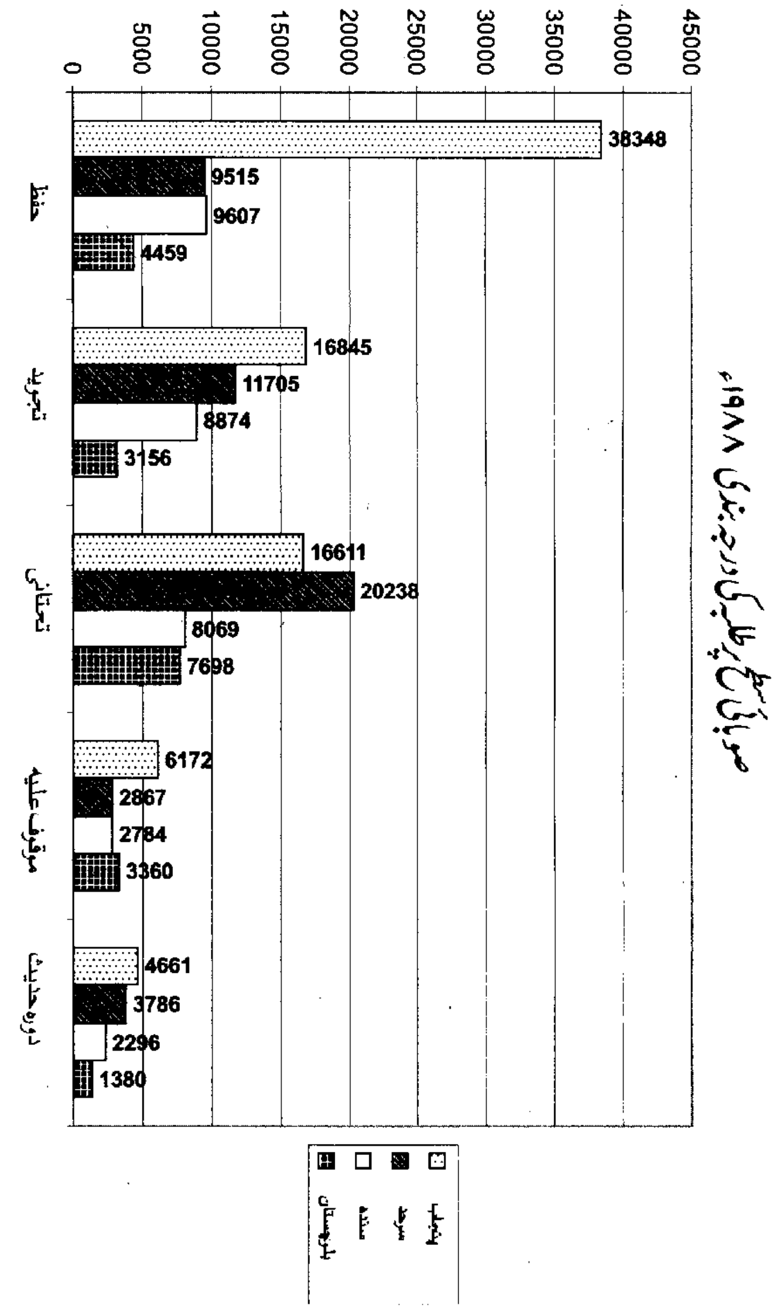

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدول-۸
دینی طالبات کی تعلیمی درجہ بندی

صوبہ/علاقہ	ناظرہ	حفظ	تجوید و قرأت	تحتانی	موقوف علیہ	دورہ حدیث	کل طالبات
پنجاب	۲۹۰۹۱	۳۱۰۸	۱۸۹۴	۱۲۶۳	۴۷۹	۱۰۲۹	۳۷۸۶۴
سرحد	۸۱۷۳	۱۵۰۴	۵۱۸	۲۰۴	۱۴۶	۴۰۵	۱۰۹۵۰
سندھ	۱۰۵۸۶	۱۱۵	۷۵۶	۴۲	۵	۱۰	۱۱۵۱۴
بلوچستان	۲۸۱۷	۲۰۰	۱۱۸	۷۱	-	۱۳	۳۲۱۹
آزاد کشمیر	۱۲۸۶۰	۱۳۷	۲۰	-	-	۴	۱۳۰۲۱
اسلام آباد	۱۵۰۲	۵۵	۲۰	۳۰	-	-	۱۶۰۷
شمالی علاقہ	۲۷۴۴	۱۵۲	۱۱۷	۱۳۸	۹	۱۲۴	۳۲۸۴
میزان	۶۷۷۷۳	۶۲۷۱	۳۴۴۳	۱۷۴۸	۶۳۹	۱۵۸۵	۸۱۴۵۹

ماخذ: وزارت تعلیم، اسلام آباد، ۱۹۸۸ء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صوبائی سطح پر طالبات کی درجہ بندی ۱۹۸۸ء

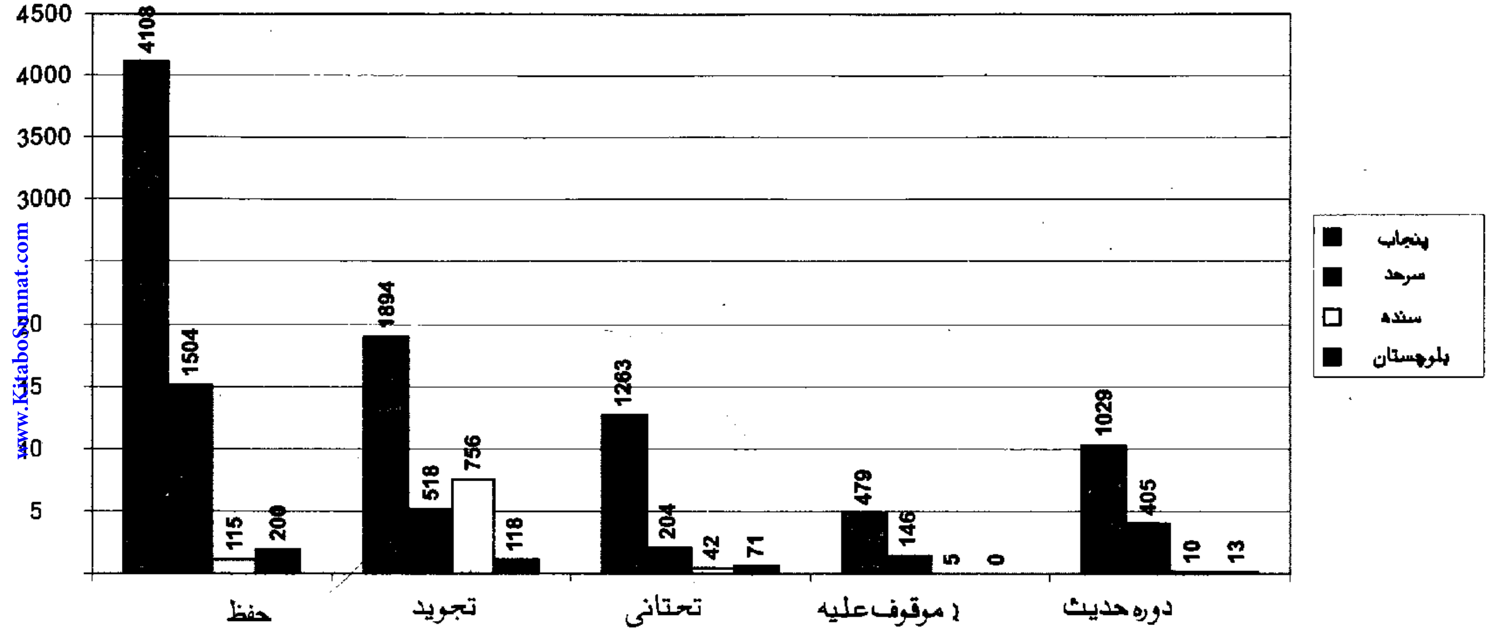

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینی طلبہ کی درجہ بندی ۱۹۸۸ء

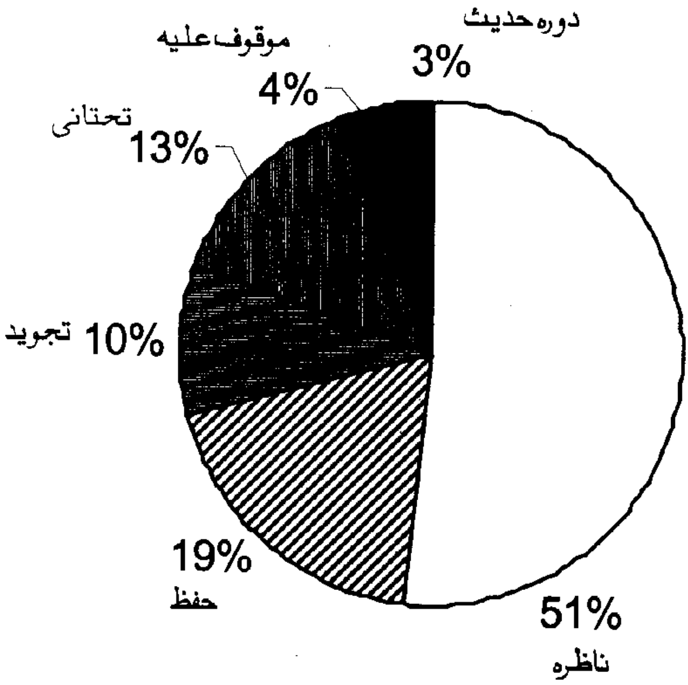

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینی طالبات کی درجہ بندی ۱۹۸۸ء

www.KitaboSunnat.com

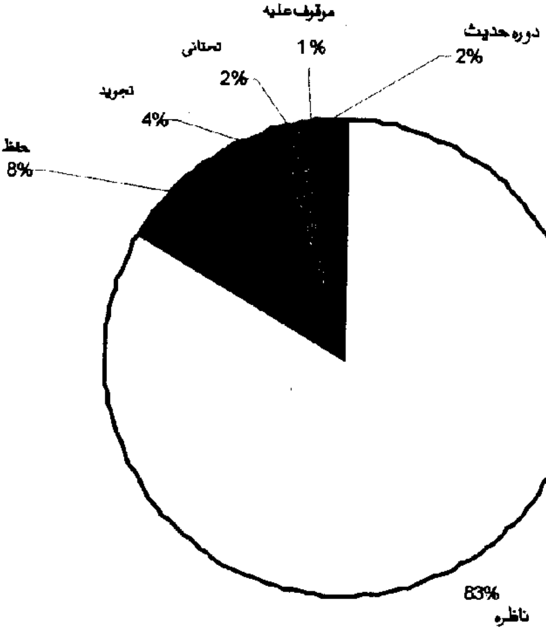

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدول-۹
طلبہ کی تقسیم علاقائی سطح پر

علاقہ	پنجاب سے	سرحد سے	بلوچستان سے	سندھ سے	آزاد کشمیر سے	افغان مہاجر	دیگر	میزان
پنجاب	۱۸۲۹۱۷	۳۹۳۹	۶۱۴۵	۶۲۸۹	۴۴۴	۷۱۱	۴۹۴	۲۰۰۹۳۹
سرحد	۲۸۳	۸۳۸۶۸	۳۲۰	۸۰	۴۵	۹۱۳۹	۶۷۳	۹۴۴۰۸
سندھ	۵۷۵۸	۱۹۴۷۷	۲۸۵۹	۴۴۴۱۸	۲۷۵	۸۷۰	۱۲۳۰	۷۴۸۸۷
بلوچستان	۹۱	۱۵۶	۳۶۹۵۲	۵۴۲	۳	۲۵۹۶	-	۴۰۳۴۰
آزاد کشمیر	۸۹	۱۰۸	-	-	۱۱۸۸۴	-	۱۷	۱۲۰۹۸
اسلام آباد	۲۳۳۲	۱۸۳۱	۲۵	۱	۲۸۸	۹	۱۸۲۴	۶۳۱۰
شمالی علاقہ	۱۰	۴۰	۴	-	-	۵	شمالی علاقہ ۱۲۵۱۶	۱۲۵۷۵
میزان	۱۹۱۴۸۰	۱۰۹۴۱۹	۴۶۳۰۵	۵۱۳۳۰	۱۲۹۳۹	۱۳۳۳۰	۱۶۷۵۴	۴۴۱۵۵۷

ماخذ: وزارت تعلیم اسلام آباد، ۱۹۸۸ء

۱۔اس جدول میں یہ پہلو سامنے آتا ہے کہ دینی مدارس کے طلبہ کی ملک کے مختلف صوبوں اور علاقوں میں تعلیمی مصروفیات، قومی یکجہتی ایک قیمتی ذریعہ ہیں۔ اس کے برعکس جدید تعلیم کے اداروں میں، اس تناسب سے طلبہ کے باہم تبادلے کا کوئی خودکار نظام نہیں ہے۔

۲۔ ۱۹۸۸ء کے اعداد وشمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ تب ۱۳۳۳۰ افغان مہاجر طلبہ یہاں پڑھ رہے تھے۔ اس زمانے میں کمیونسٹ روسی فوجیں افغانستان میں تھیں اور پاکستان میں تقریباً ۳۰ لاکھ افغان مہاجرین پناہ گزیں تھے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان میں دینی طلبہ کی علاقائی تقسیم

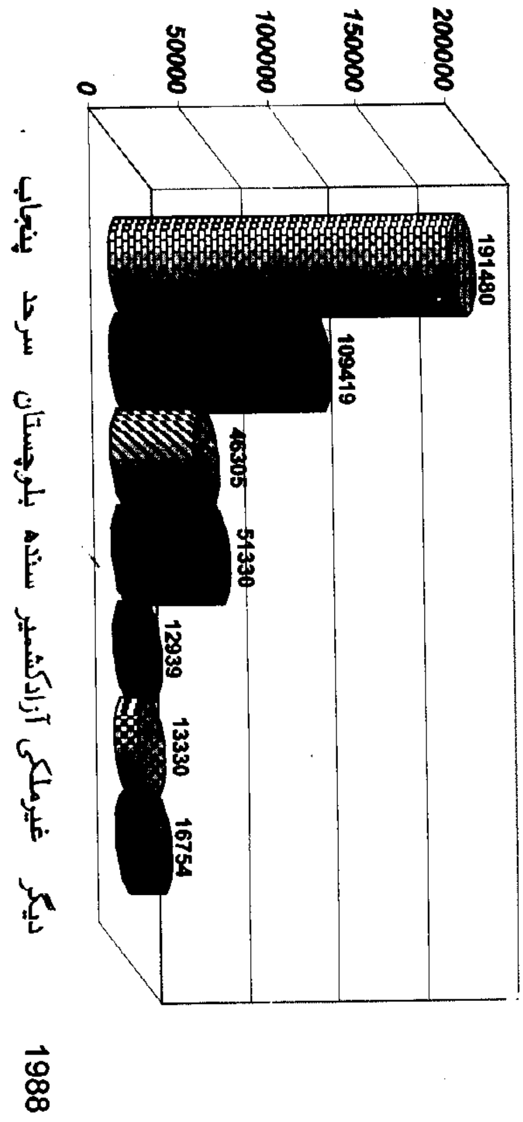

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پنجاب میں زیر تعلیم دینی طلبہ

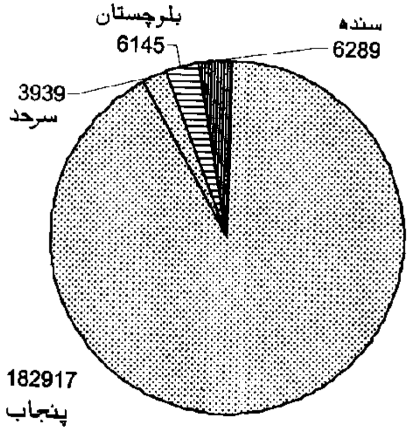

سرحد میں زیر تعلیم دینی طلبہ

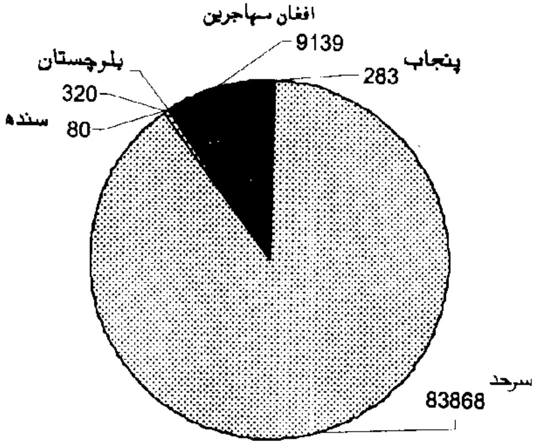

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سندھ میں زیرتعلیم دینی طلبہ

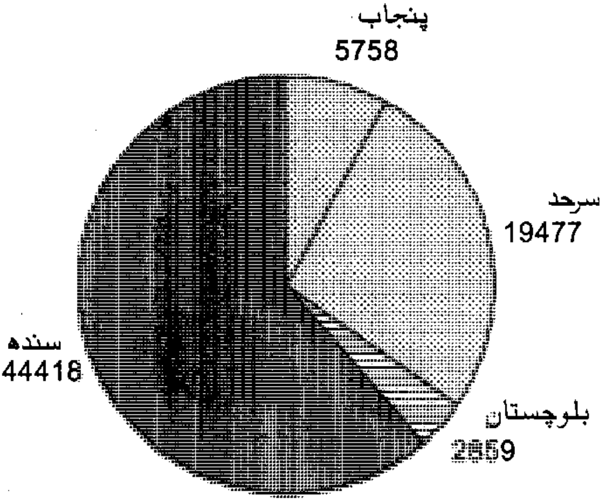

بلوچستان میں زیرتعلیم دینی طلبہ

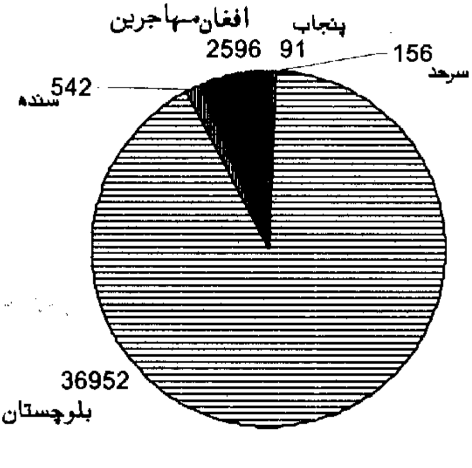

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدول-۱۰

پاکستان: ۲۰۰۰ء میں دینی مدارس کی کل تعداد*

صوبہ/علاقہ	دورہ حدیث	موقوف علیہ	تحتانی	حفظ/تجوید	ناظرہ	کل
پنجاب	۶۰۵	۹۷۰	۵۰۳	۱۰۱۰	۶۵	۳۱۵۳
سرحد	۳۷۱	۳۰۴	۳۱۰	۲۷۱	۲۵	۱۲۸۱
سندھ	۲۶۱	۳۲۱	۱۰۲	۱۹۱	۳۰	۹۰۵
بلوچستان	۲۰۳	۲۴۳	۱۸۱	۵۰	۱۵	۶۹۲
فاٹا	۷۲	۷۱	۱۲۰	۲۰	۱۷	۳۰۰
فانا	۲۴	۲۰	۴۰	۴۱	۶۰	۱۸۵
آزاد جموں وکشمیر	۳۱	۲۴	۳۱	۵۰	۱۵	۱۵۱
اسلام آباد	۱۵	۲۰	۱۲	۳۰	۱۷	۹۴
کل	۱۵۸۲	۱۹۷۳	۱۲۹۹	۱۶۶۳	۲۴۴	۶۷۶۱

ماخذ: وزارت تعلیم اسلام آباد، ۲۰۰۰ء

*خصوصاً حفظ، تجوید اور ناظرہ کے ذیل میں یہ اعداد وشمار نامکمل ہیں کیونکہ تجوید کا تو کم وبیش ہر مسجد میں انتظام ہوتا ہے۔ چنانچہ ناظرہ قرآن کے مراکز کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینی مدارس برائے دورہ حدیث (ایم اے) ۲۰۰۰ء

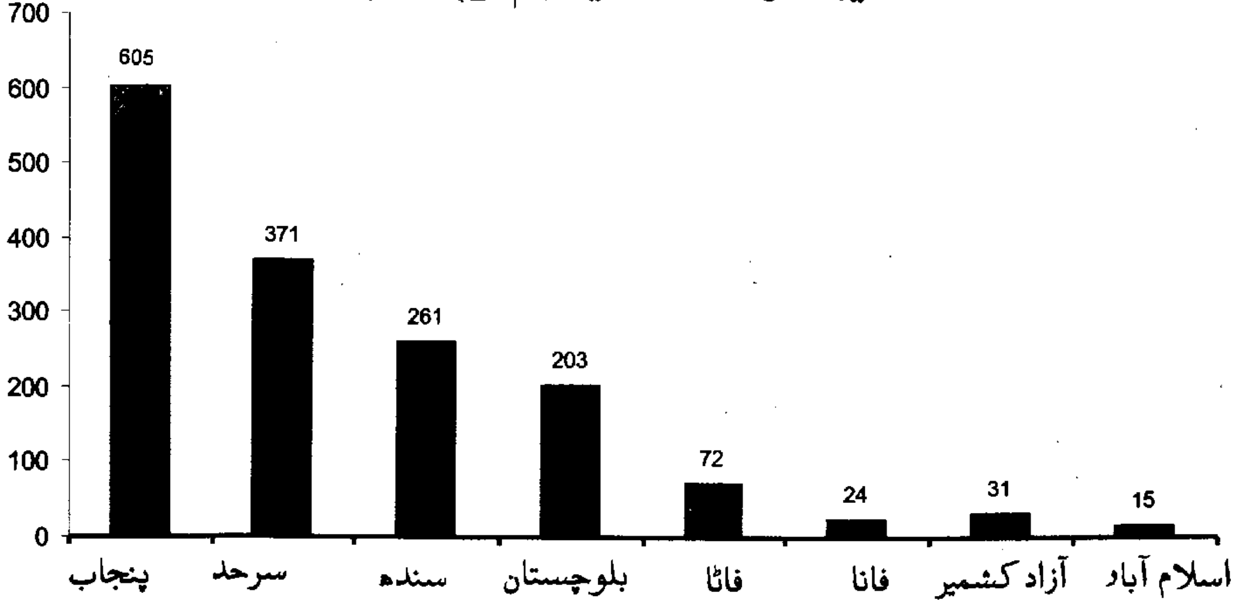

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدول-۱۱

دینی طلبہ وطالبات میں اضافہ: ۱۹۸۸ء تا ۲۰۰۰ء

درجہ	طلبہ			طالبات			کل طلبہ وطالبات		
	۱۹۸۸ء	۲۰۰۰ء	اضافہ فی صد	۱۹۸۸ء	۲۰۰۰ء	اضافہ فی صد	۱۹۸۸ء	۲۰۰۰ء	اضافہ فی صد
ناظرہ	۲۲۸۳۱۷	۵۱۰۱۲۵	۱۲۳	۶۷۷۷۳	۱۰۱۰۴۰	۴۹	۲۹۶۰۹۰	۶۱۱۱۶۵	۱۰۶
حفظ	۸۴۹۵۳	۱۹۰۱۰۵	۱۲۴	۶۲۷۱	۱۴۱۲۵	۱۲۵	۹۱۲۲۴	۲۰۴۲۳۰	۱۲۴
تجوید، قرأت	۴۲۲۷۶	۷۵۱۰۵	۷۸	۳۴۴۳	۷۹۱۰	۱۳۰	۴۵۷۱۹	۸۳۰۱۵	۸۲
تحتانی	۵۸۰۲۷	۱۰۸۲۰۲	۸۶	۱۷۴۸	۴۱۰۶	۱۳۵	۵۹۷۷۵	۱۱۲۳۰۸	۸۸
موقوف علیہ	۱۵۷۲۴	۲۸۲۱۰	۷۹	۶۳۹	۱۵۰۴	۱۳۵	۱۶۳۶۳	۲۹۷۱۴	۸۲
دورہ حدیث	۱۲۲۶۰	۲۲۱۲۵	۸۰	۱۵۸۵	۲۷۲۰	۲۱	۱۳۸۴۵	۲۴۸۴۵	۷۹
میزان	۴۴۱۵۵۷	۹۳۳۸۷۲	۱۱۱	۸۱۴۵۹	۱۳۱۴۰۵	۶۱	۵۲۳۰۱۶	۱۰۶۵۲۷۷	۱۰۴

ماخذ: وزارت تعلیم اسلام آباد ۱۹۸۸ء-۲۰۰۰ء/ امتزاج آئی پی ایس

ا۔ ان بارہ برسوں کے دوران دینی تعلیم کے لیے لڑکوں میں اضافہ **۱۱۱ فی صد** اور طالبات میں اضافہ **۶۱ فی صد** ہوگیا۔ جبکہ دینی تعلیم کے شعبے میں مجموعی طور پر **۱۰۴ فی صد** زیادہ طلبہ و طالبات نے مختلف درجات سے وابستگی اختیار کی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینی طلبہ وطالبات کا تناسب ۱۹۸۸ء—۲۰۰۰ء

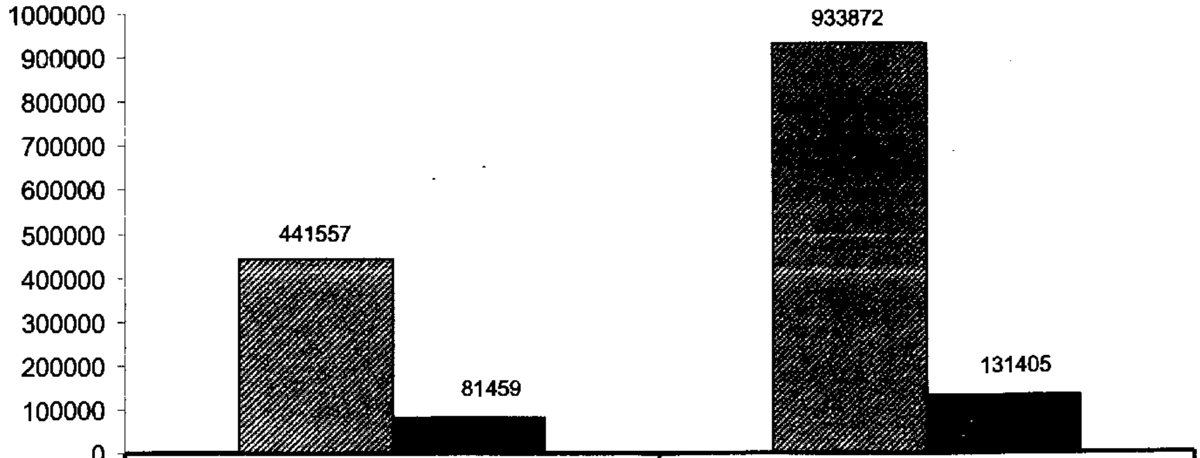

	1988	2000
طلبہ	441557	933872
طالبات	81459	131405

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدول-۱۲

پاکستان: طلبہ وطالبات کی تعلیمی درجہ بندی

درجہ	طلبہ		طالبات		میزان
ناظرہ	۵۱۰۱۲۵	٪۸۳٫۴	۱۰۱۰۴۰	٪۱۶٫۵	۶۱۱۱۶۵
حفظ	۱۹۰۱۰۵	٪۹۳٫۰	۱۴۱۲۵	٪۶٫۹	۲۰۴۲۳۰
تجوید وقرات	۷۵۱۰۵	٪۹۰٫۴	۷۹۱۰	٪۹٫۵	۸۳۰۱۵
تحتانی (درس نظامی سے پہلے تین سال)	۱۰۸۲۰۲	٪۹۶٫۳	۴۱۰۶	٪۳٫۶	۱۱۲۳۰۸
موقوف علیہ (عالیہ)	۲۸۲۱۰	٪۹۵٫۹	۱۵۰۴	٪۴٫۱	۲۹۷۱۴
دورہ حدیث (عالیہ)	۲۲۱۲۵	٪۸۹٫۰	۲۷۲۰	٪۱۰٫۹	۲۴۸۴۵
میزان	۹۳۳۸۷۲	٪۸۷٫۶	۱۳۱۴۰۵	٪۱۲٫۳	۱۰۶۵۲۷۷

ماخذ: وزارت تعلیم اسلام آباد، ۲۰۰۰ء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلبہ وطالبات کی تعلیمی درجہ بندی ۲۰۰۰ء

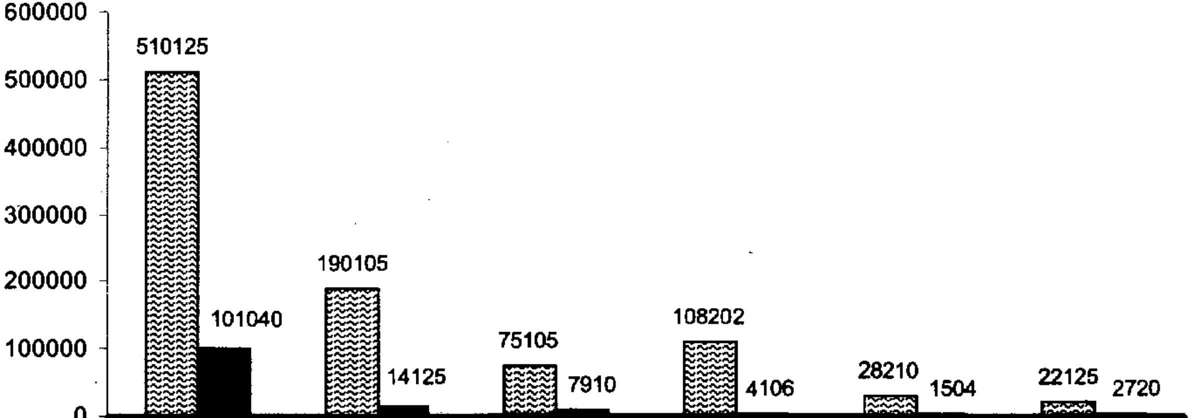

	ناظرہ	حفظ	تجوید	تحتانی	موقوف علیہ	دورہ حدیث
طلبہ	510125	190105	75105	108202	28210	22125
طالبات	101040	14125	7910	4106	1504	2720

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدول-۱۳

۲۰۰۰ء میں طالبات کے دینی مدارس

پنجاب	۳۱۵
سرحد	۴۰
سندھ	۴۱
بلوچستان	۲۰
آزاد کشمیر/ فاٹا	۲۰
اسلام آباد	۱۲
میزان	۴۴۸

ماخذ: وزارت تعلیم اسلام آباد، ۲۰۰۰ء

پاکستان میں خواتین کے کل دینی اداروں کا ۳ء۷۰ فی صد صرف صوبہ پنجاب میں ہے۔ جبکہ صوبہ سرحد میں ۹ء۸ فی صد، سندھ میں ۱ء۹ فی صد اور بلوچستان میں ۴ء۴ فی صد مدارس خواتین کی دینی تعلیم کے لیے مخصوص ہیں۔ صوبائی سطح پر خواتین کی دینی تعلیم کے اعداد و شمار کا یہ عدم توازن، دینی تعلیم و تربیت سے وابستہ حلقوں کو غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۰۰۰ء میں طالبات کے دینی مدارس

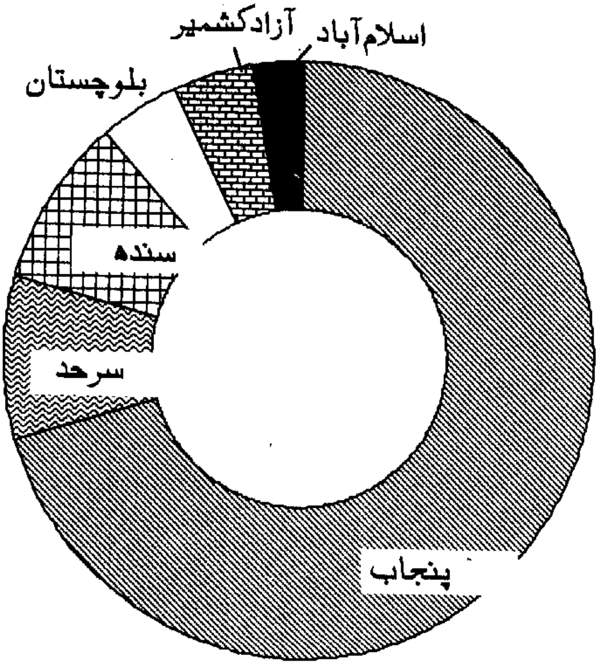

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدول-۱۴

مختلف وفاقوں اور تنظیموں سے وابستہ ادارے

تنظیم	مدارس ۱۹۸۸ء	مدارس ۲۰۰۰ء	اضافہ فی صد
وفاق المدارس العربیہ (حنفی، دیوبندی)	۱۸۴۰	۱۹۴۷	۶٪
تنظیم المدارس اہلسنت (حنفی، بریلوی)	۷۱۷	۱۳۶۳	۹۰٪
وفاق المدارس سلفیہ (اہل حدیث)	۱۶۱	۳۱۰	۹۳٪
وفاق المدارس شیعہ	۴۷	۲۹۷	۵۳۲٪
رابطۃ المدارس الاسلامیہ (منصورہ)	-	۱۹۱	-
کسی تنظیم یا وفاق سے غیر وابستہ دینی ادارے	۹۶	۲۶۵۳	-
میزان	۲۸۶۱	۶۷۶۱	۱۳۶٪

ماخذ: وزارت تعلیم اسلام آباد، ۱۹۸۸ء-۲۰۰۰ء

۱۔ ۱۹۸۸ء سے ۲۰۰۰ء تک، جمہوری دور میں مختلف مکاتب فکر کے مدارس میں ترقی کی رفتار جنرل ضیاء الحق مرحوم کی مارشل لاء حکومت کی بہ نسبت زیادہ رہی۔ مندرجہ بالا اعداد وشمار کا ایک لازمی عنصر یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جو مدارس پہلے رجسٹرڈ نہیں تھے، یا ریکارڈ پر نہیں تھے، یا انھوں نے الحاق نہیں کر رکھا تھا، ان بارہ برسوں کے دوران وہ اپنے مسلکی وفاقوں سے وابستہ بھی ہوئے۔ اس اہتمام نے بھی عدد کو بڑھانے میں ایک کردار ادا کیا ہو۔

۲۔ اگرچہ ۲۰۰۰ء اعداد وشمار کے مطابق ہم خیال وفاقوں سے وابستہ اداروں کی تعداد ۴۱۰۸ ہے اور کم و بیش ادارے (۲۷۰۱) ناوابستہ ہیں۔ تاہم، ان ناوابستہ اداروں کی مسلکی وابستگی کو اگر پہلے تین سلسلوں میں اسی تناسب سے تقسیم کیا جائے تو کسی حد تک حقیقی صورت سامنے آسکتی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

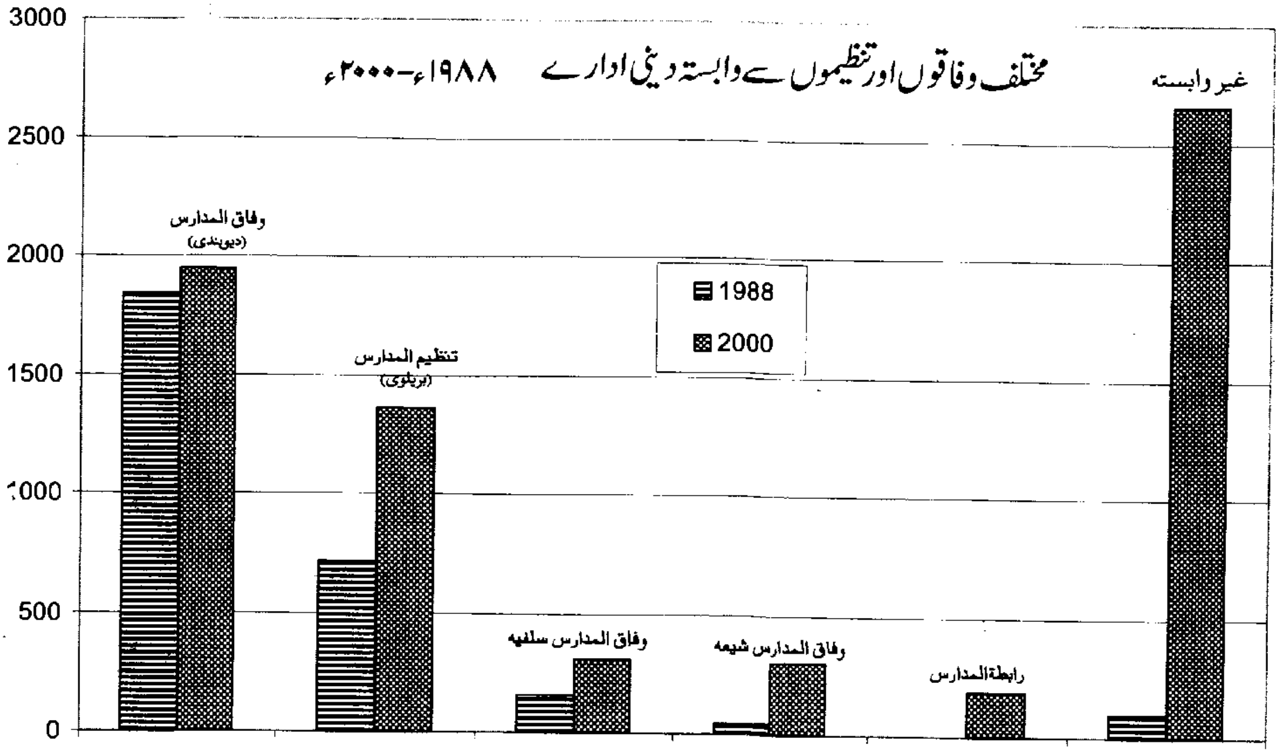

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جدول-۱۵

زکوٰۃ وعشر سے مدارس کی مالی امداد

روپوں میں

علاقائی تقسیم	کل مدارس	جن مدارس نے امداد لی	جن مدارس نے امداد نہیں لی		زکوٰۃ وعشر سے دی گئی رقم	امداد لینے والے مدارس میں تقسیم فی مدرسہ سالانہ	تمام مدارس پر فی کس سالانہ رقم
پنجاب	۱۳۲۰	۴۶۳	۸۵۷	٪۳۵٫۰	۱۸۵۹۴۴۰۰	۴۰۱۶۰	۱۳۰۸۶
سرحد	۶۷۸	۱۷۷	۵۰۱	٪۲۶٫۱	۳۱۶۹۶۳۰	۱۷۹۰۷	۴۶۷۴
سندھ	۲۹۱	۱۷	۲۷۴	٪۵٫۸	۱۸۲۴۶۱۰	۱۰۷۳۲	۶۲۷۰
بلوچستان	۳۴۷	۱۷۲	۱۷۵	٪۴۹٫۵	۲۳۰۲۲۳۰	۱۳۳۸۵	۶۶۳۴
آزاد کشمیر	۷۶	۳۴	۴۲	٪۴۴٫۷	۴۹۲۸۸۰	۱۴۴۹۶	۶۴۸۵
اسلام آباد	۴۷	۳۴	۱۳	٪۷۲٫۳	۴۹۲۸۸۰	۱۴۴۹۶	۱۰۴۸۶
شمالی علاقہ	۱۰۲	۳۸	۶۴	٪۳۷٫۳	۳۵۶۷۲۰	۹۳۸۷	۳۴۹۷
میزان	۲۸۶۱	۹۳۵	۱۹۲۶	٪۳۲٫۶	۲۵۵۹۱۲۰۰	۲۷۳۷۰	۸۹۴۴

ماخذ: وزارت تعلیم، اسلام آباد، ۱۹۸۸ء

۱۔ اس رپورٹ کے مطابق صدر ضیاء الحق مرحوم کے زمانے میں مجموعی طور پر ۳۲٫۶ فی صد مدارس نے وزارت زکوٰۃ وعشر کے فنڈ ر سے امداد لی اور ۶۷٫۳ فی صد مدارس نے امداد نہیں لی۔

۲۔ جن مدارس کو امداد ملی وہ فی مدرسہ ۲۷۳۷۰ روپے سالانہ تھی، (یعنی پانچ سوڈالر سالانہ سے بھی کم)

۳۔ اگر اس رقم کو پورے مدارس پر تقسیم کیا جائے تو وہ فی مدرسہ ۸۹۴۴ روپے سالانہ بنتی ہے (یعنی ۱۳۳ ڈالر سالانہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زکوٰۃ وعشر سے دینی مدارس کی مالی امداد

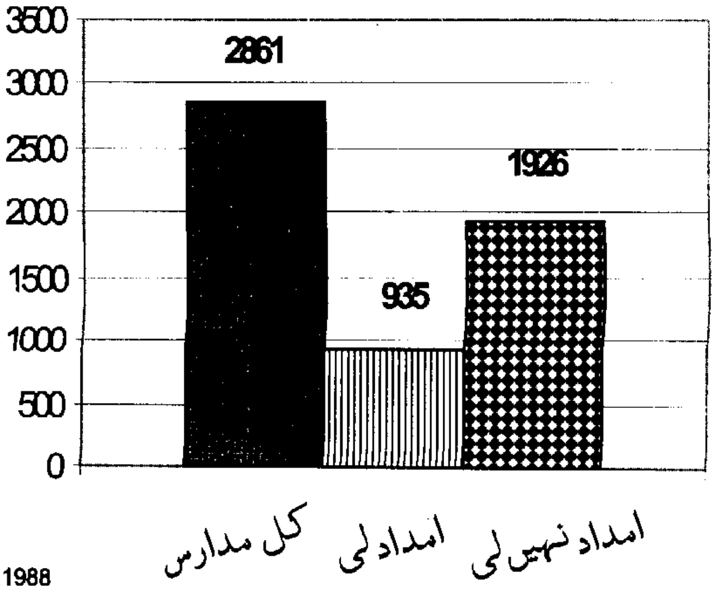

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدول-١٦

دینی مدارس کے لیے وفاقی حکومت پاکستان کی سالانہ مالی امداد

۱۹۸۸ء-۲۰۰۲ء

۸۹-۱۹۸۸ء	۱۳۷۰۰۰روپے
۹۰-۱۹۸۹ء	۱۴۴۰۰۰روپے
۹۱-۱۹۹۰ء	۱۴۴۰۰۰روپے
۹۲-۱۹۹۱ء	۱۳۰۰۰۰روپے
۹۳-۱۹۹۲ء	۱۰۰۰۰۰۰روپے
۹۴-۱۹۹۳ء	۱۰۰۰۰۰۰روپے
۹۵-۱۹۹۴ء	۱۰۰۵۰۰۰روپے
۹۶-۱۹۹۵ء	۱۱۵۰۰۰۰روپے
۹۷-۱۹۹۶ء	۱۲۰۰۰۰۰روپے
۹۸-۱۹۹۷ء	۱۳۰۰۰۰۰روپے
۹۹-۱۹۹۸ء	۱۲۹۶۰۰۰روپے
۲۰۰۰-۱۹۹۹ء	۱۵۰۰۰۰۰روپے
۰۱-۲۰۰۰ء	۱۵۷۵۰۰۰روپے
۲۰۰۲-۲۰۰۱ء	۱۶۵۴۰۰۰روپے

ماخذ: وزارت تعلیم اسلام آباد ۲۰۰۱ء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینی مدارس: وفاقی حکومت کی سالانہ مالی امداد (روپوں میں)

۱۹۸۸ء-۲۰۰۲ء

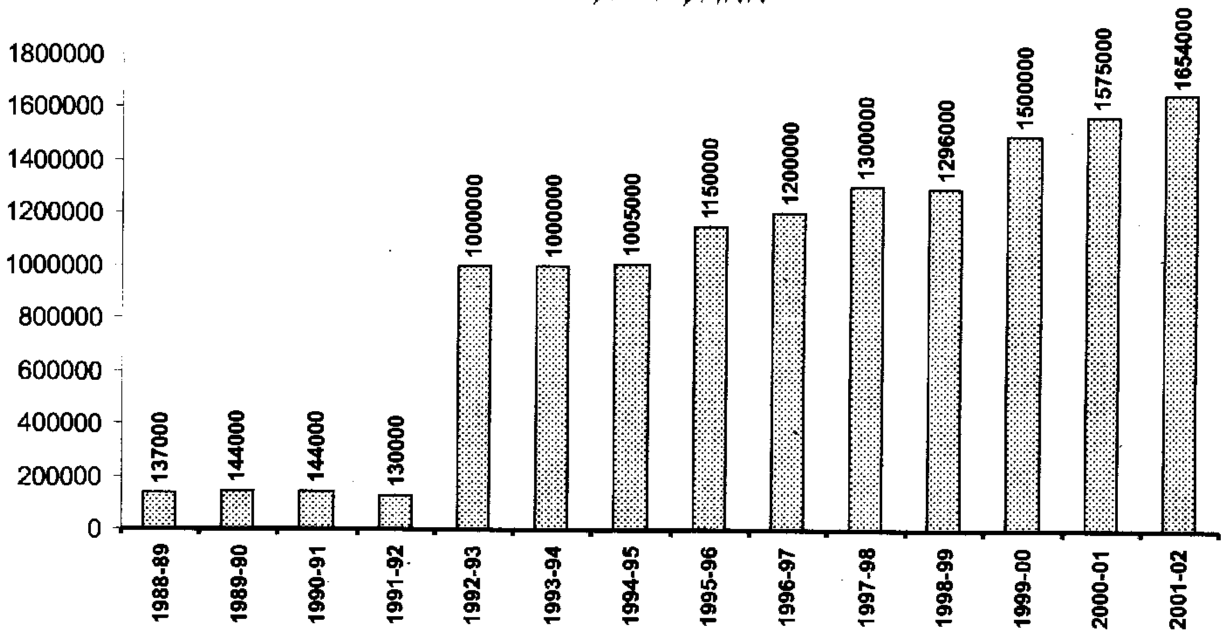

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدول-۱۷

عمومی تعلیم کے لیے قومی بجٹ: ۱۹۹۳ء-۲۰۰۱ء

سال	تعلیم کے لیے رقم ملین روپے	GDP فی صد تعلیم کے لیے	GNP فی صد تعلیم کے لیے
۹۴-۱۹۹۳ء	۳۴۸۷۲	۲٫۲۲	۲٫۲
۹۵-۱۹۹۴ء	۴۴۰۹۲	۲٫۳۴	۲٫۴
۹۶-۱۹۹۵ء	۵۲۶۴۳	۲٫۴۳	۲٫۴
۹۷-۱۹۹۶ء	۶۴۴۲۵	۲٫۶۸	۲٫۵
۹۸-۱۹۹۷ء	۶۴۰۸۴	۲٫۳۲	۲٫۳
۹۹-۱۹۹۸ء	۶۹۹۲۶	۲٫۴۰	۲٫۲
۲۰۰۰-۱۹۹۹ء	۷۹۹۶۴	۲٫۲۰	۲٫۱
۰۱-۲۰۰۰ء	۷۲۲۳۷	۲٫۰۶	۲٫۳

ماخذ: اکنامک سروے ۲۰۰۱ء-۲۰۰۰ء حکومت پاکستان، اسلام آباد ص ۱۵۱، ۱۵۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمومی تعلیم کے لیے قومی بجٹ ۱۹۹۳ء-۲۰۰۱ء

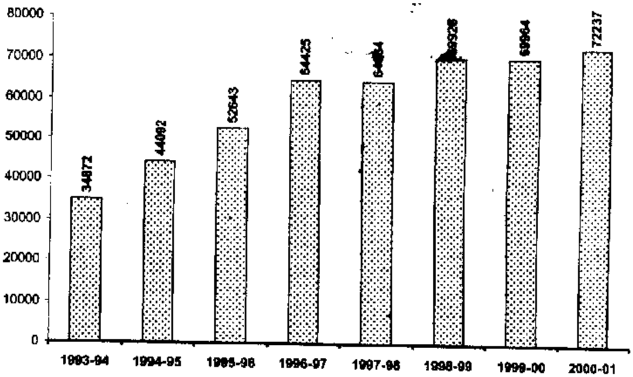

تعلیم کے لیے رقم (ملین روپوں میں)

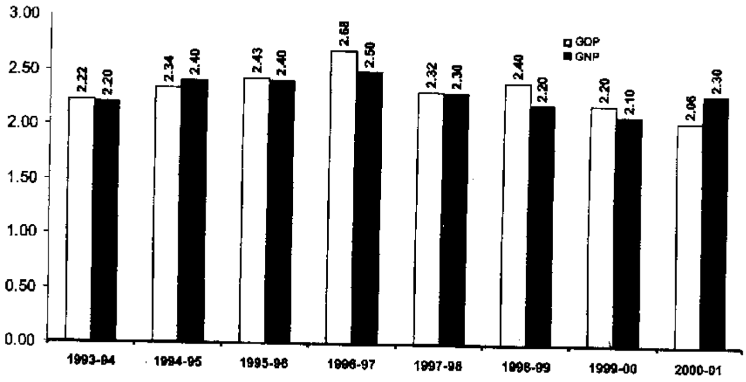

تعلیم کے لیے GDP اور GNP فیصد

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدول-۱۸

حکومت پاکستان وزارت تعلیم کے زیر اہتمام دینی مدارس کے لیے ترقیاتی منصوبے

۱۹۸۵ء تا ۲۰۰۴ء

عرصہ	برائے	رقم ملین روپے
۱۹۸۵-۸۸ء (۳ سالہ)	انگریزی، معاشیات، اور مطالعہ پاکستان کی تدریس کے لیے	۱ء۹
۱۹۹۴-۹۷ء (۳ سالہ)	[نہم و دہم کی سطح پر] انگریزی، معاشیات اور مطالعہ پاکستان کی بہتر تدریس کے لیے	۱۹ء۹۵
۲۰۰۰-۰۳ء (۳ سالہ)	[انٹرمیڈیٹ کی سطح پر] نصاب میں ترقی اور پچاس مدارس میں (۲ پرنٹر اور ۵) کمپیوٹر فی مدرسہ کے حساب سے فراہم کرنے کے لیے	۳۰ء۴۵
۲۰۰۱-۰۴ء (۳ سالہ)	۱۵۰ دینی مدارس میں (۲،۲ پرنٹرز اور ۵،۵) کمپیوٹر فراہم کرنے کے لیے	۹۹ء۵

ماخذ: وزارت تعلیم، حکومت پاکستان، اسلام آباد-۲۰۰۱ء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدول-۱۹

عمومی نجی شعبہ تعلیم: اداروں کی ملکیت

۲۰۰۱ء-۲۰۰۲ء

سطح	عام ادارے	پیشہ ورانہ، اعلیٰ ثانوی	پیشہ ورانہ، ڈگری	ہنرمندانہ ادارے	میزان
انفرادی ملکیت	۲۷۳۱۹	۲۶۵	۱۲۲	۱۱۰۵	۲۸۸۱۱
این جی اوز کی ملکیت	۲۳۶۸	۴۵	۱۷	۱۵۰	۲۵۸۰
ٹرسٹ کے تحت	۱۰۰۶	۲۶	۴۴	۵۸	۱۱۳۴
فاؤنڈیشن	۶۷۴	۹	۱۶	۴۷	۷۴۶
دیگر	۲۵۲۶	۸۸	۶۶	۱۴۵	۲۸۲۵
پاکستان	۳۳۸۹۳	۴۳۳	۲۶۵	۱۵۰۵	۳۶۰۹۶

ماخذ: اکنامک سروے ۲۰۰۱ء-۲۰۰۰ء حکومت پاکستان، اسلام آباد ص ۱۵۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدول-۲۰

پاکستان میں تعلیمی تقسیم

۲۰۰۲ء-۲۰۰۰ء

نوعیت	ادارے	طلبہ وطالبات
دینی مدارس	۶۷۶۱	۱۰۶۵۲۷۷
نجی تعلیمی ادارے	۳۶۰۹۶	۶۰۸۹۱۳۹
سرکاری تعلیمی ادارے	۱۹۹۶۷۶	۱۶۲۱۳۴۳۸
کل تعداد	۲۴۲۵۳۳	۲۳۳۶۷۸۵۴

ماخذ: وزارت تعلیم ۲۰۰۰ء اور اکنامک سروے ۲۰۰۱ء حکومت پاکستان، اسلام آباد ص ۱۵۱-۱۵۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان میں دینی اداروں کی تقسیم ۲۰۰۰ء–۲۰۰۲ء

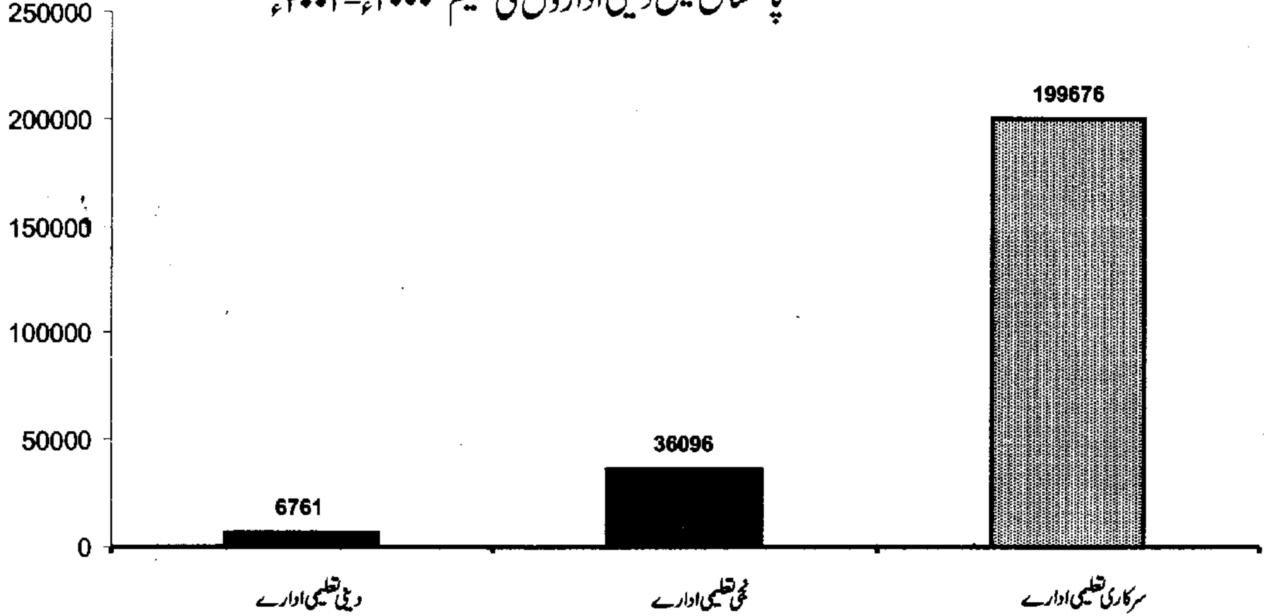

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

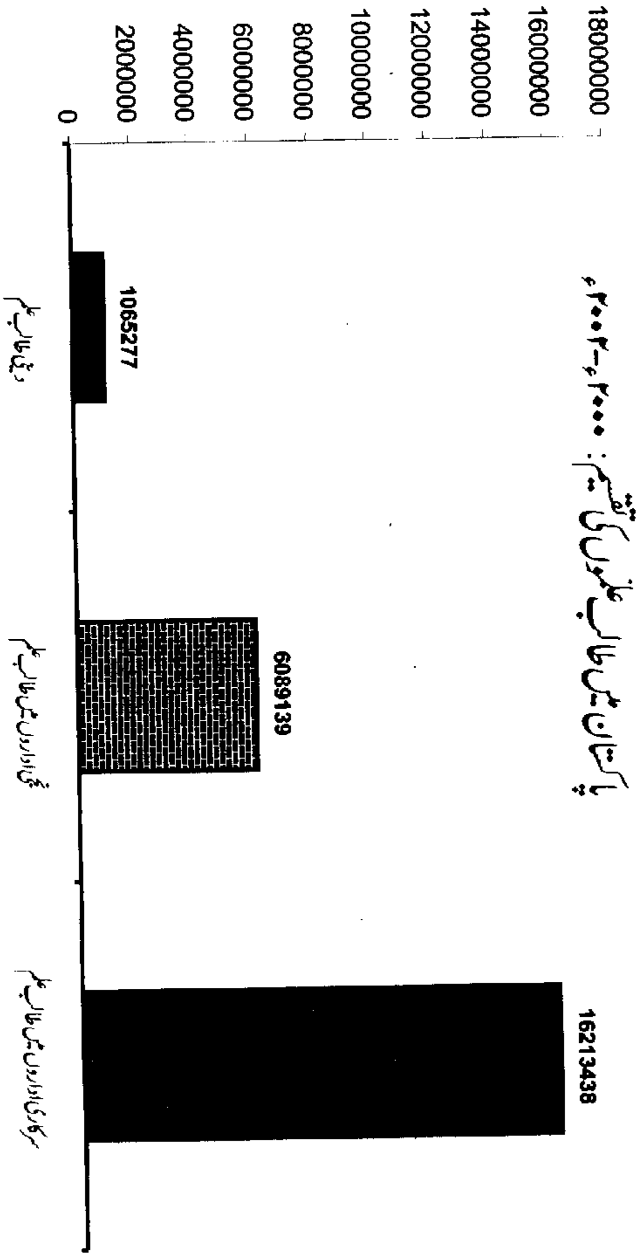

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینی مدارس کے طلبہ کا سماجی پس منظر

مفت تعلیم، رہائش، خوراک، کتاب اور کپڑے کی فراہمی ایک مہذب اور فلاحی ریاست کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ معاشی اعتبار سے پاکستان جیسے غریب ملک میں وسیع پیمانے پر یہ ذمہ داری اور خدمت، دینی مدرسے انجام دے رہے ہیں۔

اگر ان نادار اور پسے ہوئے [معمولی درجے کی کھیتی باڑی، کھیت مزدوری اور ادنیٰ درجے کی ملازمتوں سے وابستہ] لوگوں کے بچوں کو یہ دینی مدرسے تعلیم نہ دیتے، تو یہ بچے کسی خرکار کے اڈے، کسی نواب کی جاگیر اور کسی صنعت کار کے ادارے میں جبری مشقت کا خام مال بنے ہوتے، یا نشے کی وادی میں ڈوبے اور پیشہ ور مجرموں کے ہتھے چڑھ چکے ہوتے۔ اس امر واقعہ کو ذہن میں رکھنا چاہیے: پاکستان کے دینی مدارس میں آنے والے طالب علموں کی اکثریت، معاشی لحاظ سے کمزور طبقے سے آتی ہے۔ بلکہ ان میں بھی صلاحیت کے اعتبار سے دوسرے درجے کے بچوں کی ایک تعداد ان مدارس میں داخل ہوتی ہے۔ یا پھر وہ جنھیں معاشرہ کوئی سہارا دینے کے لیے تیار نہیں ہوتا[1]۔ اس سماجی پس منظر اور صلاحیت کے حامل طلبہ کو: اخلاق، کردار اور علم کی دولت سے آراستہ کر کے، معاشرے میں احترام کی مسند پر بٹھانے کی کوشش ایک قابل قدر خدمت ہے۔

دینی مدارس کے کردار کو بے وزن بنانے کے لیے متعدد خود ساختہ حکایات وضع کرنے کی روایت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن جب حقیقت حال کو دیکھا جائے، تو ان میں سے کئی باتیں اکثر بے معنی پراپیگنڈے پر مبنی ہوتی ہیں۔ مگر اصل حقائق کو جاننے کے لیے ہر فرد کے پاس وقت کہاں ہوتا ہے۔ اس لیے پروپیگنڈے کی پہلی لہر ہی خاص و عام کو اپنے اثر میں لے لیتی ہے۔ زیر بحث معاملے کی وضاحت کے لیے حسب ذیل نکتہ توجہ طلب ہے۔

---

[1] اب حالات میں قدرے تبدیلی آ رہی ہے، اور بہتر سماجی و معاشی پس منظر کے حامل طلبہ و طالبات میں سے ایک معقول تعداد دینی تعلیم کی جانب آنے لگی ہے۔ لیکن اس کے باوجود دیہی یا دور دراز علاقوں میں، معاشی اور سماجی اعتبار سے زیادہ تر پسماندہ طبقوں ہی کے بچے دینی تعلیم سے وابستگی اختیار کرتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینی مدارس یا طبقہ علماء کا مضحکہ اڑانے کے لیے جن طبقوں نے نمایاں کردار ادا کیا ہے، ان میں: (۱) صوفیا (خصوصاً ملامتی اور وحدت الوجودی گروہ کے متاثرین)۔ (۲) شعرا اور دانش وروں کی ایک تعداد۔ (۳) ریاستی زمام کار چلانے والے حاکم اور مراعات یافتہ طبقے۔ (۴) بارسوخ غیر مسلم عنصر۔ (۵) علماء کے روپ میں علمائے سو۔

صوفیا کے ایک مخصوص اور بڑے طبقے کا مسئلہ یہ رہا ہے کہ وہ صوفیانہ عملیات، نت نئے تجربات اور بدعات کو رواج دینے کی راہ میں راست فکر علماء کو رکاوٹ سمجھتے ہیں۔ ایسے صوفیوں میں سے بعض ایک نے اپنے مخصوص فقیرانہ روپ میں عام انسانوں سے ہمدردی کا جو سہارا لیا، اسے ملامتی، ویدانتی اور وجودی فلسفے سے مربوط کر کے اسلامی شریعت اور اسلامی شعائر کا مضحکہ اڑانے پر صرف کیا۔ عوام کی بے خبری میں اسے پذیرائی بھی ملی۔ چونکہ براہ راست قرآن وسنت کے بعض احکامات کو نشانہ بنانا مشکل تھا، اس لیے انھوں نے براہ راست ہدف ''شیخ'' یا ''مولوی'' کو بنایا اور یوں کسی شدید ردِعمل سے بچنے کا مستقل انتظام بھی کر لیا۔

اس سے ملتا جلتا رویہ شاعروں اور دانش وروں کی ایک قابل ذکر تعداد کا بھی رہا ہے، جس کے اثرات کا دائرہ خاصا وسیع ہے۔ ان میں سے بعض لوگ اپنی ذہنی ''آزادی'' کے راستے میں دینی شعائر کو ایک رکاوٹ سمجھتے ہیں۔ اس لیے ان میں سے ایک غالب طبقے نے سوچ سمجھ کر اپنا ہدف نمبرا ایک علماء کو بنایا[۲]۔

اقتدار کے ایوانوں میں قوت واختیار کی جنگ میں مصروف طبقوں نے ہمیشہ طبقہ علماء کی تنقید وجرح سے خود کو خطرے میں محسوس کیا۔ کیونکہ علماء میں ایسے لوگ ہمیشہ موجود رہے ہیں جو اسلامی تاریخ اور قرآن وسنت کی روشنی میں ظلم کی نشان دہی کرنے اور تقویٰ کی راہ واضح کرنے میں

۲۔ البتہ علماء کے رویوں پر علامہ اقبال کی گرفت اس ذیل میں نہیں آتی۔ کیونکہ علامہ کے مکتوبات، ملفوظات، خطبات اور کلام کا بڑا حصہ اس دردمندی کو ظاہر کرتا ہے، جس کے تحت وہ انھیں جھنجوڑتے، اذان بلالی کی دعوت دیتے، مجاہدانہ طرز عمل اختیار کرنے کی طرف بلاتے اور اسلامی نشاۃ ثانیہ کے لیے ابھارتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مداہنت نہیں برتتے۔ وہ اپنے حکمرانوں کے طرزِ عمل کو خلافت راشدہؓ کی کسوٹی پر پرکھنے کا درس دیتے، اور حاکموں کی روش کو بے نقاب کرتے ہیں۔ علماء کے ایسے مختصر مگر مؤثر گروہ کے اس رویے نے اختیار و اقتدار کی حامل قوتوں کی منفی فطرت کو ابھارا، کہ وہ شریعت اور علماء کے خلاف، کھلے یا چھپے پراپیگنڈے کی سرپرستی کریں۔ بااثر غیر مسلم اور استعماری عنصر میں سے ایک حصے کے ہاں، بعض مسلم صوفیا سے محبت، مگر اس کے برعکس علماء سے نفرت کی بنیاد بڑی واضح ہے۔

خود علمائے حق کی اصطلاح میں: ''علمائے سو'' (یا دین فروش علماء) اکثر مسند قوت و اقتدار سے جڑے رہتے ہیں۔ تاریخ میں اس طبقے نے علم دین کو اپنے ذاتی مفادات کی تکمیل اور بارسوخ طبقوں کے تحفظ کے لیے استعمال کیا[3]۔ بعض اوقات تو ایسا بھی ہوا ہے کہ انھوں نے محض اپنی خانقاہ، اپنا مدرسہ یا اپنی زیر تصرف مسجد کی مسند کو بچانے کے لیے امت کے اجتماعی مفاد سے بے وفائی برتی اور معاشرے میں ظلم و عدوان پر نہ صرف خاموشی اختیار کی، بلکہ دوسروں کو بھی خاموش رہنے کا درس دیا۔ اس موقع پرستانہ رویے نے بھی دینی طبقے کو بدنام کرنے میں جلتی پر تیل کا کام کیا[4]۔

۳۔ اگرچہ معاشرے میں دوسرے طبقوں کی طرح ایسے درباری علماء اور واعظین بھی ہر زمانے میں پائے گئے ہیں۔ تاہم گزشتہ صدی میں سمرقند، بخارا اور وسطی ایشیا کے مسلم علاقوں میں مسجدوں مدرسوں کو برباد کرنے والے کمیونسٹ حکمرانوں کی تائید کرنے میں سرگرم مولوی نما لوگوں کو تاریخ کب بھلا سکے گی۔ جب مصر کے آمر، صدر جمال ناصر نے عبدالقادر عودہؒ سمیت اخوان المسلمون کے نہایت قیمتی افراد (۱۹۵۴ء) اور سید قطبؒ کو پھانسی (۱۹۶۶ء) دی، تو پاکستان میں، ان قاتل حکمرانوں کی تائید کرنے والے مفتیوں کو بھلانا کیسے ممکن ہوگا؟ جب افغانستان میں روسی کمیونسٹوں کے سامنے افغان مجاہدین کھڑے تھے، تو یہاں سے مجاہدین کی باقاعدہ مذمت کرنے والے علماء کے نام تاریخ کے صفحوں سے کیسے کھرچے جائیں گے؟ اپنی ''حکمت'' کے ہاتھوں مجبور، علماء کے ان ہاتھوں کو نظر انداز کرنا بھلا کس کے بس میں ہے کہ جنھوں نے افغان، چیچن، کشمیری مجاہدین کے لیے دعا تک نہیں کی، کہ: ''یہی دعا کرنا مصلحت کے منافی ہے''۔

۴۔ سید ابوالحسن علی ندوی مرحوم اسی صورت حال کے بارے میں آیت اللہ روح اللہ خمینی مرحوم کی کتاب **الحکومة الاسلامیه** سے نقل کرتے ہوئے بتاتے ہیں: ـــــ وہ علماء اور فقہا جو غیر اسلامی حکومت [یا حکومت کے غیر اسلامی اقدامات] سے تعاون کرتے ہیں، اور ان کے حق میں فتوے صادر کرتے ہیں، ان کے بارے میں خمینی لکھتے ہیں: ''یہ علماء، اسلام کے دشمن ہیں، ان کی حقیقت کو کھولنا ضروری ہے۔ عوام کو چاہیے کہ ان کو ذلیل و رسوا کرکے سماج سے نکال دیں، ان کی پگڑیاں پھینک دیں، اور ان کو دین کے استغلال (exploite) اور عوام کو بہکانے سے روک دیں'' (**مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کش مکش**، ص ۱۹۵)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینی مدارس کے طلبہ واساتذہ کی اکثریت معاشی لحاظ سے اکثر پس ماندہ گھرانوں سے تعلق رکھتی ہے۔ مگر اپنے تمام تر احساس محرومی، حسرت ناک زندگی اور معاشی وسماجی بدحالی پر مبنی پس منظر کے باوجود، دینی تعلیم کا عمل انھیں قدرے مختلف بنیادوں پر کھڑا کرنے میں مدد دیتا ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ یہ لوگ نہ تو معاشرے پر کوئی احسان جتاتے ہیں اور نہ ٹریڈ یونین لیڈروں جیسا احتجاج کر کے اپنی معاشی محرومی کو پوری قوم کے سر پر ڈالتے ہیں۔ بلکہ روزی رساں سے کوئی گلہ کرنے کے بجائے ''چپ چاپ گھر کے صحن میں فاقے بچھا لینے'' کے مصداق اپنا فرض منصبی ادا کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ مگر لوگ ان کی حسرتوں کی تپش تک نہیں محسوس کرتے۔

یہ طلبہ و اساتذہ ادنیٰ درجے کی رہائش اور معمولی نوعیت کی خوراک پر قناعت کی زندگی گزارنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ یہاں پر اُن کی صلاحیت کا رزیر بحث نہیں، تاہم حد درجے کا نشانہ استہزاء بننے کے باوجود کمال ضبط، خلوص اور اعلیٰ درجے کی پابندی وقت کے ساتھ اپنی ذمہ داری ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

دینی مدارس کے طلبہ اور علماء کے اس پس منظر کو ذہن میں رکھتے ہوئے، پاکستان میں جدید تعلیمی اداروں کے طلبہ واساتذہ پر نظر ڈالنا بے جا نہ ہوگا۔ جدید تعلیمی اداروں میں اعلیٰ اور درمیانے طبقے کے بچے پڑھتے ہیں۔ ان کی تعلیم وتربیت کے لیے اعلیٰ معاوضے پر اساتذہ میسر ہوتے ہیں۔ قوم کے محاصل اور غیر ملکی قرضوں کی بھاری رقم بھی انھی پر خرچ کی جاتی ہے۔ قوم سے بڑی قیمت وصول کرنے کے بعد، ان طالب علموں کی تعداد جب عملی زندگی میں قدم رکھتی ہے، دینی مدارس سے نکلنے والی پود کے مقابلے میں، تناسب (proportion) کے اعتبار سے ان میں ایک قابل ذکر تعداد کی کارکردگی، مایوس کن اور بعض حوالوں سے قوم کے لیے اذیت ناک بھی ہوتی ہے۔

آج کے معاشرے میں دیکھا جا سکتا ہے کہ ان لوگوں میں سے جو افراد: پولیس، پٹوار، حتیٰ کہ تدریس اور دفتری امور کی ذمہ داری ادا کرنے سامنے آتے ہیں، وہ تو رہے ایک طرف، خود نہایت اعلیٰ درجے کی ملازمتوں اور پیشوں مثلاً انتظامیہ، فوجی قیادت، سیاسیات، صحافت، تجارت،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میڈیکل سائنس اور تعمیرات وغیرہ کے میدانوں میں اترنے والے ان جدید تعلیم یافتگان میں ایک قابل ذکر تعداد کا طرزِ عمل بھی بیش تر مواقع پر بے حسی پر مبنی اور شاید منتقم لوگوں جیسا ہوتا ہے۔

پھر ان میں سے بھی درمیانے طبقے کے لوگ زیادہ تر اپنے اور نچلے طبقے کو نقصان پہنچانے، بلکہ رسوا کرنے کے لیے مستعد اور بالائی مقتدر طبقے کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے فدویانہ خدمت پر آمادہ ہیں۔ افسوس کہ وہ اس سماج کش عمل میں فرحت بھی محسوس کرتے ہیں۔ ان کے خیال کے مطابق: ''ترقی کا یہی زینہ ہے''۔ ایسے لوگوں کے سر پر ہر آن ایک ہی دُھن سوار ہوتی ہے کہ کسی طرح ہم اپنے سماجی و معاشی طبقے سے ناتا توڑ کر بالائی طبقے میں شامل ہو جائیں۔ یہی تیز خواہش اس طرح کے لوگوں کو کردار اور پیشہ ورانہ دیانت قربان کر کے ہر نوع کی کرپشن یا خیانت کاری پر آمادہ کرتی ہے۔ آج کے پاکستان میں، سیاسی، سماجی اور معاشی کرپشن کا زہر پھیلانے اور ناانصافی کو فروغ دینے میں اس گروہ کا اہم کردار ہے۔ ان کے اعلیٰ طبقاتی اور قومی تعلیمی ادارے، اس مرض کی نشان دہی کرنے سے لاتعلق ہیں۔ اس کے بالمقابل دینی طبقے میں شامل، محرومی اور بے کسی کی چٹائی سے اٹھنے والے لوگوں میں یہ منفی سوچ اس شدت کے ساتھ اور اس درجے میں نہیں پائی جاتی۔

اس بحث سے ہرگز یہ ثابت کرنا مطلوب نہیں کہ خرابیاں صرف جدید تعلیم کے زیر اثر پڑھنے والوں میں ہیں اور دینی تعلیم سے نکلنے والے لوگ سو فی صد راست رو ہیں۔ نہیں، خرابیاں تو خود مذہبی طبقے کے متعدد افراد میں بھی در آئی ہیں۔

مثال کے طور پر: جس کا سب سے بڑا ذریعہ، دینی مسند رشد و ہدایت پر قابلیت و اہلیت کے بجائے وراثتی گدی نشینی کے رواج کا پھیلنا ہے۔ اگرچہ راست فکر علماء کی بڑی تعداد کے بچے محنت کے ساتھ علم دین حاصل کرنے اور اسے دوسروں تک پہنچانے کی ذمہ داری ادا کرنے میں اپنے بڑوں کی طرح سرگرم اور اہل بھی پائے جاتے ہیں۔ لیکن ان چند گنے چنے لوگوں کو چھوڑ کر، رفتہ رفتہ موروثی گدی نشینی نے مراکز دین و دانش پر منفی اثرات مرتب کیے ہیں۔ اس طرح کے لوگوں کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثال مجاور بننے والوں جیسی ہے، وہ جو مزاروں اور قبروں کو دولت وقوت کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ اسی چیز کا ایک پہلو یہ ہے کہ مسجد یا مدرسے جیسے ملی اور اجتماعی ادارے پر خانگی قبضے کے تصور سے روحِ دین بھی متاثر ہوتی ہے۔ باہم تنازعات، مقدمات تک بات پہنچتی ہے، اور تعلیم وتربیت کے عمل کو بھی اس سے ناقابل تلافی نقصان پہنچتا ہے۔

مذہبی طبقے کے کچھ حلقوں میں خرابیوں کے در آنے کا دوسرا بڑا ذریعہ ''آٹھ سالہ عراق ایران جنگ'' (۱۹۸۰-۸۸ء) اور پھر ''جنوری، فروری ۱۹۹۱ء میں ''امریکہ عراق'' جنگ بھی تھی۔ ان جنگوں کے دوران دونوں جانب، حلیفانہ دفاعی ٹیم کا حصہ بننے والے ایک چھوٹے مگر بارسوخ مذہبی گروہ نے، مالی مفادات اٹھاتے ہوئے اس طبقے میں داخلی سطح پر معاشی کشمکش کو تیز کیا۔ یہی وہ لمحات تھے جب چند لوگوں نے فرقہ وارانہ تنظیموں کی سرپرستی کر کے منظر کو اور بھی زیادہ دردناک بنا دیا۔ ایسی فرقہ وارانہ تنظیمیں بھی کبھی برگ و بار نہ لاتیں، اگر ریاستی ادارے دیانت داری سے اپنی ذمہ داری ادا کرتے اور انھیں استعمال بھی نہ کرتے۔

اس نکتے پر توجہ رہنی چاہیے کہ ایک بیمار معاشرے میں، معاشی اعتبار سے کمزور طبقے سے آنے والے علماء اور دینی طلبہ کی بھاری اکثریت نے سیر چشمی اور قناعت ہی کا دامن تھامے رکھا ہے۵۔ ان لوگوں میں کوٹھیوں اور کاروں کی دوڑ کے ویسے آثار نہیں، جس حرص میں عام طور پر جدید تعلیم یافتہ طبقے کا بڑا حصہ مبتلا ہے۔ گویا کہ دینی تعلیم نے اپنے عمل میں بعض بنیادی کمزوریوں کے باوجود، معاشرے کے لیے ویسی بیمار پود فراہم نہیں کی، جیسا کہ دوسرے حوالوں سے نظر آتا ہے۔

۵۔ مجموعی طور پر صورت وہی ہے جو اوپر مباحث میں بیان کی گئی ہے۔ البتہ بعض واعظین یا مساجد کے پیش امام اور مختلف معروف دھنوں پر نعتیں پڑھنے والے، چندہ و نیاز جمع کرنے میں، اس وقار کو ملحوظ نہیں رکھتے، جو وقار عام طور پر دینی طبقہ پیش نظر رکھتا ہے۔ ہماری تحقیق کے مطابق اس نوعیت کا رویہ اختیار کرنے والے لوگ عموماً کسی معیاری دارالعلوم کے فارغ التحصیل نہیں ہوتے، بلکہ معمولی نوعیت کی تعلیم، نعت خوانی کی مشق، اور کچھ وہابی سنی کشمکش پر چیزیں پڑھ کر بستیوں میں چلے جاتے ہیں۔ ایک لاؤڈ اسپیکر، سائیکل یا گدھا گاڑی پر نصب کر کے علاقوں میں گشت کر کے اپنی ضرورت کے لیے وسائل جمع کرتے ہیں اور بعض اوقات واقعی مساجد کے لیے بھی پیسے اکٹھے کر لیتے ہیں۔ اس چیز پر متعلقہ مسلک کے ذمہ دار حضرات نے ہمیشہ فکر مندی بلکہ ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❖ **دینی طلبہ کے سماجی رجحانات**: ۱۱ستمبر ۲۰۰۱ء کے واقعات کے بعد، جب دینی مدارس عالمی اور ریاستی سطح پر شدید نوعیت کے مخالفانہ پراپیگنڈا سے دوچار تھے، تو اسی دوران [۲۶ ستمبر تا ۷ دسمبر ۲۰۰۱ء] امتیاز انجم، ریسرچ اسکالر، برنڈائز یونی ورسٹی، (امریکہ) نے انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز اسلام آباد کے اشتراک سے، پاکستان میں دینی مدارس کے طالب علموں کا سروے کیا۔

سروے کے سمپل میں: دیوبند مسلک کے ۲۸ فی صد، شیعہ مسلک کے ۱۰ فی صد، بریلوی مسلک کے ۲۰ فی صد، اہل حدیث ۱۴ فی صد، اور جماعت اسلامی کے زیر انتظام مدارس کے ۲۸ فی صد طالب علم شامل تھے (یاد رہے کہ یہ سروے لاہور، کراچی، پشاور راولپنڈی، سرگودھا، جہلم، مردان، گوجرانوالہ اور اسلام آباد جیسے بڑے شہروں کے مدارس میں زیر تعلیم، دورہ حدیث کے سال آخر [ایم اے] کے طلبہ پر مبنی ہے) ان اعداد و شمار کے مطابق شرکا کی تقسیم یوں تھی:

- **بنیادی معلومات**

	جواب	طلبہ	طالبات	مجموعی تعداد
تعداد		۱۵۴	۴۸	۲۰۲
		٪۷۶	٪۲۴	٪۱۰۰
مکتب فکر یا جماعت سے تعلق	دیوبندی	٪۳۱	٪۲۱	٪۲۸
	شیعہ	٪۱۳	٪۰	٪۱۰
	بریلوی	٪۲۱	٪۱۹	٪۲۰
	اہل حدیث	٪۹	٪۲۹	٪۱۴
	جماعت اسلامی	٪۲۷	٪۳۱	٪۲۸
شہری ہیں یا دیہاتی	جواب نہیں دیا	٪۴	٪۸	٪۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	دیہی	۷۱٪	۴۰٪	۶۴٪
	شہری	۲۵٪	۵۲٪	۳۱٪
کیا والد زندہ ہیں	جواب نہیں دیا	۵٪	۰٪	۳٪
	زندہ ہیں	۸۰٪	۹۶٪	۸۴٪
	فوت ہو چکے	۱۶٪	۴٪	۱۳٪

اس جدول سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ دینی تعلیم میں دیہی لڑکوں اور شہری لڑکیوں کا حصہ زیادہ ہے۔ عام تاثر یہ ہے کہ دینی مدارس میں زیادہ تر یتیم بچے پڑھتے ہیں اس کے برعکس دینی تعلیم حاصل کرنے والوں میں سے غالب ترین تعداد (۸۴ فی صد) کے والد حیات ہیں۔

ان طلبہ وطالبات سے جو متعدد سوالات کیے گئے، ان میں سے یہاں پر نو سوالات کے جواب پیش کیے جا رہے ہیں:

- آپ کے والد/ سرپرست کا ذریعہ روزگار کیا ہے؟

ملازمت: ۳۵٪	بے روزگار: ۵٪	کاشت کاری: ۳۴٪
امام مسجد: ۳٪	کاروبار: ۲۱٪	جواب نہیں دیا: ۱٪

گویا کہ بڑے شہروں کے دینی مدارس میں ۹۰ فی صد طلبہ کے والد یا سرپرست: ملازمت، کاشت کاری [کھیت مزدوری یا مزارعت وغیرہ] اور کاروبار سے منسلک ہیں اور صرف تین فی صد طلبہ کے والدین مسجد کی امامت سے وابستہ ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ دینی تعلیم کی طرف آنے والے طلبہ کی بڑی تعداد روایتی مذہبی طبقے سے تعلق نہیں رکھتی۔ تاہم دیہی علاقوں میں یہ نسبت نہیں وہاں پر ''۲۰ فی صد سے زائد طلبہ کا تعلق سماجی و معاشی اعتبار سے نہایت مفلس گھرانوں سے ہے'' (مجلہ السیاسۃ، پنجاب یونیورسٹی، ص ۸۸)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- **تعلیمی اوقات کے بعد آپ کن سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں؟**

مطالعہ: ۴۳٪	سماجی خدمت: ۱٪	کھیل: ۱۵٪
کوئی نہیں: ۶٪	تقریر، تبلیغ: ۱۸٪	جواب نہیں دیا: ۱٪
مختلف: ۱۱٪		

اس جواب سے دینی طلبہ میں مطالعے کے رجحان کی نشان دہی ہوتی ہے۔ یاد رہے کہ دینی طلبہ کے تدریسی اوقات جدید تعلیمی اداروں کے طلبہ سے دوگنے ہوتے ہیں۔ اس لیے قرین قیاس یہی ہے کہ ۴۳ فی صد طلبہ کا مطالعہ زیادہ تر اپنے اسباق کی دہرائی پر مشتمل ہوگا۔

- **کمپیوٹر کے استعمال میں آپ کس حد تک مہارت رکھتے ہیں؟**

تعارفی حد تک: ۳۲٪	نہیں جانتا: ۵۳٪
معقول حد تک: ۱۴٪	جواب نہیں دیا: ۱٪

گویا کہ انفارمیشن ٹکنالوجی کے ذکر اور استعمال سے بڑے شہروں میں دینی مدارس کے طلبہ بے خبر نہیں، اور مجموعی طور پر ۴۶ فی صد طلبہ تھوڑی بہت واقفیت بھی رکھتے ہیں۔

- **آپ کے خیال میں معاشرے کا سنگین ترین مسئلہ کون سا ہے؟**

غربت اور جہالت: ۲۸٪	فرقہ واریت اور قوم پرستی: ۱۵٪
حکومت اور موجودہ سیاسی نظام: ۳۸٪	دیگر: ۴٪
ناانصافی اور ناشائستگی: ۱۵٪	

یہ تمام جوابات، دینی طلبہ کے سماجی اور سیاسی شعور کا اظہار کرتے ہیں۔

- **کیا عورت کو تعلیم حاصل کرنی چاہیے؟**

ضرور حاصل کرے: ۸۵٪	کچھ حدود کے ساتھ: ۱۰٪
ضرورت نہیں ہے: ۲٪	جواب نہیں دیا: ۲٪

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- عورت کے لیے تعلیم کی زیادہ سے زیادہ کیا حد ہونی چاہیے؟

جتنی چاہے حاصل کرے: ۴۷٪	میٹرک تک: ۴٪
دینی تعلیم حاصل کرے: ۳۹٪	بی اے تک: ۳٪
امور خانہ داری کی حد تک: ۵٪	جواب نہیں دیا: ۱٪

- کیا ملازمت کرنا عورتوں کا حق ہے؟

کچھ حدود کے ساتھ درست ہے: ۷۸٪	ضرورت نہیں: ۸٪
بالکل کر سکتی ہیں: ۱۲٪	جواب نہیں دیا: ۲٪

اوپر مذکور تینوں سوال خواتین کی تعلیم اور ملازمت کے بارے میں ہیں۔ ان کے جوابات سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس باب میں دینی طلبہ، عام معاشرے کی بہ نسبت کہیں زیادہ وسیع سوچ کے حامل ہیں۔

- ٹیلی ویژن، کیبل، انٹرنیٹ وغیرہ کے معاشرے پر کیا اثرات ہیں؟

معلومات افزا ذریعہ: ۹٪	بے مقصدیت/لادینیت کا ذریعہ: ۱۴٪
ناشائستگی/بداخلاقی کا ذریعہ: ۴۴٪	مغرب کی ذہنی غلامی کا ذریعہ: ۳۰٪
معلوم نہیں: ۲٪	جواب نہیں دیا: ۱٪

- ایک فرد اپنے ملک میں کس طرح جہاد کر سکتا ہے؟

تعلیم/دلیل/تبلیغ سے: ۵۳٪	کسی بھی طریقے سے: ۱٪
سیاسی جدوجہد سے: ۳۶٪	قوت کے ذریعے: ۸٪
جواب نہیں دیا: ۱٪	

گویا کہ ۸۹ فی صد تک [۵۳+۳۶ فی صد] دینی طلبہ نے پرامن اجتماعی جدوجہد کے مختلف

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلوؤں سے وابستگی کو درست قرار دیا ہے۔اس کے برعکس عام معاشرے میں پرامن طریقے کے بجائے دیگر ذرائع کو اختیار کرنے کا تذکرہ کہیں بڑھ کر سنا جاتا ہے۔

❖ **دینی مدارس اور دیگر طلبہ کا فکری موازنہ:** مناسب ہوگا کہ یہاں پر دینی مدارس اور جدید عصری تعلیم سے وابستہ دوسرے تعلیمی اداروں کے طلبہ کا فکری سطح پر بھی ایک موازنہ پیش کیا جائے۔اس مقصد کے لیے ایک ایسی رپورٹ کا انتخاب کیا گیا ہے، جسے پیش کرنے والے،فرد کے نزدیک نصابی کتب میں دوقومی نظریہ کا تذکرہ معاشرے میں ''انتہاپسندی'' کا باعث ہے۔اوراپنے تصور جہاں کے مطابق جنھیں دینی مدارس سے کوئی خاص ہمدردی بھی نہیں ہے۔

اس سروے میں صوبہ سندھ کے شہری علاقے سے: میٹرک یا پندرہ،سولہ برس کی عمر کے ۱۴۰۷ طلبہ سے فارم پر کرائے گئے تھے۔اس سروے میں: (۱) دینی مدارس، (۲) فوجی انتظام میں چلنے والے کیڈٹ کالجز، (۳) غیر ملکی امتحانی نظاموں سے وابستہ نہایت مہنگے اعلیٰ طبقاتی انگلش میڈیم تعلیمی اداروں، (۴) اردو میڈیم اسکولوں، (۵) سندھی میڈیم اسکولوں اور (۶) عام درجے کے سستے سرکاری اور غیرسرکاری تعلیمی اداروں کے طلبہ کو شامل کیا گیا۔

ڈیموکریٹک کمیشن فار ہیومن ڈویلپمنٹ کے رسالے ماہ نامہ نوائے انسان لاہور، جون ۲۰۰۱ء (رپورٹ از ڈاکٹر طارق رحمان، ص ۸-۱۳) سے شکریے کے ساتھ یہ سوال اور جدول لیے گئے ہیں۔تاہم، ان اعداد وشمار کی تعبیر ہم اپنے الفاظ میں کر رہے ہیں۔اس سائنٹیفک فکری مطالعے سے یہ بات ابھر کر سامنے آئی ہے کہ: تعلیم، نصاب، معاشی پس منظر اور طبقاتی وثقافتی تفاوت کے پہلو بہ پہلو پاکستان کی نئی نسل، اپنی سوچ اور اہداف کے اعتبار سے کن تصورات کی حامل ہے۔یکسر متضاد اور متحارب نظام ہائے تعلیم کے باوجود، جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتا ہوا لڑکا بڑی حد تک ایک مخصوص انداز کی سوچ سے وابستہ ہے۔صوبہ سندھ کے شہری طلبہ کا یہ رجحاناتی مطالعہ اس اعتبار سے بھی انفرادیت رکھتا ہے کہ اس صوبے میں مہاجر اور سندھی قوم پرستی کی تحریکوں اور جدیدیت کے گہرے اثرات ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- **کیا پاکستان میں شریعت (شرعی قوانین) کا نفاذ ہونا چاہیے؟**

	دینی مدارس	کیڈٹ کالج	اعلیٰ انگلش میڈیم	اُردو میڈیم	سندھی میڈیم	عام اسکول
ہاں	۹۷٫۷۱٪	۷۹٫۰۷٪	۵۲٫۵۸٪	۹۵٫۵۸٪	۸۱٫۸۲٪	۸۶٫۵۵٪
نہیں	۰٫۷۶٪	۵٫۸۱٪	۲۳٫۷۱٪	۱٫۷۳٪	۷٫۵۸٪	۱٫۶۸٪
معلوم نہیں	۱٫۵۳٪	۱۵٫۱۲٪	۲۳٫۷۱٪	۲٫۶۹٪	۱۰٫۶۰٪	۱۱٫۷۶٪

اس جواب کے مطابق صوبہ سندھ کے شہری علاقوں میں نئی نسل کی غالب ترین تعداد، پاکستان میں شریعت کے نفاذ کو ضروری سمجھتی ہے۔ حالانکہ عمر کا یہ حصہ بچے میں پابندیوں کو توڑنے میں دلچسپی کا زمانہ ہوتا ہے۔ دینی مدارس، کیڈٹ کالج، سندھی میڈیم اور عام اسکول کے طلبہ بھاری اکثریت میں شرعی قوانین کی خواہش رکھتے ہیں، بلکہ ان کے ساتھ اعلیٰ انگلش میڈیم کے طلبہ بھی پچاس فی صد سے زیادہ یہی رجحان رکھتے ہیں۔ البتہ ان میں تقریباً ایک تہائی تعداد کا رویہ اس معاملے میں لاتعلقی یا عدم دلچسپی کا ہے۔ دینی جدوجہد سے وابستگان کے لیے یہ پہلو خصوصی توجہ کا تقاضا کرتا ہے۔

- **ٹیلی ویژن کو آزادی ہونی چاہیے؟**

	دینی مدارس	کیڈٹ کالج	اعلیٰ انگلش میڈیم	اُردو میڈیم	سندھی میڈیم	عام اسکول
ہاں	۸٫۳۹٪	۴۸٫۸۴٪	۶۷٫۰۱٪	۳۶٫۹۲٪	۴۶٫۲۱٪	۲۶٫۸۹٪
نہیں	۷۶٫۳۴٪	۳۱٫۴۰٪	۱۸٫۵۶٪	۴۶٫۹۲٪	۳۱٫۰۶٪	۶۳٫۰۳٪
معلوم نہیں	۱۵٫۲۷٪	۱۹٫۷۴٪	۱۴٫۴۳٪	۱۶٫۱۵٪	۲۲٫۷۳٪	۱۰٫۰۸٪

اس سوال میں ٹیلی ویژن (تفریحی اور تبصراتی) پروگراموں کے بارے میں مجموعی رائے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوچھی گئی ہے۔ اگر ان دونوں کے بارے میں الگ الگ سوال پوچھا جاتا تو اس کا امکان تھا کہ تبصراتی پروگراموں میں زیادہ آزادی دیے جانے اور تفریحی پروگراموں میں اخلاقی اقدار کی کچھ حدود و قیود عائد کرنے کے رجحان پر مشتمل آراء سامنے آتیں۔

اس جواب کے مطابق ٹیلی ویژن کو تفریحی پروگرام کو پیش کرنے میں آزادی کے سوال پر دینی مدارس اور اعلیٰ انگلش میڈیم اسکولوں کے طلبہ دو واضح انتہاؤں پر کھڑے نظر آتے ہیں۔ یہ چیز ان کے تعلیمی ماحول اور تربیت کی غماز ہے۔ اعلیٰ انگلش میڈیم اسکولوں کے طلبہ کے علاوہ دوسرا کوئی بھی طبقہ ٹی وی کی مکمل آزادی کے حق میں نہیں۔ گزشتہ جدول کے اعداد و شمار میں ایمانی اور تہذیبی تقاضوں کے تحت شریعت کے لیے قبولیت اور مندرجہ بالا جدول میں ذاتی پسند کے مطابق، شرعی تقاضوں کے برعکس سوچ، اس تضاد کو نمایاں کرتی ہے، جو دل اور دماغ میں جڑ پکڑتا ہے۔ اس جواب میں شخصی اختیار کی آزادی کو استعمال کرنے کا رجحان دیکھا جا سکتا ہے۔ اس کا ایک پہلو تصوراتی سطح پر آئیڈیل اور ذاتی سطح پر خواہشات کی طلب سے واضح ہوتا ہے۔ یہی وہ فرق ہے جسے سیکولر اور مغربی حلقے، عصری تعلیم کے فروغ میں بڑی اہمیت دیتے ہیں۔

- **کشمیر کا مسئلہ فتح سے حل ہو گا؟**

	دینی مدارس	کیڈٹ کالج	اعلیٰ انگلش میڈیم	اُردو میڈیم	سندھی میڈیم	عام اسکول
ہاں	٪۹۹٫۲۴	٪۸۸٫۳۷	٪۶۲٫۸۹	٪۹۵٫۵۸	٪۸۸٫۶۴	٪۸۸٫۲۴
نہیں	٪۰٫۰۰	٪۶٫۹۸	٪۳۱٫۹۶	٪۲٫۱۲	٪۴٫۵۴	٪۶٫۷۲
معلوم نہیں	٪۰٫۷۶	٪۴٫۶۵	٪۵٫۱۵	٪۲٫۳۱	٪۶٫۸۲	٪۵٫۰۴

مندرجہ بالا سوال کا نتیجہ اس امر کی تائید کرتا ہے کہ: پاکستان اور بھارت کے تعلقات کی تاریخ میں، بھارت کے ہٹ دھرمی پر مبنی غیر مفاہمانہ رویے اور مذاکراتی عمل کو مسلسل بے نتیجہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنانے کی روش نے پاکستان میں عمومی سطح پر مایوسی پیدا کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ طلبہ کی اکثریتی رائے کے مطابق بھارتی تسلط سے مقبوضہ جموں وکشمیر کی آزادی، مذاکراتی عمل سے نہیں بلکہ فتح (جہاد) سے ممکن ہے۔ اس مسئلے پر دینی مدارس کے پہلو بہ پہلو دیگر پانچوں تعلیمی دھارے یک آواز ہیں۔ عام خیال کے برعکس کشمیر اور جہاد کے بارے میں سندھی میڈیم طلبہ کا موقف بھی نہایت واضح ہے۔ تاہم اعلیٰ انگلش میڈیم کے طلبہ میں اس کی تائید میں قدرے کمی پائی جاتی ہے، کہ کشمیر کو جہاد کے ذریعے آزادی ملے گی۔

- پاکستان میں ایک مضبوط فوج کا قیام ہونا چاہیے؟

	دینی مدارس	کیڈٹ کالج	اعلیٰ انگلش میڈیم	اُردو میڈیم	سندھی میڈیم	عام اسکول
ہاں	٪۸۷٫۷۹	٪۹۱٫۸۶	٪۸۸٫۶۶	٪۹۵٫۹۶	٪۸۷٫۱۲	٪۹۴٫۹۶
نہیں	٪۲٫۲۹	٪۳٫۴۹	٪۸٫۲۵	٪۲٫۱۲	٪۵٫۳۰	٪۳٫۳۶
معلوم نہیں	٪۳٫۸۲	٪۴٫۶۵	٪۳٫۰۹	٪۱٫۹۲	٪۷٫۵۸	٪۱٫۶۸

یہ جواب گزشتہ جواب ہی کے رجحان کی تائید کرتا ہے۔ اس جواب میں ملکی دفاع کے لیے مضبوط فوج کی اہمیت کو بھاری اکثریت (۸۷ فی صد سے ۹۶ فی صد) کے ساتھ ضروری سمجھا گیا ہے۔ اس نتیجے کو پڑھتے وقت یہ بات پیش نظر رہے کہ صوبہ سندھ کو ''غیر فوجی'' صوبہ کہا جاتا ہے۔

[اس جدول میں ''دینی مدارس'' کے فی صد کی غلطی ماہ نامہ نوائے انسان لاہور ہی میں موجود ہے]۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- **کیا پاکستان کو ایٹمی ہتھیار تیار کرنے چاہییں؟**

	دینی مدارس	کیڈٹ کالج	اعلیٰ انگلش میڈیم	اُردو میڈیم	سندھی میڈیم	عام اسکول
ہاں	۹۶ء۱۸٪	۷۹ء۰۷٪	۶۴ء۹۵٪	۷۹ء۸۱٪	۴۹ء۲۴٪	۷۳ء۱۱٪
نہیں	۱ء۵۳٪	۱۵ء۱۲٪	۲۶ء۸۰٪	۱۳ء۶۵٪	۳۵ء۶۱٪	۱۸ء۴۹٪
معلوم نہیں	۲ء۲۹٪	۵ء۸۱٪	۸ء۲۵٪	۶ء۵۴٪	۱۵ء۱۵٪	۸ء۴۰٪

البتہ اس جواب میں، گزشتہ دو جوابات کے برعکس ایک فرق نظر آتا ہے۔ سندھی میڈیم کے طلبہ نے جہاد [۶۴ء۸۸ فی صد] اور فوج [۱۲ء۸۷ فی صد] کے بارے میں بڑی مثبت رائے رکھنے کے باوجود ایٹمی پروگرام کے حوالے سے مختلف [۲۴ء۴۹ فی صد] سوچ ظاہر کی ہے۔ اگرچہ حمایت کرنے والوں کی تعداد مخالفت کرنے والوں سے زیادہ ہے۔

ان جوابات پر غور کیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ جو فکری تسلسل دینی مدارس کے طلبہ میں پایا جاتا ہے، جدید تعلیم کے اداروں میں زیرِ تعلیم طلبہ کے ہاں اسی قدر اونچ نیچ یا عدم تسلسل دیکھا جا سکتا ہے۔ اس مطالعے کی بنیاد پر دینی طلبہ کی ذہنی ساخت کے بارے میں رائے قائم کرنا جس قدر آسان ہے، دوسرے طلبہ کی سوچ اسی قدر پختگی کی تلاش میں سرگرداں دکھائی دیتی ہے۔ اس چیز کا تعلق ان طلبہ کے سماجی پس منظر کے ساتھ، نصابی، درسی اور تربیتی بنیاد سے بھی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳

دینی مدارس نے علوم نبوت کے تحفظ، ان کی تعلیم و اشاعت، ان میں اضافے اور ترقی، اور مغربی افکار و تمدن کا جواب دینے میں جو شان دار خدمات انجام دی ہیں، ان کا اعتراف نہ کرنا اور انھیں خراج تحسین پیش نہ کرنا بخل ہوگا۔ لیکن ایک زندہ قوم کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی ہر کوشش اور ہر معرکے کا کھلے دل سے جائزہ لے۔ کامیابیوں پر پروردگار کا شکر ادا کرے، کوتاہیوں اور خامیوں کا تعین کرے، اصلاح و بہتری کی فکر کرے اور اسے مستقبل کے تقاضے پورے کرنے کا اہل بنائے (خرم مراد، ترجمان القرآن، مئی ۱۹۹۵ء)۔

خدمات: اصلاحات کا جواز، عدم جواز

مولانا احسن جمیل مدنی (شیخ الجامعہ سلفیہ، بنارس) نے مسئلے کی نزاکت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے: ''ہم کو دوسروں کی نیت پر شک نہیں کرنا چاہیے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ علمی زوال اور دینی مدارس میں معیار تعلیم کی تنزلی کا ہر کسی کو احساس ہے۔ لائق اساتذہ اور فاضل علماء کی کمی کا برابر شکوہ کیا جاتا ہے۔ اصحاب فکر و نظر کبھی کبھی یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ کیا وجہ ہے کہ ان دینی مدارس سے ہمیں وہ خاطر خواہ نتیجہ حاصل نہیں ہوتا کہ جس کی ان سے امید لگائی جا رہی ہے (ماہنامہ محدث جون ۲۰۰۱ء، ص ۱۸)۔

❖ **اصلاحات کی ضروت:** زمانہ کبھی ایک حال پر قائم نہیں رہتا۔ ہر عہد کا ایک خاص مزاج ہوتا ہے، اور اسی مزاج اور زمانے کی رفتار کے ساتھ ساتھ دنیا کی چیزیں بدلتی رہتی ہیں۔ اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے جو چیزیں اس رفتار کا ساتھ نہیں دیتیں یا اپنے آپ کو اس سے ہم آہنگ نہیں کر پاتیں تو ان کی اپیل میں ضعف آتا ہے اور پھر ان کا زوال شروع ہو جاتا ہے۔لیکن، اس کے برعکس ان کی فطرت میں تبدیلی نہیں آتی۔اسی لیے انسان اور انسان کی فطرت کو مخاطب کرنے کے لیے اسلام ایسا ابدی دین اور مکمل نظام حیات ہے، جس کے اقداری نظام (value system) میں نہ کبھی ترمیم ہوئی ہے اور نہ کوئی تغیر واقع ہوسکتا ہے۔اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اس کے بنیادی اصول اتنے محکم اور ہمہ گیر ہیں کہ وہ ترمیم و اضافے سے بالاتر ہیں۔موجودہ مادی ترقی یافتہ دور میں بھی اسلام اپنی معنویت، دلآویزی، اثر انگیزی اور جامعیت کی بنا پر مقبول اور رائج ہوسکتا ہے۔دوسرے مذاہب کے برعکس اسلام کی یہ امتیازی شان دراصل اس بنا پر بھی ہے کہ وہ ایمانیات کے بنیادی اصولوں پر پختہ رہنمائی دے کر، فرد کو ان اصولوں کی روشنی میں زندگی گزارنے کی آزادی عطا کرتا ہے۔اسلام، انسانوں کو عرب بنانے کا علم بردار نہیں، بلکہ مشرق و مغرب کی تفریق کو تسلیم کرتے ہوئے، انھیں ایمان، امت اور خدمت خلق کے عناصر ترکیبی میں پرو دیتا ہے۔

ان امور کو ملحوظ رکھتے ہوئے مولانا شبلی نعمانیؒ نے لکھا تھا: ''علماء کو اس بات کا مطلق خوف نہیں کرنا چاہیے، کہ علوم جدیدہ، مذہب اسلام کے برخلاف ہیں، اور ان کی تعلیم سے عقائد مذہبی میں خلل آجاتا ہے، کیونکہ جب امام غزالیؒ [م: ۱۱۱۱ء] کی طرح وہ ان علوم کو خود حاصل کریں گے، تو ان کو وہ مسائل معلوم ہو جائیں گے، جن میں مذہبی مخالفت کا احتمال پیدا ہوسکتا ہے۔اس صورت حال میں وہ ان مسائل کی تردید یا اسلام سے ان کی مطابقت بخوبی کر سکیں گے، اور جدید تعلیم یافتوں کو مذہبی شکوک و شبہات سے محفوظ رکھ سکیں گے، صاف ظاہر یہ ہے کہ جب تک ہماری قوم کے علماء جدید فلسفہ اور جدید علوم کو بذات خود حاصل نہ کریں، ناممکن ہے کہ وہ ان اعتراضات کا جواب دے سکیں، جو یورپ کے ملاحدہ، مذہب اسلام پر کرتے ہیں، اور جن کا اثر ہماری قوم کے جدید تعلیم یافتوں پر پڑتا ہے'' (رسائل شبلی، ص ۹۰)۔

❖ **اصلاحات کے لیے تذبذب اور انکار:** مولانا اسعد مدنی ابن مولانا حسین احمد مدنیؒ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[م: ۱۹۵۷ء] نے دینی مدارس کے نصاب تعلیم اور نظام تعلیم میں تبدیلی کی روایت سے اختلاف کرتے ہوئے کہا:

''ہم اس حق میں نہیں کہ مدرسوں میں دنیاوی تعلیم رائج کی جائے، اور مدرسوں کی افادیت دینی اعتبار سے ختم ہو جائے۔ ملک میں سیکڑوں یونیورسٹیاں اور لاکھوں کالج ہیں، پھر چند مدرسوں پر نظریں کیوں لگی ہوئی ہیں۔ ان کے لیے اتنی بے تابی اور پریشانی کیوں ہے؟ یہ اسلام کے خلاف ایک سازش ہے کہ مدرسوں کی ٹانگ توڑ دی جائے'' (اخبار قومی آواز، ۴ جون ۱۹۹۵ء)۔ [اس سے قبل جناب اسعد مدنی نے ایک سیمینار میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا]: ''آج ہم جس دور سے گزر رہے ہیں وہ بڑا خطرناک ہے۔ عیسائی اور یہودی طاقتیں اپنے بھرپور وسائل کے ساتھ اسلام کو مٹانے پر تلی ہوئی ہیں۔ ان کا نشانہ خاص طور سے دینی مدارس ہیں۔ مدارس عربیہ اسلامیہ کے نصاب تعلیم میں بنیادی تبدیلیوں [یا اصلاحات] کی بات بھی ایسی ہی سازشوں کا ایک خطرناک حصہ ہے'' (پندرہ روزہ آئینہ دارالعلوم، دیوبند، یکم دسمبر ۱۹۹۴ء، ص ۶)۔

مولانا سعید احمد پالن پوری کے نزدیک: ''جو لوگ علوم عصریہ کو دینی مدارس میں جس انداز سے داخل کرانا چاہتے ہیں وہ بہت نقصان دہ [سوچ] ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ نصاب کا مسئلہ ثانوی درجے کا ہے'' (آئینہ دارالعلوم، دیوبند، یکم دسمبر ۱۹۹۴ء، ص ۵)۔ اس ضمن میں مولانا ارشد مدنی نے اس خیال کا اظہار کیا: ''ہمارا موجود نصاب مکمل ہے۔ اس میں بنیادی طور پر کسی تبدیلی کی ضرورت نہیں۔ ہاں، اگر جزوی طور سے کوئی ایسی بلند چیز نصاب میں شامل کی جائے، جس سے اصل مقاصد متاثر نہ ہوں تو اس کے قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں'' (ایضاً، ص ۱۴)۔

مولانا ریاست علی نے یہ خیال ظاہر کیا: ''بعض حضرات سائنس اور علوم جدید کو [دینی مدارس کے] نصاب میں شامل کرنے کی ضرورت پر بہت زور دیتے ہیں۔ ہمیں بھی ان کی افادیت سے انکار نہیں، لیکن اس اضافے کو ہم دینی مدارس کے مذاق و مزاج کے حق میں نقصان دہ باور کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں میڈیا کا مسلسل مطالبہ بظاہر ایک سازش ہے'' (ایضاً)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالعلیم فاروقی نے اس مسئلے پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا: ''میرے نزدیک نصاب میں تبدیلی نہ پہلے کوئی گناہ تھی، نہ آج ہے اور نہ آئندہ ہوگی۔ حالات بدل رہے ہیں، قدریں بدل رہی ہیں، ان حالات میں ہمیں کس طرح چلنا ہے، سب سے زیادہ غورطلب بات یہ ہے —— ہمیں اور آپ کو اکابر کی روش پر ہی قائم رہنا چاہیے، اسی میں عافیت مضمر ہے۔ میں جدید تعلیم کا ہرگز مخالف نہیں ہوں۔ لیکن اس کے لیے مناسب نہیں سمجھتا کہ دینی مدارس کے طلبہ کے مقاصد میں خلل انداز ہونے کی کوشش کی جائے۔ آج ہمارے تقریباً ۹۸ فی صد بچے مدارس دینیہ کے بجائے اسکول وکالج اور یونیورسٹیوں ہی کا رخ کرتے ہیں۔ اور اپنے حوصلے [اور صلاحیت] کے مطابق جو بننا چاہتے ہیں بن رہے ہیں —— ان دو فی صد بچوں کو آپ خالص علوم دینیہ ہی حاصل کرنے دیں'' (ایضاً، ص ۸)۔

مفتی سید سیاح الدین کاکاخیلؒ نے فرمایا: ''اگر حالات کے اعتبار سے بعض کتابیں اب خارج کی جائیں اور بعض مفید کتابیں شامل کی جائیں تو اس سے کوئی خاص فرق نہیں پڑے گا، اور نہ یہ اسلاف کے طریقے سے روگردانی ہوگی --- مگر آج کل درس نظامی کا نام لے کر، اس پر جو تنقید کی جاتی ہے یہ بالکل بے جا ہے اور کچھ فیشن سا بن گیا ہے۔ اس انداز سے گفتگو کرنا ہے کہ گویا اس نصاب تعلیم نے کوئی فائدہ نہیں پہنچایا۔ جید علماء، جو اس نصاب پر اچھی طرح حاوی تھے، اور انھوں نے بہت سے علمی اور عملی کارنامے سرانجام دیے، اسی درس نظامی سے پیدا ہوئے تھے --- اس لیے مخالفانہ تبصرے کرنے کے بجائے یہ سوچا جائے کہ درس نظامی کی کن کن کتابوں کو باقی رکھا جائے، اور کن کتابوں کی جگہ دوسری کتابیں رکھی جائیں، جن کے پڑھنے سے اصل مقصد حاصل ہو سکے۔ قدیم فلسفہ کی کوئی ایک دو کتابیں تو نصاب میں ضرور رکھی جائیں، کیونکہ ہمارے تمام دینی لٹریچر میں وہی اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں۔ باقی کتابوں کے بجائے جدید نظریات پر ایسی کتابیں اردو میں مرتب کی جائیں کہ طلبہ سرسری اور سنی سنائی باتیں نہیں، بلکہ مستند حوالوں کی روشنی میں ہر فلسفہ حیات کے بنیادی اصولوں اور خامیوں، وغیرہ کا علم حاصل کر سکیں --- میری رائے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نصابی کتابوں کی تبدیلی سے بڑھ کر اہم چیز طریقہ تعلیم و تدریس ہے۔ ہمارے اس دور میں ''جدید معتزلہ'' نے ''عقلیت پسندی'' کے زعم میں جو نئے مسائل کھڑے اور شبہات پیدا کیے ہیں، انھیں پیش نظر رکھا جائے۔ اب دین کی خدمت یہ ہے کہ تعلیم و تدریس میں ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ طلبہ، مدارس سے نکل کر تقریر و تحریر کے ذریعے اس نئے دور کے ''معتزلہ'' کا مقابلہ کر سکیں۔ اب رہ گئی دینی مدارس میں انگریزی پڑھانے کی بات۔ اگرچہ میں انگریزی زبان کی افادیت اور ضرورت کا قائل ہوں، لیکن دینی مدارس میں طلبہ کو نصاب کی ان دینی اور فنی کتابوں کے ساتھ انگریزی پڑھانا نقصان دہ سمجھتا ہوں۔ تجربہ یہ ہے کہ اس صورت میں طلبہ کی زیادہ توجہ انگریزی کی طرف ہو جاتی ہے اور دینی علوم کی دوسری کتابوں کی طرف ان کی توجہ باقی نہیں رہتی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اصل دینی علوم میں وہ بالکل کچے رہ جاتے ہیں۔ ہاں، یہ ضرور کرنا چاہیے کہ ایک علیحدہ شعبہ قائم کیا جائے اور جب طلبہ مدرسے کی تعلیم سے فارغ ہو جائیں تو پھر خالص انگریزی زبان کی طرف متوجہ ہوں، تو تھوڑے عرصے میں انگریزی سیکھ سکیں گے'' (دینی مدارس کا نظام تعلیم، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد، ۱۹۸۶ء)۔

❖ **اصلاحات کی ضرورت کا احساس**: اس مسئلے کو سمجھنے کے لیے اگر ماضی پر نظر دوڑائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ دارالعلوم دیوبند نے جب درس نظامی کو اپنایا تو اس وقت کی ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے اس میں دو بنیادی اصلاحات کیں:

- ایک یہ کہ، پرانے درس نظامی میں جہاں حدیث کی صرف ایک کتاب مشکوۃ شریف تھی، اس کی جگہ صحاح ستہ (بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی) کو بھی شامل کر لیا گیا۔
- دوسرا یہ کہ، حدیث کی تعلیم و تدریس کے لیے فقہ حنفی کے مسائل و احکام کے احادیث نبویؐ سے اثبات اور ان کی ترجیح کے طرز کو اپنایا۔

گویا کہ پہلی تبدیلی کتب میں وسعت اور دوسری تبدیلی طرز تدریس سے متعلق تھی۔ مگر، اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد نصاب تعلیم اور طرزِ تعلیم پر جمود کی مہر ثبت ہو کر رہ گئی کہ زمانے کی ضروریات اور تقاضوں سے آنکھیں بند کر لینے ہی کو عافیت کا ذریعہ سمجھ لیا گیا۔

اس حوالے سے یہ چار مثالیں قابل ذکر ہیں:

پہلی یہ کہ دعوت و تبلیغ میں عملی تجربے کے بعد مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیریؒ [م: ۲۷ مئی ۱۹۲۳ء] نے آخری عمر میں نصیحت فرمائی تھی: ''اگر اسلام کی دعوت و تبلیغ کا کام صحیح طریقے سے کرنا چاہتے ہو تو اس کے لیے انگریزی سیکھنا ضروری ہے''۔ اتنے عشرے گزرنے کے باوجود دینی مدارس اب بھی انگریزی زبان کے بارے میں تردّد اور شاید کسی نادیدہ خوف کا شکار ہیں۱۔

اسی طرح مولانا اشرف علی تھانویؒ [م: ۱۹۴۲ء] نے مدارس کے طریق تدریس پر تنقید کرتے ہوئے فرمایا تھا: ''قرآن شریف کا سادہ پڑھا دینا نامناسب ہے، کیونکہ کتب درسیہ کی تحصیل کے بعد دماغ میں اصطلاحات رچ جاتی ہیں، پھر طالب علم قرآن کو اسی طرز پر منطبق کرنے لگتا ہے''۔ بعدازاں مولانا تھانویؒ نے فرمایا: ''یہ میری بہت پرانی رائے ہے کہ تعزیرات ہند کے قوانین اور ڈاک خانہ اور ریلوے کے قواعد بھی [نصاب میں] شامل ہونے چاہییں۔ مگر کوئی مانتا اور سنتا ہی نہیں''۔ اس حوالے سے بقول مولانا ابوعمار زاہد الراشدی: ''مدارس کے ارباب حل وعقد کے جمود کو داد دیجیے کہ حضرت تھانویؒ جیسے رجل عظیم کو بھی سپر انداز ہونا پڑا: ''کوئی مانتا اور سنتا ہی

۱۔ انگریزی زبان کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے مفتی محمد تقی عثانی لکھتے ہیں: ''جدید مغربی تعلیم کے اثر سے دنیا میں جتنی گمراہیاں پھیلی ہیں، ان کے سرچشمے انگریزی زبان میں ہیں۔ جب تک ان گمراہیوں کے اصل منابع سے کما حقہ واقفیت [حاصل] نہ ہو، ان کی تردید اور ان پر تنقید و تبصرہ پوری طرح موثر نہیں ہو سکتا۔ یہ تقریباً وہی صورت حال ہے جو عباسی خلافت میں یونانی فلسفہ کے رواج عام سے پیدا ہوئی تھی۔ جس طرز پر یونانی نظریات کی یلغار کے مقابلے میں متکلمین اسلام نے [کارنامہ] انجام دیا تھا، یہ کام علمائے امت کے ذمے ایک قرض ہے۔ مغرب کے مستشرقین نے عربی اور اسلامی علوم پر ''تحقیق'' کے نام سے ایسے زہریلے لٹریچر کا انبار تیار کرایا ہے، جس کا مقصد دین کے بنیادی مسلمات کو مشکوک بناتا ہے۔ یہ لٹریچر جدید ذہن کی نفسیات کے مطابق اور اس اسلوب میں تیار کیا گیا ہے، جو آج کے ذہن کو اپیل کرنے کی پوری صلاحیت رکھتا ہے۔ عالم اسلام اس کے زہریلے اثرات سے خالی نہیں۔ اس زہر کا تریاق فراہم کرنا علماء کی ذمہ داری ہے، اور اس کے لیے انگریزی زبان اور ان عصری علوم کی تحصیل لازمی ہے ـــــ اس وقت مسلمانوں کی بڑی تعداد یورپ، امریکہ، افریقہ، آسٹریلیا اور مشرق بعید میں آباد ہے۔ ان لوگوں کو، خاص طور پر نئی نسلوں کو اسلام پہنچانے کا کوئی راستہ انگریزی زبان کے بغیر ممکن نہیں (ہمارا تعلیمی نظام، ص ۱۰۰-۱۰۱)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں‘‘ (ماہنامہ’’الشریعہ‘‘، اپریل ۲۰۰۱ء، ص ۳-۶)۔

پھر مولانا ابوالکلام آزادؒ [م: ۱۹۵۸ء] نے فرمایا: ’’[مدارس اسلامیہ میں] ۱۴، ۱۵ برس تک لڑکے پڑھتے ہیں، اور دس سطریں عربی کی صلاحیت کے ساتھ نہیں لکھ سکتے۔ اگر لکھیں گے تو ایسی عربی ہوگی کہ جس کو ایک عرب نہ پہچان سکے گا۔ ضرورت ہے کہ عربی کی تعلیم کی نیو نئے سرے سے قائم کریں--- اب وقت آ گیا ہے کہ آپ نصاب تعلیم کی از سر نو تشکیل کریں اور زمانے کے رخ کو پہچان کر آگے بڑھیں‘‘۔ [مولانا ابوالکلام آزادؒ نے دوسری جگہ فرمایا]: ’’میرا دل زخمی ہے --- اب دنیا کہاں سے کہاں تک آ گئی ہے--- اپنے مدرسوں میں جن چیزوں کو ہم معقولات کے نام پر پڑھا رہے ہیں، وہ وہی چیزیں ہیں، جن سے دنیا کا دماغی کارواں دو سو برس پہلے گزر چکا ہے۔ آج ان کی دنیا میں کوئی جگہ نہیں ہے‘‘ (ایضاً)۔

بعد کے دور میں مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ [م: اکتوبر ۱۹۷۷ء] نے بھی وقت کے تقاضوں کے مطابق تبدیلی کی اہمیت کو واضح کیا۔ ان کے نزدیک نصاب میں تین تبدیلیوں کی ضرورت ہے:

۱۔ تخفیف، یعنی بھاری بھرکم نصاب کو کچھ ہلکا کر کے، ایک ہی فن کی درجنوں کتابیں پڑھانے کے بجائے تین چار اہم اور مفید کتب کی تعلیم دی جائے۔

۲۔ تیسیر، یعنی مشکل پسندی کا طریقہ ترک کر کے غیر متعلقہ مباحث میں طلبہ کے ذہنوں کو الجھانے کے بجائے، نفس کتاب اور نفس مضمون کی تعلیم کو ترجیح دی جائے۔

۳۔ اثبات و ترمیم، یعنی غیر ضروری فنون کو حذف کر کے جدید اور مفید علوم کو شامل کیا جائے‘‘ (ایضاً)۔

مولانا سید محمد متین ہاشمیؒ [م: ۲۱ جنوری ۱۹۹۲ء] نے درس نظامی کی موجودہ صورت حال کا یوں تجزیہ پیش کیا: ’’موجودہ درس نظامی اُس زمانے کی ضروریات اور تقاضوں کو پیش نظر رکھ کر بنایا گیا تھا، جس زمانے میں اس کی تدوین ہوئی تھی۔ اب حالات یکسر تبدیل ہو چکے ہیں، اس لیے نصاب بھی تبدیل ہونا چاہیے۔ مگر نصاب کی تبدیلی سے پہلے ضروری ہے کہ اس تعلیم کے اغراض و مقاصد کا تعین کر لیا جائے، جو میرے خیال میں یہ ہیں:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ قرآن وسنت میں بصیرت تامہ کا حصول، ۴۔ تزکیہ نفس،
۲۔ اسوہ رسول اللہؐ کی روشنی میں تعمیر سیرت و کردار، ۵۔ عصری علوم سے حسب ضرورت
۳۔ تبلیغ واقامت دین کا شعور اور تڑپ، واقفیت۔

دورہ حدیث کو دو برسوں میں تقسیم کیا جائے، جس میں سال اول میں موطا امام مالک ،شرح معانی الآثار ، ابو داؤد شریف ،سنن نسائی اور دوسرے سال میں بخاری، مسلم، ابن ماجہ ،نخبتہ الفکر ، موطا امام مالک اور ترمذی پڑھائی جائے (دینی مدارس کا نظام تعلیم،ص ۲۰۰-۲۰۱)۔

مولانا سید عبدالغفار حسن کے بقول: ''عربی مدارس کی موجودہ صورت حال انتہائی مایوس کن ہے۔ موجودہ فرقہ وارانہ ذہنیت کو دیکھتے ہوئے اس کا مستقبل قریب میں بدلا جانا بھی ممکن نہیں ہے۔ خود طلبہ بھی دلجمعی سے تعلیم حاصل نہیں کرنا چاہتے ، وہ جلد سے جلد دورہ حدیث کے مرحلے تک پہنچ جانا چاہتے ہیں، تاکہ مدرسہ سے فراغت حاصل کرتے ہی عصری [سیکولر] تعلیم کے لیے کچھ وقت نکال سکیں۔ موجود مدارس کا نصاب تبدیل کرنے کی جو کوششیں بھی کی گئیں، وہ بار آور ثابت نہیں ہوئیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومتی یا نیم حکومتی سرپرستی میں ایک مستقل درس گاہ قائم ہو، جس میں حسب ذیل نکات کی روشنی میں نصاب کا اہتمام کیا جائے:

۱۔ میٹرک تک تعلیم ہر طالب علم کے لیے لازمی ہو،
۲۔ جس طرح میٹرک کے بعد کوئی طالب علم ایم اے یا قانون کی ڈگری حاصل کرنے کے لیے چھ برس صرف کرتا ہے، اسی طرح میٹرک پاس طالب علم، دینی تعلیم کی وہ اعلیٰ سند حاصل کرے جو ایم اے کے برابر ہو ـــــ اور اس چھ سالہ نصاب کی خصوصیت یہ ہو:

الف۔ منطق وفلسفہ بالکل حذف کر دیا جائے،
ب۔ پہلے سال عربی نحو، صرف اور بلاغت پر زور ہو اور مروجہ کتب کے بجائے النحو الواضح، ابن ہشام کی قطر الندی اور شرح الفیہ ابن مالک رکھی جائے،
ج۔ پورے قرآن کی تفسیر کم از کم تین سال میں ضرور ختم کی جائے۔ مختصر تفسیر جامع البیان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مناسب رہے گی۔امام شوکانی کی فتح القدیر کی منتخبات بعد کے مرحلے میں پڑھائی جاسکتی ہیں۔

د۔ احادیث کی کتب میں :بخاری،مسلم،ابو داؤد اور ترمذی پر قناعت کی جائے،

ہ۔ فقہ میں قدوری،شرح وقایہ اور ھدایہ کی تعلیم ہو،

و۔ اصول تفسیر،اصول حدیث اور اصول فقہ پر ایک ایک کتاب،

ز۔ عقائد،فرائض اور سیرت و تاریخ کے اسباق رکھے جائیں،

ح۔ عام یونیورسٹیوں میں رائج بی اے تک انگریزی زبان وادب کا کورس شامل کیا جائے،تا کہ طلبہ میں انگریزی مطالعے کی کافی استعداد پیدا ہو سکے۔

ط۔ چونکہ مذکورہ نصاب میں تقریباً بارہ مضامین شامل ہیں،اس لیے جدید مضامین کا اضافہ ممکن نہ ہوگا،البتہ اس کمی کو دور کرنے کے لیے معاشیات،سیاسیات،وضعی قانون،وغیرہ پر متعدد جامع لیکچر رکھے جائیں۔یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس نصاب کے تحت تجرباتی طور پر کسی ایک مدرسے کو منتخب کر کے روبہ عمل لایا جائے''(ایضاً،ص ۱۱۸-۱۲۰)۔

مولانا سید محمد ناظم ندویؒ [م:۱۹۹۹ء]،شیخ الجامعہ،جامعہ اسلامیہ عباسیہ،بہاول پور نے دینی نصاب کی عقدہ کشائی کرتے ہوئے لکھا ہے:''درس نظامی کی یہ کتب اپنے زمانے کے مزاج کے مطابق ہیں۔اب زمانے کا مزاج بدل گیا ہے۔اب ایجاز واختصار کا زمانہ نہیں ہے،بلکہ شرح وبسط کا زمانہ ہے۔یونانی علوم عقلیہ نے مولفین ومصنفین کا ذوق بدل کر رکھ دیا تھا۔اس عہد کی کتابوں کا اسلوب منطقیانہ ہو گیا تھا۔کیونکہ یہی اس وقت کا مذاق تالیف تھا،جیسا کہ آج سائنسی اور میکانکی بن گیا ہے۔اس زمانے میں چیستان نویسی کمال فن کی دلیل تھی،لیکن اب تک مدارس دینیہ کے مدرسین کا تدریسی ذوق یہ ہے کہ مغلق ومبہم کتابوں کی عقدہ کشائی کو کمال سمجھا جاتا ہے۔لیکن عہد حاضر میں ایسی کتابیں مقبول ہیں،جن کا اسلوب واضح ہو۔عہد حاضر میں لسانی وادبی علوم پر تصنیفات کا اسلوب نہایت دلکش ہے،بلکہ اصول فقہ وغیرہ کا اسلوب بھی مغلق ومبہم نہیں ہوتا''

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ایضاً،۱۸۲-۱۸۴)۔

فیلڈ مارشل ایوب خان نے جو تعلیمی کمیشن مقرر کیا، اس نے اپنی رپورٹ میں بحث کرتے ہوئے اس خواہش کا اظہار کیا تھا: ''مذہبی تعلیم کی مد میں اعلیٰ ترین دانش ور پیدا کیے جائیں، جو دنیا کی دیگر جامعات کے دانش وروں سے کسی طرح پیچھے نہ ہوں۔ مذاہب کے تقابلی مطالعے اور تاریخ عالم پر ان کی نظر ہو، تاکہ وہ انسان کی معاشری، اقتصادی اور سیاسی زندگی میں مذہب [اسلام] کے کردار کو نمایاں کر سکیں۔ اسلام کو ایک ایسے مجموعہ افکار کے طور پر پیش کر سکیں، جو دور جدید کے تقاضوں سے عہدہ برآء ہو سکتا ہے۔---قرآن وحدیث، فقہ، تاریخ اور فلسفہ کی تدریس کے ساتھ اسلامیات کے دانش وروں اور اساتذہ کو معروضی تصور پیدا کرنا چاہیے، اور جدید سائنس، طبعی اور معاشری دونوں کی روح اور طریقوں کو سمجھنا چاہیے---درسیات اسلامیہ کے مدرسوں کو اپنے مضمون---[کے ساتھ] کم از کم ایک معاشری سائنس مثلاً: اقتصادیات، فلسفہ، عمرانیات، نفسیات یا پولیٹیکل سائنس اور ان اصولوں کا فہم ہونا چاہیے، جو طبعی سائنسوں کی روح اور طریقوں کی تہہ میں کارفرما ہیں'' (قومی تعلیم کے کمیشن کی رپورٹ، وزارت تعلیم، حکومت پاکستان ۱۹۵۹ء، ص ۳۳۱-۳۳۲)۔

جہاں تک دینی مدارس کے نصاب میں جزوی اور جوہری اصلاحات کا سوال ہے، تو اس پر مخالفت اور موافقت میں بڑی مدلل آرا سامنے آ رہی ہیں۔ اگرچہ نصاب میں تبدیلی یا چند مضامین کے اضافے، کمی کا مشورہ دینا ایک آسان کام لگتا ہے، تاہم اسے حقیقی عملی شکل دینا اسی قدر مشکل کام ہے۔ اس چیلنج میں نصاب کے ساتھ، فن تدریس، استاد، ماحول اور مستقبل کے امکانات بیک وقت سامنے آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس اہم فریضے کی ادائیگی کے لیے بڑی عرق ریزی سے کام لینا ہوگا۔

❖ **مطلوبہ اصلاحات کا جواز**: دینی تقاضوں کا پاس ولحاظ رکھنے والے معتدل اور دور اندیش حلقوں کے نزدیک دینی مدارس میں جو متعدد اصلاحات لانا ضروری ہیں، ان کے لیے جواز

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بنیاد یہ حقائق ہیں:

- عصری تقاضوں سے بحسن وخوبی عہدہ برآ ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اسلام کے بین الملی اور اصولی مؤقف کو نمایاں کیا جائے۔
- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کو دین انسانیت اور نظام رحمت کے طور پر پیش کیا تھا۔ اسلام چند قواعد وضوابط، اور اوامر ونواہی میں محصور دین نہیں ہے، بلکہ ایسے اصول اور ایسی اقدار کی تعلیم دیتا ہے جن سے پوری نسل انسانی بہرہ ور ہوسکتی ہے۔
- بعض ایسے بنیادی مسائل، مثلاً: مختلف عقائد کے حامل افراد کی مشترک سوسائٹی کا روز افزوں قیام، خواتین کا روزگار اختیار کرنا، نقل وحمل کی آسانیوں کی وجہ سے خاندان کا ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کرنا، معاشی لین دین کے متنوع اور جدید ذرائع کا استعمال اور پس ماندہ اور مظلوم طبقوں کے اندر روز افزوں شعور، سرجری اور پیوند کاری جیسے مسائل، ذرائع ابلاغ کی گرفت اور حصول روزگار کے لیے دوسرے ممالک میں نقل مکانی —— ان سب کے لیے محض قدیم ذخیرۂ فقہ کو کھنگالنا کافی ہے۔
- اب سے پہلے تک جس طرح ایک محصور (closed) سوسائٹی کا قیام اور اس کا تحفظ ممکن تھا، اب ویسا رہنا ناممکن ہوتا جارہا ہے۔ اس کے لیے بھی اصل سرچشمہ ہدایت کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔

www.KitaboSunnat.com

- عصری مسائل جوملت اسلامیہ کے لیے چیلنج بن رہے ہیں اور جن کی پیچیدگی اور سنگینی کی وجہ سے عام مسلمان فکری یا اعتقادی طور پر مختلف اور اپنی عملی زندگی میں کچھ دوسرا طرز عمل اختیار کرنے پر مجبور ہیں —— اس دورخی زندگی سے صرف انھی کو نقصان نہیں پہنچتا، بلکہ دین حق کی حیثیت بھی متاثر ہوتی ہے جو ہر زمانے کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہے، اس مسئلے کا ادراک کر کے علمی، فکری عملی اور تہذیبی سطح پر جواب دینا امت مسلمہ ہی کا فرض ہے۔ یہ کام اہل علم ہی کو انجام دینا ہے۔ جس کے لیے امت کی نظر بار بار دینی درس گاہوں کی طرف اٹھتی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طالبات کی دینی تعلیم

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کے ساتھ خواتین کی دینی تعلیم کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ہدایت فرمائی: طلب العلم فریضة علی کل مسلم یعنی علم حاصل کرنا ہر مسلمان [مرد اور عورت] پر فرض ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دینی امور میں بھی عورتوں اور مردوں کو برابر درجہ دیا ہے۔ اسی تسلسل میں خواتین مسجد نبوی میں آ کر براہ راست سوالات دریافت کرتیں اور دین کی تعلیم حاصل کرتیں۔ بہت سی خواتین نے بالواسطہ طریقے سے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ذریعے دینی مصلحتوں اور تقاضوں کے بارے میں تعلیم پائی۔ گویا کہ رسول پاکؐ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ابتدائی زمانے میں بطور معلم، قرآن وسنت کا فہم عام کرنے کے لیے ایک روایت متعارف فرمائی۔

❖ **دینی تعلیم کی روایت:** یہ سلسلہ بعد میں خلفائے راشدینؓ اور بنی امیہ اور بنی عباس کے زمانے میں بھی، بلکہ دوسری مسلم ریاستوں میں بھی کسی نہ کسی شکل میں برقرار رہا۔ مگر بدقسمتی سے کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ایک دور ایسا آیا، جب مسلم معاشروں میں مسلم خواتین کی تعلیم کی طرف خاطر خواہ دھیان نہیں دیا گیا۔ معاشرے کی تشکیل، تعمیر، تطہیر اور اصلاح کے بنیادی دینی کام میں عورتوں کو مردوں کے برابر نہیں سمجھا گیا۔ گویا، خواتین کے لیے دین کا معاملہ چند عبادات تک محدود سمجھ لیا گیا۔

یہ جبری حد بندی ایک سنگین غلطی تھی جو ماضی میں سرزد ہوگئی، جس کا خمیازہ پورا مسلم معاشرہ آج تک بھگت رہا ہے۔ اسلام نے تعلیم و تعلم میں عورت کا درجہ برابر رکھا ہے، تعلیم کو عورت کے لیے بھی لازمی قرار دیا ہے۔ پروفیسر سید محمد سلیمؒ کے بقول ہوا یہ تھا کہ: ”ناسازگار حالات کا سہارا لے کر علماء نے عورت کے لیے تحریر و کتابت ممنوع قرار دے دی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ تصنیف و تالیف کا دروازہ بھی مسلم عورت پر بند ہو گیا۔ شام میں صلیبی مسیحیوں کی حکومت ایک صدی (۴۹۳ - ۵۸۳ھ) تک قائم رہی۔ اس دور میں مسلم معاشرے میں فساد عظیم پیدا ہوا، اور محتسب عبدالرحمٰن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریزیؒ نے عورتوں کے لیے تحریر وکتابت ممنوع قرار دے دی تھی (عرسان گیلانی، نظریۃ الزبویۃ اسلامیہ، ص۱۸۲) ــــ ادھر ایران وخراسان، کافر منگولوں کے زمانۂ جارحیت وقتل عام میں، عورتوں کو گھروں میں بند رہنے اور تحریر وکتابت نہ سیکھنے کا مشورہ دیا گیا۔ ملا علی قاریؒ [م: جنوری ۱۶۰۶ء] نے فتویٰ دیا: ''عورتوں کو کتابت سکھانا پہلے جائز تھا، لیکن اب فساد اخلاق کے باعث ان کو کتابت سکھانا جائز نہیں''۔ اس طرح خواتین کو گھر میں پابند کر کے تعلیم کا آدھا دروازہ بند کر دیا گیا۔ چھ صدی تک یہ عمل رہا ہے کہ: ''وہ پڑھ تو لیں، مگر لکھیں نہیں''۔ صدیوں کے اس عمل میں وہ معاشرتی سرگرمیوں سے بے خبر گھر میں محصور رہیں'' (دینی مدارس کے لیے نصاب نو کی تجاویز، ص۴۳، ۴۴)۔ اس تمام افراط وتفریط کے باوجود مسلم دور وسطیٰ میں متعدد مقامات پر سلاطین اور امرا نے علماء کی حوصلہ افزائی کی اور مدرسوں کی سرپرستی کے نتیجے میں متعدد مسلم حکومتوں نے لڑکوں کے ساتھ ساتھ لڑکیوں کی تعلیم کا بھی خیال رکھا۔ مگر اس تعداد کو کسی گہری اور وسیع تعلیمی روایت کا عنوان نہیں قرار دیا جاسکتا۔ بہرحال مسجدوں اور مدرسوں میں بچیوں کو ابتدائی نوعیت کی تعلیم دی جاتی تھی[۲]۔

استاد، خواتین کو قرآن کی تعلیم دیتے۔ روزمرہ کے فقہی امور میں مسائل معلوم کرنے کے لیے باقاعدہ ملازم خاتون اساتذہ تدریسی سرگرمیوں کو آگے بڑھاتیں۔ حکمرانوں اور امرا کی

۲۔ پروفیسر ٹی ڈبلیو آرنلڈ [م: ۱۹۳۰ء] نے اعتراف کیا ہے: ''یہ دلچسپ بات قابل ذکر ہے کہ اسلام کی تبلیغ میں صرف مسلمان مردوں ہی نے کوشش نہیں کی، بلکہ عورتوں نے بھی اس کارخیر میں حصہ لیا ہے۔ کئی تاتاری شہزادے ایسے گزرے ہیں، جنھوں نے اپنی مسلمان بیویوں [جو ظاہر ہے اغوا شدہ اور یرغمال تھیں ان] کی ترغیب سے اسلام قبول کیا۔ یہی صورت بہت سے بت پرست ترکوں کے ساتھ بھی پیش آئی، جو مسلمان ملکوں پر یورشیں کیا کرتے تھے ـــــ سنوی سلسلے کے مبلغوں نے، جو جھیل چاڈ کے علاقے میں تبلیغ کرنے آئے تھے، لڑکیوں کے لیے مدرسے جاری کیے۔ [ان] عورتوں کو ان قبیلوں میں بربروں کی طرح جو زبردست اثر ورسوخ حاصل ہے، اس سے اسلام کی اشاعت میں فائدہ اٹھایا گیا۔ انیسویں صدی کے نصف اول میں حبشہ کے ملک میں اسلام نے جو ترقی کی ہے، وہ بھی بہت حد تک مسلمان عورتوں کی کوششوں کی رہین منت ہے، اور عیسائی سرداروں کی بیویوں نے خاص طور پر اس بارے میں سعی کی ہے۔ شادی کے موقع پر وہ عیسائیت کا اظہار کرتی تھیں۔ لیکن اپنے بچوں کی تربیت اسلامی طریقے پر کرتی تھیں، اور اپنے مذہب کی ترقی کے لیے ہر طرح کوشاں رہتی تھیں ـــــ قازان کی تاتاری عورتیں بھی اسلام کی اشاعت میں سرگرمی کا ثبوت دیتی ہیں۔ کوئی مسلمان عابدہ اور زاہدہ محض اس بنا پر کہ وہ عورت ہے مبلغین اسلام کی صف میں جگہ پانے سے محروم نہیں رہی'' (پروفیسر ٹی ڈبلیو آرنلڈ، ترجمہ ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ، دعوت اسلام [The Preaching of Islam. 1913] محکمہ اوقاف، لاہور، ۱۹۷۲ء، ص ۳۸۸)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہزادیوں یا امیرزادیوں کی تعلیم کے لیے باقاعدہ سند یافتہ اساتذہ اور اتالیق ہوتے تھے۔ اسی لیے ان معروف خواتین کے تذکروں میں ان کی دینی اور تعلیمی قابلیت، ادب وفنون لطیفہ کے ذوق کی کئی مثالیں ہمارے علم میں آتی ہیں۔ بہت سی حافظ قرآن خواتین کے تذکرے بھی ملتے ہیں۔ تاریخ میں مسلمانوں نے عورتوں کی تعلیم کے بارے میں اسی طرح سوچا ضرور، جو مسلم تہذیب نے مقرر کیا ہے۔ چنانچہ عورتوں کی تعلیم اکثر حالات میں یا تو ان کے اپنے گھروں میں ہوتی تھی یا کسی محلے کے ایک خاص گھر میں۔ مضامین صرف مذہب اور گھریلو معاشیات کے ہوتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود اسلامی تاریخ میں بہت سی عورتوں نے وقتاً فوقتاً مختلف میدانوں میں خصوصاً شاعری، حدیث اور تصوف میں برتری حاصل کی (اسلام اور جدیدیت، ص ۱۲۵)۔

❖ **خواتین کی دینی تعلیم اور معاشرہ:** مسلمانوں کے سیاسی ومعاشی زوال نے جہاں عمومی طور پر علمی سرگرمیوں کو جمود کا شکار کیا، وہیں خواتین کی دینی تعلیم وتدریس پر بھی اس کے گہرے منفی اثرات مرتب ہوئے۔ خصوصاً انگریزوں کی آمد سے برصغیر میں خواتین کی دینی تعلیم کے مدارس جو پہلے ہی کم تھے، اب ناپید ہو کر رہ گئے۔

صاحب ثروت لوگوں، ملازمت پیشہ افراد اور عوام الناس نے رفتہ رفتہ اس باب میں سرد مہری کا رویہ اختیار کر لیا۔ جس میں تھوڑا بہت تعلیمی شوق پیدا ہوا، اس نے سیکولر نظام تعلیم کی طرف رجوع کیا، دینی تعلیم سے پہلو بچایا اور مغربی تعلیم سے ناتا جوڑا۔ اس منفی سرگرمی کی سزا یہاں پر مسلمانوں کی آئندہ نسلوں کے کمزور فہم دین کی صورت میں سامنے آئی اور مغربی یا مخلوط تہذیب نے نئی نسل میں فکر ونظر کا تضاد پیدا کیا[۳] ــــ سبب اس کا یہ تھا کہ طالبات کی دینی تعلیم کا کوئی قابل اعتماد

۳۔ ڈاکٹر فضل الرحمن کے بقول: ''ایسا لگتا ہے کہ شیخ محمد عبدہٗ سرسید اور کلاسیکی ترک مسلم تجدد پسندوں [جودت پاشا اور نامق کمال] میں سے کوئی بھی عورتوں کو جدید تعلیم دینے کے حق میں نہیں تھا، اگرچہ یہ سب روایتی اور گھریلو خطوط پر عورتوں کی تعلیم کے حامی تھے۔ سرسید کو ''مسلم خواتین پنجاب'' نے جو سپاسنامہ [۱۸۹۰ء] پیش کیا تو جواب میں سرسید احمد خاں نے عورتوں کی روایتی اور عملی تعلیم کی پرزور حمایت کی، اور کہا، عورتوں کی تعلیم میں وہ علوم شامل نہیں تھے، جو اب کچھ لوگ اہل یورپ کی نقالی کرتے ہوئے اس میں رائج کرنا چاہتے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسیلہ قائم نہیں تھا۔ زیادہ توجہ لڑکوں کی تعلیم کی طرف رہی، جبکہ لڑکیوں کی تعلیم کا سلسلہ گھریلو تعلیم تک محدود رکھا گیا۔ ظاہر بات ہے کہ گھریلو تعلیم بھی صرف ان گھروں تک محدود تھی، جن میں والدین پڑھے لکھے تھے یا پھر وہ جو گھر پر استاد (اتالیق) رکھ کر تعلیم دلوانے کی استطاعت رکھتے تھے۔ اس صورت میں نوے فی صد سے بھی زیادہ مسلم طالبات ناخواندہ رہ گئیں (دینی مدارس: مسائل اور تقاضے، ص۹)۔

جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ دور پر فتن میں بعض علماء نے عورتوں کی تعلیم پر گوناگوں پابندیاں عائد کر دی تھیں، جو آہستہ آہستہ مسلم معاشرے میں بطور رواج معروف ہو گئیں۔ لیکن جب سر سید احمد خاں نے جدید تعلیم کا نعرہ بلند کیا تو انھوں نے عورتوں کی تعلیم کا سوال بھی اٹھایا۔ تب عورتوں کی تحریر و کتابت کے ممنوع ہونے کا مسئلہ زیر بحث آیا۔ اس دور کے ممتاز عالم دین مولانا عبدالحئی فرنگی محلیؒ [م: ۱۸۸۷ء] نے سابقہ فتویٰ منسوخ کر دیا۔ انھوں نے لکھا کہ ''ناسازگار حالات کی بنا پر مستقل طور پر حق کو سلب نہیں کیا جا سکتا''۔ ان کے فتویٰ نے خواتین کے لیے تحریر کا دروازہ کھول دیا۔ یہاں کی خواتین پر مولانا عبدالحئی فرنگی محلیؒ کا بہت بڑا احسان ہے۔ لیکن صدیوں کی اس عائد شدہ پابندی کے سبب خواتین صحیح تعلیم و تربیت اور اشاعتی، دعوتی، اصلاحی کسی بھی کام میں قدم نہ رکھ سکیں[۴] (دینی مدارس کے لیے نصاب نو کی تجاویز، ص۴۴)۔

قیام پاکستان (اگست ۱۹۴۷ء) کے بعد اس میدان میں تبدیلی کے آثار نمایاں ہونا شروع

(باقی حاشیہ پچھلے صفحے سے آگے)

تعلیم، جو آج عورتوں کے لیے مفید ہوگی وہی ہے، جس نے ماضی میں انھیں فائدہ پہنچایا ہے، یعنی مذہب اور عملی اخلاقیات۔۔۔ یہی مذہبی قسم کی تعلیم تھی، جس نے لڑکیوں کے ذہن میں نیکی، تقویٰ، رحم دلی، محبت اور اچھا کردار پیدا کیا، اور صرف یہی تعلیم، مذہبی اور دنیوی معاملات میں ان کے لیے کافی تھی'' (اسلام اور جدیدیت، ص۱۳۵-۱۳۶)۔

۴۔ پابندی کے باعث خواتین کی زیادہ دلچسپی عبادات اور تلاوت قرآن تک محدود ہو کر رہ گئی تھی۔ اس لیے خواتین کی بڑے پیمانے پر درس گاہیں نہ قائم ہو سکیں۔ کسی بزرگ خاتون کے گھر پر محلے کی لڑکیاں جمع ہو جاتی تھیں۔ وہاں قرآن مجید اور گلستان، بوستان پڑھ لیتی تھیں، خواتین کو بھرپور دینی علم کے ساتھ میدان عمل میں لانا بڑا مشکل لیکن نہایت ضروری کام ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے۔خواتین کی دینی تعلیم کے مدارس قائم کرنے کے لیے نسبتاً زیادہ سرگرمی سے کام کرنے والوں میں جماعت اسلامی اوراہل حدیث مکتب فکر کا نام نمایاں طور پر سامنے آتا ہے۔پھر دیو بند تحریک سے وابستہ افراد نے بھی مؤثر کردار ادا کیا۔ان کے علاوہ شیعہ اور بریلوی مکاتب فکر نے خصوصاً شہری علاقوں میں کئی دینی تعلیمی ادارے قائم کیے۔آج پاکستان کے طول وعرض میں، شہروں اورقصبوں میں خواتین کی رسمی اور غیر رسمی دینی تعلیم کے بہت سے مدارس خدمات انجام دے رہے ہیں ۵۔تاہم ان اداروں میں طالبات کو اعلیٰ دینی تعلیم فراہم کرنے والی درس گاہیں بہت ہی کم ہیں (اس کیفیت کو جاننے کے لیے اسی کتاب میں اعداد وشمار دیکھیے)۔کل وقتی مدارس کی تعداد اگر چہ بہت زیادہ نہیں ہے،لیکن دو سے تین گھنٹے تک قرآن کلاسوں والے خواتین کے دینی مدارس کی تعداد، یہاں پیش کردہ اعداد وشمار سے کہیں زیادہ ہے اور اس میں روز افزوں اضافہ ہورہا ہے٦۔جہاں پر طالبات کو ایک اچھی مسلمان، اچھی بیوی اور اچھی ماں بننے کے نقطہ نظر سے تعلیم و تربیت دی جاتی ہے۔طالبات کے ان مدارس میں طلبہ کے برعکس تھوڑی کتب اور نسبتاً آسان نصاب پڑھایا جاتا ہے۔

❖ **دینی تعلیم کا چیلنج اور خواتین:** مردوں کی طرح عورتوں کی دینی تعلیم وتربیت کی اہمیت اور ضرورت کسی بحث سے بالاتر حقیقت ہے۔ بقول وزارت تعلیم، حکومت پاکستان:

''عورت کی تعلیمی ضروریات تو اور بھی زیادہ اہمیت کی حامل ہیں، کیونکہ ایک عورت کے دین کے فہم

۵۔خواتین میں دینی اور خصوصاً قرآن کی تعلیم کے لیے،خود خواتین مبلغات کے ذریعے جن حلقوں کی خدمات قابل ذکر ہیں،ان میں سے چند ایک ادارے یہ ہیں: جماعت اسلامی حلقہ خواتین، تبلیغی جماعت، اسلامک ویلفیئر ٹرسٹ، الہدیٰ انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک ایجوکیشن فار ویمن، تنظیم اساتذہ خواتین، ادارہ منہاج القرآن، اسلامی جمعیت طالبات اور متعدد دینی حلقے ـــ بقول ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری: ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے اعداد وشمار کے مطابق پاکستانی خواتین کی شرح خواندگی صرف ١٦ فی صد ہے،لیکن اس کے مقابلے میں خواتین میں قرآن خواندگی کی شرح ۴۸ فی صد ریکارڈ کی گئی۔اس اعتبار سے قرآن پڑھنے والی طالبات کی شرح خواندگی میں اضافے کے لیے تین یا چار ماہ پر مشتمل کوئی مختصر پروگرام تشکیل دیا جائے تو اس کے وسیع اثرات سامنے آ سکتے ہیں۔

٦۔تفصیل کے لیے دیکھیے اسی کتاب کا دوسرا باب۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بے بہرہ ہو جانے کا مطلب، دونسلوں کے دین سے بے بہرہ ہونے کی صورت میں نکلتا ہے۔ اس لیے دینی مدارس قائم کرنے والی تنظیموں کو اس طرف توجہ دینی چاہیے۔ کم از کم بڑے بڑے شہروں میں ایسا ایک ایک مدرسہ ہی قائم کر دینا چاہیے، جہاں خواتین باقاعدہ دینی نصاب کی تعلیم مکمل کر سکیں اور دنیوی تعلیم کا بھی حسب حال اہتمام ہو۔ کیونکہ خواتین کی دینی تعلیم ایک بہت بڑی ملی ضرورت ہے، اسے نظر انداز نہیں کرنا چاہیے" (رپورٹ: دینی مدارس پاکستان، ۱۹۷۹ء، ص ۱۶۶-۱۶۷)۔

گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، نوشہرہ ورکاں کی پرنسپل نگہت منصور نے خواتین میں دینی تعلیم کے مسئلے کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

"باوجود اس کے کہ خواتین میں عمومی طور پر مغربی تہذیب کے مظاہر سے متاثر ہونے کا رجحان مردوں کی نسبت زیادہ دکھائی دیتا ہے، لیکن اس سے بڑی حقیقت یہ ہے کہ ہمارے معاشرے کے دیہاتی ہی نہیں بلکہ شہری خواتین کے جز وقتی دینی مدارس میں نوجوان لڑکیوں کا قرآنی فہم حاصل کرنے کا ذوق اور فقہ سے متعلق بنیادی امور جاننے کا شوق خوش گوار حد تک قابل ذکر ہے۔ اگر خواتین کی دینی تعلیم کے پروگرام کو رضا کارانہ طور پر، لیکن منظم طریقے سے پھیلایا جائے تو پاکستانی خواتین میں فہم دین کی بہار آ سکتی ہے۔ عورتوں میں حد سے بڑھی ہوئی ضعیف الاعتقادی، توہم پرستی اور ٹونوں ٹوٹکوں جیسی مریضانہ سوچ پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ اس تعلیمی عمل سے خود خواتین ان حقوق و فرائض سے بھی آشنا ہو سکتی ہیں، جو اسلام نے ان کے لیے متعین فرمائے ہیں۔ ان میں یہ شعور پیدا ہو سکتا ہے کہ اسلام کا منشا کیا ہے اور یہاں کے ظالمانہ رسم و رواج نے کن کن چیزوں کے ذریعے بے جا طور پر ہماری سماجی و عائلی زندگی کو جہنم زار بنا دیا ہے۔ ویسے بھی غیر ملکی ڈونر ایجنسیاں پاکستان میں اعلیٰ اور فنی تعلیم کے لیے امداد دینے کے بجائے تعلیم کے زبردستی قرضے اس غرض سے دے رہی ہیں کہ: "خواتین کی سیکولر تعلیم کو منظم کیا جائے اور رسمی تعلیم کے لیے جو خاکہ وہ تجویز کریں اسی کے مطابق نصاب بنایا جائے"۔ ان اداروں کی یہ خواہش ایک بے جا دھونس ہے، جس کا کوئی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواز نہیں۔ اگر چہ اس منفی عمل کی مزاحمت کرنا خود حکومتی عہدے داروں کی منصبی ذمہ داری ہے جسے ادا کرنے میں وہاں تساہل برتا جارہا ہے۔لیکن اس کمی کا مثبت سطح پر توڑ یہی ہے کہ اس کے بالکل متوازی، خواتین کی دینی تعلیم کے بڑے پیمانے پر ادارے کھولنے اور انھیں مسلکی یا فرقہ وارانہ تفریق سے بالاتر رہ کر باوقار انداز سے چلانے کا موقع ضائع نہ کیا جائے۔ ہمارا مشاہدہ ہے کہ اس کام کے لیے عوام بڑے پیمانے پر مالی وسائل فراہم کرنے کو تیار ہیں اور طالبات کی کثیر تعداد علم دین حاصل کرنے کے لیے آمادہ ہے" (مکتوب، ۵ فروری ۲۰۰۲ء)۔

❖ **خواتین، عمومی ادارے اور دینی تعلیم**: خواتین کو دین کی اعلیٰ تعلیم سے فیض یاب کرنے کا ایک تو اعلیٰ درجے کا پروگرام ہے، جس میں ٹھوس علمی اور لسانی فہم کی راہیں کشادہ کرنا ہوں گی۔ خود معاشرے کو دینی اور تہذیبی سطح پر جو چیلنج درپیش ہے اس کا حل پیش کرتے ہوئے گورنمنٹ کالج برائے خواتین سمن آباد، لاہور کی صدر شعبہ اسلامیات پروفیسر ثریا بتول علوی نے صورت حال کا جو تجزیہ کیا اس کا خلاصہ یہ ہے:

مغربی تہذیب اور اس کے قائلین پر یہ حقیقت واضح ہے کہ مسلمان مردوں کو کتنا ہی سیکولر اور اسلام سے بے راہ رو کر دیا جائے، مگر جب تک مسلم عورت، دین اسلام سے وابستہ ہے، اسلام کی اگلی نسل دین دار مسلم خواتین کے ہاتھوں تربیت پارہی ہے، اور حرم کی زندگی بیرونی اثرات سے محفوظ ہے، تب تک مسلمانوں کو دین سے بے راہ رو نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے وہ پوری قوت کے ساتھ مسلم خواتین کو ہدف بنا کر خاندان کا مضبوط ادارہ توڑنے میں مشغول ہیں۔ آج ہماری خواتین کے تعلیمی اداروں کو باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ مغربی رنگ میں رنگنے کے لیے فیشن شوز، ناچ گانوں، مینا بازاروں، لڈی ڈانس وغیرہ کا اس طرح رسیا بنایا جارہا ہے، جیسے ان چیزوں کا فہم و تجربہ حاصل کیے بغیر عورت "مطلق جاہل اور گنوار" ہے۔ خود خواتین اساتذہ کے لباس میں بڑھتی ہوئی عریانی اور فیشن کے رنگ میں ڈوب جانے کا ہسٹیریائی خبط نہ مشرقی روایات کا آئینہ دار ہے اور نہ اسلامی اقدار کا نمونہ۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی آدھی آبادی کو کس طرف لے جایا جارہا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے؟ اور مسلمان عورت تباہی کے کس راستے میں اپنی کامرانی کا راستہ دیکھ رہی ہے؟

عورت کی زندگی کا اہم ترین فریضہ اس کردار کی ادائیگی ہے، جو قدرت نے اس کے لیے مخصوص کیا ہے، اور وہ ہے انسان سازی کی صنعت۔ اچھے، بااخلاق، نیک، باوقار اور مجاہد تیار کرنا۔ مسلم عورت کی بہرحال ذمہ داری یہ نہیں کہ وہ پل اور سڑکیں بنائے، ٹینک یا ہوائی جہاز چلائے اور یہ بھی اس کی ذمہ داری نہیں کہ دفتروں میں پرائیویٹ سیکرٹری بن کر دوسرے درجے کی ڈیوٹی انجام دے (شعاع فکر، جولائی ۲۰۰۱ء)۔

مسلم معاشروں میں خواتین کے حقوق کا نام لے کر کام کرنے والی مختلف تنظیمات، مسلمان عورت کو دین سے بے زاری اور اپنی فطری ذمہ داریوں کی ادائیگی سے فرار سکھا رہی ہیں۔ جبکہ مسلمان خواتین کے اصل مسائل جہالت، دینی تعلیم سے دوری، غربت اور غلط سماجی رویے ہیں۔ جن کے باعث انھیں وہ حقوق نہیں مل رہے جو اسلام نے انھیں دیے ہیں۔ اگر ایک مسلمان عورت کو صحیح دینی تعلیم دی جاسکے تو وہ خود بھی ظالم نہ بنے گی اور دوسروں کو بھی ظلم سے بچانے میں اہم کردار ادا کرسکے گی۔ تعلیم ہی وہ ہتھیار ہے، جو فرد میں خود اعتمادی اور خود شناسی پیدا کرکے اسے اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیے جرأت مند بناتا ہے۔ لہٰذا ضرورت ہے کہ خواتین کے لیے ایسے شریعت اسکول اور شریعت کالج قائم کیے جائیں، جو بیک وقت مسلم خواتین کو دینی، عصری اور سائنسی تعلیم فراہم کرسکیں۔ اگر مغرب کے زیر اثر ایک سیکولر اقلیت تعلیم کے پردے میں مسلمانوں کے سماجی اور خانگی نظام کو تباہ کرنے کے درپے ہے تو یہ خود مسلمان خواتین کا حق ہے کہ وہ اپنے دین اور تہذیب کے مطابق تعلیمی نظام کی ترتیب درست کریں۔ جس کے مطابق:

- ان اداروں کا آغاز قرآن پاک اور دین کے بنیادی عقائد و عبادات کی تعلیم سے ہو۔
- اردو میں لکھنے پڑھنے، انگریزی جاننے اور بنیادی حساب اور نظم و ضبط کی تعلیم دی جائے۔
- میٹرک تک تعلیم پانے والے کو قرآن کریم کا ترجمہ، روزمرہ زندگی میں رہنمائی دینے والی احادیث اور فقہ کی ضروری تعلیم دی جائے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- میٹرک سے آگے جانے والوں کو اسلامی علوم، تفسیر قرآن، مسائل زندگی، سیرت طیبہؐ اور تعلیم اسلام سے آگہی دی جائے۔
- پوسٹ گریجویٹ کے درجے تک پہنچنے والوں کو مذاہب عالم اور دین اسلام کا تقابلی مطالعہ کروایا جائے۔

ایسے سکول اور کالج حکومت بھی قائم کرے، اس کے ساتھ نجی شعبہ بھی آگے بڑھ کر اس کار خیر میں حصہ ادا کرے۔

خواتین کے جداگانہ شریعت اسکولوں اور کالجوں کے نصاب میں یہ امور شامل کیے جائیں:

- عورت کی شخصیت، مزاج، نفسیات اور اس کے فطری وظائف
- خواتین کا منصب اور اسلامی تعلیمات کے مطابق ان کے حقوق و فرائض
- فریضہ امومت (مادریت) اور دائرۂ زوجیت و گھر داری سے متعلق اسلامی حکمت عملی
- عہد نبویؐ سے لے کر تا حال، مسلم خواتین کی ایمانی، اخلاقی، ملی، رفاہی، تعلیمی اور تصنیفی خدمات و کارہائے نمایاں
- ترقی نسواں اور مساوات مرد و زن کے مغربی فلسفے کا تنقیدی جائزہ
- حجاب کے حوالے سے دینی احکام کی حکمت و مصلحت
- خانگی امور، ابتدائی طبی امداد، گھریلو معاشیات، گھریلو انتظامیات وغیرہ کا فہم و شعور۔ یہ چیزیں عورت کے لیے مغربی اور مروجہ نظام تعلیم سے بالکل ہٹ کر ہیں ـــــ جبکہ عمومی تعلیم میں مرد اور عورت کو ایک ہی طرح سے بوجھ اٹھانے کا ہدف بنایا جاتا ہے جس میں عورت پر ڈیڑھ گنا اور مرد پر آدھا بوجھ آتا ہے۔ سادہ لوحی میں عورت کو اپنی تحقیر کا سامان پیدا کرنے اور مردانہ ذمہ داریاں ادا کرنے کے لیے پیش ہونے کے بجائے قدرت کے ضابطے کے تحت بہترین اسلوب پر زندگی گزارنے کے ڈھنگ اختیار کرنے چاہییں (مجلّہ شعاع فکر، جولائی ۲۰۰۱ء، ص ۲۵-۳۰)۔

ان تجاویز کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ طالبات کو عصری تعلیم نہ دی جائے۔ درحقیقت اس طرح

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طالبات کو عصری، سماجی، سائنسی تعلیم کے ساتھ دینی اور اسلامی تہذیبی تعلیم کے معتد بہ حصے سے روشناس کرایا جانا مطلوب ہے۔ تاکہ وہ اسلامی فکر، اسلامی تہذیب اور جدید علوم وفنون کا فہم حاصل کر کے اپنی فطری حدود میں رہ کر ترقی کر سکیں۔

مسلکی تعلیم اور مذہبی خلیج

دارالعلوم دیوبند کے بانی مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، دین اسلام کا خانقاہی نہیں بلکہ جامع تصور رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف جنگ آزادی میں انھوں نے شاملی کے میدان میں باقاعدہ حصہ لیا اور بڑی شجاعت سے مقابلہ کیا۔ وہ دین اسلام کے دفاع اور اس کی حقانیت کو دلیل سے ثابت کرنے میں بڑی انفرادیت رکھتے تھے۔ ایک طرف انھوں نے میدان جنگ میں حصہ لیا تو دوسری جانب عیسائی مشنریوں اور آریہ سماجی ہندوؤں کی مذہبی یلغار کو روکنے کے لیے تحریر، تقریر اور مکالمے کے میدان میں اترے۔ فلسفہ، منطق اور اپنے وسیع علم وحلم کو دین اسلام کا مقدمہ پیش کرنے پر صرف کیا۔ آخری عمر میں انگریز عیسائی مشنریوں سے براہ راست مکالمے کے لیے انھوں نے انگریزی زبان بھی سیکھنے کا عزم کیا تھا۔ ان کی بتائی ہوئی راہ، سرزمین ہند میں اسلام کے غلبہ ونفاذ کی راہ تھی۔ مگر ان کی رحلت کے بعد دارالعلوم دیوبند پر فقہ حنفی کے فہم و اظہار کی گرفت مضبوط ہوگئی۔ اس طرح دارالعلوم جو اپنی اصل کے اعتبار سے ایک ہمہ پہلو دینی تحریک کا نقطۂ آغاز تھا، وہ فقہ حنفی کی بعض جزئیات پر اصرار کی راہ پر چل نکلا۔

اسی زمانے میں دارالعلوم دیوبند کے پہلو بہ پہلو اہل حدیث، بریلوی (حنفی) اور شیعہ مکتب فکر نے مسلکی مدارس قائم کرنے کے لیے پیش رفت کی۔ اس طرح مساجد ومکاتب کی ایک قابل لحاظ تعداد وجود میں آئی۔ ان مدارس میں دینی تعلیم کی رفعتیں اور وسعتیں تو تھیں ہی، مگر مدارس کی ایک خاص تعداد میں اس کے پہلو بہ پہلو باہم گرمی گفتار بھی پیدا ہوئی۔ جس کا معتد بہ حصہ پہلے ضد کی شاہراہ پر گامزن ہوا اور اس کے بعد عصبیت کی نامسعود شاہراہ پر چلتا دکھائی دینے لگا، جس نے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آگے بڑھ کر کفر سازی کی دلدل میں بھی قدم رکھ دیا۔ ان مدارس سے حاصل ہونے والی وہ قوت، جو آریہ سماجیوں، عیسائی مشنریوں، قادیانیوں اور خود مسلمانوں میں ناپختہ کار مغرب زدہ دانش وروں کے فکری حملوں کو روکنے پر صرف ہونا تھی، اس باہمی کشاکش سے اس قوت میں ضعف اور تنظیم میں انتشار پیدا ہونا شروع ہوا۔ جس پر اسلام کی متحارب، خارجی اور داخلی قوتوں کو اطمینان حاصل ہوا۔ اس المیے کو بعد ازاں تحریک خلافت اور تحریک آزادی پاک و ہند نے کسی حد تک کم کیا۔ بہرحال یہ امر واقعہ ہے کہ مسلک و مدرسہ کی بنیاد پر رونما ہونے والی اس مغائرت اور خلیج کو مسلمانوں میں کبھی عوامی سطح پر قبولیت حاصل نہیں ہوئی۔

❖ **مسلکی کشاکش کے مضمرات:** آج امت مسلمہ کو ایک ہمہ گیر یلغار کا سامنا ہے۔ منظر یہ ہے کہ جیسے کچھ لوگ اس دہکتی آگ میں اپنی گٹھڑی اٹھائے دوسروں کے گھروں پر انگارے برسانے میں مصروف ہوں۔ بالکل اسی طرح ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ ہمارے معاشرے میں مسلمان فرزندوں اور بچیوں کا طرز فکر وحیات، مادہ پرست تہذیب کے سانچے میں ڈھل رہا ہے لیکن کچھ مذہبی قائدین صرف اس فکر میں مست ہیں کہ ان کی درس گاہ محفوظ رہے، ان کی چند بزرگ شخصیتیں اور ان سے وابستہ عقیدتیں پروان چڑھتی رہیں۔ مگر وہ یہ غور نہیں کرتے کہ آباء پرستی کے اس سیلاب میں مگن رہنے کے نتیجے میں سبھی کچھ بہہ جائے گا۔ باہر کا فساد کتنا ہی ہمہ گیر ہو، اس کو کامیابی صرف اس صورت میں ملتی ہے جب اندر سے فساد کو پروان چڑھانے والے مل جاتے ہیں۔

اختلاف اگر ایمان داری کے ساتھ ہو، دلائل کے ساتھ ہو اور اسی حد تک رہے جس حد تک فی الواقع اختلاف ہے تو اکثر حالات میں یہ مفید ثابت ہوتا ہے۔ لیکن کسی معاشرے میں اس سے بڑھ کر نقصان دہ کوئی چیز نہیں ہو سکتی کہ اس میں جب بھی کسی کو اختلاف ہو تو وہ ''جنگ میں سب کچھ حلال ہے'' کا ابلیسی اصول اختیار کر کے مدمخالف پر ہر طرح کے جھوٹے الزامات لگائے، سیاسی اختلاف ہو تو اسے غدارِ وطن ٹھیرائے اور مذہبی اختلاف ہو تو اس کے پورے دین وایمان کو تہمت بنا کر رکھ دے۔ اختلاف کا یہ طریقہ اخلاقی اور دینی لحاظ سے سخت معیوب اور بدترین گناہ ہے۔ دوسری اہم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چیز، اختلاف میں رواداری، ایک دوسرے کے نقطہ نظر کو سمجھنے کی کوشش اور دوسروں کے حق رائے کو تسلیم کرنا ہے۔ کسی کا اپنی رائے کو حق سمجھنا اور عزیز رکھنا تو ایک فطری بات ہے۔ لیکن رائے رکھنے کے جملہ حقوق اپنے ہی لیے محفوظ کر لینا انفرادیت کا وہ مبالغہ ہے جو اجتماعی زندگی میں کبھی نہیں نبھ سکتا۔ بدقسمتی سے ناروا داری، بدگمانی اور خود پسندی کا یہ مرض ہمارے ملک میں ایک وبائے عام کی صورت اختیار کر چکا ہے (سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، ترجمان القرآن- جولائی ۱۹۵۵ء)۔

فقہی مسالک کی تعلیم وتربیت بلاشبہ دینی تعلیم کا ایک نہایت اہم جزو ہے۔ لیکن جس طرح اسے آج بنیاد بنا کر تعلیم کی پوری ترتیب الٹ دی گئی ہے وہ صحیح نہیں ہے[۷]۔ پروفیسر عبدالحمید صدیقیؒ اس موضوع پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں: ''فقہی مسائل میں تفقہ اور تخصص، قرآن و سنت میں گہری بصیرت ہی سے حاصل ہوسکتا ہے۔ لیکن جب فقہ کو قرآن وسنت کے سمجھنے کا واحد ذریعہ بنالیا جائے تو پھر نقطۂ نظر بہت حد تک محدود ہو جاتا ہے، اور تعلیمات الٰہی کے بہت سے گوشے کھل کر آنکھوں کے سامنے نہیں آتے۔ فقہ کی اہمیت وضرورت بہرحال مسلم ہے، لیکن دین اسلام میں فقہ کو قرآن وسنت کے برابر مقام دینا ہرگز درست نہیں۔ آخر سوچنے کا مقام ہے کہ پہلے زمانے کے ماہرین علوم اسلامیہ، فقہی اختلاف کے معاملے میں اتنی سختی اور شدت کیوں نہ برتتے تھے جتنی آج کل دیکھنے کو ملتی ہے؟ وجہ اس کی صرف یہی ہے کہ فقہ کو جس انداز سے مدارس میں پڑھایا جارہا ہے، اس میں کوئی خامی ہے۔ ان مدارس کا منتہائے مقصود ایک ہونے کے باوجود بہرحال تنگ نظری اور تعصب راہ پاگئے ہیں (دینی مدارس کی اہمیت، ترجمان القرآن)۔

❖ **مسلکی کچھاؤ کے نتائج:** اس وقت معاشرے کے صالح، متین اور دوراندیش

۷۔ مولانا امین احسن اصلاحیؒ [م: دسمبر ۱۹۹۷ء] نے بجا طور پر فرمایا ہے: ''دور حاضر میں تدوین قانونِ اسلامی کی جو کوشش کسی ایک فقہ کے اندر محصور ہو کر کی جائے گی، وہ کبھی کامیاب اور قابل قبول نہیں ہوگی'' (علوم القرآن، امین احسن اصلاحی نمبر، دسمبر ۲۰۰۰ء، ص ۳/۵، علی گڑھ)۔ اسی طرح انھوں نے ایک دوسری جگہ لکھا ہے: ''اگر ہمیں اس ملک [پاکستان] میں اسلامی قانون کے نفاذ کا مقصد عزیز ہے تو ہمارے علماء، حنفی اور اہل حدیث کی اصطلاحوں میں بات کرنے کے بجائے قرآن وحدیث کی اصطلاحوں میں بات کریں، اور اپنے مدارس میں متعین فقہوں کی تعلیم دینے کے بجائے پوری اسلامی فقہ کی تعلیم دیں، تاکہ طلبہ کے ذہنوں میں وسعت اور رواداری پیدا ہو'' (اسلامی قانون کی تدوین، ص ۱۰۳)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کا دکھ اور بھی بڑھ جاتا ہے جب یہ دیکھنے کو ملتا ہے کہ بڑے بڑے متقی لوگ بھی، جو دین کے مصالح سے باخبر ہیں، وہ مخصوص فقہی مسالک میں یقین کو عقیدے اور ایمان کے درجے پر لے آتے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ [م:۷۶۷ء]، امام مالکؒ [م:۷۹۵ء]، امام شافعیؒ [م:۸۱۹ء] ہوں یا امام حنبلؒ [م:۸۵۵ء]، ان کی جلالت شان کی عظمتیں تسلیم، لیکن وہ سب قرآن وسنت کی اطاعت کرنے والے تھے، اور انھی سے ہدایت اور روشنی حاصل کرتے تھے۔ انھوں نے یہ کبھی نہیں لکھا یا کہا کہ: ان کی ذات پر ''ایمان'' لایا اور ان کے افکار کو ''حتمی سچائی'' مانا جائے۔

ایمانی اور عملی کیفیات کا ذرا بھی شعور رکھنے والا فرد اس مسلکی صف بندی کو دیکھ کر حیرت اور افسوس میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ جدید تعلیم اور مادی تہذیب نے مسلمانوں کی نسل نو کے ایمان کی چولیں تک ہلا دی ہیں۔ جن کا ایمان مجمل طور پر سلامت ہے، وہ بھی اس کے بنیادی تقاضوں سے یا تو ناواقف ہیں، یا پھر شک میں مبتلا ہیں۔ چونکہ علمائے کرام کی ایک بڑی اکثریت کو جدید ذہن کی گتھیوں سے براہ راست واسطہ نہیں پڑا ہے، ورنہ وہ ضرور اس بات پر پریشان ہوتے کہ تعلیم یافتہ مسلمان مرد وزن، قرآن کے تقدس کو تسلیم کرنے کے باوجود احکام وہدایات کی تبدیلی میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے۔

دیکھنے اور سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر خود نماز پڑھنے ہی سے غفلت ایک مسلم معاشرے کا شعار بن گئی ہے تو پھر آمین بالجھر پر کلامی بحث کرنے کا کیا موقع ہے؟ اگر نفس مسجد ہی حریفوں کی زد میں ہے، اگر دینی تعلیم فی نفسہٖ تشدد اور ظلمات پرستی کا سرچشمہ قرار دے کر ایک مخالفانہ یلغار کا نشانہ بنائی جارہی ہے تو یہ بحث کہ کون سی مسجد دیوبندیوں [یا بریلویوں] کی ہے اور کون سی سلفیوں کی ہے، صرف خودکشی ہے۔ جب حریف مسجدیں تباہ کریں گے تو وہ یہ نہیں دیکھیں گے کہ یہاں حنفی نماز پڑھتے ہیں یا اہل حدیث [اور شیعہ]۔ اگر نماز سے دوری پروان چڑھتی رہی تو اس سے آمین بالجھر کہنے والے بھی متاثر ہوں گے اور آمین بالسر کہنے والے بھی[8]۔

۸۔ دینی مدارس کے نصاب میں بظاہر کوئی فرقہ وارانہ چیز دکھائی نہیں دیتی۔ اکثر کتب، علم وفن پر مبنی ہیں۔ البتہ، چاروں مسالک کے مختلف

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلاشبہ، اپنی بزرگ شخصیتوں کا دفاع اور اپنے پسندیدہ مسلک کے حق میں استدلال ایک جائز عمل ہے، جس کے کچھ آداب ہیں۔ لیکن تحفظ مسلک کے اس شغل میں کئی جگہوں پر افسوس ناک کھیل بھی کھیلا جاتا ہے۔ کچھ لوگ اخلاق اور دیانت داری کو بالائے طاق رکھ کر پہلے تو اپنے سے مختلف نقطۂ نظر رکھنے والوں کی تحریروں کو مسخ کرتے ہیں، ان سے غلط نتائج نکالتے ہیں، اور ان پر ایسی غلطیوں کا بہتان باندھتے ہیں، جو صاحب تحریر کے حاشیہ خیال میں بھی نہ تھیں۔ حالانکہ دین داری کا جوہر، اخلاق عالیہ ہیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخلَاق (مکارم اخلاق کی تکمیل کے لیے میری بعثت ہوئی ہے)۔ لیکن جب عام بیدار مغز اور تعلیم یافتہ لوگ دیکھتے ہیں کہ یہ جبہ و دستار بھی: جھوٹ، بہتان طرازی اور فریب کاری سے نہیں روک سکتا۔ جب وہ دیکھتے ہیں کہ اپنے سے مختلف آرا کے حاملین کی آبرو کو خاک میں ملانے سے بھی یہ لوگ نہیں چوکتے، تو پھر ان کی نظر میں کسی ایک مسلک کے ماننے والے لوگ نہیں بلکہ تمام ہی دین داروں کی وقعت صفر ہو جاتی ہے۔ مگر افسوس کہ ایسا فعل انجام دینے والے لوگ اپنے غرور علم و فہم میں ہمالہ کی چوٹی سے پرے اپنے کام میں مصروف رہتے ہیں (ڈاکٹر فضل الرحمان فریدی، زندگی نو، جون ۲۰۰۱ء، ص ۳-۱۱)۔

اور جب ان بھلے لوگوں کو نرم سے نرم لفظوں میں اس جانب توجہ دلائی جاتی ہے تو وہ سخت غصے میں آ کر، اس ناصح پر پل پڑتے ہیں اور بلاتکلف اسے: غدار، مشرک، شاتم، بے دین، قبر پرست، ابلیس، لعنتی، وہابی اور نہ جانے کیا کچھ کہہ دیتے ہیں۔ وہ خود جانتے ہیں کہ ان القابات و اتہامات کے تیر محض اپنے دفاع اور حملے کے لیے ہی برسائے جا رہے ہیں، لیکن اپنے ارادت

(باقی حاشیہ پچھلے صفحہ سے آگے)

مدرسوں کی انتظامیہ کے ذوق اور ترجیحات کے تابع، ہدف متعین ہوتا ہے۔ بعض مدارس تو اس حوالے سے اپنے تخصص میں شہرت بھی رکھتے ہیں۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان [دیوبندی] نے ۱۹۸۳ء میں جو نصاب منظور کیا، اس کے مطابق درجہ عالمیت سال اول کے لیے، اسی نوعیت کی کتب کے نام متعین طور پر دیے گئے ہیں، کتب کی تعداد اس طرح ہے: • رد رفض [شیعہ]، ۹ کتب • رد بدعات [بریلوی]، ۱۹ کتب • ردِ جماعت اسلامی، ۳ کتب • رد اہلحدیث، ۱۰ کتب (بحوالہ: سولہ سالہ نصاب تعلیم)---اسی طرح دیگر تینوں مسالک (اہلحدیث، بریلوی، شیعہ) بھی حسب ضرورت، غیر اعلان شدہ کتب پڑھاتے ہیں۔ بہر حال ایسی کتب درس نظامی کی امتحانی ضروریات کے لیے نہیں ہوتیں، البتہ ذہن سازی کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مندوں کے ذہنوں میں وہ یہ باتیں ایک حتمی حقیقت کی طرح اتارنے اور نتیجتاً جسدِ ملی کو نقصان پہنچانے سے بھی نہیں چوکتے۔

❖ **مسلکی تعلیم کے پہلو**: مسلکی تعلیم کے مثبت پہلوؤں پر نظر دوڑائیں تو یہ امر سامنے آتا ہے، کہ اس طرح کم از کم ایک فقہ اور مسلک کے ذخیرۂ علم پر ارتکاز، اس کے علم کلام میں مہارت اور اس کے فہم دین پر دسترس حاصل ہو جاتی ہے۔ اس ضرورت کے لیے متعلقہ حلقے موافق اور مخالف علمی ماخذ پر گہری اور اختصاصی (specialized) نظر پیدا کر لیتے ہیں۔ اگر اس میں بے جا تعصب اور نفرت کے جذبات کو کنٹرول کر لیا جائے، تو شاید یہ کلامی اختلاف منفی حوالہ بننے سے رک سکتا ہے۔ یہ خدمت اکابر علماء، اساتذہ، ذہین طلبہ اور متوازن نصاب ہی انجام دے سکتے ہیں۔

اس معاملے کو زیر بحث لاتے ہوئے راست فکر عالم دین ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں:

''درس نظامی کا ایک خاص مقصد تھا۔ لیکن ہم نے اسے اور مقصد کے لیے اختیار کرنا شروع کر دیا۔ اس کا اسلوب اب یہ بن گیا ہے کہ پہلے طالب علم کا ایک مخصوص ذہن بنایا جاتا ہے، مثلاً حنفی ذہن، پھر دیوبندی، یا بریلوی، پھر ہلکے یا گاڑھے دیوبندی یا بریلوی۔ اخیر تک خوب پکا کر کے اب اسے مخصوص عینک لگا دیتے ہیں، کہ اس عینک سے قرآن پڑھو اور اس عینک سے حدیث رسول ﷺ کو دیکھو۔ حضورؐ کے ارشادات، جو ہر چیز سے بالاتر اور ہر چیز پر حاوی ہیں، جن کے بعد ہر چیز ختم ہے اور جن سے متعارض ہر رائے منسوخ ہو جاتی ہے، مخصوص نظریے یا رائے کے تابع کر دیے جاتے ہیں اور ہماری حنفیّت، دیوبندیت اور بریلویت کو منسوخ نہیں کر سکتے۔ انھی کی روشنی میں متعارض احادیث کی تاویل ہوتی ہے، جس سے کبھی طالب علم کا ضمیر مطمئن نہیں بھی ہوتا۔ لیکن زبردستی کی تاویل کر کے نعوذ باللہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کو حنفی، دیوبندی یا بریلوی [اہل حدیث اور شیعہ] ثابت کیا جاتا ہے۔ ممکن ہے کسی کو یہ الفاظ سخت معلوم ہوں لیکن افسوس کہ امر واقعہ یہی ہے'' (اکیسویں صدی: پاکستان کے تعلیمی تقاضے، ص۱۱۲)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گویا کہ مسلکی تعلیم اس وقت منفی رخ اختیار کر لیتی ہے، جب کسی خاص فقہی، تفسیری، یا فروعی معاملے کو بے جا انا کا مسئلہ بنالیا جاتا ہے[9]۔ فرد اپنی پہچان کا حوالہ محض اسی خاص مسلک کو بنا کر مخصوص عصبیت کو اپناتا اور اس حوالے سے کسی دلیل یا اختلاف کو ''بے دینی'' سمجھنا شروع کر دیتا ہے۔ اس طرح تو یہ پہلو مریضانہ سوچ کی طرف لے جاتا ہے، بعض جگہوں پر نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ عالم دوسرے مسلک کے اہل ایمان پر کفر کا فتویٰ لگانے اور فرد اس کی جان تک لینے کے لیے کوئی بوجھ نہیں محسوس کرتا[10]۔

اس چیز نے مسلمانوں کے ایک حصے میں کھچاؤ کی کیفیت پیدا کی ہے۔ اسی کمزوری کا فائدہ اٹھا کر بعض شر انگیز عناصر تصادم تک نوبت لے آتے ہیں[11]۔ افسوس کہ دینی مدارس کی ایک تعداد

۹۔ اس مسئلے کو یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ ہمارے ہاں بریلوی علماء کے نزدیک، ان کے علاوہ باقی تمام مسالک کے لوگ گستاخ اور وہابی ہیں۔ جبکہ اہل حدیث علماء میں سے بہت سے یہ کہتے ہیں: ''حق مذہب اہل حدیث ہے، اور باقی جھوٹے اور [مشرک] جہنمی'' (ابوشکور عبدالقادر حصاروی، سیاحتہ الجنان، ص۴، بحوالہ دار العلوم، جون ۲۰۰۱ء) دوسری طرف مولانا اسعد مدنی صاحب فرماتے ہیں: ''ضرورت ہے کہ ہمارے بچے اس فرقے [اہل حدیث] کے قائم کردہ مدارس اور اسکولوں میں داخل نہ ہوں، اس لیے کہ ان کے اذہان و افکار پر غیر مقلدیت کی چھاپ [پڑنے سے] ہمارے یہ بچے اپنے مسلک وعقیدہ اور اسلام کی صحیح تعلیمات سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں'' (ماہنامہ دار العلوم، جون ۲۰۰۱ء)۔ اس نوعیت کے احساسات کے ساتھ اجنبیت کی ایک دیوار قائم کی جاتی ہے۔

۱۰۔ مثلاً: ''کراچی جیل کی سلاخوں کے پیچھے ۳ افراد کے قاتل پولیس اہل کار طارق محمود نے بتایا کہ: ''میں ایک جمعہ کو نماز پڑھنے مسجد گیا، وہاں پر ہونے والی تقریر نے میری زندگی ہی بدل ڈالی، اور میں نے مخالف فرقے کے افراد کو قتل کرنے کے لیے بندوق اٹھالی۔ اس اقدام پر مجھے کوئی ندامت نہیں'' (روزنامہ نوائے وقت، لاہور، ۶ راگست ۲۰۰۱ء)۔

۱۱۔ درحقیقت اس فرقہ وارانہ تصادم کو پاکستان میں عوامی سطح پر کبھی پذیرائی حاصل نہیں ہوئی۔ البتہ خود ریاستی اداروں اور خفیہ ایجنسیوں کے جدید تعلیم یافتہ کار پرداز ایسے افراد کی سرپرستی کر کے اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کا ریکارڈ رکھتے ہیں۔ گویا کہ اس بارود کو آگ دکھانے کا کام کہیں اور سے بھی ہوتا ہے۔ پھر بڑے تسلسل کے ساتھ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے پس پردہ بعض غیر مسلم ہمسایہ اور کچھ مسلم ممالک کا بھی ہاتھ ہے۔ اس قیاس آرائی میں حقیقت بھی ہو سکتی ہے۔ ۱۹۷۳ء میں وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے بلوچ پختون قوم پرستوں کی مدد کے لیے بلوچستان میں آنے والا عراقی اسلحہ پکڑا تھا۔ بھٹو صاحب کی حکومت میں اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار نے جناب اجمل خٹک (نیشنل عوامی پارٹی) کی رہنمائی میں پختون ''قوم پرستوں'' کی تخریبی ٹولیوں کی تیاری کا ثبوت بھی سپریم کورٹ آف پاکستان میں پیش کیا۔ ان کے بعد وزیر اعظم محمد خان جونیجو نے ۱۹۸۷ء میں برملا اعلان کیا تھا کہ پاکستان میں سروں کو کچل کر قتل کرنے والے ہتھوڑا گروپ کے

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اپنے آپ کو، قرآن وسنت کا کھلے ذہن سے مطالعہ کرنے کے بجائے، تنگ نظری پر مبنی اور فروعی نوعیت کے مسائل ومعاملات سے باندھ لیا۔ جس سے وہ چند سو مساجد کو اپنا مرکز اور چند ہزار لوگوں کو اپنا مرید محض بنانے میں تو ضرور کامیاب ہوئے، مگر دوسری جانب ان کے ہاتھوں امت مسلمہ کے مجموعی مفاد کو نفع پہنچانے کی کوئی کوشش کامیاب ہوتی دکھائی نہیں دیتی۔ اس میں حد درجہ افسوس ناک بات یہ ہے کہ انھیں اس چیز کا قرار واقعی احساس بھی نہیں۔

ایک اعتراض بڑے تواتر کے ساتھ یہ بھی دہرایا جاتا ہے کہ: ''دینی نصاب تعلیم کو یکسر تبدیل کر دینا چاہیے کیونکہ یہ فرقہ وارانہ تصادم کو بڑھاتا ہے۔ اس وجہ سے غیر ملکی سرمایہ کار پاکستان آنے سے گھبراتے ہیں''۔ دیکھا جائے تو انسانی زندگی، غیر ہموار معاشی رویوں اور سماجی تعصبات کی تپش کے باعث ایک عذاب سے گزر رہی ہے۔ اس خرابی کا سبب محض مذہب اور مسلکی فرقے ہی نہیں، بلکہ نہایت روشن خیال اور اعلیٰ تعلیم یافتہ عناصر کی ایک بڑی بھاری تعداد اس آگ کو بھڑکانے میں ایک مؤثر کردار ادا کر رہی ہے۔ جن کے ہاتھ نہ سیکولرزم کے نعرے باندھ سکے اور جنھیں نہ جدید سیکولر تعلیم وتربیت ہی کوئی انسانیت سکھا سکی۔

پھر اسی پاکستان میں پختون زلمے، مہاجر قوم پرستی کے دعوے دار، پنجابی شاونزم کے علم بردار، الذوالفقار کے گوریلے، سندھی قومیت کے طرف دار، ان سبھی لوگوں نے جدید تعلیم کے زیور

(باقی حاشیہ پچھلے صفحے سے آگے)

تخریب کاروں کی مدد لیبیا کی حکومت کر رہی ہے۔ ''الذوالفقار'' کے دہشت گردوں کی میزبانی کے لیے افغان سوشلسٹ حکومت اور شام کی بعثی حکومت کی ''احسان مندی'' کا اعتراف تو بڑے بڑے ترقی پسند کرتے رہے ہیں۔ راجہ محمد انور کی کتاب The Terrorist Prince (دہشت گرد شہزادہ) تو خود ایک وعدہ معاف فرد کی گواہی کا درجہ رکھتی ہے۔ اگرچہ ایسے پست درجے کا کام کرنے کے لیے آج تک ''مسٹر'' تیار ہوتا رہا ہے اور ہو رہا ہے، مگر بجا طور پر اس کے باوجود نہ تمام ''مسٹر'' دہشت گرد قرار پائے اور نہ ان کے تعلیمی یا سیاسی ادارے قابل گردن زدنی قرار دیے گئے۔ بالکل اسی طرح اگر چند مذہبی لوگ کسی دہشت گردی کی سرگرمی میں ملوث ہیں یا پکڑے گئے ہیں تو انھیں اس کی سزا دینا چاہیے۔ لیکن یہ انصاف کی بات نہیں ہے کہ چند لوگوں کی مبینہ حماقت کو بہانہ بنا کر تمام دینی اداروں اور دین کی اشاعت سے وابستہ تمام لوگوں کو بے سوچے سمجھے دہشت گردی کا مرتکب قرار دے دیا جائے یا ان کی جڑ مارنے کے منصوبے سوچے اور انھیں بدنام کرنے کے طوفان اٹھائے جائیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے آراستہ ہونے کے باوجود اپنے ہی ملک کی دوسری قومیتوں کے خون سے جس طرح اپنے ہاتھ رنگتے ہیں، وہ بے نوا لہو "دامن کو ذرا دیکھ، ذرا بند قبا دیکھ" کا فریادی ہے۔ مارچ ۱۹۷۱ء میں بنگلہ قوم پرستی کی علم بردار تحریک نے مشرقی پاکستان میں غیر بنگالی ہم وطنوں کو کس طرح تہہ تیغ کیا تھا اور پھر دسمبر ۱۹۷۱ء کے بعد تقریباً ایک برس تک کس کس انداز سے پاکستانی مگر غیر بنگالی انسانوں کو مارا؟ گویا انسانی جان و مال اور لہو سے بے تحاشا ہاتھ رنگنے کی اس روایت کا بڑا حصہ جدید تعلیم ہی سے منسوب لوگوں کے کھاتے میں جاتا ہے۔ یہی طبقے، آج محراب و منبر پر ایک سے بڑھ کر ایک الزام تراشی کر رہے ہیں ــــ تاہم خود دینی طبقے میں، جن منطقوں اور سطحوں پر جو ناپسندیدہ اور افسوسناک صورت حال پیدا ہوئی ہے، وہ عمومی نہ ہونے کے باوجود، بلا جواز ہے اور قابل مذمت بھی ہے، اور اصلاح طلب بھی۔ اس کے ساتھ یہ ذہن نشین رہنا چاہیے کہ: "اگرچہ انھی دینی مدرسوں میں مدت سے یہی نصابی کتب پڑھائی جا رہی تھیں، لیکن فرقہ پرستی کے نام پر قتل و غارت گری کے واقعات موجودہ زمانے ہی کی مثالیں ہیں" (ڈیلی ڈان کراچی، ۱۰ اپریل ۱۹۹۹ء)۔ تاہم اس پہلو پر غور و فکر اور اصلاح احوال کی بھی کوششیں کسی نہ کسی درجے میں ہوتی رہیں۔

یہ ۱۹۶۰ء کی بات ہے جب مدینہ یونیورسٹی کی تاسیس کے لیے دنیا بھر کے چیدہ چیدہ علماء پر مشتمل ایڈوائزری کونسل کے اجلاس ہو رہے تھے۔ ایسے ہی اجلاس میں فقہ کی تدریس کا مسئلہ زیر بحث آیا اور کسی فیصلے پر پہنچنے میں سخت دشواری پیش آئی۔ اس موقع پر [۲۸ مئی ۱۹۶۰ء] مولانا مودودی نے اجلاس میں یہ تجویز پیش کی: "فقہ اربعہ کی تعلیم کا انتظام ہونا چاہیے۔ معہد [ہائی اسکول] میں فقہ اربعہ کی تدریس اس طرح ہو کہ استاد طلبہ کو دلیل اور ترجیح کے بغیر صرف احکام و مسائل پڑھائے۔ البتہ جامعہ [یونیورسٹی] میں مسالک اربعہ کو دلائل کے ساتھ پڑھایا جائے۔ استاد یہ کوشش کرے کہ طلبہ کے اندر اجتہادی ذوق پیدا ہو، نیز اگر استاد کسی مسلک کو ترجیح دے تو شاگرد کو بھی اختیار ہو کہ وہ اسے قبول کرے یا نہ کرے۔ یعنی شاگرد استاد کا مسلک قبول کر لینے کا پابند نہ ہو۔ فقہ اربعہ کی تعلیم ایک ہی حلقے میں ہونی چاہیے، تاکہ ایک مسلک رکھنے والا طالب علم،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے مسلک سے بھی روشناس ہوتا جائے۔ ہر فرقہ کے لیے جدا جدا حلقے قائم کرنے کی ضرورت نہیں ہے"۔اس تجویز کو ۶ کے مقابلے میں ۱۲ ووٹوں سے قبول کرلیا گیا (خلیل احمد حامدی **مولانا مودودی کا سفر سعودی عرب** ،ص ۱۴۳-۱۴۴)۔گویا کہ اہل دین کے ہاں ان مسائل کا شعور بھی پایا جاتا ہے اورانھیں حل کرنے کی کوششیں بھی کسی نہ کسی درجے ہوتی رہی ہیں۔اس باب میں جو کمی ہے،اسے دور ہونا چاہیے۔

دینی مدارس پر الزامی مہم

دینی مدارس گزشتہ ڈیڑھ عشرے سے ایک مخصوص الزامی حملے کی زد میں ہیں۔ان الزامات کی نوعیت پر یہاں کچھ حوالوں سے حقائق پیش کیے جارہے ہیں:

❖ **امریکی نقطہ نظر اور دینی مدارس**: یہاں ہارورڈ یونیورسٹی کے کینیڈی اسکول آف گورنمنٹ کی تحقیق کار ڈاکٹر جسیکا سٹرن (Jessica Stern) کے مضمون سے ان مرکزی جملوں کو نقل کرکے مختصر تبصرہ دیا جارہا ہے،جن میں دینی مدراس کو موضوع بحث بنایا گیا ہے:

> پاکستان کے دینی مدرسے جہادی عنصر کی ترقی کا ذریعہ ہیں۔یہ مدرسے جنرل محمد ضیاءالحق کے زمانے میں اس لیے زیادہ تیزی سے پھلے پھولے کیونکہ انھیں حکومتی سطح پر زکوٰۃ فنڈ سے مالی مدد ملتی تھی (روزنامہ ڈان کراچی،۲دسمبر ۲۰۰۰ء)۔

دینی مدارس کی ترقی کے لیے صدر محمد ضیاءالحق مرحوم کے عہد حکومت میں زکوٰۃ فنڈ کو مدارس کی توسیع کا بڑا محرک قرار دینا غیر منطقی اور غیر حقیقی نظریہ ہے[۱۲]۔صورت حال یہ ہے کہ اس دوران ہی نہیں بلکہ آج بھی تقریباً آدھے سے کم مدارس کو زکوٰۃ سے رقم ملتی ہے۔اس امدادی رقم کا فی مدرسہ سالانہ تناسب دس سے بیس ہزار روپے کے درمیان رہا ہے۔یعنی سال بھر میں تقریباً ۳۵۰ سے ۱۳۰ ڈالر ___ کیا اتنی سی رقم لینے کے لیے کوئی فرد دینی مدرسہ قائم کرے گا،جبکہ دینی مدرسے کی

۱۲۔افسوس کہ یہی بات پاکستان کی وزارت تعلیم نے اپنی رپورٹ ۱۹۸۸ء میں بھی لکھی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت کے مطابق اس نے طالب علم کو رہائش، خوراک، تعلیم، کتب اور بعض صورتوں میں پہننے کو کپڑا بھی لے کر دیتا ہے۔ اس لمبے کھکھیڑ کے ساتھ ہی ساتھ بانی ادارہ کا کچھ معاشی مسئلہ بھی حل ہو گا۔ سوال یہ ہے کہ وہ صرف پندرہ بیس ہزار روپے سالانہ وصول کرنے کے لیے اتنا وسیع وعریض چیلنج کیوں قبول کرے گا، جس سے کئی گنا زیادہ وسائل تو اسے خرچ کرنے ہیں، اور انھیں اکٹھا کرنے کے لیے سخت تکلیف بھی اٹھانا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ مدرسہ کی تشکیل صدر ضیاء کے عطا کردہ معمولی سے زکوٰۃ فنڈ کے بل پر نہیں بلکہ جذبے کی بنا پر ہوئی۔

[یہی امریکی محققہ رقم طراز ہیں] ''آج پاکستان میں چالیس سے پچاس ہزار دینی مدرسے کام کر رہے ہیں'' (روزنامہ ڈان کراچی، ۲ دسمبر ۲۰۰۰ء)۔ [ڈاکٹر پیٹر ڈبلیو سنگر یہ تعداد پنتالیس ہزار بتاتے ہیں]

تحقیق اور شاعری میں یہی فرق ہے کہ محقق، حقائق کو جوں کا توں پیش کرنے کی دیانت دارانہ کوشش کرتا ہے، مگر شاعر رائی کا پہاڑ بنا کر دکھا دیتا ہے۔ اہل مغرب نے ان دو چیزوں میں حد فاصل متعین کرنے کے لیے ''معروضیت'' کی اصطلاح وضع کرتے ہوئے، کہا تھا: ''اگر کسی امر واقعہ کے بارے میں حتمی بات کہنا ممکن نہ ہو، مگر اسے بیان کرنا ضروری قرار پائے تو پھر اصل سے قریب تر رہ کر بات کی جائے اور ساتھ یہ اعتراف بھی کیا جائے کہ ہمارا یہ بیان حتمی نہیں، اندازاً ہے''۔ اوپر کے اعداد و شمار کو دیکھا جائے تو امریکہ کی معتبر دانش گاہ ہارورڈ کی تحقیق کار، اپنے ہی معیارات سے بہت فروتر مقام پر کھڑی دکھائی دیتی ہیں۔ حکومت پاکستان کی وزارت تعلیم نے ۲۰۰۰ء میں رپورٹ دی کہ پورے پاکستان میں کل: ''۶۷۶۱ دینی مدارس پائے جاتے ہیں''۔ اور پھر بڑی تفصیل سے بتایا کہ ہر صوبے میں کس کس درجے کے کتنے ادارے ہیں اور ہر ادارے میں کس درجہ تعلیم میں کتنی تعداد میں طلبہ و طالبات زیر تعلیم ہیں۔ لیکن منفی پراپیگنڈا کے لیے دینی مدارس سے منسوب خود ساختہ خوف کو بڑھاوا دینے کے لیے مغرب کے تحقیق کار، تقریباً سات ہزار مدرسوں کو چالیس پچاس ہزار قرار دیتے ہیں، اور مبالغہ کی لہر کو برقرار رکھنے کے لیے وہ دس ہزار جیسا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑا عدد بڑی آسانی سے ''تقریباً'' کے پردے میں لپیٹ کر اپنے استدلال کو تقویت دینے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔ کیا اہل مغرب کے نزدیک اس درجہ مبالغہ آمیزی کو روا رکھنا (کہ تقریباً سات ہزار مدرسوں کو پچاس ہزار قرار دینا) تحقیقی ضروریات کا تقاضا ہے، یا ''جدید'' پراپیگنڈے کی سیاسی ضرورت؟

[آگے چل کر لکھا ہے] ''چونکہ ان دینی مدرسوں پر حکومت [پاکستان] کی کوئی نگرانی نہیں ہے، اس لیے یہ مدرسے تنگ نظر اور دہشت گرد عناصر کے تربیتی مراکز بن چکے ہیں''

(روزنامہ ڈان کراچی، ۲ دسمبر ۲۰۰۰ء)۔

اس مسئلہ سے قطع نظر کہ خود مشرق و مغرب کے سیکولر تعلیمی ادارے کس درجے، کس نوعیت اور کس مقدار میں تنگ نظر اور دہشت گرد پیدا کرتے ہیں، زیر بحث مسئلے پر بہ انداز دگر کلام کیا جا سکتا ہے۔ وہ یہ کہ مسلمانوں کے دینی مدارس پر ''نگرانی'' کے لیے مغربی سیاست کاروں اور سیاسی تحقیق کاروں کی ''فکرمندی'' کی مطلوبہ حدود ایک مبہم اور غیر واضح اصطلاح ہے۔ نہ وہ اس کی ابتدا کا تعین کرتے ہیں اور نہ انتہائی حد کو متعین کرتے ہیں۔ یہیں پر یہ سوال اٹھانا بے جا نہ ہوگا کہ مغرب و مشرق میں قوم پرستانہ، صیہونی، صلیبی، ہندو قوم پرستانہ اور طبقاتی دہشت گردی کی پرورش کے لیے تو بہرحال ان دینی مدرسوں سے مدد نہیں ملتی، مگر ان کی خوں آشامیوں پر اہل مغرب کے ہاں وہ تڑپ کیوں نہیں پائی جاتی؟ جدید تعلیمی اداروں کے سند یافتہ اور جدید تعلیم سے آراستہ ہونے کے باوجود وہ کیوں اس راستے پر چل پڑتے ہیں[۱۳]؟ بلاشبہ دینی مدارس کے بھی متعدد طلبہ میں منفی سوچ

۱۳۔ امریکہ اور اس کی حلیف قوتوں نے شمالی اتحاد (افغانستان) کے لیڈر جناب پروفیسر برہان الدین ربانی کی بھرپور مدد کر کے، افغانستان کی طالبان حکومت کو ختم کیا۔ معروف ہفت روزہ نیوز ویک نے ربانی صاحب کا انٹرویو لیتے ہوئے جو سوال کیا، اس کا جواب ملاحظہ کیجیے:

نیوز ویک: اب بہت سی دینی درس گاہوں کو مشتبہ اور مشکوک خیال کیا جانے لگا ہے۔ آپ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی درس گاہ الازہر سے فارغ التحصیل ہیں۔ آپ کا اس خیال کے بارے میں کیا تاثر ہے؟

برہان الدین ربانی: اسلامی درس گاہوں کے خلاف یہ ایک پروپیگنڈہ اور تشہیراتی مہم ہے۔ آپ اگر ان تمام افراد پر نگاہ

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروان چڑھ سکتی ہے، جس طرح سیکولر تعلیم کے اداروں میں بھی ایک عنصر ایسا پایا جاتا ہے لیکن یہ چیز ان جدید اداروں کے وجود اور آزادی پر قدغن لگانے کا باعث کیوں نہیں بنتی؟

[امریکی مصنفہ نے اپنے استدلال سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ]: ''دینی مدرسوں کے اس تناظر میں امریکہ سب سے بڑا تعاون یہ کر سکتا ہے کہ، وہ پاکستان کے سیکولر (قومی) نظام تعلیم کو مضبوط بنانے کے لیے حکومت پاکستان کی بامعنی معاونت کرے۔ اسی عمل کے نتیجے میں پاک بھارت تناؤ کم ہو سکتا ہے اور ایٹمی اسلحے سے پیدا شدہ خطرے کو روکا جا سکتا ہے'' (جسیکا سٹرن، روزنامہ ڈان کراچی، ۲ دسمبر ۲۰۰۰ء)۔

اس پیراگراف میں تین چیزوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اول یہ کہ، دینی تعلیم کے ''منفی عمل'' سے بچاؤ اور اس پر کنٹرول حاصل کرنے کا راستہ یہ ہے کہ پاکستان کے سیکولر تعلیمی نظام کو مضبوط بنانے کے لیے بامعنی معاونت دی جائے۱۴۔ جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ پاکستان یا مسلم دنیا کو اپنے جمہوری حق کی بنا پر، اپنے عقیدے سے ہم آہنگ تعلیمی نظام تشکیل دینے کا کوئی حق تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک سنجیدہ تحقیق کار بھی آخر کار اسی نتیجے پر پہنچتا ہے کہ: سیکولر تعلیم ہی وہ آلہ ہے جس کے نتیجے میں مسلم تشخص کو ختم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ اس کا عملی پہلو یہ ہے کہ

(باقی حاشیہ پچھلے صفحہ سے آگے)

ڈالیں جنھیں [مبینہ طور پر] دہشت گرد کہا جا رہا ہے، تو ان میں کوئی بھی [اسلامی] دینی درس گاہ کا فارغ التحصیل نہیں ہے۔ مثلاً اسامہ بن لادن انجینئر ہے اور اس کا نائب ڈاکٹر ہے۔ جو لوگ [مصری صدر] انور سادات کے قتل میں ملوث تھے، ان میں یا تو انجینئر تھے، یا پھر وہ فوجی اداروں کے گریجویٹ تھے۔ القاعدہ کے ارکان میں سے ایک بھی دینی درس گاہ سے فارغ التحصیل نہیں تھا'' (Newsweek، ۲۸ جنوری ۲۰۰۲ء)۔ اسی طرح امریکی صحافی ڈینیل پرل کے قتل سے منسوب ملزم احمد عمر شیخ نے ابتدائی تعلیم ایچی سن کالج لاہور اور اعلیٰ تعلیم لندن اسکول آف اکنامکس سے پائی۔

۱۴۔ ۱۲ فروری ۲۰۰۲ء کو صدر پرویز مشرف کے دورہ امریکہ کے دوران باہمی تعاون کے جو معاہدات ہوئے ان میں سے ایک معاہدہ ''تعلیمی فروغ کے لیے امداد'' سے منسوب ہے۔ جس کے تحت امریکہ، پاکستان کو تین کروڑ چالیس لاکھ ڈالر دے گا۔ یو ایس ایڈ بھی اس امداد میں حصہ دے گی۔ کہا جا رہا ہے کہ دو کروڑ اسی لاکھ ڈالر دینی مدارس کے نصاب کی تیاری، اساتذہ کی تربیت اور اطلاعاتی ٹکنالوجی کے لیے دیے جائیں گے (فرائیڈے اسپیشل ۲۲ فروری ۲۰۰۲ء، ص ۱۴)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گزشتہ ڈیڑھ عشرے سے مغربی اقتصادی اداروں اور حکومتوں نے پاکستان میں عورتوں اور بچوں کی تعلیم کے لیے تو، سودی قرضے دینے میں نہ صرف دلچسپی لی ہے بلکہ بعض منصوبے تو زبردستی حکومت پاکستان کے سر تھوپ دیے ہیں۔ کیونکہ وہ اس طرح نظریاتی طور پر اپنے اثرات کو گہرا کرنے میں اہم رول ادا کر سکتے ہیں۔ لیکن دوسری جانب پاکستان کے اسی سیکولر تعلیمی نظام کے اعلیٰ سائنسی، فنی اور تحقیقی اداروں (مثلاً عصری تعلیم کی عام اور انجینئرنگ یونیورسٹیوں کے ساتھ PCSIR جیسی تجربہ گاہوں وغیرہ) کی مالی امداد اور فنی معاونت کا گلا تک گھونٹ دیا گیا ہے، تاکہ ان اداروں کے افراد تحقیق و ترقی کے لیے خود کفالت کی منزل تک نہ پہنچ سکیں۔ گویا کہ سیکولر نظام تعلیم کو مضبوط بنانے کے لیے قرضوں کی مدد کا مرکز، تعلیم و تحقیق میں بہتری لانا نہیں بلکہ نظریاتی سطح پر توڑ پھوڑ ہے۔ یہ چیز جہاں اعلیٰ تعلیمی اداروں کے لیے معاونت کی عدم موجودگی کا پتہ دیتی ہے، وہاں ابتدائی عمومی اور سیکولر تعلیم کے لیے سہ گانہ حکمت عملی کے ساتھ نمودار ہوتی ہے۔ اولاً، اس مدد کا ایک حصہ اعلیٰ انگلش میڈیم نجی تعلیمی اداروں کی مدد پر صرف کرنا، ثانیاً، ٹیکسٹ بک بورڈ پر ریاستی کنٹرول کی گرفت توڑنا اور نصابیات میں من مانی تبدیلی کے ذریعے فکری اثر و نفوذ کی راہ ہموار کرنا —— ثالثاً، عام ابتدائی اسکولوں اور عورتوں کی اعلیٰ ثانوی درجے تک تعلیم کے متعین اہداف میں دلچسپی —— ان اہداف کے لیے مغرب کی ''ہمدردی'' کو جانچنا کوئی دشوار نہیں ہے۔

زیر بحث پیراگراف میں دوسرا ہدف ''پاک بھارت کشیدگی پر قابو پانا'' قرار دیا گیا ہے۔ گویا کہ ان دو ملکوں کے مابین کشیدگی کا بھی بڑا سبب ''دینی مدرسے'' ہی ہیں، اس لیے ان کے مقابلے میں پاکستان میں سیکولر تعلیم عام کو مضبوط بنایا جائے تو یہ کشیدگی بھی ختم ہو جائے گی۔ کیا واقعی مغرب کا کوئی منجھا ہوا تحقیق کار پاک بھارت تعلقات میں کشیدگی کا سبب بھی دینی مدرسوں ہی کو تصور کر بیٹھے گا اور تقسیم ہند [اگست ۱۹۴۷ء] کے دوران برطانوی استعماری ریڈکلف ایوارڈ کی دانستہ بے انصافی کو یوں نظر انداز کر دے گا؟ یہی نہیں بلکہ اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل کے دوہرے معیارات کو بھی دینی تعلیم اور سیکولر تعلیم کے مناقشے کی بھینٹ چڑھا دے گا۔ کیا اس بات سے یہ نتیجہ نکالنا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مناسب نہ ہوگا کہ: مغرب کے نزدیک اگر دوقومی نظریہ اور مسئلہ کشمیر کو بھی دریابرد کرنا ہے تو اس کے لیے بھی سیکولر تعلیم ہی کی سرپرستی ضروری ہے۔

ڈاکٹر جسیکا نے دینی مدارس پر گرفت کرتے وقت، یہاں پر سیکولر تعلیم میں مدد کے لیے امریکی حکومت کو پکارتے ہوئے یہ بھی کہا ہے: ''اس طرح ایٹمی خطرے پر بھی قابو پایا جاسکتا ہے'' ----دینی مدارس پر ان کی بحث پاکستان کے ایٹمی پروگرام پر جا رکی ہے۔ اس سے کیا یہ سمجھا جانا چاہیے کہ ایٹمی پروگرام کے آغاز اور اس کے تجربے میں بھی دینی مدارس کا ہاتھ تھا؟ ظاہر ہے کہ ایٹمی پروگرام کی تعمیر و تشکیل میں دینی مدارس نہیں بلکہ اعلیٰ تعلیم یافتہ سائنس دان اور انجینئر شریک تھے۔ اب اس کی حفاظت کے لیے اسلامیان پاکستان: مسجد اور پارلیمنٹ یا دینی مدرسے اور جدید یونیورسٹی کی تفریق سے بالا ہو کر کمربستہ ہیں۔ بلاشبہ اس کے پیچھے اسلامی تشخص اور ملی تحفظ کی سوچ کارفرما ہے۔ ایسی سوچ، جو اسکاچ مشن اسکول اور مرے کالج سیالکوٹ کے طالب علم شیخ محمد اقبالؒ [علامہ اقبال] کے ذہن سے نہیں نکالی جاسکی اور نہ جسے محمد علی جناحؒ [قائداعظم] کے دل سے کھرچا جاسکا۔ غالباً اسی احساس کو ختم کرنا مغربی وژن کا ایک ہدف ہے۔

اسی تسلسل میں ایک امریکی تھنک ٹینک دی بروکنگز انسٹی ٹیوٹ، واشنگٹن ڈی سی کے (ہارورڈ اسکالر) ڈاکٹر پیٹر ڈبلیو سنگر نے نومبر ۲۰۰۱ء میں تجزیاتی مقالہ پاکستان کے دینی مدارس پر لکھا ہے[۱۵] (یہ مقالہ انٹرنیٹ پر دستیاب ہے)۔ مثبت عنوان رکھنے کے باوجود اس مقالے میں بھی روایتی نوعیت کی مغالطہ انگیزیاں بیان کی گئی ہیں۔ مثال کے طور پر مسٹر سنگر نے لکھا ہے:

> یہ مدرسے ایسے ہزاروں احتجاجی طالب علموں کے عمومی مراکز ہیں، جو پاکستانی حکومت کی جانب سے امریکہ کی تائید اور مختلف ٹیکس لگانے کے فیصلوں تک کی مزاحمت کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔

فاضل مقالہ نگار نے کن مدارس کی بنیاد پر کون سے احتجاجی طلبہ کی بات کی ہے، ان کی

15- Peter.W.Singer, *Pakistan's Madrassahs: Ensuring a System of Education not Jihad,* [Analysis Paper 14] November 2001.

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نشاندہی ضروری تھی۔ افغانستان پر امریکی بم باری (اکتوبر-دسمبر ۲۰۰۱ء) کے دوران ایسے احتجاجی طالب علم، بامعنی طور پر پاکستان کی سڑکوں پر دکھائی نہیں دیے۔ فلسطین اور کشمیر میں ہونے والے مظالم کے خلاف بھی دینی مدارس کے طلبہ بے ساختہ احتجاج کرتے ہوئے نظر نہیں آئے۔ پاکستان میں آمر حکومتوں کے خلاف تحریکوں میں بھی یہ طلبہ کبھی مرکزی کردار ادا کرتے نہیں دیکھے گئے۔ اگر ایسا ہوتا اور ان طلبہ کے اساتذہ نے واقعی انھیں ایسے ہی احتجاجی شعور کے ساتھ تیار کیا ہوتا، تو پھر پاکستان کے شہروں کی سڑکیں اور حکومت کی جیلیں لازماً اس کی گواہی پیش کرتیں۔ دینی مدارس کا طالب علم، جس قدر اپنے استاد کے زیر اثر ہوتا ہے، کوئی عام فرد اس کا تصور نہیں کر سکتا۔ اس لیے ہزار دو ہزار کے اکا دکا جلوسوں اور چند ٹائروں کو آگ لگانے کی کوشش، بھلا کس طرح احتجاجی طالب علموں کی چھاونیوں کا مظہر قرار دی جاسکتی ہے؟ اخبارات کے مطالعے سے معلوم تا ہے کہ پاکستان میں جب بھی حکومت کی ناپسندیدہ پالیسیوں پر احتجاج کی لہر اٹھی تو اس میں جدید عصری تعلیم کے اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں کے طالب علموں نے اہم کردار ادا کیا۔ یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ جہاد افغانستان اور جہاد کشمیر میں انھی جدید تعلیمی اداروں کے طلبہ کا زیادہ بڑا حصہ ہے، مگر اس کے باوجود دینی مدارس ہی کو تنقید کا ہدف بنا کر، انھیں کنٹرول میں لانے اور باندھ کر رکھ دینے کا عزم ظاہر کیا جاتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ان معاندانہ پالیسیوں کا ہدف کوئی وقتی مقصد حاصل کرنا نہیں، بلکہ دینی مدارس کی صورت میں اسلامی تہذیبی مراکز کو بے اثر اور پابند بنانا ہے۔

[مسٹر سنگر کے بقول:] دینی مدارس میں پڑھنے والوں کو اکنامکس، سائنس اور کمپیوٹر کا فہم حاصل نہیں ہوتا۔ یہ ادارے بے روزگار نوجوانوں کا ہجوم تیار کر رہے ہیں، جن کا اور تو کوئی مصرف نہیں، البتہ یہ لوگ صرف مسجد کے امام یا کسی مسجد کے چھوٹے موٹے خدمت گار ہی بن سکتے ہیں، اور بس۔

اس ہمدردی سے کسی کو اختلاف نہیں ہوسکتا۔ تاہم دیکھنا یہ ہے کہ پاکستان میں جدید تعلیم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل کرنے والے: ہزاروں ڈاکٹروں، انجینئروں، کمپیوٹر ماہرین، اور سماجی و انتظامی علوم میں ڈگری یافتہ روشن دماغ اور روشن خیال بے روزگار نوجوانوں کے لیے ملازمت فراہم کرنے یا باعزت زندگی گزارنے کا راستہ دکھانے میں ناکام رہنے والی انتظامیہ بھلا دینی مدرسوں کے طالب علموں کو کس طرح روزگار کی ضمانت دے سکے گی؟ دینی مدارس کے طلبہ تو اپنی ملازمتوں کے لیے ریاست سے کوئی مطالبہ بھی نہیں کر رہے، البتہ جدید تعلیم یافتہ نوجوان، جنھوں نے وقت اور وسائل کا ایک بڑا حصہ صرف کرنے کے بعد بھی مایوسی اور بے روزگاری کا منہ دیکھا ہے، کم ازکم ان کی جانب نظر التفات تو ضرور ہونی چاہیے۔ مختلف مطالعات (studies) سے یہی امر سامنے آتا ہے کہ جرائم کی دنیا اور منشیات زدگی میں بڑا حصہ انھی جدید تعلیم یافتہ مگر مایوس اور بے روزگار نوجوانوں پر مشتمل ہے۔

[مسٹر پی ڈبلیو سنگر لکھتے ہیں:] ان دینی مدارس کو راہ راست پر لانے کے لیے کوئی بھی بلا واسطہ (direct) اقدام پاکستان میں تشدد کی لہر کو ابھارے گا، اور پاکستانی فوج کی یکجہتی کو ہلا کر رکھ دے گا --- اس لیے مناسب ہوگا کہ اردن کی حکومت کے مانند، حکومتی اعانت سے دینی مدارس عالیہ کو پروان چڑھایا جائے، جہاں ریاضی اور اکنامکس کے ساتھ دینی تعلیم کا بھی اہتمام ہو[16]۔

اس تجویز میں دو تین مضامین کے خوش نما اضافے کے ساتھ بالواسطہ گرفت مضبوط کرنے کا راستہ دکھایا گیا ہے۔ اپنے خدشات کو پاکستانی فوج کی یکجہتی کے بارے میں فکرمندی سے جوڑا گیا ہے۔ کیا اس موقع پر یہ سوچنا مناسب نہ ہوگا کہ وہ مغرب، جو ایک جانب تو مسلم دنیا کی فوجی قوت

۱۶- ایک طرف تو ایسی تجاویز ہیں اور دوسری جانب امریکہ کے ایک معروف تھنک ٹینک (حوضِ دانش) نے امریکی حکومت سے کہا ہے کہ: وہ سعودی حکمرانوں سے دینی درس گاہ الجامعہ الاسلامیہ، مدینہ (مدینہ یونیورسٹی) بند کرنے کا مطالبہ کرے۔ کیونکہ ان کے خیال میں امریکہ پر حملہ کرنے [۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء] والوں میں سے بیش تر افراد مدینہ یونیورسٹی کے طالب علم تھے۔ علاوہ ازیں امریکہ نے ریاض، مکہ اور جدہ میں سعودی یونیورسٹیوں کو بھی خطرہ قرار دیتے ہوئے ان پر بنیاد پرستی پھیلانے کا الزام عائد کیا اور ان یونیورسٹیوں کے تعلیمی نصاب کو تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا ہے (روزنامہ دن لاہور، ۱۳ فروری، روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۱۴ فروری ۲۰۰۲ء)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اضافے کے بارے میں تشویش کا شکار ہے اور دوسری جانب پاکستان کی فوجی قوت بچانے کے لیے بھی مضطرب ہے۔ ایسے اشاروں سے پاکستان کے اہل بصیرت ان اندیشہ ہائے دوردراز میں الجھ جاتے ہیں، کہ کہیں پاکستان کی قومی مسلح افواج کو خود پاکستانیوں ہی کو "سیدھا رکھنے" کے لیے تو نہیں استعمال کیا جارہا؟ معاشرے میں تشدد واقعی برائی ہے (اور ایسا ہی ہے) تو پھر فلسطین، کشمیر اور چیچنیا میں روزانہ ریاستی تشدد کا نشانہ بننے والے انسانوں کے بارے میں بھی، مغربی قائدین کو فکرمند ہونا چاہیے۔

[پھر سنگر نے لکھا ہے:] دینی مدرسوں کی انقلابیت کے چیلنج سے نمٹنے کے لیے ضروری ہے کہ امریکہ، حکومت پاکستان کے لیے اپنی بیرونی امداد اور این جی اوز کی اعانت کے لیے وسائل میں اضافہ کرے۔ کیونکہ شمالی علاقہ جات میں یہ دیکھا گیا ہے کہ جن این جی اوز کی نگرانی میں چلنے والے اسکولوں میں بچوں کو دوپہر کا کھانا فراہم کیا گیا ہے وہاں بچوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔

تمام تعلیمی نظام کار کا مطالعہ کرنے سے یہ پہلو نکھر کر سامنے آتا ہے کہ یہ دینی مدرسے فی الواقع کسی انقلابیت کا مرکز نہیں ہیں، اور نہ والدین محض دوپہر کے کھانے کے لیے بچوں کو اسکولوں میں بھیجتے ہیں۔ دینی فاضلین اور ان سے بڑھ کر جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں میں انقلابیت کا جذبہ اور استعماریت سے نجات پانے کا راستہ انھیں: قرآن، اسلامی تاریخ، سیرت اور عمومی تاریخ ہی سے نہیں ملتا، بلکہ روزانہ اخبارات کے مطالعے اور خود انقلاب فرانس کے رہنماؤں سے بھی جذبہ ملتا ہے۔ کیا کسی کے لیے ممکن ہے کہ وہ ان تمام ماخذ کو کسی تہہ خانے میں بند کردے؟ علامہ اقبال اور دوسرے انقلابی شاعروں کے شعلہ نوا کلام اور پیغام کو کیسے غرق کیا جاسکتا ہے؟ اسی طرح ایک عام انسان میں پائے جانے والے جذبہ ترحم کو کس طرح پابند سلاسل بنایا جاسکتا ہے؟ کیا بیرونی امداد، این جی اوز کی یلغار اور دوپہر کے کھانے سے یہ کام لیا جاسکتا ہے؟ ناممکن ـــــ سورج کو موم کے رسے سے باندھنا جس طرح ناممکن ہے اسی طرح اوپر پیراگراف میں مسٹر سنگر کے مجوزہ اقدامات

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے اثر ہوں گے۔ اگر مغرب کے حکمران طبقے اور انھیں راستہ سجھانے والے دانش ور اس امر پر اتفاق کر لیں کہ وہ دنیا میں اپنے ہاتھوں پروان چڑھنے والی بے انصافی اور ناجائز حد تک بڑھی ہوئی اجارہ داری اور سازشی ذہنیت کو کنٹرول کر لیں تو واقعی ایسے خدشات خود بخود دم توڑ دیں گے۔ وہ اگر دنیا بھر کے انسانوں کے جمہوری حقوق، ان کے مذہبی اور تہذیبی حق کو تسلیم کر لیں تو انھیں اس طرح کے خوف سے چھٹکارا مل جائے گا۔ پھر کسی سازش اور سازش کے کارندوں کی سرپرستی کرنے یا انھیں پالنے کے لیے اپنے قومی وسائل کو ضائع کرنے کی ضرورت بھی نہ رہے گی۔

اسی طرح دی بروکنگز انسٹی ٹیوٹ، واشنگٹن ہی کے زیر اہتمام ۱۷ دسمبر ۲۰۰۱ء کو ''پاکستان اور افغانستان میں بنیادی تعلیم'' کے موضوع پر ایک سیمینار منعقد ہوا۔ جہاں پر متعدد امریکی اسکالروں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ وہاں پر پاکستان کے جناب شاہد جاوید برکی کی تقریر اور مباحث سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے، کہ ان مناصب پر فائز لوگ معاملات کو کس انداز سے دیکھتے ہیں۔ انھوں نے کہا:

> پاکستان کے دینی مدرسے بیرونی رقم سے چلتے ہیں۔ اگر سعودیوں کو [پاکستانی] تعلیم کے لیے پیسے دینے ہی ہیں، تو انھیں کہا جائے کہ وہ یہ رقم دینی مدرسوں کے بجائے تعلیم کے دیگر شعبوں کو دیں --- دینی مدرسوں کو صرف اسی صورت میں کام کرنے کی اجازت دی جائے، جب وہ ریاست کے منظور شدہ نصاب اور ریاست کی متعین کردہ نصابی کتب کو ریاست ہی کے ملازم اساتذہ کے ذریعے، حکومت کے منظور شدہ مدرسوں میں پڑھائیں۔ اس ضمن میں جو مدرسے تعاون نہ کریں انھیں بند کر دیا جانا چاہیے[17]۔

شاہد جاوید برکی، ورلڈ بنک کے اعلیٰ عہدیدار اور وزیر اعظم ملک معراج خالد کی عبوری حکومت میں [۹۷-۱۹۹۶ء] وزیر رہ چکے ہیں۔ اوپر درج شدہ الفاظ میں موصوف کی زمینی حقائق

17. A Brookings Forum on Universal Education: "Basic Education in Pakistan and Afghanistan" (Falk Auditorium, The Brookings Institution, Washington, D.C) December 17, 2001. www.brook.edu/

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بے خبری ظاہر ہوتی ہے۔ مدتوں سے دینی مدارس کے بنیادی مالی اخراجات یقیناً ملک ہی سے پورے ہوتے ہیں اور باقی امداد وہ محنت کش فراہم کرتے ہیں، جو مختلف ملکوں میں دن رات مشقت کرتے ہیں۔ ورلڈ بنک کے ایک ذمہ دار فرد کی حیثیت سے شاہد برکی کے پاس دینی مدارس کو فراہم کی جانے والی سعودی امداد کے اگر کوئی اعداد و شمار تھے تو وہ انھیں پیش کرنا چاہییں تھے۔ ایک ایسی بات کہنا جس کی کوئی اصل نہیں، اور پھر یہ کہنا کہ ''امداد صرف [عصری] تعلیم کے لیے دی جانی چاہیے''، تعلیم کے بارے میں محدود تصور پر مبنی خیال ہے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ''حکومتی نصاب ہی پڑھایا جائے'' تو آج جب چاروں طرف: جمہوری قدروں کے احترام اور آزادی رائے کی بات ہو رہی ہے، حکومتی کنٹرول کو محدود سے محدود تر کرنے کی پالیسیاں تشکیل دی جا رہی ہیں، ایسے ماحول میں کمیونسٹ ملکوں کی طرح جبری گرفت کے ساتھ مدرسوں کو چلانے کی بات غیر منطقی، غیر جمہوری اور ایک غیر تعلیمی خیال ہے۔ جس کی کوئی بھی متوازن، پڑھا لکھا اور جمہوری فرد تائید نہیں کرسکتا۔

❖ **ایک این جی او اور دینی مدارس:** ۲۰۰۰ء میں سیکولر نقطہ نظر کی حامل ایک پاکستانی این جی او نے دینی مدارس پر رپورٹ مرتب کی۔ رپورٹ کا استدلال تو اسی فکر سے ماخوذ ہے، جس پر گزشتہ صفحات میں بحث کی گئی ہے۔ تاہم اس میں زیر بحث تین نکات کو یہاں پر پیش کیا جا رہا ہے۔ رپورٹ میں لکھا ہے:

> پہلے زمانے میں اسلامی مدرسے ''وقف'' (ٹرسٹ) کے نظام کے تحت، ریاستی کنٹرول میں ہوتے تھے۔ کیونکہ ''وقف'' ایک ایسا نظام تھا، جس میں مالی امداد دینے اور ان پر کنٹرول رکھنے کا اہتمام ہوتا تھا (سنڈیکیٹ رپورٹ، ص ۳)۔

سنڈیکیٹ رپورٹ کے مرتبین نے اسلامی تاریخ میں ''وقف'' کے ادارے، طریق کار اور عمل سے عدم واقفیت کی بنا پر ریاستی کنٹرول کا یہ دعویٰ کیا ہے۔ چودہ سو برسوں پر محیط اسلامی تاریخ و تہذیب کے ذخیرے کو اگر پرکھنا ممکن نہ تھا تو کم از کم پاکستان میں عدالتی فیصلوں کی اشاعت کرنے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے مجلوں PLJ اور PLD ہی کے اشاریے سے ''وقف'' پر قانونی مباحث پڑھ لیے جاتے تو ایسی غیر منطقی اور کمزور بات نہ کی جاتی۔ درحقیقت مذکورہ بالا رپورٹ کے مرتب حضرات نے ''وقف'' جیسے دینی، رفاہی، عوامی، رضا کارانہ اور ملی ادارے کو حکومتی کنٹرول میں لانے کے لیے یہ باطل استدلال پیش کیا ہے، جس کا امر واقعہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ہندستان میں اسلامی مدارس کو مغل بادشاہ اکبر کے زمانے میں دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ پہلا حصہ سیکولر تعلیم پر مشتمل تھا، جس کے ذمے ریاستی امور چلانے کی ذمہ داری تھی اور دوسرا حصہ عربی مدارس کے لیے تھا، جو رفتہ رفتہ کاروبار ریاست سے یکسر کٹ گیا (سنڈیکیٹ رپورٹ، ص ۴)۔

تاریخ کے حقائق بتاتے ہیں کہ اکبر [م: ۱۶۰۵ء] جیسا سیکولر بادشاہ بھی تعلیم کی اسلامی روایت کو دو حصوں میں نہ بانٹ سکا۔ یہ کام تو انگریزی استعمار کے عہد حکومت میں ہوا اور جس کو قیام پاکستان کے بعد یہاں کی سیکولر انتظامیہ نے بام عروج تک پہنچانے کی سعی کی۔

مدرسہ سسٹم استعمار مخالف جذبوں سے سرشار رہا ہے--- مدارس، مفت رہائش، خوراک تعلیم اور بعض ادارے لباس تک فراہم کرتے ہیں (سنڈیکیٹ رپورٹ، ص ۴-۵)۔

ان مدرسوں سے اہل یورپ، سامراجیوں اور ان کے حلیفوں کی مخاصمت کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ اہل جاہ و حشم کے نزدیک جس کا اصل سبب، ان لوگوں کے ہاں استعمار مخالف جذبوں کی سرشاری ہے۔ حالانکہ یہ نتیجہ اخذ کرنا بھی مبالغہ آمیزی ہے۔ گزشتہ دو سو برس کی اسلامی تاریخ کے مطابق صرف دینی مدارس میں بڑے حریت پسند نہیں پیدا ہوئے۔ اگر دینی مدارس کے پورے تدریسی ماحول کو دیکھا جائے تو امر واقعہ ہے کہ ان دینی مدارس میں استعمار مخالف جذبے خاص طور پر پیدا نہیں کیے جاتے۔ بلکہ خواندہ و نیم خواندہ یا قدیم یا جدید تعلیم یافتہ اور دینی یا لادینی اسکالروں کی بحث سے قطع نظر، یہ عالمی لٹریچر اور اسلامی تعلیمات پر غور و فکر کا منطقی نتیجہ ہے کہ فرد: ظلم، زیادتی، غلامی اور محکومی کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہو پاتا۔ یہ شعور عام عصری تعلیم، دینی تعلیم اور عام سطح

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی مجلسی تعلیم تینوں سے پیدا ہوتا ہے۔

بہر حال مذکورہ بالا پیراگراف میں دوسری ''قابل اعتراض'' بات غالباً، طلبہ کو مفت سہولیات کی فراہمی سمجھا گیا ہے۔ اگرچہ کھل کر اسے قابل اعتراض تو نہیں کہا گیا، لیکن اس رفاہی خدمت کو مدارس پر اعتراضات کے حصے میں درج ضرور کیا گیا ہے۔ اس خدمت پر اعتراض کرنے کے بجائے اگر اہل اختیار اور اصحاب حکومت باقی طلبہ کو بھی ایسی سہولتیں فراہم کر دیں تو یہ معاشرے پر احسان ہو گا۔ مگر افسوس کہ عالمگیریت (گلوبلائزیشن] اور منڈی کی معیشت (مارکیٹ اکانومی) کے اس زمانے میں، سیکولر اور جمہوری عناصر تک نے غریب اور نادار لوگوں کے لیے سستی سیکولر تعلیم کی فراہمی کا راستہ بھی مسدود کر دیا ہے۔ دوسری جانب اگر کچھ اہل خیر، طلبہ کو مفت تعلیم، اپنے لوازمات کے ساتھ دینے کی کوشش کرتے ہیں تو اس پر اعتراض کیا جاتا ہے۔

دینی مدارس کے خلاف گزشتہ ایک عشرے سے جتنا لکھا اور بولا گیا ہے اگر یہ توانائیاں ملک میں خواندگی کی شرح بڑھانے، معاشی استحکام لانے کے لیے خود انحصاری اختیار کرنے، معاشی تفاوت (disparity) کم کرنے اور دوسری اخلاقی خرابیوں کو دور کرنے پر لگائی جاتیں تو ملک اور قوم کا کچھ بھلا ہوتا۔

❖ **تشدد پسندی اور دینی مدارس:** ۱۹۹۲ء سے ایمنسٹی انٹرنیشنل کے زیر اثر مختلف حلقوں نے دینی مدارس کے خلاف محاذ سنبھالا۔ ۱۹۹۴ء میں بے نظیر بھٹو حکومت کے دوران اس میں شدت آئی، اور چند غیر ملکی وسائل یافتہ، غیر حکومتی تنظیموں (NGO's) نے دینی مدارس کو بے بنیاد، مبالغہ آمیز اور من گھڑت الزامات کا ہدف بنایا ـــــ بقول خرم مراد مرحوم: ''۱۴ اگست ۱۹۹۴ء کو ہفت روزہ اکـــانـومسـٹ، لندن نے Survey of Islam کے زیر عنوان جو مفصل مضمون لکھا تھا، درحقیقت وہ اشارہ اس یلغار کا سر آغاز بنا'' (ترجمان القرآن، مئی ۱۹۹۵ء)۔

اس عرصے میں یہ مہم کئی رنگ بدل بدل کر ایک ہی ہدف پر شعلہ بار رہی۔ اور اس کا ہدف دینی مدارس، دینی تعلیم، جہاد اور آخر کار اسلام ہی ہے۔ اس مہم کے لب ولہجے کی چند حالیہ مثالیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسب ذیل ہیں[18]:

- وزیر داخلہ [جنرل معین الدین] کی یقین دہانی کے باوجود کہ دینی مدارس میں فوجی تربیت کا خاتمہ کیا جائے گا، پاکستان میں دینی مدارس کی تعداد میں اضافہ کیا گیا ہے[19]۔ تاکہ ایک متوازی مسلح فوج تخلیق کی جا سکے'' (مضمون، بے نظیر بھٹو، دی نیوز، ۵ مارچ ۲۰۰۱ء)[20]۔
- حکومت کی طرف سے ملنے والے زکوٰۃ فنڈ سے دینی مدارس کے طلبہ کو فوجی تربیت دی جا رہی ہے (مضمون، کنور ادریس، ڈیلی ڈان، ۱۸ مارچ ۲۰۰۱ء)۔
- دینی مدارس کے ذرائع آمدنی مشکوک ہیں (مضمون، کامل بنگش، دی نیوز، ۴ اپریل ۲۰۰۱ء)۔
- دینی مدارس انتہا پسندوں کی افزائش نسل کر رہے ہیں (مضمون، ریحان اصفہانی، ڈیلی ڈان، ۲۹ مارچ ۲۰۰۱ء)۔
- پاکستان کو جہادی کلچر سے پاک کرنے کی حکومتی کوششوں کا ہم خیر مقدم کرتے ہیں (مضمون، ایم شہزاد، دی نیوز، ۲۲ مارچ ۲۰۰۱ء)۔

۱۸۔ یہ مہم صرف پاکستان کی حد تک محدود نہیں ہے، بلکہ بھارت میں بھی برابر جاری ہے۔ بھارت کی متشدد، فرقہ پرست اور ہندو تنظیموں نے ۲۴ دسمبر ۱۹۹۴ء کو لکھنؤ میں وشوا ہندو پریشد کے تعاون سے ایک بہت بڑا اجتماع منعقد کیا۔ مسلمانوں کے خلاف اشتعال انگیز تقریریں کی گئیں اور تشدد پر اکسانے والے پوسٹر اور پمفلٹ جاری کیے گئے۔ وہاں حکومت ہند سے یہ مطالبہ کیا گیا: ''مسلمانوں کے دینی مدارس جو دہشت گردی، تشدد پسندی اور بنیاد پرستی کا گڑھ ہیں، حکومت ہند ان کے ساتھ کوئی نرمی کا معاملہ نہ کرے۔ ان کی سرگرمیوں کو موقوف کرے، جو مسلم قومیت کی افرادی بقا و استحکام میں اہم کردار ادا کر رہی ہیں' اور یہ کہ: ''اگر ان مدارس سے حکومت نے مصالحانہ رویہ اختیار کیا تو ہم دیش کی اکھنڈتا اور مریادا کے لیے خود یہ فریضہ انجام دیں گے'' (ماہنامہ 'بانگ درا' لکھنؤ، جنوری ۱۹۹۵ء، ص ۳)۔ اسی تسلسل میں پاکستان کے پریس اور مخصوص لابیوں اور ان کے زیر اثر عناصر کی آوازوں کو سنا جائے تو یہاں پر بھی الزام، دشنام اور یلغار اسی درجے اور شدت کے ساتھ جاری دکھائی دیتی ہے۔ جس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں رہتا کہ اس ''کارِ عظیم'' کے لیے کسی ایک ہی جگہ سے سگنل دیے جا رہے ہیں۔ راشٹریہ سویم سیوک سنگھ (RSS) کے پارٹی میگزین The Organiser نے اپنی تازہ اشاعت کے اداریتی نوٹ میں بھارتی حکومت سے کہا ہے کہ: ''حکومت ہند' مسلمانوں کے دینی مدارس کو اپنی تحویل میں لے یا پھر ان مدرسوں کے طلبہ کو سرکاری اسکولوں میں داخل کیا جائے، جس کے پہلے قدم کے طور پر اتر پردیش میں حکومت نے دینی درس گاہوں کی نگرانی کے لیے بورڈ تشکیل دیا ہے (نوائے وقت، اسلام آباد، ۲۵ دسمبر ۲۰۰۱ء)۔

۱۹۔ بے نظیر بھٹو نے یہ نہیں بتایا کہ یہ 'اضافہ' کس نے کیا ہے، حکومت نے یا خود عوامی سطح پر رضا کارانہ بنیادوں پر ان میں ترقی ہوئی ہے۔

۲۰۔ بے نظیر بھٹو کی طرح محمد نواز شریف کے دوسرے دورِ حکومت کے آخری دنوں (ستمبر۔ اکتوبر ۱۹۹۹ء) میں، ان کے رفقا نے بھی اسی نوعیت کے بیانات دیے تھے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

— تمام مسجدوں، درگاہوں اور دینی مدرسوں کو وزارت مذہبی امور کے زیرِ انتظام دے دیا جائے۔ مساجد خود کسی قسم کا چندہ یا عطیہ وصول کرنے کی مجاز نہ ہوں۔ صرف گریجویٹ افراد کو مسجد کی امامت سونپی جائے۔ اس طرح بے علم مذہبی رہنما اپنی جہالت کی بنا پر لوگوں کو گمراہ کر کے اپنے مذموم مفادات حاصل نہ کر سکیں گے (مضمون، احمد عبدالعزیز، ترکی، ڈان، ۲۷ مارچ ۲۰۰۱ء)۔

چونکہ جدید پراپیگنڈے کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ: ''دشمن کو مارنے سے اسے برا نام دو اور برا نام دینے کے لیے پراپیگنڈا میں ہر حربہ استعمال کرو''۔ آج بھی استعماری اسی حکمت عملی کو مسلمانوں کی تہذیبی زندگی پر حملہ کرنے کے لیے بروئے لا رہے ہیں، اور ان کی دینی درس گاہوں کو دنیا بھر میں ''دہشت گرد یا دہشت گردوں'' کی پناہ گاہیں قرار دینے میں لمحے بھر کا بھی توقف نہیں کرتے۔ امریکی اسکالر جسیکا سٹرن تو اپنے مضمون Meeting with the Muj میں حزب المجاہدین کو ''حزب الٹیررسٹ'' اور حرکت المجاہدین کو ''حرکتہ الٹیررسٹ'' لکھ کر اپنی نفرت کا اظہار کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں محسوس کرتیں (www.thebulletion.org۔ ۲ مارچ ۲۰۰۱ء)۔ حالانکہ یہی وہ جدید دانش گاہیں اور ان کے محققین ہیں، جو تحریر و تقریر میں مہذب الفاظ کے برتاؤ اور غیر جذباتی رویے کو اپنانے کا درس دیتے ہیں۔

وہی افغان مجاہدین، جو اشتراکی روس کے خلاف جہاد (۹۲-۱۹۷۹ء) کے دوران اہل مغرب کی نگاہ میں انسانیت کے نجات دہندہ (saviour) تھے ـــــ وہی افغان مجاہدین، جن کی مسجدوں کی طرف رخ کر کے، امریکی حکومت میں قومی سلامتی کے مشیر زبگنیو بریزنسکی نے تورخم میں پاک افغان سرحد کی ایک پہاڑی چوکی پر کھڑے ہو کر بڑے حسرت بھرے لہجے میں کہا تھا: ''سرحد کے اس پار روسی ملحدوں کے زیرِ قبضہ مسجدوں سے اذان کی آواز نہ سن کر میرا دل افسردہ ہو رہا ہے''۔ آج وہی امریکہ ان مساجد اور مدرسوں کو اپنے منفی اور معاندانہ پراپیگنڈے کا ہدف بنائے ہوئے ہے۔

جہاں تک ان مدارس کے خلاف امریکہ و یورپ کے اس پروپیگنڈے کا تعلق ہے[۲۱] کہ: ''وہ

۲۱۔ ''امریکہ [یورپ اور مغرب] مخالف جذبات کا سبب مسلم انتہا پسندوں کی اندھی نفرت یا اسلامی مذہبی جذبہ نہیں ہے، بلکہ اس ←

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دہشت گردی کی نرسریاں ہیں'' تو پاکستان کے معروف اردو اخبار نوائے وقت کے ادارتی شذرے کے مطابق: ''یہ محض اسلام کے خلاف خبث باطن ہے۔ ان دینی مدارس میں قتل و غارت گری کی تعلیم نہیں دی جاتی اور اسلامی تعلیمات میں اس کی اجازت بھی نہیں ہے۔ یہ ان طاقتوں کا، مسلمانوں اور اسلام کے خلاف متعصّبانہ رویہ ہے، جو مسلمانوں کی نوجوان نسل میں دین سے وابستگی کو بطور خطرہ محسوس کر رہا ہے۔ جہاں تک اسلامی عقیدے اور جذبہ جہاد کا تعلق ہے اس سے کوئی مسلمان بھی لاتعلقی اختیار نہیں کر سکتا، خواہ جنرل پرویز مشرف جیسا لبرل مسلمان ہی کیوں نہ ہو۔ دین کی نرسریوں اور دینی مدارس کا یہ کارنامہ ہے کہ انھوں نے انگریزی اقتدار میں بھی اسلام کو شدھی اور سنگھٹن جیسی تحریکوں کی نذر نہیں ہونے دیا اور اب بھی وہ اسلامی تعلیمات کے گہوارے ہیں'' (روزنامہ نوائے وقت، اسلام آباد، ۲۰ اگست ۲۰۰۱ء)۔

اگر اس الزام پر نظر ڈالی جائے، کہ دینی مدارس میں اسلحہ چلانے اور تشدد کرنے کی تربیت دی جاتی ہے، تو حقائق اور واقعات اس کی تائید نہیں کرتے۔ اگر کسی مدرسے میں اسلحہ چلانے کی تربیت دی جاتی ہے تو وزرائے اعظم نواز شریف، بے نظیر بھٹو اور صدر پرویز مشرف (اور ان ادوار میں وزرائے داخلہ: چودھری شجاعت حسین، چودھری اعتزاز احسن، جنرل نصیر اللہ بابر، جنرل معین الدین حیدر وغیرہ) کو کسی نے نہیں روکا تھا کہ وہ انھیں پکڑ کر بے نقاب نہ کریں۔ اگر پکڑنا نہیں

کے پس پردہ مسلم دنیا میں کارفرما امریکی حکومت کی پالیسیوں پر مایوسی اور غم و غصہ ہے'' (پروفیسر جان ایل اسپوزیٹو: انڈرسٹینڈنگ دی مسلم ورلڈ، اسلام آن لائن ڈاٹ نیٹ، ترجمہ راشد بخاری) ___ ''درحقیقت اسلامی مزاحمتی تحریکیں خود مغرب کے خلاف نہیں ہیں، بلکہ یہ مسلم دنیا پر مغربی استعماری غلبے اور کنٹرول کے خلاف ہیں۔ اسلامی تحریکیں اپنی زمینوں پر استعمار کے قبضے کے خلاف ہیں۔ اپنے قدرتی وسائل پر اپنا حق تسلیم نہ ہونے اور ان کے [مغرب یا مغربی آقاؤں کے آلہ کار حکمرانوں کے ہاتھوں] غصب کے خلاف ہیں۔ مغربی دانش وروں کو یہ سمجھنا چاہیے کہ مسلم دنیا میں جدید کاری [ماڈرنائزیشن] کے ساتھ مغربیت [ویسٹرنائزیشن] کا آنا ضروری نہیں ہے اور مغربیت کو قبول نہ کرنے کا لازماً مطلب مغرب کے خلاف ''اعلان جنگ'' نہیں ہے۔ اسی طرح یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ اسلامی احیا کا جذبہ کئی لحاظ سے، بیسویں صدی میں مسلم قوم پرست تحریکوں کی: ناکامی، مغرب زدگی، کرپشن اور دیوالیہ پن کے متبادل کے طور پر نمایاں ہوا ہے، جو سرمایہ داری اور کمیونزم دونوں سے مختلف ہے۔ پھر مسلم دنیا میں سیاسی رواداری، جمہوریتوں اور اچھی حکومتوں کی عدم موجودگی اور یہاں پر ظلم، کرپشن کے رواج اور قومی مفادات کے مخالف سمت چلنے والی غالباً دنیا کی بدترین آمریتوں کے لیے اہل مغرب کی پسندیدگی اور تحفظ نے بھی مسلم دنیا کو، مغربی مقتدر قوتوں کے خلاف سوچنے پر مجبور کیا ہے'' (شریف شجاع: اسلام اینڈ دی ویسٹ، بحوالہ مغرب اور اسلام، دسمبر ۲۰۰۱ء، ص ۳۷-۳۹)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہتے تو کم ازکم ایسے دینی مدرسے کا نام اور تفصیلات شائع کرنے سے اس الزامی مہم کے طرف دار کالم نگاروں اور اخباروں کو کس نے منع کیا ہے؟ — کئی برسوں کے ریاستی پراپیگنڈا کے بعد آخر کار وزیر داخلہ معین الدین حیدر اور صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف نے کھل کر کہا ہے کہ کسی دینی مدرسے میں فوجی تربیت نہیں دی جا رہی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ایک طویل عرصے تک حکومت کے ذمہ دار حلقوں کی زیر سرپرستی، کردار کشی کی اس مہم کا جواز کیا تھا؟

البتہ یہ ضرور ہے کہ جہاد افغانستان کے دوران [۹۲-۱۹۷۹ء]، جب پاکستان اشتراکی روس کے خلاف حالت جنگ میں لاکھوں افغانوں کی ہجرت اور کمیونسٹ فوجوں کے براہ راست حملوں سے متاثر افغان مسلمانوں کو سہارا دے رہا تھا، تب پاکستان کے جدید تعلیمی اداروں کے کچھ طالب علموں نے بھی عسکری تربیت لی۔ روسی افواج کے خلاف افغان مجاہدین کے ایک پشتی بان پاکستانی سابق جنرل حمید گل نے امریکہ کے اس دوہرے معیار پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا: ''افغان جہاد کے دوران امریکی ہم سے کہا کرتے تھے کہ دینی مدرسوں کے طلبہ کو جہاد افغانستان میں بھیجا جانا چاہیے، لیکن کمیونسٹوں کی شکست کے بعد آج امریکہ انھی مجاہدوں کو دہشت گرد کہنے اور ان کے مدرسوں کو تباہ کرنے پر تلا بیٹھا ہے'' (روزنامہ جنگ لاہور، ۴ ستمبر ۲۰۰۱ء)۔ یہ عسکری تربیت کوئی آزادانہ طور پر ان کے اپنے اہتمام میں نہیں ہوئی تھی، بلکہ اس تربیت میں خود ریاست پاکستان کی متعلقہ اتھارٹی نے حصہ لیا۔ ان تربیت یافتہ نوجوانوں نے افغانستان کے محاذ پر اور پھر جہاد کشمیر میں بھی اپنے خون کا نذرانہ پیش کیا اور ان دینی مدرسوں نے کوئی اسلحہ گاہ نہیں بنائی۲۲۔

۲۲۔ محمد نواز شریف کی حکومت میں وزیر داخلہ چودھری شجاعت حسین نے The Nation کے نمائندے طارق بٹ کو انٹرویو دیتے ہوئے بتایا تھا: ''پاکستان میں بمشکل تمام، صرف ایک دینی مدرسہ ایسا ہے جہاں طلبہ کو عسکری تربیت دی جاتی ہے۔ ورنہ دینی مدارس میں بنیادی طور پر صرف دینی تعلیم ہی دی جاتی ہے۔'' (دی نیشن، لاہور، اسلام آباد ۱۶ اکتوبر ۱۹۹۹ء)۔ بعدازاں — کورنگی ایسوسی ایشن آف ٹریڈ اینڈ انڈسٹری کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جنرل پرویز مشرف صاحب کی حکومت میں وزیر داخلہ جنرل معین الدین حیدر نے بالوضاحت کہا: ''پاکستان کے دینی مدرسوں کی اکثریت قرآن، حدیث اور فقہ کی تعلیم میں مصروف ہے۔ ان کا تعلق دہشت گردی یا فرقہ

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھا جائے تو صدر ایوب خان (م: اپریل ۱۹۷۴ء) کے زمانے میں جدید تعلیمی اداروں میں فوجی تربیت کا اہتمام کیا گیا تھا۔ بعدازاں وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو (م: اپریل ۱۹۷۹ء) اور ان کے بعد کے دورِ حکومت (۱۹۷۱ء سے ۱۹۹۷ء) میں بھی اعلیٰ ثانوی تعلیمی اداروں میں نیشنل کیڈٹ کور (NCC) کی فوجی تربیت دی جاتی تھی۲۳۔ مگر اس تربیت پر بجا طور پر کوئی اعتراض نہیں کیا گیا۔ حالانکہ انھی تعلیمی اداروں سے قوم پرستوں اور دہشت گردوں کے گروہ تیار ہو کر نکلے، جنھوں نے پاکستان کی سیاسی اور قومی زندگی کو یرغمال بنائے رکھا۔ لیکن اس کے باوجود نہ کسی نے اس فوجی تربیت پر اعتراض کیا اور نہ ان تعلیمی اداروں کو بند کرنے کا مطالبہ کیا۔

یہی نہیں بلکہ ایک مدت تک اشتراکی تحریک کے زیرِ اثر کمیونسٹ اور قوم پرست عناصر نے پاکستانی نوجوانوں کو کمیونسٹ کنٹرول میں افغانستان (بلکہ شام، لیبیا وغیرہ) کی اعانت سے باقاعدہ تخریب کاری کی تربیت دی۔ جنھوں نے پاکستان کے ہزاروں بے گناہ شہریوں اور کروڑوں روپے کی املاک کو برباد کیا۔ مگر، اس کے باوجود پاکستان کے مقتدر طبقے نے ان لوگوں کو آئینی اداروں اور ریاستی کاروبار میں شریک کر کے اکرام سے نوازا۔ اس کے برعکس دینی مدارس کے جن چند ہزار طلبہ (جدید تعلیمی اداروں کے طلبہ کے ساتھ) نے انھی قومی دفاعی اداروں کی رہنمائی میں تربیت حاصل کر کے افغانستان اور کشمیر میں اسلامی اور قومی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لیے اپنا، تن، من، دھن اور پورا تعلیمی مستقبل قربان کر دیا ہے، نہ صرف انھیں نیست و نابود کرنے پر زور دیا جا

(باقی حاشیہ پچھلے صفحے سے آگے)

وارانہ منافرت سے کوئی نہیں ہے" (روزنامہ ڈان ۶ فروری ۲۰۰۰ء)۔ پانچ ماہ بعد یہی وزیر داخلہ اسلام آباد میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں: "ہماری تحقیقات کے مطابق ۹۹ فی صد مدرسے کسی بھی ناپسندیدہ سرگرمی میں ملوث نہیں، اور ان کا دامن صاف ہے" (روزنامہ ڈان، ۲۸ جون، ۲۰۰۰ء) ـــــ امریکی ٹیلی ویژن CNN کو انٹرویو دیتے ہوئے، صدر جنرل پرویز مشرف کے فوجی ترجمان میجر جنرل راشد قریشی نے کہا: "دینی مدارس، فلاحی اداروں کا کردار ادا کر رہے ہیں، جہاں لاکھوں طلبہ کو مفت رہائش، دینی تعلیم اور خوراک مہیا کی جاتی ہے۔ ہماری تحقیقات کے مطابق کسی ایک بھی مدرسے میں طلبہ کو فوجی تربیت نہیں دی جاتی" (روزنامہ جنگ اور نوائے وقت ـ لاہور، ۳۱ اگست ۲۰۰۱ء)۔

۲۳۔ محمد نواز شریف کے دوسرے دورِ حکومت (۱۹۹۷ء) میں یہ فوجی تربیت ختم کی گئی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا ہے، بلکہ ان کے تعلیمی اداروں کو بھی سرکاری ہدایات کا اسیر بنانے کا گر بتایا جارہا ہے۔

اس تناظر میں دینی حلقے بجا طور پر یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ: جدید تعلیم یافتہ اور مقتدر حلقوں نے، جو پاکستان کے سیاہ و سفید، مال اور اختیار کے مالک ہیں، انھوں نے اپنی انتظامی نااہلی، پیشہ وارانہ عدم دیانت اور بعض مواقع پر حب الوطنی سے خالی فیصلوں کے نتیجے میں قوم کو دکھوں کے سوا کچھ نہ دیا۔ سول انتظامیہ، فوجی انتظامیہ، سیاسی حکومت، بنک کاری، صنعت، تجارت، عدالت، اعلیٰ تعلیم اور زراعت و معدنی وسائل پر بے پناہ اختیار اور رسوخ رکھنے والی اس ٹیم نے اپنی بے ثمر قیادت کے ساٹھ سال گزارنے کے بعد، اپنی نامرادیوں اور ناکامیوں کا ذمہ دار، دینی مدارس کو ٹھیرا دیا ہے۔ حالانکہ دینی قیادت اور دینی تعلیم نے نہ انھیں کسی ترقیاتی کام سے روکا اور نہ قومی وسائل سے کوئی حصہ طلب کیا۔

❖ **مدارس کے لیے بیرونی امداد؟**: دینی مدارس پر جن الزامات کو بڑی شدت سے لگایا اور دہرایا جاتا ہے، ان میں ایک الزام یہ بھی ہے کہ: ''دینی مدارس کو بے تحاشا تعداد میں، کثیر مالی امداد مل رہی ہے''۔

مثال کے طور پر حکومتی سطح پر دیکھا جائے تو پورے صوبہ پنجاب میں وہ ڈھائی ہزار سے زائد دینی مدارس، جہاں چار لاکھ طالب علم زیر تعلیم ہیں، انھیں ۱۹۹۴ء میں سات کروڑ روپے دیے گئے۔ یعنی اوسطاً فی مدرسہ ستاسی ہزار روپے سالانہ یا سات ہزار روپے ماہانہ۔ اس سے زیادہ رقم تو کالج کے صرف ایک لیکچرار کو سال بھر میں مل جاتی ہے۔

دوسری جانب ''بیرونی امداد'' کو مثال بنایا جاتا ہے۔ جیسا کہ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ ان مدارس کو دوسرے ملکوں میں مقیم پاکستانی محنت کش باشندوں، اور کچھ مخیّر حضرات سے مالی معاونت ملتی ہے۔ شاذ و نادر ہی کوئی حکومت امداد دیتی ہے۔ گزشتہ ۲۵ برس کے دوران مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے خفیہ اداروں اور اخباری ایجنسیوں نے مدارس کے لیے مبینہ غیر ملکی امداد کے حوالے سے بڑی کھوج کرید کی۔ مگر کوئی قابل ذکر بات سامنے نہیں آئی۔ البتہ حکومتی سطح پر ایسی غیر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملکی امداد ضلع رحیم یار خان کے ۲۳ دینی مدارس کو ملی، جو متحدہ عرب امارت کے سربراہ شیخ زید بن سلطان نے فراہم کی۔ لیکن سوچنے کی بات ہے کہ وہ امداد کتنی تھی؟ صرف ۹۵ لاکھ روپے سالانہ۔ جس کا مطلب ہے سال بھر میں چار لاکھ روپے فی مدرسہ یا ان میں سے ہر مدرسے کو ماہانہ صرف ۳۳ ہزار ۳ سو روپے ملے۔ اسی طرح ایک فرقہ کے ۳۵ مدرسوں کو امداد ملی ــــ مگر، کتنی؟ ایک ماہ میں ۳ لاکھ ستر ہزار روپے یعنی دس ہزار روپے فی مدرسہ ــــ یہ ہے کل حقیقت دینی مدارس کو ملنے والی ''بے تحاشا بیرونی امداد'' کی (خرم مراد، ترجمان القرآن، مئی ۱۹۹۵ء)۔

مگر دوسری طرف دیکھیں تو خود وفاقی اور صوبائی حکومتیں اربوں کھربوں روپے کی بیرونی امداد کی محتاج ہیں۔ جنھوں نے اپنی بدانتظامی اور لوٹ کھسوٹ سے پورے ملک کے بچے بچے کو قرضوں میں جکڑ رکھا ہے۔ انھی حکومتوں کی رفاقت اور اعتماد کے ساتھ سیکڑوں عیسائی مشنری تعلیمی ادارے، غیر ملکی سیاسی و سماجی ایجنڈے کو آگے بڑھانے اور پاکستان کے دینی، خارجہ، داخلہ، عدالتی امور تک میں مداخلت کرنے والی غیر سرکاری تنظیمیں (NGO's) ہیں[۲۴]۔ جنھیں کھلے بندوں کروڑوں روپے بیرون ملک سے موصول ہو رہے ہیں، مگر وہ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹنے کا کام کر رہی ہیں اور حکومتی مشینری ان کی ہم آواز دکھائی دیتی ہے (ایضاً)۔

جہاں تک مدارس کے لیے بیرونی امداد کے مسئلے کی نوعیت کا تعلق ہے تو ممتاز اہل حدیث عالم، حافظ صلاح الدین یوسف کے بقول: ''کم از کم اہل سنت کے تینوں مکاتب فکر [اہل حدیث،

۲۴۔ دینی مدارس اور جہادی تنظیموں کے خلاف عالمی اور پاکستانی ذرائع ابلاغ میں پراپیگنڈے میں شدت پیدا ہوئی تو جنرل مشرف حکومت نے کشمیر میں جہادی تنظیموں کی جہاد فنڈ اکٹھا کرنے کی مہم میں رکاوٹیں پیدا کیں۔ اس پر جہادی تنظیموں کے اتحاد نے کہا: ''حکومت پاکستان کو اگر کشمیر میں جہادی تنظیموں کے فنڈز کے آڈٹ کا شوق ہے تو وہ یہ کام خوشی سے پورا کرلے۔ تاہم اسے، غیر ملکی امداد پر چلنے والی مذموم مقاصد کی حامل NGO's [رضا کار تنظیموں] کے فنڈز کا بھی آڈٹ کرنا ہوگا'' (روزنامہ جنگ- لاہور، ۲۹ اگست ۲۰۰۱ء)۔ اسی ضمن میں وزارت داخلہ کے استفسار پر اسلامی نظریاتی کونسل نے کہا: ''اگر حکومت جہادی تنظیموں کے فنڈز کا آڈٹ کرنا چاہتی ہے تو یہ آڈٹ آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی زیر نگرانی ہونا چاہیے۔ جہادی تنظیموں پر پابندی لگانا، فرض کفایہ روکنے کے مترادف ہو گا'' (روزنامہ جنگ، یکم ستمبر ۲۰۰۱ء)۔ جہادی تنظیموں نے تو یہ پیش کش کی ہے، لیکن غیر ملکی امداد یافتہ این جی اوز کبھی اس چیز کے لیے تیار نہیں ہوئیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیوبندی، بریلوی] کو ایسی امداد نہیں ملتی۔ البتہ یہ بات ضرور ہے کہ دینی مدارس کو باہر سے ملنے والی امداد بالکل ایسے ہی ہے، جیسے ملک کے بہت سے رفاہی اداروں کو خالص انسانی ہمدردی کی بنیاد پر اور وہ بھی نجی اور انفرادی سطح پر ملتی ہے۔ ایسی چھوٹی چھوٹی رقوم انھیں صرف دین کی نشر و اشاعت اور تعلیم و تدریس کے لیے ملتی ہے[۲۵]۔ جبکہ [عام] رفاہی اداروں کو تو پھر بھی بعض حکومتوں کی طرف سے بھی امداد ملتی ہے، لیکن دینی اداروں کو نہیں ملتی۔ صرف انفرادی طور پر پاکستان ہی کے باشندے، اللہ کی رضا کے لیے اپنی زکوٰۃ اور صدقات سے مستحق اداروں کی امداد کرتے ہیں۔ یہی ہے وہ ''بیرونی امداد'' جس سے پاکستانی دینی ادارے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ دوسری طرف خود حکومت کے زیر سایہ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد کے بیش تر اخراجات عرب حکومتیں مہیا کرتی ہیں۔ مگر کیا انھوں [یعنی عرب ریاستوں] نے اس [امدادی پیکیج] سے کوئی سیاسی مفاد حاصل کرنے کی کبھی کوشش کی ہے؟'' (ماہنامہ الشریعتہ، جولائی ۱۹۹۶ء، ص ۳۹-۴۰)۔

❖ **سروے کی ضرورت:** ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے: ''مدارس سروے کے لیے تعاون نہیں کرتے اور معلومات نہیں دیتے''۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالمالک کے بقول: معلومات کی جمع و تدوین کے بارے میں دینی مدارس میں کوئی ذہنی تحفظ نہیں پایا جاتا۔ مگر، گزشتہ چند برسوں کے دوران حکومت کی مختلف ایجنسیوں اور محکموں کی طرف سے، دینی مدارس میں سروے کی مہم جس انداز سے چل رہی ہے اس پر دینی مدارس میں واقعی ردِ عمل پایا جاتا ہے۔

دینی مدارس کے حکام کے مطابق: ''ہر چند ماہ بعد نوع بہ نوع فارموں کے ہمراہ متعدد خفیہ ایجنسیوں اور محکموں کے اہل کار مدارس میں پہنچ جاتے ہیں اور سخت توہین آمیز رویے کے ساتھ سوال و جواب کا سلسلہ شروع کر دیتے ہیں۔ یہ ایک مسلسل مہم ہے۔ کوائف بتانے سے مدارس کی انتظامیہ میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں پائی جاتی، البتہ اس مقصد کے لیے جو طریق کار وضع اور اختیار کیا گیا

۲۵۔ اخباری اطلاعات کے مطابق: بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (IMF) کے مطالبے پر حکومت پاکستان، دینی مدارس کو زکوٰۃ فنڈ سے امداد دینے پر پابندی عائد کر چکی ہے (روزنامہ امت، کراچی ۷ جنوری ۲۰۰۲ء)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، اس پر بے چینی پائی جاتی ہے'' (ماہنامہ الفاروق کراچی، اپریل ۲۰۰۲ء، ص ۱۵)۔ اس کے لیے درست طریق کار یہ ہے کہ دینی وفاقوں کے مشورے سے، اور بعد ازاں انھی کی معاونت اور شراکت سے یہ سروے کیا جائے۔ اسی طرح مطلوبہ نتائج اور درست معلومات دستیاب ہوسکیں گی۔

❖ **مدرسہ و مسجد کی رجسٹریشن:** کہا گیا: ''مدرسے اپنے نظام کار کو چھپاتے ہیں'' اس لیے ۲۰۰۱ء کے دوران حکومت پاکستان نے بہ تکرار اس امر پر زور دیا کہ ''تمام دینی مدارس کو نئے سرے سے رجسٹریشن کرانا ہوگی''۔

اس مسئلے پر اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ پاکستان کے رابطہ سیکرٹری مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب نے، پاکستان کے تمام دینی وفاقوں کا مؤقف بیان کرتے ہوئے بتایا: ''دینی مدارس کی رجسٹریشن اور یکسانیت پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں، مگر عوامی عطیات سے چلنے والے ان دینی تعلیمی اور رفاہی اداروں کو، پرائیویٹ اسکولوں اور نفع بخش کاروباری اداروں کی صف میں کھڑا کر کے مخصوص قانون بندی میں جکڑنا حد درجہ نامناسب تجویز ہے۔ نجی اسکولوں کے قواعد وضوابط کے اطلاق یا اسی نوعیت کے کسی نئے قانون کے تحت رجسٹریشن سے دینی مدارس کی آزادی وخود مختاری کو لازماً خطرہ لاحق ہوگا۔ اس لیے مناسب صورت یہ ہے کہ حکومت، رجسٹریشن کے قانون ''سوسائٹی ایکٹ مجریہ ۱۸۶۰ء'' کے تحت دینی مدارس کی رجسٹریشن کرے۔ یاد رہے کہ اس قانون کے تحت ۱۹۹۴ء سے خود حکومت ہی نے رجسٹریشن پر پابندی عائد کر دی تھی۔ لیکن اکتوبر ۲۰۰۱ء سے مسجدوں کی رجسٹریشن اسی ایکٹ کے تحت کی جارہی ہے۔ اس لیے مدارس کی رجسٹریشن بھی اسی قانون کے تحت کی جانی چاہیے۔ جو مدارس پہلے سے رجسٹرڈ ہیں، ان کی نئے سرے سے رجسٹریشن کی ضرورت نہیں ہونی چاہیے'' (ماہنامہ الفاروق کراچی، اپریل ۲۰۰۲ء، ص ۱۳)۔

اسی طرح ایک مسئلہ نئی مسجدوں اور مدرسوں کے لیے این او سی حاصل کرنے کا ہے، کہ ''آئندہ کوئی مسجد یا مدرسہ انتظامیہ کی پیشگی اجازت کے بغیر قائم نہیں کیا جاسکے گا''۔

بلاشبہ سرکاری یا نجی املاک پر قبضہ کرنا قانون شکنی ہے، خواہ وہ مسجد ومدرسہ ہی کے لیے کیوں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ ہو۔قانون شکنی کے ایسے کسی بھی اقدام سے اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ نے برأت اور لاتعلقی کا اعلان کیا ہے۔تاہم انھوں نے یہ نکتہ بھی اٹھایا ہے: ''یہ مساجد اور مدرسے کوئی راتوں رات تعمیر نہیں ہوئے۔ ایک طویل زمانہ تعمیر میں متعلقہ افراد کو تعمیر و توسیع کے لیے کھلی چھٹی دینا مقامی اور ریاستی انتظامیہ کی غفلت اور نااہلی ہے۔آئندہ کے لیے اس کے تدارک کی بہتر صورت یہ ہے کہ کسی مسجد و مدرسہ کے لیے متعلقہ دینی ''وفاق'' (بورڈ) این او سی جاری کرے، کہ مجوزہ تعمیر کے لیے حاصل کردہ زمین قانونی ہے یا نہیں۔کیونکہ یک طرفہ طور پر سرکاری این او سی کو لازمی قرار دینے سے حکومتی مداخلت کا امکان ہے'' (ایضاً ص ۱۳، ۱۴)۔پاکستان کے بہت سے علاقوں میں جس طرح اپنی گرفت مضبوط رکھنے کے لیے جاگیرداروں اور وڈیروں نے وہاں پرائمری اسکول تک نہیں قائم ہونے دیے، بالکل اسی طرح اگر سرکاری اجازت کو لازمی قرار دیا گیا تو اندیشہ ہے کہ یہ جاگیردار طبقہ اور مختلف علاقوں کی سیاست پر حاوی یا فیصلہ کرنے کی مسندوں پر بیٹھنے والے متعدد دین بے زار لوگ اپنے علاقوں میں دینی مدارس قائم کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔حالانکہ مدرسہ کسی صاحب اقتدار و اختیار فرد کے بجائے عام لوگوں کی زیادہ ضرورت ہے۔

بہرحال اس پہلو کا ضرور خیال رکھنا چاہیے کہ مختلف مسلکوں کی مسجدیں اور مدرسے اتنے قریب بھی نہ ہوں کہ ان کے لاؤڈ سپیکروں کی کان پڑی آواز سنائی نہ دے اور خواہ مخواہ اختلاف و تصادم کا ماحول پیدا ہوتا رہے۔اس موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے مفتی غلام سرور قادری صاحب نے کہا ہے: ''مساجد کے لیے این او سی کی تجویز معقول ہے۔کیونکہ جب ایک مسجد کے نزدیک دوسری مسجد بن جاتی ہے تو دونوں کی بات سمجھ میں نہیں آتی کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔لہٰذا، ان میں ایک خاص حد تک فاصلہ ضرور ہونا چاہیے'' (روزنامہ جنگ لاہور، یکم فروری ۲۰۰۲ء)۔اس کے لیے حکومت اور سول انتظامیہ، دینی وفاقوں سے گہرا قریبی رابطہ رکھتے ہوئے، مذکورہ خلاف قاعدہ سرگرمیوں پر زیادہ مؤثر اور باوقار طریقے سے گرفت رکھ سکتی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدرسہ، تعلیم اور غربت

دینی مدارس، مسلم معاشروں میں گہری تاریخی، سماجی اور دینی جڑیں رکھتے ہیں۔ یہ مقامی آبادی کی ان بہت سی بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنے کا ذریعہ ہیں، جنھیں جدید تعلیمی اداروں کے فاضلین پورا کرنے سے قاصر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ معاشرے میں بظاہر بہت زیادہ کشش نہ رکھنے کے باوجود، ان مدارس کو اپنے ماحول اور معاشرت میں گہرا رسوخ حاصل ہے۔ یہ اثر و رسوخ کسی وقتی ضرورت کا نتیجہ نہیں بلکہ معاشرے کی دائمی اور اٹل ضرورتوں کا منطقی پہلو ہے۔

❖ **دینی تعلیم کیوں؟:** ''والدین اپنے بچوں کو کیوں مدرسوں میں پڑھنے کے لیے بھیجتے ہیں؟'' اس سوال کا جواب تلاش کرتے ہوئے سوشیالوجی ڈپارٹمنٹ، پنجاب یونیورسٹی کے استاد ڈاکٹر زکریا ذاکر نے لکھا ہے: والدین اس حقیقت کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ دینی تعلیم کا معاشرے کی معاشی ضرورتوں سے کوئی تعلق نہیں بنتا۔ مگر اس کے باوجود اپنے فیصلے کی منطقی اور سماجی بنیادیں نمایاں طور پر ان کے سامنے ہوتی ہیں۔ جس کا ایک پہلو یہ ہے کہ وہ سرکاری اسکول میں اپنے بچے کو بھیجنے کے سوال پر غور کرتے ہوئے اپنی معاشی حالت اور اخراجات کا حساب بھی لگاتے ہیں۔ اس طرح دینی تعلیم کے لیے بچوں کو بھیجنے میں، دوسرے پہلوؤں کے ساتھ ایک محرک سماجی اور معاشی پہلو بھی ہوتا ہے۔ اپنے وسائل اور اپنی ضرورتوں کے لحاظ سے انھیں دینی مدرسے میں بچہ بھیجنا زیادہ مفید دکھائی دیتا ہے۔ اس کے برعکس سرکاری (عصری) تعلیم انھیں غیر متعلق نظر آتی ہے، جس میں وہ اپنے تجربے کی بنا پر پریشانیوں کا عکس دیکھتے ہیں۔ مثلاً ایک والد نے بتایا: ''میں نے اپنے بڑے بیٹے کو جدید تعلیم کے لیے سرکاری اسکول میں داخل کرایا، جہاں وہ پانچ سال تک پڑھتا رہا۔ مگر اس دوران صورت یہ تھی کہ ان کے استاد اکثر غیر حاضر رہتے، اور اگر اسکول آ جاتے تو پڑھانے کے بجائے وقت کو ضائع کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ اسکول میں کوئی تعلیمی ماحول نہ تھا، بلکہ میرا بیٹا اکثر مجھ سے کتاب، کاپی، لباس، قلم دوات وغیرہ کے لیے پیسے ہی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مانگتا رہتا، جو میں ادا نہیں کر سکتا تھا۔ اس تجربے کے بعد دوسرے بیٹے کو میں نے دینی مدرسے میں داخل کرا دیا۔ اس نے وہاں پر قرآن پاک کے تین پارے حفظ کر لیے، اور دورانِ تعلیم مجھ سے کوئی مالی تقاضا بھی نہیں کیا۔ مفت میں بچے کی تعلیم اور تربیت میرے لیے ایک خوشگوار تجربہ ہے، اس لیے میں دینی مدرسے کی کارکردگی پر خوش ہوں" (سہ ماہی السیاسة، ۲۰۰۱ء ص ۱۰۳)۔

اسی طرح دینی طلبہ کے والدین یہ بھی کہتے ہیں کہ: "سرکاری اسکول [اور ان سے بڑھ کر جدید تعلیم پرائیویٹ اسکول] مہنگے ہی نہیں بلکہ لمبے عرصے تک پڑھائی میں مصروف رکھنے کے باوجود وہ کوئی خاص فنی مہارت عطا کرنے میں بھی ناکام ہی رہتے ہیں۔ غریب والدین کے لیے، ایک طویل عرصے تک، بے مقصد تعلیم میں اپنے بچوں کا وقت کھپانے کا کچھ نتیجہ بھی ظاہر نہیں ہوتا۔ اس لیے [روزمرہ زندگی کی] فوری ضروریات کی تکمیل کے لیے جتنی تعلیم کی ضرورت ہوتی ہے، اسے دینی مدرسے بخوبی مفت میں فراہم کر دیتے ہیں" (ایضاً، ص ۱۰۳)۔

مدرسوں میں زیرِ تعلیم بچوں کے والدین صاف لفظوں میں یہ سوال بھی اٹھاتے ہیں: "کیا جدید اسکولوں میں مہنگی تعلیم مکمل کرنے والے طالب علموں کو کوئی ملازمت یا روزگار ملتا ہے، یا وہ بھی حصولِ روزگار کا نا آسودہ خواب دیکھتے دیکھتے مایوسی کے اندھیروں میں گم ہو کر رہ جاتے ہیں؟ چونکہ اس تعلیم میں زیادہ تر مایوسی ہی کا سامنا کرنا پڑتا، اس لیے ہم اپنے بچوں کو اسکولوں کے بجائے مدرسوں میں بھیجتے ہیں"۔ ویسے بھی مہنگے انگلش میڈیم اسکولوں نے عام عصری تعلیم کو بے اثر اور انگلش میڈیم تعلیم کو عام لوگوں کی دسترس سے کوسوں دور کر دیا ہے۔ یہ خلیج جس قدر تیزی سے بڑھتی جارہی ہے، اسی قدر شدت سے عصری تعلیم پر سے عام فرد کا اعتماد بھی اٹھتا جا رہا ہے کہ، جدید تعلیم اب اہلِ زر و دولت کا کھیل اور غریبوں کی حسرت ہے۔ وہ اپنی ان حسرتوں کا حل مدارس میں دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

❖ **دینی مدرسے غربت کا ذریعہ؟**: بعض حلقے یہ کہتے ہیں: "دینی مدرسے، معاشرے میں غربت پھیلانے کا ذریعہ ہیں"۔ پنجاب یونیورسٹی کے ڈاکٹر زکریا ذاکر نے اس سوال کا تجزیہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہوئے وضاحت کی ہے: ''دینی مدرسوں کو غربت پھیلانے کا ذمہ دار قرار دینا ایک سطحی (oversimplified) اعتراض ہے۔ اس کے برعکس مدرسوں کے وجود اور پھیلاؤ کا ایک سبب لوگوں کا جدید اور سرکاری تعلیم کی کارکردگی پر عدم اعتماد ہے۔ یہ دینی مدرسے نادار اور غریب بچوں کو اپنے تصور کے مطابق تعلیم دے کر انھیں مجرموں کا ساتھی بننے سے بچاتے ہیں''۔ اور بقول ڈاکٹر طارق رحمان: ''حقیقی معنوں میں خرابی کا مرکز یہ مدرسے نہیں ہیں، بلکہ وہ مقتدر طبقہ اس خرابی کا باعث ہے، جو غریب بچوں کی تعلیم و تربیت کے سوال پر کوئی عملی پروگرام اور ہمدردانہ نقطہ نظر نہیں رکھتا'' (ڈان ۲۲ اپریل ۲۰۰۰ء، بحوالہ السیاستہ ص ۱۰۴-۱۰۵)۔

دینی مدرسوں کے وجود پر اعتراض کرنے والے حلقے کا خیال ہے: ''دیہی علاقوں میں مقامی مقتدر طبقے جدید تعلیم کے پھیلاؤ کے برعکس دینی مدرسوں کے وجود میں اپنے سیاسی یا سماجی مرتبے کے لیے کوئی خوف نہیں پاتے۔ اسی لیے وہ ان کی بنیادی ضروریات کو ایک حد تک پورا کرنے کے لیے امداد بھی دیتے ہیں۔ اس طرح کی مالی امداد، دے کر انھیں اچھے کام میں حصہ ادا کرنے کا احساس ہوتا ہے۔ دوسری جانب دینی مدرسے کی یہ تعلیم، حالات کو جوں کا توں رکھنے میں معاون رہتی ہے۔ اس کے مقابلے میں جدید تعلیم کے اداروں میں جاگیردارانہ پس منظر کی حامل قیاوت اپنے آپ کو خطرے میں گھرا ہوا محسوس کرتی ہے۔ گویا کہ دینی مدرسوں کی بعض تابع مہمل انتظامی انجمنیں بے اثر ہی نہیں رہتیں، بلکہ وہ تعمیر و ترقی کی قوتوں کی راہ میں رکاوٹ بنتی نظر آتی ہیں''--

دینی مدارس پر یہ ایک شدید نوعیت کا الزام ہے۔

دینی مدارس پر اس اعتراض کا جائزہ لینے سے پہلے الٹا اس سوال پر بھی غور کرنا ہوگا کہ خود ان پسماندہ اور ناخواندہ منطقوں سے نکلنے والے جدید تعلیم یافتہ لوگوں نے اپنے علاقوں کو تعمیر و ترقی کی شاہراہ پر چلانے کے لیے کس قدر کام کیا ہے؟ اپنے علاقوں کو جبر و ظلم کی تاریک رات سے نکالنے کے لیے انھوں نے کیا انقلابی کوششیں کیں؟ پھر یہ کہ اگر انھوں نے ایسی مثبت کوشش کی تو بقول ان حلقوں کے: ''جاگیردارانہ اعانتوں سے قائم مدرسوں'' نے کب، کہاں اور کس تعمیری کوشش کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخالفت یا مزاحمت کی ہے؟

حقائق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ: دیہی علاقوں میں بھی دینی مدارس کی مدد اور اعانت میں زیادہ حصہ وہاں کے غریب اور نادار لوگ ہی ادا کرتے ہیں۔ اگر کہیں کوئی زمین دار مدد کرتا ہے تو اس معاونت کا تناسب بھی عام لوگوں کی مجموعی معاونت سے کم ہوتا ہے (البتہ چند بڑی مثالوں کی بنا پر تمام دینی مدرسوں کے وجود کو جاگیرداروں کا کارنامہ قرار دینا قرین انصاف نہ ہوگا)۔ پھر ان علاقوں کی تعمیر و ترقی اور جدید تعلیم کے پھیلاؤ کی راہ میں مسجد اور مدرسہ رکاوٹ بنتا دکھائی نہیں دیتا، بلکہ مخصوص جاگیردارانہ ذہنیت کے حامل، پاکستانی معاشرے سے نکلنے والے اعلیٰ طبقاتی اور جدید تعلیمی اداروں کے فارغ التحصیل لوگوں کا رویہ قابل بحث ہے۔ عام سرکاری تعلیمی اداروں سے نکلنے والے ہزاروں لاکھوں طلبہ کے ترقی پسندانہ شعور کے مقابلے میں بھلا چند مذہبی اداروں کے کچھ پیش امام حضرات اور چند خطیبوں کا کیا وزن ہے کہ وہ قوم کو جمہوریت اور ترقی کے بجائے وڈیروں کی غلامی اور غیر ترقی یافتہ زمانے میں روکے رکھیں۔ لیکن معلوم یہ ہوتا ہے کہ سرکاری، سیاسی اور سماجی مناصب پر فائز بعض جدید تعلیم یافتہ طاقت ور لوگوں کے فیصلوں اور رویوں نے چند علاقوں کو کیا: پورے پاکستان کو پسماندگی کے اندھیروں میں دھکیل رکھا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس المیے کا الزام بھی وہ دینی مدرسے پر رکھ دیتے ہیں۔

محض دیہی علاقوں کی دینی درس گاہیں تعمیر و ترقی میں بھلا کیا کردار ادا کرتیں؟ خود روشنیوں سے منور شہروں میں اعلیٰ اور جدید تعلیمی اداروں کی ایک باثر تعداد نے تو مختلف قدم اٹھایا۔ ان میں سے معتدبہ تعداد نے معاشرے کی بہترین دانش اور مہارت کو آزادی سے پہلے استعمار کی خدمت کے لیے پیش کیا اور آزادی کے بعد، استعمار کی حاشیہ بردار مقامی یا بین الاقوامی مقتدر قوتوں کی تابع داری میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی۔ یہ ایک ایسا دوراہا ہے، جس میں اگر مبینہ طور پر دیہی علاقوں کی مذہبی درس گاہیں مقامی وڈیروں کے سامنے خاموش قرار دی جاتی ہیں، تو کیا یہ کہنا درست ہوگا کہ شہری علاقوں کی جدید درس گاہیں تو قومی اور عالمی وڈیروں کی خدمت پر کمربستہ نظر آتی ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح اگر جدید درس گاہوں میں کچھ حریت پسند فرزانے نظر پڑتے ہیں تو ان کے ساتھ بعض دینی درس گاہوں کی بوریا نشین مختلف شخصیتیں بھی علم حریت لہراتی دیکھی جاسکتی ہیں۔

گویا کہ قوم کو غربت وافلاس کی نذر کرنے اور حریت فکر ونظر کو پابند سلاسل بنانے میں کوئی ایک نظام نہیں، بلکہ دونوں نظام تعلیم ہی کسی نہ کسی درجے میں اپنا اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ اس لیے جدید تعلیم سے آراستہ افراد کو ہرگز یہ نہیں سمجھ لینا چاہیے کہ صرف وہی تعمیر وترقی کی قوت ہیں اور باقی سب رجعت پسندی کی فوج۔ اپنی اپنی جگہ یہ المیہ دونوں طرف ہے۔ البتہ جدید طبقے کے پاس پراپیگنڈہ کے آلات زیادہ ہیں، اس لیے وہ یک طرفہ الزام لگا کر اپنے بارے میں مطمئن ہو جاتا ہے، جو غیر سائنسی رویہ ہے۔ اس لیے ایک دوسرے کی خامیوں کو عمومی نوعیت کی الزامی مہم کا حصہ بنانے کے بجائے متوازن انداز سے غور کرنا اور تدابیر سوچنی چاہییں۔

اصل مسئلہ

مغرب کے حکمران طبقے، سیاسی مفکرین اور کلیسائی قیادت کا بڑا مسئلہ مسلمانوں کی آبادی اور تعداد نہیں، بلکہ مسلمانوں کی وہ سوچ ان کے لیے سوہانِ روح ہے، جس کے تحت وہ: ''اسلامی تہذیب کے مطابق اپنا تشخص برقرار رکھنا چاہتے ہیں، تقویٰ کے ساتھ اسلامی شریعت کے تحت زندگی گزارنا چاہتے ہیں، ہر قسم کے استعمار کی غلامی قبول کرنے سے انکاری ہیں، اسلام کو محض عبادات کا مجموعہ نہیں سمجھتے، بلکہ زندگی بھر کے لمحوں کا رہنما سمجھتے ہیں، اور اس مقصد کے حصول کے لیے اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لانا چاہتے ہیں''۔ اسی طرح مغرب کے مذکورہ مقتدر طبقے کو ایسے مسلمانوں کے وجود پر کوئی اعتراض نہیں، جو: ہوا کے رخ پر اڑنے کو تیار ہوں، جن کے دل ہر آن اسلامی تعلیمات پر سمجھوتہ کرنے کو تیار ہوں، جو استعمار کی جنگی، سیاسی یا انتظامی افواج کے وفادار سپاہی بننے اور امت مسلمہ کے خلاف سلطانی گواہ بننے کے لیے تیار ہوں، یا جن کے لیے زندگی کا محور پیٹ کی پوجا ہو ـــــ دوسرا طبقہ ہمیشہ، مسلمانوں کے پہلے طبقے کے خلاف سرگرم کار رہا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور آج بھی دوسرا طبقہ یہی کردار ادا کر رہا ہے۔

اس معرکے میں استعماری قوتوں نے اپنا پہلا ہدف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو بنایا پھر قرآن کو ہدف تنقید بنایا، اس کے ساتھ حریت فکر اور جذبہ جہاد رکھنے والے مسلمانوں کو نشانہ تضحیک بنایا۔ حالیہ تاریخ میں یہ آج کی بات نہیں، بلکہ انیسویں صدی میں مغربی سامراج کے فکری معاونین میں سے یو پی کے لیفٹیننٹ گورنر ولیم میور [م: اپریل ۱۹۰۵ء] نے ہرزہ سرائی کرتے ہوئے لکھا تھا: ''محمد [صلی اللہ علیہ وسلم] کی تلوار اور قرآن —— تہذیب، آزادی اور حق کے شدید ترین دشمن ہیں''۲۶۔ (نعوذ باللہ) مغرب کے مقتدر طبقوں نے اسی جملے کو مسلمانوں کے خلاف اپنی جنگی قرارداد کا سرعنوان بنایا اور آج تک اس پر عمل پیرا ہے۔ مذکورہ بالا سوچ کو بے نقاب کرنے کے لیے علامہ محمد اقبالؒ، حسن البناؒ شہید، سید قطبؒ، بدیع الزماں سعید نورسیؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ اور مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے بڑی وضاحت سے کلام کیا۔ تاہم یہاں پر ایرانی رہنما آیت اللہ روح اللہ خمینی مرحوم کی کتاب الحکومۃ الاسلامیہ سے چند جملے پیش کیے جا رہے ہیں، جنھیں مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ امام خمینیؒ لکھتے ہیں:

> استعمار [مغربی امپیریلزم] کی کوشش یہ ہے کہ ہم [مسلمان] صرف نماز، روزہ [کی پابندی] کرتے رہیں۔ ہماری زندگی میں اسلام صرف عبادات تک محدود رہے، تاکہ ہمارا اس [استعمار] سے کبھی سیاسی ٹکراؤ نہ ہو۔ [مغربی امپیریلزم] ہم کو دعوت دیتا ہے کہ صبح و شام جتنا جی چاہے ہم نماز پڑھتے رہیں، اور ہمارے پٹرول [یا دیگر مادی وسائل] پر اس کا قبضہ رہے۔ اگر ہمارے بازار اس کے مال کے لیے اور ہمارا سرمایہ اس کے تاجروں کے لیے وقف ہو تو ہماری نماز سے اس کا کوئی نقصان نہیں۔ اسی لیے حملہ آوروں [استعماریوں] نے اپنے قوانین اور اپنا نظام حیات ہم پر تھوپ دیا ہے، اور ہم کو یہ بہلا وا دیا ہے کہ ''اسلام،

۲۶۔ مرحوم سر سید احمد خان نے میور کی اس یاوہ گوئی پر مبنی کتاب Life of Mohammad کے جواب میں خطبات احمدیہ [۱۸۷۰ء] لکھی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندگی کے لیے ناقابلِ عمل ہے، وہ ہمارے سماج کی اصلاح نہیں کر سکتا، وہ کوئی حکومت نہیں چلا سکتا'' ---[اندریں حالات] شریعت اور عقل دونوں ہم پر فرض کرتے ہیں کہ ہم [ایسی استعمار دوست] حکومت وقت کو اپنے حال پر نہ چھوڑیں ــــ جو حکومت سرکشی کرے وہ طاغوتی نظام ہے، اور ہم پر اس کی ذمہ داری ہے کہ ہمیں ایسی نسل تیار کرنی ہوگی، جو طاغوتی نظام کو پاش پاش کر دے'' (مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش، ص ۱۹۳-۱۹۴)۔

اس موضوع پر سید مودودیؒ نے بڑی تفصیل سے لکھا ہے، جس میں مسلم دنیا کے عمومی رویے کے بارے میں اُن کا یہ اشارہ غور و فکر کی دعوت دیتا ہے: ''مسلمان آج کل دوہری غلامی میں مبتلا ہیں --- کہیں سیاسی غلامی کم اور ذہنی غلامی زیادہ ہے --- ان پر مغرب کی تہذیب، مغرب کے افکار، مغرب کے علوم و فنون حکمران ہیں۔ وہ مغرب کے دماغ سے سوچتے ہیں، مغرب کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور مغرب کی بنائی ہوئی راہوں پر چلتے ہیں'' (تنقیحات، ص ۷، ۸)۔ جبکہ مسلمانوں کے مذہبی طبقے میں پھیلی ہوئی بے عملی کو علامہ اقبالؒ نے ''ملا کی اذاں اور مجاہد کی اذاں اور'' کہہ کر واضح کیا ہے۔

یہ وہ پہلو ہے جو مغرب کو مضطرب کرتا ہے۔ جس کے سبب وہ اسلام کو روایتی اور سیاسی طبقوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ ان کے راستے میں جو رکاوٹ نہ بنے، ذاتی تزکیہ اور ذکر و فکر میں مگن رہے، وہ ان کے نزدیک روائتی اور پسندیدہ اسلام ہے۔ اور اسلام کا وہ پیغام جو مسلمانوں کو، استعماری قوتوں کے سیاسی و فکری عزائم کے مقابلے میں چیلنج بن کر ابھارے وہ: سیاسی اسلام ہے، جس کا علم بردار بنیاد پرست اور ''وہابی'' ہے[۲۷]۔ ایسے لوگوں کی سرگرمیوں کا مرکزِ ثقل ان کے خیال میں مسجد، قرآن

۲۷۔ گزشتہ دو برسوں کے دوران مغرب کے سیاسی دانش وروں اور جنگی پالیسی سازوں نے ایک مخصوص حکمت عملی کے تحت مسلمانوں کے ہاں اٹھنے والی ہر ایسی تحریک کو، جو مغربی استعمار کے خلاف مسلمانوں کے ہاں بیداری پیدا کرتی تھی، اسے ''وہابیت'' سے منسوب کر دیا (یہاں پر شیخ محمد بن عبدالوہابؒ سے منسوب ''وہابی'' افکار زیر بحث نہیں)۔ مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لیے استعمار نے اس ایک لفظ ''وہابی'' سے وہ کام لیا جو ان کی بڑی بڑی فوجیں نہ کر سکیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مدرسہ ہے۔ اس لیے مسجد، مدرسہ اور قرآن عظیم کو ہدف بنانا ان کی اسٹریٹیجک ضرورت ہے۔ گویا کہ آج گرد و پیش کے دینی مدرسوں کو نشانہ بنانے کا مقصد کوئی اُن کی اصلاح کرنا نہیں ہے، بلکہ اپنے ایجنڈے کی راہ میں حائل ایک رکاوٹ کو دور کرنا ہے، اور بعض مسلمان اس یلغار کا حصہ بننے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

مدارس کا تدریسی نظام

مدارس کے موجودہ تدریسی نظام میں کتاب (book) ہی کو اہم ترین مقام حاصل ہے۔ تدریس، تعلیم، امتحان ـــــ غرض یہ کہ مدرسے کی علمی زندگی سے متعلق ہر قدم کتاب کے گرد گھومتا ہے۔ موجودہ ترقی یافتہ دور میں جبکہ تعلیم کی ترقی کے لیے غیر معمولی اقدامات کیے جا چکے ہیں، دینی مدارس ہنوز روزِ اول کی حیثیت میں ہیں۔ وسطی دور کے مسلم ماہرین تعلیم نے بھی بچے کو دورانِ تدریس مرکزی حیثیت دینے پر زور دیا تھا۔ ان مدارس میں طریق تدریس کو مؤثر بنانے کے لیے جو طریقے اختیار کیے گئے تھے، انھوں نے نہ صرف اس دور میں عظیم شخصیات کو جنم دیا، بلکہ ایسی ہستیاں پیدا کیں، جنھوں نے زندگی کے ہر میدان میں کارہائے نمایاں انجام دیے[۲۸]۔ اس دور میں یورپ علمی تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا اور مسلم مملکت میں پھیلے ہوئے یہ دینی مدارس مؤثر انداز میں تعلیم و تدریس کا کام انجام دے رہے تھے۔ بیت الحکمت اور اس دور کی تجربہ گاہوں کا ذکر اس لیے

۲۸۔ ''دینی مدارس میں تدریس لازماً روزانہ دو وقت ہوتی تھی۔ چھٹی کا رواج بہت کم تھا۔ صبح کا وقت عموماً نئے سبق کے لیے ہوتا تھا۔ شام کا وقت آموختہ یاد کرنے اور سبق دہرانے کے لیے ہوتا تھا۔ استاد نیا سبق اس وقت تک نہیں دیتا تھا، جب تک پچھلا سبق اچھی طرح یاد نہ ہو جائے اور استاد اس کو سن نہ لے۔ استاد ہر طالب علم پر جدا جدا توجہ دیتا تھا۔ غبی لڑکے دو دن ایک ہی سبق میں لٹکے رہتے تھے، ذہین طالب علم روزانہ سبق یاد کر لیتے تھے۔ اس کے برعکس جدید تعلیم میں آموختہ کے بغیر روزانہ آگے سبق دیا جاتا ہے، جو ایک ناقص طریقہ ہے۔ اس سے طالب علم میں کمی رہ جاتی ہے۔ جبکہ دینی مدارس کی ماضی کی تدریسی روایت سے ایک ایک طالب علم میں علم کی بنیاد مضبوط ہو جاتی تھی۔ استاد ہر طالب علم کو بولنے، سوال کرنے اور بحث کرنے کا موقع دیتا تھا۔ استاد ان سب کے جواب دیتا تھا اور گھنٹوں تک یہ ذہنی ورزش جاری رہتی'' (پروفیسر سید محمد سلیم: دینی مدارس کی روایات اور نصاب کی خصوصیات، ص ۲۰-۲۲)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلچسپی سے خالی نہ ہوگا، کیونکہ تعلیم کو مؤثر بنانے میں ان اداروں اور اساتذہ کے طریق تدریس نے غیر معمولی خدمات انجام دی تھیں۔

موجودہ دور میں تعلیمی اصلاح کے دیگر اقدامات کی طرح دینی مدارس میں طریق تعلیم بھی محض اصطلاح کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ عملی طور پر استاد، کتاب کے ذریعے مضمون کی یک طرفہ تدریس کرتا ہے۔ خواہ طالب علم اس میں دلچسپی لیں یا دلچسپی نہ لیں۔ اگر مدارس کے بیدار مغز اساتذہ اور جہاں دیدہ علماء سے بات کی جائے تو وہ اعتراف کرتے ہیں: ''مدارس میں تکمیل نصاب، مقدارِ درس میں اعتدال اور استعداد سازی پر توجہ دی جانی چاہیے''۲۹۔ لیکن طریقہ تدریس کے لیے ان کے ہاں کوئی ماڈل زیر بحث نہیں لایا جاتا۔

❖ **تدریس میں مرکزیت، بچہ:** اصولی طور پر تدریسی عمل کو بچے کی فعال شرکت کے ساتھ انتہائی مؤثر، دل نشین اور خاصا دلچسپ بنایا جا سکتا ہے۳۰۔ بلاشبہ طریقہ تدریس کا کوئی ایسا لگا بندھا پیمانہ نہیں ہے، جسے استعمال کر کے ہر استاد کسی بھی مضمون کی تدریس کو مؤثر بنا سکے، بلکہ اس کا تعلق:

۱ استاد کے نفس مضمون کے گہرے اور عمیق مطالعے اور فہم سے ہے۔

۲۔ سیکھنے کے عمل میں بچے کی فعال شرکت سے ہے۔

۳۔ بچوں کی نفسیات اور تعلیمی نفسیات اور اصول تعلیم سے استاد کی گہری واقفیت سے ہے۔

۴۔ تدریس کے فن سے گہری دلچسپی اور اس فن میں باقاعدہ تربیت سے ہے۔ ظاہر ہے بچے کو غیر فعال فرد یعنی passive listener (محض سننے والا فرد) نہیں تصور کیا جا سکتا، بلکہ وہ

۲۹۔ اکتوبر ۱۹۹۴ء میں دارالعلوم، دیوبند میں منعقدہ ''مدارس عربیہ کے قومی سیمینار'' نے یہ قرارداد منظور کی تھی: ''یہ اجلاس نصاب درس سے زیادہ طریقہ درس کی اصلاح کو ضروری سمجھتا ہے۔ اور تمام مدارس سے یہ اپیل کرتا ہے، کہ اپنے اداروں میں تکمیل نصاب کو امر لازم قرار دیں، تدریس میں طویل مطالب کے بجائے حل مطالب کی کوشش کی جائے اور پورے سال مقدار درس میں اعتدال رکھا جائے، اور استعداد سازی کی پوری کوشش کی جائے''۔ (آئینہ دار العلوم - دسمبر ۱۹۹۴ء)۔

۳۰۔ یہاں پر ڈاکٹر قمر الدین: ہندستان کی دینی درس گاہیں، ص ۱۴۷-۱۴۸ سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک جیتا جاگتا فرد ہے جسے تدریس کا عمل شروع کرنے سے پہلے سیکھنے کے لیے تیار کرنا ضروری ہے۔ تاکہ، بچہ سیکھنے کے عمل میں دلچسپی لے اور فعال شرکت کرے۔ اس طرح اس کی جملہ ذہنی جذباتی اور دیگر صلاحیتوں کو فروغ دیا جا سکے۔

۵۔ دوران تدریس، جملہ امدادی سامان کا استعمال تاکہ ان کے ذریعے تدریس کو دلچسپ بنایا جا سکے اور خشک سے خشک مضمون اور موضوع میں بچوں کے لیے کشش، دلچسپی اور جاذبیت پیدا کی جا سکے۔

۶۔ نہ صرف ہر مضمون کے پڑھانے کے لیے الگ الگ طریقے اختیار کیے جائیں، بلکہ ہر عمر کے بچوں کے لیے بھی جداگانہ طریقہ اختیار کیا جائے۔ محض یہ عرض کر دینا کافی ہے کہ مسلم ماہرین تعلیم نے طریقۂ تدریس کے جن پہلوؤں پر زور دیا ہے، ان میں بچے کو تدریس میں حیثیت دینا، آسان سے مشکل کی طرف چلنا، ہر بچے پر انفرادی توجہ دینا، تدریسی لوازمے کو نہایت دلچسپ بنا کر پیش کرنا، رٹنے کے بجائے تفہیم اور غور و فکر کی صلاحیت پیدا کرنے پر زور دینا اور امتحان کو پوری تعلیمی زندگی کے اہم اور ناگزیر جز کی حیثیت سے استعمال کرنا، وغیرہم شامل ہیں۔

ان میں ایک پہلو جو بنیادی اہمیت کا حامل ہے، وہ ہے دوران تدریس یا تعلیمی اوقات میں جسمانی سزا اور سختی سے گریز۔ عبدالرحمان ابن خلدون، [م: ۱۴۰۶ء] اور دیگر مسلم ماہرین کا خیال ہے کہ سختی نہ صرف بچے میں ضد کا جذبہ پیدا کرتی ہے، بلکہ اس کی صلاحیتوں کو زنگ لگا دیتی ہے اور بچے کی شخصیت میں اعلیٰ انسانی صفات کو فروغ بھی نہیں مل پاتا۔ بلکہ اس کے برخلاف سیکھنے کے عمل کو موثر بنانے میں بچے کی ہمت افزائی کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔

❖ **موجودہ تدریسی صورت حال** : اس وقت دینی مدارس میں تدریسی مقاصد اور طریق کار کا کہیں کوئی ذکر نہیں ملتا۔ پورا نصاب محض کتاب خوانی (book oriented) تک محدود ہے۔ بلکہ اس سے آگے بڑھ کر کتابوں کا مقام، شرح اور تلخیص نے لے لیا ہے۔ بیرونی علم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دروازے بند ہیں۔ ماہرین تعلیم کی کتب یا رسائل کا مطالعہ یا ان کے خیالات سے مستفید ہونا تو دور رہا بعض مدارس میں صورت یہ ہے کہ منتظمین مدرسہ کے نظریات یا عقائد سے اختلاف رکھنے والی کسی تحریر کو اگر کوئی طالب علم پڑھ لے تو اس کا اخراج تک عمل میں آ جاتا ہے۔ عموماً، اہل مدارس نے اپنے مطالعے کو اتنا محدود کر رکھا ہے کہ وہ اور ان کے شاگردوں میں سے اکثر لوگ کتاب اور مطالعے میں بھی پیری مریدی کے دائروں پابند ہوتے دکھائی دیتے ہیں۔ اس چیز نے مدارس کی پوری تعلیمی زندگی کے مقاصد، اہداف اور کلچر کو محدود دائرے میں بند کر دیا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مدرسے سے باہر کی دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے، اس کی تو اکثر اوقات اہل مدارس کو ہوا بھی نہیں لگ پاتی اور اگر ایسا ہونے لگے تو بزرگ دیوار بن کر اس ہوا کو روکنے کی بھی کوشش شروع کر دیتے ہیں۔

❖ **علم تدریس سے بے اعتنائی:** اس ساری سرگزشت میں غلطی اہل مدارس سے زیادہ ان حضرات کی ہے، جو دور کے تماشائی بنے مدارس کی کاوشوں اور ان کے علمی، اخلاقی، ادبی اور تہذیبی کارنامے کو سراہنے یا ان کا متوازن تجزیہ کرنے کے بجائے محض اعتراض کر کے سمجھ بیٹھتے ہیں کہ ان کا کام پورا ہو گیا ہے، یا چند تجاویز منظور کر کے مطمئن ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ سمجھتے ہیں کہ اب ان تجاویز پر عمل کرنا اہل مدارس کا کام ہے۔ یہ کچھ مشکل نہیں ہے کہ طریقہ تدریس کے میدان میں جو کام ہو رہا ہے، اسے مدرسوں تک پہنچا دیا جائے اور مدارس کے اساتذہ کی تدریسی تربیت کو اولیت دے کر اسے عملی جامہ پہنا دیا جائے۔

❖ **متن پر زور:** مشاہدہ یہ ہے کہ قرآن، حدیث اور فقہ کی تدریس میں بھی طالب علم کا پورا وقت متن کو سمجھنے، اس کی عبارت کو حل کرنے اور تراکیب و الفاظ کے رموز تک رسائی حاصل کرنے میں صرف ہوتا ہے۔ اعلیٰ ذہنی صلاحیتوں کے ارتقا اور موجودہ پیچیدہ مسائل کے حل میں یہ عظیم علوم کس طرح معاون ثابت ہو سکتے ہیں، اس کی باری تو کم ہی آتی ہے۔ نہ اس کا احساس ہوتا ہے کہ ان علوم سے موجودہ زندگی کے مسائل کو حل کرنے میں کس طرح مدد لی جا سکتی ہے۔ قرآن اور حدیث کے مطالعے سے علم کا جو ایک وسیع تصور سامنے آنا چاہیے وہ نہیں آ پاتا، ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ قرآن اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث کے مطالعے کے بعد بھی انسان پر راز حیات نہ کھلے۔ خالق کائنات کی معرفت کا دروازہ نہ کھل سکے اور اس علیم وخبیر ہستی کے بے پایاں علم وحکمت کی کرشمہ سازیاں اور اس کے حسن تخلیق کی نیرنگیاں ظاہر نہ ہوں۔ یہ اس طرز تدریس کا نتیجہ ہے کہ بڑی صاف چیزیں جو با آسانی نظر آ سکتی ہیں، اس عمل کے نتیجے میں سات پردوں کے پیچھے اوجھل ہو کر رہ جاتی ہیں۔

❖ **مسلک زدہ تدریس:** عام طور پر، دینی مدارس مسلک کی بنیاد پر قائم ہیں۔ کم وبیش ہر مدرسے میں اپنے مسلک سے متعلق کتب ورسائل ہی دستیاب ہیں[۳۱]۔ ان میں سے جن موضوعات کو پڑھایا جاتا ہے، انھیں بھی عموماً موجودہ دور کے مسائل کی روشنی میں نہیں پڑھایا جاتا اور نہ یہ بتایا جاتا ہے کہ وہ دین حق جو ایک جامع تصور حیات عطا کرتا ہے، کس طرح نوع انسانی کے مسائل کو حل کرنے میں معاون ہو سکتا ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ پوری تعلیمی زندگی کے بعد بھی نہ فرد کے کردار کی ان خطوط پر تعمیر ہوتی ہے اور نہ اس میں مطلوبہ فکری بالیدگی اور غور وفکر کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ غرض یہ کہ سارا علم چند کتب اور مناظرانہ مباحث تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ ان کتب کی تدریس کے وقت بھی مثالیں اسی دور کی دی جاتی ہیں، جن کا آج کے مسائل سے کچھ تعلق نہیں بنتا۔

❖ **اس تدریس کا نتیجہ:** ذکر کیا جا چکا ہے کہ اس قدر قیمتی وقت (جو ایک نوعمر طالب علم کی زندگی کا تعمیری دور ہوتا ہے) اور پیسہ صرف کرنے کے باوجود ان مدارس کے طلبہ نہ عربی کا ایک صحیح جملہ لکھ سکتے ہیں اور نہ صحیح عربی بول سمجھ سکتے ہیں۔ اس تدریس کے نتیجے میں اسلام محض چند عبادات سے منسوب مذہب بن کر رہ گیا ہے، جس کو عمرانیات، قانون، معاشیات، سیاسیات وغیرہ جیسے

۳۱۔ اس کتاب کے آخر میں، دینی مدارس میں پڑھائے جانے والے نصاب کے تقابلی جداول پیش کیے گئے ہیں۔ ان فہرستوں میں مسلکی منافرت پر مبنی کتب ڈھونڈے سے نہیں ملیں گی۔ البتہ جب ان مسلکی مدارس میں جا کر دیکھا گیا تو متعدد مدارس میں اس اعلان شدہ نصاب کے ساتھ ہی ساتھ مسلکی بنیادوں پر رد وقبول کے استدلال سے بھرپور یا مددگار نصابی کتب کی تعداد بھی مشاہدے میں آئی۔ بعض مدارس میں ایسی کتب محض معلومات کے لیے، مگر بعض دینی مدارس میں اس نوعیت کی کتب بنیادی علم، تربیت اور مناظرانہ صلاحیتیں پروان چڑھانے کے لیے پڑھائی جاتی ہیں۔ تاہم رابطۃ المدارس، منصورہ میں ایسی مناظرانہ یا مسلکی رد ومذمت پر مبنی کتب نہیں پڑھائی جاتیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موضوعات سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ حالانکہ انسان کے لیے اپنی عقل سے حزم واحتیاط کے ساتھ تخلیقی کام لینے کا حکم بھی پیامِ الٰہی کا ایک جز ہے۔

قرآن کریم میں انسان کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ حس وادراک، مشاہدے اور استنباط کے ذریعے اسرارِ فطرت کو بے نقاب کرے اور انفرادی واجتماعی عمل کی گتھیوں کو سلجھائے۔ تاکیداً کہا گیا ہے: قوموں کے عروج وزوال کے قانون قدرت کو سمجھو۔ مظاہر فطرت کے کرشموں کو دیکھو اور خدا کی بخشی ہوئی قوتوں سے کام لے کر انھیں اپنے مقصد کے لیے استعمال کرو۔ اپنے پروردگار کو راضی کرنے کے لیے خلق خدا کی بھلائی اور حقوق العباد کی ادائیگی کو زندگی کا جزو بناؤ۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اور اس سے ملاقات کے تمنائی بنو اگر انسان ایسا نہ کرے تو وہ اسلام کی اصطلاح میں ربِّ کریم کی نعمتوں سے انکار [کفر] کا مرتکب ہوتا ہے۔

قرآن کی تدریس

اکثر دینی مدارس میں قرآن کریم کی تعلیم براہ راست متن کی بنیاد پر نہیں دی جاتی، بلکہ اس سلسلے میں دو تین تفاسیر کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے یا پھر زیادہ سے زیادہ قرآن کا ترجمہ پڑھایا جاتا ہے۔

❖ **قرآن فہمی کے نام پر:** اسلام کی ابتدائی صدیوں میں معتزلہ کو قرآن کریم کے لغوی اعجاز میں جو دلچسپی پیدا ہوئی تھی، اس نے بلاغت وخطابت کے ان علوم کی بنیاد رکھی، جو بعد میں علم کی ایک مستقل شاخ قرار پائے۔ جس کا یونان کے علم بلاغت سے کوئی تعلق نہ تھا، بلکہ وہ اس کے بجائے عربی نحو پر مبنی تھے۔ قرآن کی کسی آیت یا حدیث یا کسی خطاب میں نحو اور بلاغت کے نکتوں اور باریکیوں کی داد دینے میں فخر محسوس کیا جانے لگا۔

مصری عالم شہاب الدین احمد خفاجی (م:۱۶۵۹ء) کی تفسیر کی پہلی جلد، قرآن کی ایک آیت کے نحوی تجزیے پر مشتمل ہے۔ امام ناصر الدین عمر بیضاوی (م:۱۲۸۶ء) کی مشہور تفسیر [انوار

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التنزیل و اسرار التاویل]، جو آج بھی مدارس میں قرآن سکھانے کے لیے بہت زیادہ زیر مطالعہ رہتی ہے، بالکل اسی نوعیت کا کام ہے۔

اس عمل کا نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن جیسا زندہ، دھڑکتا ہوا اور انقلابی دینی صحیفہ، نحو اور بلاغت کی بحثوں کے نیچے دب کر رہ گیا۔ عجوبہ بات یہ ہے کہ قرآن کی اپنی نص کبھی نہ پڑھائی گئی۔ غالباً اس خوف سے کہ اگر خود قرآن کا بامعنی مطالعہ کیا گیا تو یہ کہیں پہلے سے موجود حالت (status quo) کو تہ و بالا نہ کر دے، نہ صرف تعلیمی اور کلامی بلکہ معاشرتی صورت حال کو بھی! ___ چنانچہ قرآن کو سمجھنے کے لیے جن خارجی سہاروں کی ضرورت پڑی، ان میں نحو و بلاغت کے علوم سے زیادہ لذیذ اور مسحور کن اور کون سے علوم ہو سکتے تھے؟ (اسلام اور جدیدیت، ص ۶۹-۷۰)۔

❖ **تدبر قرآن کی کمزور بنیاد:** دینی مدارس کی تعلیم و تربیت پر عمومی نظر دوڑائی جائے تو صاف دکھائی دیتا ہے کہ قرآن کو قرآن سے براہ راست سمجھنے کی کوشش نہیں کی جاتی اور بسا اوقات اسے دیگر علوم کی کتابوں کی طرح پڑھایا جاتا ہے۔ جس سے طلبہ پر یہ واضح ہی نہیں ہو پاتا کہ یہ کتاب مقدس، دوسری کتب سے بالکل مختلف ہے اور اس کی وسعت اور ہمہ گیری کا مقابلہ دنیا کی کوئی کتاب نہیں کر سکتی۔ نیز یہ کتاب نہ صرف ان پر راز حیات کھولتی ہے، بلکہ اپنے حاملین کو اس کائنات کے پاسبان اور نگراں کی حیثیت سے دیکھنا چاہتی ہے۔ اس خامی کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ طلبہ میں قرآن کریم سے براہ راست استنباط کرنے اور عصری مسائل کو قرآن کی روشنی میں حل کرنے یا اس سے ہدایت حاصل کرنے کی صلاحیت پیدا نہیں ہو پاتی۔ بقول مولانا ڈاکٹر فضل الرحمٰن فریدی:

''بدقسمتی سے دینی مدارس میں فقہ، اصول فقہ، منطق اور علم کلام پر غیر ضروری وقت صرف کیا جاتا ہے اور اکثر مدارس میں قرآن کریم کو کسی ایک تفسیر (مثلاً جلالین) کے ذریعے پڑھایا جاتا ہے۔ اس طرز تعلیم کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ طلبہ اور فارغین فقہ کی مہارت کو قرآن کریم کی مہارت پر ترجیح دینے لگتے ہیں'' (دینی مدارس کا نصاب تعلیم اور عصری چیلنج، ۱۹۹۴ء، ص ۵۸)۔ بہر حال اس میں کسی دو رائے کی گنجائش نہیں ہے کہ قرآن کو قرآن سے سمجھ کر پڑھنے سے زیادہ، تفاسیر کی مدد سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھنے کے نتیجے میں، طلبہ کی زندگی میں کوئی خاص تبدیلی اور ان کے طرز فکر میں کوئی خاص فرق محسوس نہیں ہوتا۔ نہ ان میں گہری غور وفکر، نہ ان کی سوچ میں وسعت اور نہ ان کے مزاج میں کوئی محسوس تبدیلی آتی ہے۔ شائد اسی لیے قرآن، طلبہ کی زندگی کے لیے شمع ہدایت نہیں بن پاتا۔

یہ قرآنی مزاج پیدا نہ ہونے کی اہم وجہ عام طور پر دینی مدارس میں قرآن کا مروجہ طریقہ تدریس ہے۔ جس کا مقصد شاید حصول ثواب کے لیے زیادہ اور حصول ہدایت کے لیے پڑھنا کم ہے۔ اس میں بھی آیاتِ احکام کے کچھ حصوں پر زیادہ زور دیا جاتا ہے، جن کی تعداد نسبتاً کم ہے۔ بلکہ، ان آیات کی تعداد کچھ زیادہ ہے جن میں باہم انسانی تعلقات کے احترام کی ہدایت ہے، اور غور وفکر کرنے اور آیاتِ الٰہی کا مشاہدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

❖ **قرآنی نقطہ نظر کی ضرورت:** بہتر طریقہ یہ ہے کہ قرآن کی غیر جانب دارانہ تدریس ومطالعہ سے دینی تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ وطالبات، قرآن کی حقیقی روح کو بخوبی سمجھ لیں اور قرآنی ہدایت کی روشنی میں زندگی کے مسائل حل کریں۔ ان میں اسی طرح قرآنی زاویہ نگاہ (Quranic attitude) پیدا ہو جائے، جس طرح سائنس کے مطالعہ کے بعد طالب علم میں ایک سائنسی زاویہ نگاہ (scientific attitude) نشوونما پاتا ہے۔ قرآن کی عظیم تعلیمات کو قرآن کے مطالعے کے بعد طالب علموں کی زندگی میں جھلکنا چاہیے۔ بقول مولانا محمد فاروق خان:

"طالب علم کو اگر وہ نگاہ مل جائے جو قرآن اس کے اندر پیدا کرنا چاہتا ہے، اسے وہ دل میسر آ جائے جیسا دل قرآن کو مطلوب ہے تو سمجھنا چاہیے کہ قرآن کی تعلیم دینے میں کچھ کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ لیکن، اگر قرآن کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد بھی طالب علم تنگ نظر رہے۔ پستی فکر ونظر سے اسے نجات نہ مل سکے۔ کشادہ دلی کی کیفیت، بُردباری، عفو وکرم، ایثار وقربانی کی لذت سے وہ نا آشنا ہی رہے تو سمجھ لیجیے کہ وہ قرآن پڑھنے کے باوجود قرآن سے دور ہے اور ہم اسے قرآن کے قریب لانے میں ناکام ہیں" (قرآن کے تعلیمی اور تدریسی مسائل، دینی مدارس اور ان کے مسائل، اعظم گڑھ ۱۹۹۰ء، ص ۱۴)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی وجہ ہے کہ جملہ مسلم ممالک معاشی اعتبار سے نہیں بلکہ فکری اور تہذیبی لحاظ سے بھی ترقی پذیر ممالک کہلانے لگے ہیں۔قرآن کے دیے ہوئے غور وفکر اور مشاہدے کی قوت کے بل بوتے پر جس قوم کا لوہا زندگی کے ہر میدان میں مانا گیا تھا اور جس سے مغرب نے بہت کچھ حاصل کیا تھا، آج خود اسی مغرب کی دست نگر اور زندگی کے ہر میدان میں پچھڑی ہوئی ہے۔

حدیث کی تدریس

مدارس کے نصاب میں کتابوں کو مرکزی حیثیت دینے کا ایک نقصان وہ پہلو احادیث کے طریقہ تدریس میں بھی سرایت کر چکا ہے۔اس لیے کہ علم حدیث کے سلسلے میں بھی اہلِ مدارس کی پوری قوت علم حدیث کو سکھانے کے بجائے عبارت پڑھانے بلکہ سنانے پر صرف ہوتی ہے۔

❖ **تدریس حدیث کی اقسام:** بقول مظفر حسین غزالی، حدیث کے طریقہ تدریس میں تین طرح کے مدارس ہیں:

۱۔ وہ مدارس جو مختلف درجات میں اصول ستہ کی تعلیم دیتے ہیں اور مقررہ نصاب تک ان کتابوں کو پڑھانے کی کوشش کرتے ہیں۔

۲۔ وہ مدارس جن میں اصول ستہ کے مختلف ابواب پڑھائے جاتے ہیں۔کسی کتاب کو مکمل نہیں پڑھایا جاتا، بلکہ تبرک کے طور پر یہ ابواب پڑھا دیے جاتے ہیں۔

۳۔ وہ مدارس جو مدرسہ کی تعلیم کے آخری سال میں اصول ستہ کے علاوہ حدیث کی بعض دوسری کتابوں کو بھی ایک ہی سال میں پڑھا دیتے ہیں۔یہ تعلیم زبانی ہوتی ہے اور اس سے ''دورہ حدیث'' کی تعلیم تبرکاً ہی ہوتی ہے۔

❖ **متن حدیث تک رسائی؟:** پہلی اور دوسری قسم کے مدارس میں طالب علم کے سامنے علم حدیث کا کچھ ذخیرہ آ جاتا ہے۔اس کو حدیث کے متن اور اس کی عبارت کے حل کرنے کی کچھ نہ کچھ مشق بھی ہو جاتی ہے، لیکن ایک فن کی حیثیت سے علم حدیث پر اس کی گرفت نہیں ہو پاتی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نتیجے کے طور پر طلبہ اجتہاد کی صلاحیت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ مدرسے کی تعلیم کے اس پورے عرصے میں وہ پڑھی ہوئی احادیث کے ظاہری معنی ومطالب سے تو واقف ہو جاتے ہیں، لیکن انھیں صحیح معنوں میں علم حدیث پر عبور حاصل نہیں ہو پاتا۔ نہ ان میں اس قدر صلاحیت پیدا ہو پاتی ہے کہ وہ اپنی پڑھی ہوئی کتب یا ابواب کے علاوہ احادیث کی دوسری کتابوں یا ابواب کی احادیث کے معنی ومطالب بیان کر سکیں، احادیث کی روح تک پہنچنا تو بہت دُور کی بات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ طلبہ، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان فرمودات سے حقیقی رہنمائی حاصل نہیں کر پاتے جو مطالعہ حدیث کا اصل مدعا ہے، اور نہ وہ زندگی کے پیچ در پیچ مسائل کو ان احادیث کی روشنی میں دیکھ کر ان کا حل تلاش کر پاتے ہیں۔ اس طرح حدیث کی تدریس سے سیرت سازی اور ذہنی صلاحیتوں کے ارتقا میں وہ کامیابی نہیں مل پاتی، جو حدیث کے مطالعے کا حقیقی مقصد ہے۔

❖ **دورہ حدیث کی حقیقت**: ایسے مدارس جن میں حدیث کی تدریس بطور تبرک ہوتی ہے، اسے ''دورۂ حدیث'' کہا جاتا ہے، اور یہ طریقہ یہاں کے بیش تر بڑے مدارس میں رائج ہے۔ اس طریقے کے رواج پانے میں کارفرما تصور یہ ہے کہ طالب علم کے سامنے سے حدیث کا پورا ذخیرہ ایک بار نظر اور سماعت سے گزر جائے۔ اس طریقے میں قرات کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ ظاہر ہے اس طریقے میں فہم کے ساتھ مطالعے اور وضاحت کے ساتھ تدریس کا موقع ملنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اس دورہ حدیث کی حقیقت کو دیوبند مکتب فکر کے فاضل رہنما مولانا ابوعمار زاہد الراشدی نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے: ''دورہ حدیث کے طلبہ کی غالب اکثریت موجودہ طرز میں احادیث کے مضامین کا ادراک نہیں کر پاتی، اور احادیث کے اتنے بڑے ذخیرے [صحاح ستہ] سے یوں گزر جاتی ہے، جیسے کوئی شخص نیم خوابی کی حالت میں اونگھتے ہوئے ایک بڑے باغ سے گزر جائے، اور پھر یہ بیان کرتا پھرے کہ میں نے باغ میں یہ دیکھا، وہ دیکھا'' (مغربی ممالک میں مسلمانوں کی دینی ذمہ داریاں، ص۷۲)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تدریس حدیث کے مسئلے پر مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے ان الفاظ میں روشنی ڈالی ہے:

''تعلیم حدیث، جیسی کہ محدث بننے کے لیے درکار ہے کہیں نہیں دی جاتی۔ درس حدیث کا جو طریقہ ہمارے ہاں رائج ہے، وہ یہ ہے کہ جب فقہی اور اعتقادی جھگڑوں سے متعلق کوئی حدیث آ جاتی ہے تو اس پر دو دو تین تین دن صرف کر دیے جاتے ہیں۔ باقی رہیں، وہ حدیثیں جو دین کی حقیقت سمجھاتی ہیں، یا جن میں اسلام کا معاشی اور سیاسی اور تمدنی اور اخلاقی نظام بیان کیا گیا ہے، یا جن میں دستور مملکت یا نظام عدالت، یا بین الاقوامی قانون پر روشنی پڑتی ہے، ان پر سے استاد اور شاگرد سب اس طرح رواں دواں گزر جاتے ہیں کہ گویا ان میں کوئی بات قابل توجہ ہے ہی نہیں'' (سید مودودیؒ، تعلیمات، ص ۱۸۱)۔

اسی طرح مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے لکھا ہے: ''دورہ حدیث کے لیے ایک سال کے مختصر وقت میں حدیث پاک پڑھنے پڑھانے کا حق ادا نہیں ہو پاتا۔ عموماً یہ ہوتا ہے کہ حدیث کے صرف معدودے چند ابواب تحقیق و تفصیل کے ساتھ [مکمل] ہو جاتے ہیں کہ سال ختم ہونے لگتا ہے۔ اس کے بعد کے حصے، تکمیل نصاب کی بھاگ دوڑ کی نذر ہو جاتے ہیں۔ استاد اور شاگرد آخر سال میں انتہائی بھاگ دوڑ پر مجبور ہو جاتے ہیں، حالانکہ صحیح بخاری کا کوئی بھی حصہ ایسا نہیں جسے رواروی میں گزار دیا جائے'' (ہمارا تعلیمی نظام، ص ۱۰۵)۔

مذکورہ بالا تینوں اقتباسات میں، علم حدیث کی تدریس کے لیے ''بھاگنے، دوڑنے''، اور ایک طرح کی بے توجہی کے جس پہلو پر توجہ دلائی گئی ہے، وہ فکر انگیز ہی نہیں تشویش ناک بھی ہے۔

حدیث کی تدریس کے اس طرزِ عمل کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے، اور وہ یہ کہ: ''کچھ لوگ اپنے مسئلے [یا مسلک] کی تائید کے لیے کوئی نہ کوئی ضعیف حدیث بھی پیش کرنے سے باز نہیں آتے۔ ان میں سے بیش تر تو صحیح حدیث سے مسئلے کا استنباط کرنے میں تساہل سے کام لیتے ہیں۔ اس لیے طالب علموں میں یہ ذوق اور مزاج پیدا کرنے کی ضرورت ۔ ہے، صرف وہ نہیں بلکہ خود عوام الناس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی ہر مزعومہ [گمان پر مبنی] حدیث کو حدیث ماننے کے لیے تیار نہ ہوں۔ بلکہ اس کو اس کسوٹی پر پرکھیں، جس کو محدثین عظام نے حدیث کے صحیح وسقیم [ناقص] کے لیے اختیار کیا ہے"(مولانا عبداللہ مسعود، ماہ نامہ محدث بنارس، جون ۲۰۰۱ء، ص ۱۴)۔

احادیث کے اس محض خانہ پری کے مطالعے سے ایک مسلم معاشرے کو حقیقی روشنی حاصل نہیں ہو پاتی اور نہ طالب علم ان کی روشنی میں زندگی کے مسائل کا حل تلاش کر پاتے ہیں۔ پھر اس طریقہ تدریس سے تعمیر سیرت اور شخصیت سازی کا وہ مقصد پورا نہیں ہوسکتا، جو اس علم کے حصول کا اصل مدعا ہے۔ نہ اس طریقے سے رسول کریمؐ کی حیات مقدسہ کی وہ جھلک اساتذہ اپنے طلبہ کو دکھا پاتے ہیں۔ یوں علم حدیث ایک فن کی حیثیت تو حاصل کر ہی نہیں پاتا۔ حدیث کی اس طرح تدریس میں تفہیم کے بجائے زیادہ زور تکمیل نصاب پر ہوتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ تدریس حدیث کے بعد طلبہ میں انسانی زندگی کے جملہ مسائل سے متعلق گہری بصیرت پیدا کی جائے اور وہ دینی، اخلاقی، سماجی، سیاسی اور اقتصادی زندگی کے مسائل احادیث نبویؐ کی روشنی میں حل کرنے کی صلاحیت پیدا کرلیں۔

عربی ادب کی تدریس

عربی ادب کی تدریس کی صورت حال بھی دیگر علوم کی تدریس سے بہت زیادہ مختلف نہیں ہے۔

اول تو عربی ادب کی تدریسی کتب بہت قدیم ہیں، جن میں قدیم شعرا کا کلام اور قدیم عربی ادب کی جھلک موجود ہے۔ جس سے طلبہ عربی زبان و ادب کے قدیم مسائل سے تھوڑی بہت واقفیت حاصل کر پاتے ہیں۔ اس کے ساتھ عربی زبان و ادب کی تدریس کے لیے نصاب میں کتابوں کی بڑی تعداد نے نصاب کو بہت بھاری بنا دیا ہے۔ نصاب کی تکمیل کے دباؤ میں عربی زبان و ادب میں طلبہ وہ مہارت پیدا نہیں کر پاتے جو استعداد اس طویل دورانیے کی تعلیم میں پیدا ہو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانی چاہیے۔مزید برآں، کتابیں اور طریقۂ تدریس قدیم اور غیر دلچسپ ہونے کی وجہ سے زبان و ادب پر وہ عبور اور وہ ذہنی اور فکری صلاحیتیں پیدا نہیں ہو پاتیں جو عربی زبان وادب کی تدریس کا اصل مقصد ہے (ہندوستان: دینی درس گاهیں، ص ۴۷-۵۵)۔

❖ **زبان دانی سے عدم واقفیت:** دوران تدریس، تقریر وتحریر کی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کے بجائے سارا زور معنی و مفاہیم کو سمجھنے سے زیادہ یاد کرنے پر ہوتا ہے۔ مدارس کے اساتذہ کی غالب ترین تعداد کو یہ معلوم نہیں کہ عربی کو پڑھانے کے کون سے نئے طریقے ایجاد ہو چکے ہیں، جنھیں اپنا کر زبان کی تدریس کو زیادہ موثر اور دلچسپ بنایا جا سکتا ہے اور جس کے ذریعے طلبہ میں تقریر وتحریر کی اعلیٰ صلاحیتیں پیدا کی جاسکتی ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ زبان کی مؤثر تدریس میں لنگویج لیبارٹریز کا کیا مقام ہے۔اس کے علاوہ مدارس کے نصاب میں چونکہ جدید عربی کا دخل نہیں ہے، اس لیے مدارس کے طلبہ سالہا سال عربی زبان وادب، بلاغت اور عروض پڑھنے کے بعد بھی اس قابل نہیں ہو پاتے کہ وہ عربی میں موثر انداز سے اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں۔

اس بحران کا ذکر کرتے ہوئے مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ نے لکھا ہے: ''علوم دینیہ کی تعلیم کے لیے جو کتابیں ہیں اور جس ترتیب سے رکھی گئی ہیں، وہ مقصد کے حصول کے لیے کافی نہیں ہیں۔ ہمارے طلبہ: عربی ادب میں مقامات، سبعہ معلقہ اور دیوان متنبی وغیرہ پڑھ جانے کے باوجود عربی زبان میں نہ لکھ سکتے ہیں، اور نہ بول سکتے ہیں'' (المعارف، جنوری ۱۹۹۸ء، ص ۶۳)۔اسی طرح قاضی زین العابدین سجاد نے تعلیمی صورت حال پر تاسف کا اظہار کرتے ہوئے بیان کیا: ''اکثر حالات میں [عربی مدارس کے] طلبہ نہ عربی زبان سے واقف ہوتے ہیں، نہ دینی مسائل سے، نہ قرآن کا ترجمہ کر سکتے ہیں، نہ حدیث کو سمجھ سکتے ہیں، مگر ان کو ایک طویل وعریض سند حوالے کر دی جاتی ہے، جسے بعض حالات میں وہ پڑھ کر بھی نہیں سنا سکتے، اور وہ بھی مرکزی دینی مدارس کے اکابر علماء کے دست مبارک سے'' (زین العابدین سجاد- مجلہ ''اسلام اور عصر جدید'' جنوری ۱۹۷۰ء، ص ۴۴، بحوالہ المعارف، لاہور، جنوری ۱۹۹۸ء، ص ۶۳)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❖ **کمزور عربی کا نتیجہ:** عربی زبان وادب کی بنیاد کمزور ہونے کا منفی نتیجہ یہ نکلا ہے کہ طلبہ، اسلام کے بنیادی مآخذ قرآن وحدیث سے براہ راست استفادہ نہیں کر پاتے۔ جس سے ان صلاحیتوں والے علماء کی روز بروز کمی ہوتی جارہی ہے، جو قرآن وحدیث کی روشنی میں امت کے مسائل کا حل تلاش کرسکیں اور عصر حاضر میں ملت اسلامیہ جن نئے نئے مسائل سے دوچار ہورہی ہے، انھیں حل کرنے کے لیے مؤثر رہنمائی دے سکیں۔ دینی مدارس سے قوم کے دین دار طبقے کو امید تو یہی تھی کہ ملت کو مجتہد اور رہنما ملیں گے، لیکن ان مدارس پر چندے اور صدقات کے کروڑوں روپے خرچ ہونے کے باوجود ملت کے اہم ترین مسائل میں رہنمائی نہیں مل رہی ہے، بلکہ گہری دینی بصیرت اور دردمندی رکھنے والے علماء کی روز بروز کمی بڑھتی ہی جارہی ہے۔

تدریس کا سائنسی طریقہ

علم تعلیم وتدریس کے مطابق طریقہ تدریس کے دو نظریات ہیں:

ایک نظریے کے مطابق، ہر اُستاد کو مختلف طریقہ ہائے تدریس سے کماحقہٗ واقف ہونا چاہیے۔ اسی کے ساتھ اصول تعلیم اور نفسیات سے بھی اُستاد کی واقفیت ناگزیر ہے، ورنہ وہ تدریس کے فرائض کو کامیابی کے ساتھ انجام نہیں دے سکتا۔

دوسرے نظریے کے مطابق، اگر استاد کو نفسِ مضمون سے گہری واقفیت ہے تو وہ کسی طریقۂ تدریس کے بارے میں بہت کچھ نہ جاننے کے باوجود عمل تدریس میں معاونت فراہم کرلیتا ہے۔

❖ **فن تدریس اور مضمون پر گرفت:** ابتدائی درجات کے لیے بہتر یہ ہے کہ اُستاد اُن دونوں نظریات کا حامل ہو اور دونوں کو مشترک کرکے تدریس کے فرائض کی تکمیل کرے، تاکہ بچوں کی انفرادی ضرورت، ان کی افتادِ طبع اور دیگر عوامل کو پیش نظر رکھ کر ان میں خود کام کرنے اور اپنی مشکلات خود حل کرنے اور خود محنت کرکے سیکھنے کی صلاحیت پیدا کی جاسکے۔ استاد کی اعلیٰ سیرت اور اس کے قول وعمل میں مطابقت، اس کی تدریس اور طالب علم کی تعمیر سیرت میں جان ڈال دے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور طلبہ میں عالم گیر اتحاد کا احساس، مشترک انسانی اقدار کا احترام اور انسانی ہمدردی کا وسیع ترین جذبہ پیدا ہو سکے۔ ان میں جرأت، دیانت داری، غور وفکر کی قوت، قوتِ عمل، اعلیٰ بصیرت، تدبر، معاملہ فہمی، فراست، فکر ونظر کی وسعت، دلکش، دل نشین اور مدلل انداز میں اپنی بات کہنے کی صلاحیت میں اضافہ ہو، احساس ذمہ داری، انسان دوستی اور خودداری پروان چڑھے۔ دوران تعلیم تحقیق، جستجو اور تجسّس کا جذبہ پیدا ہو۔ غرض استاد ان کی عمر اور ذہنی استعداد کے مطابق ایسے محرکات عمل مہیا کرے جو بہترین انسانی کارناموں کا باعث بنے ہوں۔

❖ **بحث اور سوال اٹھانے کی حوصلہ افزائی:** دوران تدریس یا اوقاتِ تدریس کے بعد، مدارس میں بحث ومباحثہ پر پابندی عائد کرنا ایک بڑا منفی عمل ہے۔ تعلیم کو دور از کار مسائل اور خیالات تک محدود رکھنا، زندہ مسائل کی طرف سے بے اعتنائی برتنا، طلبہ کے مطالعے اور خیالات کے اظہار پر غیر ضروری پابندی لگانا، تعلیم کے عمل کو شدید صدمہ پہنچاتا ہے۔ کسی فرد یا طبقے کے خلاف منفی طرزِ فکر کو فروغ دینا نہ صرف روح تعلیم کے منافی ہے، بلکہ اس سے بچے کی اٹھان میں غیر معمولی اور بے جا رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ نتیجے کے طور پر طلبہ میں جامد روایت پسندی، افکار اور خیالات کے سمجھنے، پرکھنے سے اجتناب، تنگ نظری اور خود غرضی پیدا ہوتی ہے، جو بالآخر خود اس کے لیے اور مقصد تعلیم کے لیے نقصان دہ ہوتی ہے۔

❖ **مطلوب طریقہ تدریس:** طریقۂ تدریس بذات خود ایک سائنسی عمل ہے۔ وہ طریقۂ تدریس قابل قدر مانا جاتا ہے جو:

- متعینہ مقاصد کی تکمیل اور حصول میں معاون ہو۔
- منظّم اور قابل استعمال ہو اور استاد اس پر عمل کر سکے۔
- مضمون کے بارے میں مکمل معلومات مہیا کرا سکے۔
- طلبہ میں جملہ صلاحیتیں پیدا کرنے میں معاون ہو۔
- طلبہ میں خود سیکھنے کا شوق پیدا کرے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- تعلیمی تجربات اور اقدامات کو آسان سے مشکل کی طرف لے جانے والے نظریے کے تحت تدریسی مواد کو قابل فہم درجہ میں پیش کرے۔
- علمی تجسّس کے جذبے کو اُبھارے اور طلبہ کی تعلیم کے عمل میں شرکت کے لیے ہمت افزائی کرے۔
- غور و فکر کی صلاحیت کو ابھارے نیز قوت استدلال، قوت فیصلہ اور تجزیے کی صلاحیت کے فروغ میں معاون ہو۔
- طلبہ کے ذاتی رجحان کے مطابق ہر طالب علم کی ذاتی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کے مواقع فراہم کرے۔
- جس کے مطابق استاد کا ہر قدم طالب علم کو تعلیم کا مرکز تسلیم کر کے اٹھے۔

غرض یہ کہ محض طلبہ کو نفس مضمون یا اس کے معنی و مطالب سے واقف کرا دینا ہی تعلیم کا مقصد نہیں ہے، بلکہ اصل مقصد طلبہ کی شخصیت کی ہمہ پہلو نشو ونما ہے، تا کہ طالب علم، تعلیم سے فراغت کے بعد جو کچھ بھی کرے وہ ہر لحاظ سے ایک کامیاب انسان ثابت ہو۔

ان مقاصد کے حصول کے لیے طریقہ تدریس کی دو قسمیں تسلیم شدہ ہیں: (۱) روایتی طریقہ ہائے تدریس، (۲) جدید اور غیر روایتی طریقہ ہائے تدریس ـــــ جنھیں اگلے صفحے پر خاکے کے ذریعے پیش کیا جا رہا ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

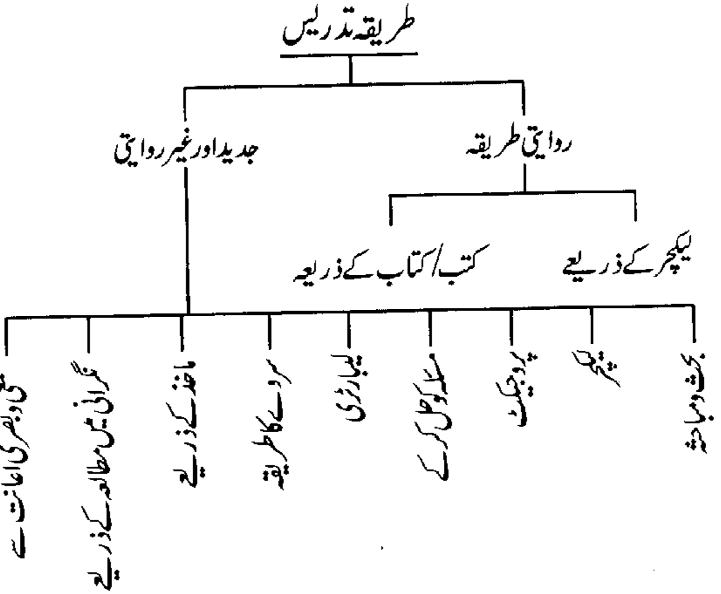

ان میں سے کسی ایک طریقے کو یا کئی طریقوں کو ملا جلا کر طالب علم کو پڑھانے کا عمل اسی وقت کامیاب ہوسکتا ہے، جب طالب علم کو قدرتی ماحول میں کسی ڈر، خوف یا دباؤ کے بغیر، پڑھ، دیکھ، سن کر، تجربے اور مشاہدے کے ذریعے یا استدلال کے ذریعے سیکھنے کا موقع فراہم کیا جائے۔
بلاشبہ اس سارے عمل میں مرکزی اور غیر معمولی کردار استاد کا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴

دینی مدارس کے مسائل

اگر دینی مدارس کے مسائل پر نظر ڈالی جائے تو ان کی مرکزی تقسیم حسب ذیل نکات کی صورت میں سامنے آتی ہے۔: ا۔تعلیمی مسائل ۲۔تربیتی مسائل ۳۔انتظامی مسائل

تعلیمی مسائل

دینی مدارس کے مسائل میں اولین اہمیت تعلیمی مسائل کو حاصل ہے۔ان میں چیدہ یہ ہیں:

❖ا۔ **نصاب تعلیم کا مسئلہ**: نصاب میں جزوی اور فروعی ترامیم یا تبدیلیوں کی اکثر بات ہوتی ہے۔ حالانکہ درپیش چیلنج سے نبٹنے کے لیے دوررس اور انقلابی تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ جزوی اور پیوند کاری پر مبنی تبدیلیاں چنداں مفید اور معاون ثابت نہ ہوسکیں گی۔

کتاب کے ضمیمے میں گزشتہ دوسو برس کے دینی نصابی سفر کو مختلف جداول کے ذریعے واضح کیا گیا ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ درس نظامی کسی نہ کسی شکل میں تبدیلی کے مرحلے سے گزرتا رہا ہے۔لیکن اہم سوال یہ ہے کہ ایسی تبدیلی نتیجہ خیز ثابت ہوئی یا حالات کو جوں کا توں رکھنے میں معاون ثابت ہوئی۔

ان حقائق اور مباحث کو وزن دیا جائے تو پھر لازمی طور پر نصاب ایسا ہونا چاہیے جس کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فارغ التحصیل طالب علم دین اسلام کی تبلیغ کے جذبے سے سرشار اور حکمت تبلیغ کے رموز سے آشنا ہو۔ اسلامی علوم پر گہری اور مجتہدانہ بصیرت سے واقفیت رکھتا ہو۔ معاصر، جملہ افکار ونظریات سے اس درجہ شناسا ہو کہ دین اسلام پر گفتگو کرتے وقت مخاطب کے ذہنی پس منظر کی رعایت سے ایمان، اعتماد اور دلیل سے بات کرسکتا ہو۔

❖ ۲۔ **کتب کے بجائے فن پر توجہ**: مدارس میں فن کے بجائے کتابوں پر اس طرح توجہ دی جاتی ہے کہ استاد کی تمام تر توجہ کتاب کے کچھ صفحات حل کرنے کی طرف ہوتی ہے۔ ادب عربی، حدیث، فقہ اور کلام کو کتابوں کے متن کے ذریعے پڑھایا جاتا ہے، جبکہ قرآن کریم اس حق سے بھی محروم رہتا ہے۔ طالب علم کی پیاس تو وہی استاد بجھا سکتا ہے جس کے اندر متعین کتاب کے ساتھ اس فن کا ذوق بھی موجود ہو، اور وہ ایک یا چند کتابوں کی معرفت اپنے لیکچرز کے ذریعے طالب علموں کو اس پورے فن کی سیر کرادے۔ جس سے آئندہ کے لیے مزید مطالعہ، تحقیق اور جستجو کی راہ آسان ہو جائے۔

❖ ۳۔ **صحافیانہ مزاج سے گریز**: مدرسے میں تعلیم وتعلم کی صحت مندانہ فضا کو پروان چڑھانے کے لیے ضروری ہے کہ مدرسے میں ٹھوس علمی ماحول کا چلن ہو۔ اردو یا عربی میں سرسری اور محض اخذ واکتساب کے ذریعے روایتی مضمون نویسی یا خام صحافت کاری کے شوق کے پروان چڑھانے کی حوصلہ افزائی نہ کی جائے۔ اس کے بجائے ٹھوس علمی ذوق کو ترقی دی جائے۔ وجہ یہ ہے کہ مدمقابل افکار ونظریات کے حامل عناصر کے اہل قلم میں سے اگر ایک بڑی تعداد عمومی صحافتی رنگ لیے ہوئے ہے تو ان کی دوسری اقلیت اپنے موضوع پر گرفت رکھنے والی بھی ہے، جسے یونیورسٹیوں اور دوسرے تحقیقی اداروں کی سرپرستی اور رہنمائی میسر ہے۔ اب اگر اتنی بڑی اور منظم تعداد کے مقابلے میں دینی فکر کے حامل افراد کسی گہری ریاضت یا وسعت مطالعہ کی کمی کے ساتھ پنجہ آزمائی کریں گے تو لامحالہ کمزور ہوں گے ___ بظاہر مدارس میں تحریر وتحقیق کے میدان میں (دو تین مثالوں کو چھوڑ کر) سناٹا طاری ہے اور اگر کہیں اس کا اہتمام ہے تو وہ بھی محض کچے پکے صحافتی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلوب پر مبنی ہے۔اس لیے مدارس کے تدریسی اسٹاف کو سرگرم صحافت سے پہلو بچانا ہی چاہیے، کیونکہ سطحی، سرسری اور عقبی دروازے کی صحافت کا فائدہ کم اور نقصان زیادہ ہے۔تاہم جدید صحافت اور ابلاغ عامہ کے فکری اور عملی مظاہر پر خصوصی لیکچروں کا اہتمام ضروری ہے۔

❖ ۴۔ **ذریعہ تعلیم کا مسئلہ:** دینی مدارس کا ایک اہم مسئلہ ذریعہ تعلیم بھی ہے۔ جہاں عملاً نہ عربی ذریعہ تعلیم ہے اور نہ اردو یا مقامی زبان۔فہم زبان کی اس شترگربگی کے باعث زبان دانی کا پہلو سخت کمزور رہتا ہے۔ یہاں کسی غیر معمولی ذہین فرد کو بطور نمونہ پیش کرنے سے مقصد پورا نہ ہو گا۔عام طور پر اظہار و بیان کے باب میں دینی مدارس کے طلبا ایک کمزور پوزیشن میں پائے جاتے ہیں۔لسانی مہارت میں اس کمی سے نبٹنے کا چیلنج مدارس کو قبول کرنا چاہیے۔

❖ ۵۔ **کیرئر پلاننگ کی ضرورت:** دینی مدارس میں،فرد کی آئندہ زندگی کے بارے میں اکثر اوقات واضح تصور کی کمی ایک سنگین تعلیمی مسئلے کے طور پر سامنے آتی ہے۔اس چیز نے تعلیمی ماحول کو بے دلی اور عدم سنجیدگی کا شکار کیا ہے۔اب سے چند عشرے پہلے تک تو یہ صورت تھی کہ طالب علم، اپنے اساتذہ سے اشارے کنائے میں جان لیتا تھا کہ اسے کہاں اور کس شکل میں خدمات انجام دینی ہیں۔لیکن اب پیشہ تدریس کے محدود امکانات اور مدارس کی گروہ در گروہ تقسیم نے ان امکانات کو بڑی حد تک کم کر دیا ہے۔اس لیے جو طالب علم قدرے پختگی کی دہلیز پر قدم رکھتا ہے اور اس کے جوش و خروش میں کچھ ٹھیراؤ آتا ہے تو اسے روزگار کی فکر دامن گیر ہوتی ہے۔یہ ایک ایسا مرحلہ ہوتا ہے، جب طالب علم کی خام تربیت اسے متاثر کرتی ہے۔اگرچہ تمام طالب علموں کے لیے روزگار یا روزگار کے امکانات کو روشن کرنا ممکن نہیں،لیکن اس افرادی قوت کے لیے ہر شہر میں مدرسے باہم اشتراک کے ساتھ ''کیرئر گائڈنس بیورو'' یا ''مستقبل کی منصوبہ بندی کے ادارے'' قائم کرلیں تو بہتر صورت سامنے آسکتی ہے۔

❖ ۶۔ **اختصاص کی ضرورت اور مسائل:** مدارس کے تعلیمی مسائل میں ایک بڑا مسئلہ طالب علموں کے اختصاص (specialization) کا ہے۔یہ شعبہ اکثر مدارس میں موجود

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں، اور اگر کہیں اس کا وجود ہے تو عدم توجہ کا شکار ہے۔ بڑے مدارس اگر مرکزی مضامین (قرآن، حدیث، سیرت، فقہ، تقابل ادیان) میں سے ایک دو موضوعات کے مراکز اختصاص قائم کرلیں اور طلبہ کی رہنمائی کے لیے قدیم وجدید علوم کے ماہر، اہل اور لائق اساتذہ کی رہنمائی حاصل کرلیں تو امکانات کی ایک دنیا پیدا ہو سکتی ہے۔ پھر طالب علموں کو ان کے ذوق اور پسند کے مطابق تحقیق و مطالعے کے مواقع فراہم کریں تو اس سے ٹھوس بنیادوں پر افرادی قوت کی تنظیم اور تیاری ممکن ہے۔

❖ ۷۔ **تحفیظ قرآن اور طلبہ:** حفظ قرآن کے طلبہ کو قرآن عظیم محض زبانی یاد کرا دیا جاتا ہے۔ ترجمہ، معانی اور مفہوم پر غور کی تربیت کو یکسر نظرانداز کر دیا جاتا ہے۔

سمجھنا چاہیے کہ محض ادھورا عمل، طلبہ کی تخلیقی صلاحیت کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ اگر ایک عرب طالب علم چھوٹی عمر میں قرآن پڑھ کر اس کا مفہوم معلوم کر سکتا ہے تو غیر عرب مسلمان طالب علم کے لیے زمانۂ حفظ میں قرآن کے معانی جاننے کو کیوں غیر اہم سمجھا جاتا ہے۔ اس کمزوری کے باعث ہمارے ہاں حافظ قرآن، قرآن کے فہم سے عدم مطابقت کا شکار ہو جاتا ہے، یوں قرآن یاد ہونے کے باوجود (دین میں گہری بصیرت اور تعلق رکھنے والوں کی قلیل تعداد کو چھوڑتے ہوئے) وہ قرآنی مفاہیم کو جاننے سے خالی دامن رہ جاتا ہے۔ اس لیے کم از کم حفظ کے طلبہ و طالبات کو شروع ہی سے اور ہر جگہ پر، قرآنی الفاظ و تراکیب کے معانی کا رفتہ رفتہ وسیع ذخیرہ عطا کرنا اشد ضروری ہے۔

اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ روزمرہ کے واقعات و حوادث میں، ایک حافظ قرآن، قرآن کی تعلیم کو منطبق (apply) کر سکے گا۔ قرآن کی یاد کو تازہ رکھنے کے لیے وہ لفظوں کے مفہوم اور مطلب سے باآسانی ٹوٹے ہوئے سلسلہ کلام کو جوڑ اور بھولے ہوئے سبق کو رواں کر سکے گا۔

جس طرح قومی تعلیمی نظام کی نگرانی ضروری ہے، یا جیسے دینی مدارس پر نگرانی کا ایک داخلی نظام قائم ہے، جسے معیاری بنانے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے، بالکل اسی طرح یہ ضروری ہے کہ خود

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحفیظ قرآن کے چھوٹے بڑے اداروں کو بھی، کم از کم ''وفاق'' کی سطح پر ضرور رجسٹرڈ ہونا چاہیے۔ جو مدرسے کے معاملات پر نظر رکھ سکے اور قرآن کے معیاری متن کی تحفیظ کو یقینی بنا سکے۔

❖ ۸۔ **طلبہ پر تشدد کا پہلو**: قدریں تبدیل ہوگئی ہیں، یا لوگ حقیقت پسند ہوگئے ہیں یا پھر انھوں نے احترام آدمیت کا اسلامی تصور پانے کی کوشش کی ہے۔ دنیا بھر کی درس گاہوں میں رفتہ رفتہ طالب علم پر تشدد اور ہولناک جسمانی سزا دینے کا چلن، اگر پوری طرح ختم نہیں ہوا تو اس میں بڑے پیمانے پر کمی ضرور آ گئی ہے۔ عام اسکولوں میں اب بھی اس کے آثار دکھائی دیتے ہیں، اور اگر وہاں کبھی اساتذہ پر تشدد کارروائی کرتے ہیں تو اس کے نتیجے میں طالب علم کی نفرت کا ہدف استاد کے ساتھ ساتھ خود تعلیم بھی بنتی ہے۔

اسی چیز کو پاکستان میں دینی مدارس کے تناظر میں دیکھا جائے تو بعض حوالوں سے صورت حال تشویش ناک ہے۔ خاص طور پر حفظ قرآن کے مدارس میں عموماً جسمانی تشدد کا سہارا زیادہ لیا جاتا ہے۔ ان سزاؤں اور طریق کار کو اسلامی اخلاقیات کے مسلمہ اصولوں سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہوتا۔ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے شاگردوں کو کس درجہ محبت، شفقت اور خندہ روی سے تعلیم دیتے تھے، اور آج اس مسند پر کون سے طریقے روا رکھ کر حفظ قرآن کا سبق یاد کرایا جاتا ہے، اس کے لیے حسِ انصاف کو بیدار کرنا ضروری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو جانور تک کے منہ پر چابک رسید کرنے سے منع فرمایا، مگر اس تعلیمی نسبت سے تعلق کے دعوے کے ساتھ اس ہدایت کی نفی کی جاتی ہے۔ شاید کئی طالب علم اس دباؤ میں حفظ بھی کر لیتے ہیں، لیکن عام مشاہدے کے مطابق ان میں سے ایک بڑی تعداد، چند ہی برسوں میں اسے بھلا بھی دیتی ہے۔ کیونکہ جو کام سزا کے خوف سے کیا جائے گا، اسے دل و دماغ کے چمنستان میں قبولیت کا وہ درجہ حاصل نہیں ہوسکتا۔ اس عمل کے شکار طلبہ میں، زیر بحث تعلیمی عمل کے خلاف جو بےزاری، یا نفرت پیدا ہوتی ہے، اس کا جواب دہ کون ہے؟ مولانا نجیب اللہ طارق کے بقول: ''دینی مدارس میں ڈسپلن کی آڑ میں اتنی سختی اور کھردرے پن کو رواج دیا گیا ہے، جس سے خود طلبہ میں بھی سختی اور اکھڑ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پن جنم لیتا ہے، چنانچہ ان کا مزاج خشک ہو جاتا ہے۔ خاص طور پر حفظ کے مدارس میں تو اتنی سختی کی جاتی ہے کہ جس کا تصور ایک انسان کے لیے نا قابل برداشت ہے (دینی مدارس کے ماحول پر ایک نظر)۔

چند برس پیش تر حفظ قرآن کے دو ایک مدارس میں طلبہ کے پاؤں میں پڑی ہوئی زنجیروں کے ساتھ چھپنے والی تصویروں نے، مدرسہ مخالف قوتوں کو جو ہتھیار فراہم کیا اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اس پر جب متعلقہ مدرسوں سے سوال پوچھا گیا کہ ''آپ نے ایسا کیوں کیا؟'' تو جواب ملا: ''تعلیمی نظم وضبط کے لیے ایسا کرنا ضروری تھا، اور یہ ہمارا اندرونی معاملہ ہے، بھلا کسی دوسرے کا اس سے کیا تعلق؟'' ـــــ مسئلہ یہ ہے کہ دینی تعلیم سے کسی مدرسے کے مہتمم یا مدرس ہی کا نہیں، بلکہ پوری امت مسلمہ اور اسلامی تہذیب کا تعلق ہے۔ جو لوگ ایسی مجنونانہ حرکتیں کرنے کے لیے بے جا طور پر اپنے آپ کو حق بجانب قرار دیتے ہیں، ان کا مقام دینی مدارس نہیں۔

اسی طرح مہتمم حضرات کو اس نکتہ پر ضرور غور کر لینا چاہیے کہ دنیا میں علم، تحقیق اور سائنس کے میدان میں بڑی بڑی پیش رفت کرنے والے سبھی لوگ، کیا ڈنڈے اور چابک ہی سے پڑھائے اور سدھائے گئے تھے اور سدھائے جا رہے ہیں یا اس کے برعکس ان میں شوق علم پیدا کرنے کے لیے کوئی دوسرا راستہ اپنایا گیا تھا؟ اگر وہ بے دین لوگ دنیا کے لیے ایک طالب علم میں آتش شوق بھڑکا سکتے ہیں تو یہاں پر دنیا و آخرت میں کامیابی کے لیے طالب علم کو کیوں جسمانی تشدد کے بغیر نہیں ابھارا جا سکتا؟

پنجاب یونیورسٹی لاہور، شعبہ سماجیات میں پروفیسر زکریا ذاکر کی تحقیق کے مطابق: ''دینی مدارس کے پندرہ فی صد سے زائد طلبہ جسمانی لحاظ سے معذور اور ذہنی اعتبار سے پسماندہ ہوتے ہیں۔ سبق نہ سمجھنے یا متعین وقت میں یاد نہ کر پانے پر عتاب کا نشانہ بنتے ہیں۔ ان پر خصوصی توجہ دینا تو ایک طرف رہا، جسمانی تشدد کے ساتھ بعض استادوں کی طرف سے الٹا انھیں ایسے ناموں سے پکارنے کی بھی مثالیں سامنے آتی ہیں کہ جن میں ان کی یہ معذوری انھیں بگڑے ناموں سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پکارنے کا سبب بن جاتی ہے'' (السیاستہ، ص۸۹)۔حالانکہ سورۃ الحجرات میں نام بگاڑنے سے صاف منع کیا گیا ہے۔

❖ ۹۔ **وضع قطع کا معاملہ:** ایک معاملہ، مدارس کے طلبہ کی ظاہری وضع قطع میں ایک نوع پر اصرار بھی ہے۔ یہ سوال اہم ہے کہ جس ہیت کذائی کا نمونہ عام طور پر ان طلبہ کو بنایا جاتا ہے، اس پر اصرار کے لیے شریعت نے کب حکم دیا ہے؟ مشاہدے کے مطابق واعظین کرام خود تو جبہ و دستار کی زرنگاری کا کوئی نہ کوئی قرینہ نکال لیں، اور مردانہ وجاہت کا لحاظ رکھتے ہوئے زیب و زینت کا کوئی راستہ اختیار کرلیں، مگر طالب علم کے لیے لازم قرار دیا جائے کہ وہ بے ڈھنگے پیرہن اور حسرت بھری صورت میں جکڑا ہوا ہی نظر آئے۔ طالب علم کی ظاہری کیفیت پر اکثر مقامات پر کم وبیش ایک ہی طرح کا رویہ، دکھائی دیتا ہے۔ اس لیے مجموعی طور پر یہ مسئلہ علمائے کرام کی ہمدردانہ توجہ کا تقاضا کرتا ہے کہ بچے کو اپنے ہم جولیوں میں ایک عجوبہ بنانا بہر حال، اسلامی نظام تعلیم کو مطلوب نہیں ہے۔

تربیتی مسائل

یہ سمجھ لینا سخت کم فہمی کی بات ہے کہ دینی مدارس کے طلبہ چونکہ قال اللہ وقال رسول اللہ کے ذکر میں ہر دم رچے بسے رہتے ہیں اور پانچ وقت باجماعت نماز پڑھتے ہیں، اس لیے انھیں کسی خاص تربیت کی ضرورت نہیں۔ دین میں تعلیم کا تصور محض معلومات کی منتقلی کا نام نہیں، بلکہ یہ تصور، تعلیم وتربیت سے موسوم ہے۔ اسی حوالے سے یہاں پر تربیت کے چند مسائل پر گفتگو کی جارہی ہے:

❖ ۱۔ **مقصد اور مقصدیت:** دینی مدارس کو تربیت کے انحطاط کا مسئلہ درپیش ہے۔ شاید سماجی حالات بدلنے کے ساتھ، مدارس کے الا ماشاء اللہ اساتذہ اور طلبہ دونوں ہی کے اندر مقصد کی لگن میں کمی اور مقصدیت کے فقدان کا تذکرہ، اکثر جید اساتذہ کرام کرتے ہیں ــــ اساتذہ کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندر مشنری جذبے کی کمی ہے اور طلبہ کے اندر کسی منزل پر پہنچنے کی دھن کی کمیابی زیر بحث آتی ہے۔ جس کا ایک نتیجہ یہ ہے کہ تعلیم کے آخری دو تین برسوں کے دوران دینی طالب علموں کے فرار (drop out) کا شمار بڑھ رہا ہے۔ جس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ مقصدیت کے عنصر کی کمزوری کا پہلو اور غم روزگار، علم دین کی طلب کو ثانوی درجے میں لے جاتا ہے۔ باقی جو بچ جاتے ہیں ان میں سے بڑی تعداد خطابت و امامت، میں اپنا مستقبل دیکھتی ہے، لیکن ان میں بڑی تعداد زیادہ با صلاحیت افراد پر مشتمل نہیں ہوتی۔

قاعدے کی بات ہے کہ فوج کا دستہ اگر میدان سے بھاگنے پر ہی کمر بستہ ہو جائے تو بڑے سے بڑا جرنیل بھی اپنی بہترین جنگی حکمت عملی اور شعلہ نوائی سے اس کے اکھڑے ہوئے قدم نہیں جما سکتا۔ ایسے حالات میں مقصدیت اور تڑپ پیدا کرنے کے لیے قرآن و سنت ہی سے استدلال اور حرارت فراہم کی جا سکتی ہے۔ اور یہ چیز مسلسل تربیت کے ذریعے نمو پا سکتی ہے۔ مفتی منظور صاحب رکن مجلس شوریٰ، دارالعلوم، دیوبند نے چند برس پہلے علماء کی مجلس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا: ''آج ہمارے مدارس میں ذی استعداد طلبہ پیدا نہیں ہو رہے --- اگرچہ پہلے بھی تمام طلبہ یکساں طور پر ذی استعداد نہیں ہوتے تھے [تاہم] ذی استعداد طالب علموں کی تعداد زیادہ ہوتی تھی، کم استعداد کی تھوڑی۔ مگر اب معاملہ الٹا ہو گیا ہے۔ اس میں تنہا طلبہ ہی قصوروار نہیں ہیں، اساتذہ کی کمزوریاں بھی ہیں --- ہمارے دلوں سے آخرت کی جوابدہی کا احساس جاتا رہا ہے، یا بہت کم ہو گیا ہے۔ ساری خرابیوں کی جڑ یہی ہے'' (آئینہ دارالعلوم، یکم دسمبر ۱۹۹۴ء، ص ۱۳-۱۴)۔

❖ ۲۔ **ہاسٹل کے مسائل:** مدرسے کی ساکھ اور داخلی ثقافت کے اعتبار سے ہاسٹل کے مسائل کلیدی اہمیت کے حامل ہیں۔ اس میں دو رائے نہیں پائی جاتیں کہ مدارس سے باہر کی دنیا بڑی، کثافتوں اور بداخلاقی سے لتھڑی ہوئی ہے۔ وہاں کے گلی محلوں، تعلیمی اداروں اور ہاسٹلوں کی زندگی کے بارے میں کئی گفتنی ناگفتنی قصے سننے میں آتے رہتے ہیں۔ مگر، مدرسے سے باہر کی یہی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے عمل دنیا خود دینی مدارس کی فضا، ماحول اور ثقافت کو آئیڈیل سے قریب تر دیکھنا چاہتی ہے[1]۔

اس سلسلے میں مختلف عمروں کے طالب علموں کی رہائش، خوراک اور دیگر ضروریات کا انتظام الگ ہونا چاہیے۔ یہ طے ہو کہ بارہ تیرہ برس کے بچوں کی رہائش اور تعلیم بالکل الگ الگ ہوگی۔ مناسب صورت تو یہ ہے کہ یک بستری (سنگل بیڈ) کمرے ہوں، جہاں ایک کمرے میں اکیلا طالب علم مقیم ہو۔ لیکن وسائل کی قلت کے باعث یہ ممکن نہیں ہے، تو پھر کم از کم تین طالب علم ایک کمرے رہیں۔ ان کی نگرانی اور تربیت کے لیے اہل، معمر اور متوازن اخلاق کے افراد کو مقرر کیا جائے۔ نگرانی اور رہنمائی سے متعلق افراد کے لیے ضروری ہو کہ وہ بچوں کی نفسیات کے بارے میں بنیادی معلومات کا فہم رکھتے ہوں۔

پھر چھوٹے بچوں کی تدریس کے لیے بھی خصوصی احتیاط اور تقویٰ کے خوگر اساتذہ مقرر ہوں۔ بچوں کی ایک دوسرے کے ساتھ حد سے بڑھی موانست و رفاقت کو توازن اور نظم میں لانا اساتذہ ہی کی ذمہ داری ہے۔ ضروری نہیں کہ بچوں، دوستوں اور ہم جولیوں کی ہر وابستگی نا مناسب ہی ہو، لیکن ایسی وابستگیوں کے نامناسب بننے کے امکانات ضرور موجود رہتے ہیں۔ اسی طرح بعض مدارس میں اساتذہ، طالب علموں سے کچھ ایسی ذاتی خدمت لیتے ہیں جس میں حدود اللہ کے ٹوٹنے کا احتمال ہوتا ہے۔ مسئلہ کی یہ نزاکتیں، تربیت کے حوالے سے بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ جنھیں روبہ عمل لانے کے لیے معمر اور اہل حضرات کے ذریعے بے ضرر انداز سے طالب علموں کی تربیت کی جانی چاہیے۔

❖ **۳۔ متوازن ہم نصابی سرگرمیاں:** دینی مدارس کے طالب علموں کی متوازن ہم نصابی سرگرمیوں کو نصابی اور درسی مشغولیات سے کسی طور پر کم اہم نہیں سمجھنا چاہیے۔ عموماً دیکھا گیا ہے دینی طلبہ اگر اسکولوں میں پڑھنے والے اپنے ہم عمر طلبہ سے ربط رکھنے کی کوشش کریں تو مدرسوں

۱۔ اس کے برعکس مغرب نے پارک، مارکیٹ اور چرچ کے اس فرق کو مٹا دیا ہے، اور اس کے لیے اباحیت پسند ہی نہیں بلکہ بعض جید اہل کلیسا بھی سند جواز پیش کرنے میں پس و پیش سے کام نہیں لیتے اور اباحیت پسندانہ ''آسانیاں'' پیدا کرنے کے لیے سرگرم نظر آتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی انتظامیہ اسے ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتی ہے کہ اس طرح ''یہ بچے گمراہ ہو جائیں گے''۔ کچھ ایسا ہی معاملہ جدید تعلیمی اداروں میں پڑھنے والے طلبہ کے ساتھ بھی ہے۔ اگر ان کا بچہ کسی دینی طالب علم سے ربط رکھ لے تو اکثر والدین پریشان ہو جاتے ہیں کہ ''کہیں ہمارا بچہ مولوی نہ بن جائے''۔ حالانکہ دونوں اطراف سے یہ رویہ ایک شدید تضاد کا مظہر ہے۔ ان بچوں کے آپس میں ملنے جلنے سے یقیناً ان کی تعلیم، تربیت اور مشاہدے پر قابل لحاظ اور مثبت اثرات پڑ سکتے ہیں۔ اسی طرح انھیں مختلف ہم نصابی سرگرمیوں میں مصروف ہونے کے مواقع بھی ملنے چاہییں۔

ان ہم نصابی سرگرمیوں میں: خطابت، تحریر، ورزش، کھیل کود اور مارشل آرٹس وغیرہ شامل ہیں۔ یہ چیزیں طلبہ میں مسابقت، ہمت، حوصلے اور جرات کی افزائش کے لیے اشد ضروری ہیں۔ بین الکلیاتی مذاکروں اور مباحثوں کا اہتمام طلبہ کی صلاحیتوں کی نشوونما میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ اسی طرح درس قرآن وحدیث اور مجالس فقہی امور کا اہتمام کیا جائے، جہاں طالب علم درس دے اور مجلس میں سوالوں کے جوابات دے۔ اس مجلس میں جواب نہ دے سکے تو آئندہ جواب پیش کرنے کا وعدہ کرے۔ ان مجلسوں کی نگرانی کرنے والے اساتذہ معیار و پیش کش کو بہتر بنانے کے لیے بڑی اچھی اور عملی ہدایات دے سکتے ہیں۔

❖ ۴۔ **کتب خانوں سے تعلق:** طلبہ کی تعلیمی سرگرمیوں کے محور و مرکز کے طور پر سب سے اہم چیز لائبریری یا کتب خانہ ہے۔ اکثر دینی مدارس کی لائبریریاں تو صرف اساتذہ کی تدریسی ضروریات پورا کرتی ہیں اور انھیں اساتذہ ہی استعمال کرتے ہیں۔ ہونا یہ چاہیے کہ ان لائبریریوں کو وسعت دی جائے، ان میں وہ تمام کتب مہیا کرنے کی کوشش کی جائے جنھیں طلبہ اپنے مطالعے میں گہرائی پیدا کرنے کے لیے پڑھیں، اور ان میں ہم عصر زندگی کا فہم وادراک پیدا ہو۔ وہ اسلام کے بنیادی اصولوں اور جدید سماجی مسائل سے واقف ہو سکیں۔ وہ اعلیٰ درجے کی علمی اور دینی کتب کے مطالعے کے ساتھ ہی ساتھ عمدہ ناول، سوانح، تاریخ، تذکرے، شاعری اور سفرنامے بھی پڑھ سکیں۔ اس ضرورت کی تکمیل کے لیے ایک جانب مدرسے کی لائبریری مضبوط ہو تو دوسری جانب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پبلک لائبریریوں میں دینی طلبہ کے لیے اجرائے کتب کو یقینی بنایا جائے۔ پبلک لائبریریوں کا منتظم نظام انھیں مراجع کی تلاش، اور مختلف کتب سے استفادے کے طریق کار سے روشناس کرا سکتا ہے۔

❖ ۵۔ **نظافت و نظم**: چیزوں کے رکھنے اور استعمال کرنے میں سلیقے کے ساتھ ساتھ خصوصی نظم اور نظافت کا ذوق پیدا کرنا بھی اساتذہ اور مدرسے کے اجتماعی ماحول کا حصہ ہونا چاہیے۔ اس ضرورت کی تکمیل کے لیے محض وسائل نہیں بلکہ توجہ اور شوق کی ضرورت ہوتی ہے۔

❖ ۶۔ **خطیب، خطابت اور طالب علم**: یہ بدقسمتی کی بات ہے کہ عوام کی اکثریت علم شریعت سے بے خبر ہوتی ہے۔ علما میں ایک تعداد تو اپنے کلام و بیان میں شائستگی، حلیمی اور خدا ترسی کا بہترین نمونہ پیش کرتی ہے۔ ان کی مقبولیت کا دائرہ بوجہ اتنی وسعت اختیار نہیں کرتا۔ مگر ان کے برعکس ایک طبقہ دوسری ہی تصویر پیش کرتا ہے۔ اس طبقہ کے اکثر قصہ گو اور چرب زبان واعظوں کو سن کر لوگ عش عش کر اٹھتے ہیں۔ ایسے واعظ حضرات نثر کو نظم اور نظم کو نثر بناتے اور بعض اوقات لہک لہک کر گاتے اور تحسین و آفرین کے نعرے بلند کراتے ہیں۔ کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ علم کا کمال ہے، حالانکہ یہ ایکشن کا جادو اور الفاظ کا ڈرامہ ہوتا ہے۔ ایسے مقررین میں سے بہت سوں کو نہ قرآن کا ترجمہ آتا ہے اور نہ وہ حدیث اور اصول حدیث سے آگاہ ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود علامہ کہلاتے، بلکہ علامہ کہلانے پر اصرار کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض بپھرے ہوئے مقررین تو پورے جاہ و جلال کے ساتھ مخالفین پر جنگل کے بادشاہ کی طرح دھاڑتے ہیں۔ ایسے مقررین بات بات پر قسمیں کھاتے، مضمون پامال کر کے اور خود ساختہ دشمن کو للکارتے ہیں۔ کچھ ناخواندہ یا مرید قسم کے لوگ نعرہ ہائے تحسین بلند کرتے ہیں تو خطابت اپنے عروج پر پہنچتی ہے' (مولانا عبداللہ دانش، عالم کسے کہتے ھیں؟ ص۳۲-۳۵)۔ بعض جگہ تو رات گئے خالی مسجدوں میں ایسی تقریروں کو ٹیپ ریکارڈر پر چلا کر اردگرد رونق پیدا کی جاتی ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ، کیا یہ ایک ایسے فرد کی تقریر ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اسلوب خطابت کو سیرت کی کتابوں سے پڑھا ہے؟ خاتم الانبیاءؐ تو پورے وقار کے ساتھ، سکینت اور پوری توجہ کے ساتھ، سامعین کی نفسیات اور ذہنی سطح کو ملحوظ رکھ کر بات سمجھاتے اور بعض جملے بار بار دہراتے کہ وہ باتیں دل میں اتر جائیں۔ بخاری شریف میں درج ہے: ''حضورؐ جب بولتے تو یوں جیسے منہ سے موتی جھڑ رہے ہوں''۔ مگر آپؐ کا نام لینے والا مقرر آگ کے شرارے اڑاتا جائے۔ ایسا فرد کسی بھی معقول انسان کو متاثر نہیں کر پاتا۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کے لیے تمام مکاتب فکر کے علما کو سوچنا چاہیے۔ (کیونکہ عام طالب علم، عوام الناس میں ایسے مقررین کی پذیرائی دیکھ کر اسی رنگ میں رنگنے کے خواب دیکھتا ہے)۔ مدرسوں میں طلبہ کو سمجھانا چاہیے اور ایسے عادی مقررین کو خدا کا خوف دلانا چاہیے۔ اور اس سے بڑھ کر طلبہ کی اس طرح تربیت کرنی چاہیے کہ ان میں اپنی تقریر کے بارے میں آخرت کی جواب دہی کا احساس بیدار ہو۔

انتظامی مسائل

مدارس کا انتظام و انصرام اور نظم وضبط، وہ کلیدی پہلو ہیں، جو ان اداروں کی تعلیمی، تدریسی اور سماجی فضا کو مستحکم اور بارآور بنا سکتے ہیں۔ وہ انتظامیہ کسی بھی اعتبار سے کامیاب اور موثر انتظامیہ نہیں قرار دی جا سکتی، جس کی بنیاد طالب علموں پر محض دباؤ اور سختی سے سہارا پاتی ہو۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ خود قرآن کریم اور سیرت مطہرہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ایسی فضا قائم کرنے سے روکتے ہیں۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نرم خوئی، شگفتہ روی، بچوں اور بڑوں کی احترام پروری، حتیٰ کہ جانوروں تک سے صلہ رحمی کا رویہ ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ عام انسان بہر حال نرمی کے حق دار ہیں، لیکن جو بچے دین حق کی خدمت اور اس کا فہم حاصل کرنے آئے ہیں، وہ تو اللہ اور اس کے رسولؐ کے مہمان ہیں۔ ان کے ساتھ عمومی رویوں میں اور بھی زیادہ احتیاط اور توازن کی ضرورت ہے۔

دینی مدارس میں انتظامی مسائل حل کرنے کے لیے حسب ذیل نکات قابل توجہ ہیں:

❖ ۱۔ **انتظام و انصرام میں شراکت:** بلاشبہ مدرسے کے انتظام سے متعلق جملہ امور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتظامیہ ہی کا دردِ سر ہوتے ہیں، لیکن تعداد کے اعتبار سے طالب علم یہاں کا سب سے اہم حصہ ہوتے ہیں۔ مدرسوں کے جملہ انتظامی اور مشقت طلب کاموں میں طلبہ برابر ہاتھ بٹاتے ہیں۔ اس حوالے سے وہ مدرسے کی صفائی، محلے سے خوراک اکٹھی کرنے اور پانی وغیرہ مہیا کرنے میں انتظامیہ کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ مدرسے کی ضروریات میں یہ کردار ادا کرنا ایک صحت مند پہلو ہے۔ تاہم، خود طلبہ کی عزت نفس کے اعتبار سے بھی ضروری ہے، کہ انھیں مخصوص بیوروکریٹک ڈھانچے کے ذریعے کنٹرول کرنے کے بجائے، باہم شراکت (association) اور مشاورت (consultation) کے ساتھ لے کر چلا جائے۔ اس کے لیے ہر مدرسہ کوئی بھی مناسب راستہ تجویز کرسکتا ہے۔ لیکن اس میں یہ ضروری ہے کہ وہ راستہ، انتظامیہ کی کوئی پاکٹ یونین بنانے والا نہ ہو، بلکہ طلبہ کی نمائندگی کا کوئی خودکار نظام ہو۔ اس عمل سے فی الحقیقت کئی مسائل حل ہوں گے، ابتدا میں کچھ مشکلات بھی پیدا ہوں گی لیکن ان کا جرات مندانہ اور باہم مشاورتی حل مدرسے کو مضبوطی عطا کرے گا۔

❖ ۲۔ **طلبہ کو گروہ بندی سے بچانا:** یہ مشاہدے کی بات ہے کہ وسائل کی کمی کے باعث متعدد مدارس، انتظامیہ اور اساتذہ ایک نوع کی چپقلش اور بعض اوقات گروہ بندی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ایسا ماحول مدرسے کی مقدس اور علمی فضا کو زک پہنچانے میں خطرناک محرک ثابت ہوتا ہے۔ لیکن، ایسی صورت حال میں اساتذہ کے کسی بھی گروہ کا، طالب علموں کو اپنے مفادات کے لیے استعمال کرنا تباہ کن ہوتا ہے۔ ویسے بھی مدارس کے طلبہ اپنے محبوب اور محترم اساتذہ کے زیادہ زیر اثر ہوتے ہیں۔ بعض اوقات اس چیز کی افراط و تفریط بھی کچھ لوگوں کو حکمت سے عاری بنا دیتی ہے۔ اس طرح انتظامیہ اور اساتذہ میں کچھ لوگ، طالب علموں کو حلیف اور حریف بنانے کا کام شروع کر دیتے ہیں۔ اساتذہ اور انتظامیہ کو مسئلے کی نزاکت کا ادراک کرتے ہوئے طلبہ کو اس کشمکش کا حصہ بنانے سے سختی سے گریز کرنا چاہیے۔ عام تعلیمی اداروں کی بہ نسبت، دینی مدارس میں اس خرابی کے ظہور کے امکانات اس لیے بھی زیادہ ہوتے ہیں، کہ یہاں پر طلبہ اقامتی طور پر پانچ سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آٹھ سال تک مقیم رہتے ہیں۔ جبکہ کالجوں، اسکولوں میں تو طالب علم چند گھنٹے گزار کر چلا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دینی مدرسے کے طالب علم پر استاد کی چھاپ زیادہ گہری ہوتی ہے۔

❖ ۴۔**شورائی فضا کی بحالی:** چاہے کسی مدرسے کا آغاز کسی ایک فرد نے ہی کیا ہو، لیکن بعدازاں وہ دینی مدرسہ ایک مشترکہ تعاون اور اجتماعی کاوش کا مظہر بن جاتا ہے۔ جس میں کئی لوگ اعانت کرتے ہیں اور متعدد لوگ تدریس سے وابستہ ہوتے ہیں، جبکہ خود مدرسہ کسی فرد کی ذاتی ملکیت یا وراثت میں ملا ہوا ترکہ متصور نہیں ہوتا۔ اس لیے وہ ایک اجتماعی شرکت اور تنظیم کا مظہر ہوتا ہے۔

مدرسے کی دینی، تدریسی اور انتظامی فضا کو بہترین اسلوب پر نشوونما دینے کے لیے شورائی فضا کو بحال کرنا اشد ضروری ہے۔ یعنی وہ مدارس جہاں بہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم: ''جابر حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنے'' کی تلقین کی جاتی ہے، اکثر وہاں کی مقدس [یا محترم] انتظامیہ کے سامنے، وہاں پڑھانے والے استاد سوال تک اٹھانے میں لرزاں و ترساں رہتے ہیں۔ ایسی فضا دلوں کو توڑتی ہے۔ خوشامد میں خوشنودی کا راستہ تلاش کرنے والے، درحقیقت اس پوری تعلیم سے ناتا توڑتے ہیں۔

اس فضا کو پروان چڑھانے میں ایک بڑا سبب وہ رضا کار قسم کی انتظامیہ بھی ہوتی ہے جو ایک طرف، ''اعزازی'' طور پر کام کرنے کا احسان کرتی ہے، مگر دوسری جانب ان کی اصل مصروفیتوں کا محور ان کا اپنا کاروبار ہی ہوتا ہے۔ جبکہ یہ ''اعزازی'' ذمہ داری بڑی رسمی نوعیت کی ہوتی ہے، جس کے لیے ہفتوں تک وقت نہیں نکل پاتا۔ پھر جب کبھی کوئی مسئلہ درپیش ہوتا ہے، تو یہ ''اعزازی'' کارپردازان عام طور پر مہتمم مدرسہ کی رائے کو تسلیم کرنے والے ہوتے ہیں۔ یوں ''اعزازی'' ذمہ داریوں کا کلچر مدرسے کی فضا کو مفلوج اور مجبور بنانے کا باعث بن جاتا ہے۔ ایسی انتظامیہ کے ہاتھوں اساتذہ بے وزن اور طلبہ بے مایہ گردانے جاتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات خود انتظامیہ بھی ان کرم فرماؤں کے ہاتھوں بے اختیار ہو کر رہ جاتی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے مناسب یہی ہے کہ: سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ اور سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کی طرح کفاف کے اصول پر یہ لوگ انتظامیہ کا حصہ بنیں۔ جو وقت دیں، اس کا اعزازیہ وصول کریں اور باقاعدگی سے اپنے اوقات کار کو مدرسہ کی خدمت کے لیے مخصوص کریں۔ اسی طرح انتظامیہ میں مشاورت کے لیے افراد کی جمہوری انداز سے تقرری کا کوئی ضابطہ وضع کیا جائے، جو ہر جگہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے کچھ مختلف ہوسکتا ہے، مگر اس میں افراد کی تبدیلی کا ضابطہ واضح ہونا چاہیے۔ یہ چیز مدرسے کو مضبوط اور اس کے اعوان وانصار کو گرم جوش بنانے میں یقیناً معاون بن سکتی ہے۔

❖ ۴۔ **تدریسی عملے کے مسائل:** دینی مدارس میں سب سے مرکزی عنصر اساتذہ کرام ہوتے ہیں۔ جو اکثر اپنے آبائی علاقے سے دور، نہایت کم مشاہرے پر، سخت محنت اور بڑی باقاعدگی کے ساتھ کچھ ذہین اور زیادہ تر غبی طالب علموں کے سامنے مغز ماری کرتے اور دینی علوم کے رموز کھولتے ہیں۔ لیکن یہی تدریسی عملہ، کچھ تو وسائل کی کمی کے باعث اور کچھ انتظامیہ کی پسند و ناپسند کے سبب، سخت معاشی افسردگی اور ذہنی دباؤ کا شکار رہتا ہے۔ ان کے ماہانہ مشاہروں میں سالانہ ترقی یا اچھی کارکردگی پر کسی لگے بندھے اصول کے تحت رقم کے اضافے کا کوئی ضابطہ نہیں ہوتا۔ یہ چیز ان کی بلند نگاہی کو مجروح کرتی اور عزم میں ضعف لاتی ہے۔ اس لیے مختلف ''وفاقوں'' کو اپنے اساتذہ کے تعلقات کار کے حوالے سے ترقیاتی فارمولے کا تعین کرنا چاہیے۔

❖ ۵۔ **قدیم طلبہ کی انجمن سازی:** مدرسے کی انتظامی اور مالی حالت کو بہتر بنانے کے لیے، متعلقہ مدارس کے طلبائے قدیم کی انجمن سازی کو رواج دیا جائے۔ جس طالب علم نے کسی مدرسے سے تعلیم حاصل کی ہوتی ہے، ان دیواروں، جائے نمازوں اور اساتذہ سے اس کا ایک نوع سے جذباتی تعلق بن جاتا ہے۔ عملی زندگی میں قدم رکھنے والے ان طلبائے قدیم کی انجمنیں، مدرسے کی مالی، انتظامی اور سماجی مدد کے لیے معاونت میں ایک مددگار عامل (factor) بن سکتی ہیں (سلطان احمد اصلاحی، مدارس عربیہ کے مسائل، ص ۳۷-۶۴)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❖ ۶۔ تعاون و یگانگت: ''مدارس میں آج تعاون کی جگہ بے اعتمادی اور کشاکش کا ماحول ہے۔ امانت داری اور سچائی کی کمی ہے۔ مشکلات کا ایک حصہ داخلی نوعیت کا ہے۔ اس کی وجہ سے بھی تدریس وتربیت کا کام متاثر ہو رہا ہے۔ مثال کے طور پر: انتظامیہ اور مدرسین کے، مدرسین اور طلبہ کے، اسی طرح انتظامیہ، مدرسین اور طلبہ تینوں کے باہمی تعلقات اس طرح استوار نہیں کہ تعلیم وتربیت کے مقصد کو حاصل کرنے میں آسانی ہو۔ بلکہ غور سے دیکھا جائے تو تینوں طبقے وقتاً فوقتاً ایسے اعمال کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں، جن سے کتاب وسنت کے احکام کی کھلی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ بہت سے مدارس کے مسائل حل ہونے کے لیے عدالتوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ یہ صورت حال بڑی سنجیدگی سے غور وفکر کی دعوت دیتی ہے[۲]۔ جہاں سے علم وعمل کی روشنی پھیلنے کی توقع تھی، اگر وہیں پر اندھیرا ہو تو پھر کیا کرنا چاہیے، یہ سوچنے کی ضرورت ہے'' (مولانا مقتدیٰ حسن الازہری، ماہ نامہ محدث، جون ۲۰۰۱ء، ص ۲۵)۔

۲۔ یہاں پر دکھ کے ساتھ اس واقعے کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے، جو دارالعلوم دیوبند میں رونما ہوا۔ چونکہ وہ ایک محترم اور باوقار ادارہ ہے اس لیے، ایسی صورت حال پر غور وفکر کے لیے ہر دینی مدرسے کے منتظم حضرات اور دینی تنظیموں کے قائدین کو کھلے دل سے توجہ دینی چاہیے۔ واقعہ یہ ہے کہ: ۲۳ مارچ ۱۹۸۰ء کو دارالعلوم کی صد سالہ تقریبات منعقد ہوئیں۔ اس موقع پر مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ [م: دسمبر ۱۹۹۹ء] نے مجلس شوریٰ کے رکن کی حیثیت سے اس تجویز کو نہیں مانا کہ وہاں پر بھارتی وزیراعظم اندرا گاندھی کو مدعو کیا جائے۔ ان تقریبات کے کچھ عرصہ بعد دارالعلوم کی مجلس منتظم اور مہتمم (پرنسپل) سولانا قاری محمد طیبؒ [م: جولائی ۱۹۸۳ء] کے مابین تنازعہ اٹھ کھڑا ہوا، جس نے عوام کی نظر میں علماء کے وقار ہی کو ٹھیس نہیں پہنچائی تھی، بلکہ خود دینی مدارس کے مستقبل کے بارے میں بھی پریشان کن سوالات کھڑے کر دیے تھے (ابوالحسن علی ندوی، کاروان زندگی، ج ۲، ص ۳۰۵-۳۱۴) اور المناک صورت اس وقت پیدا ہوئی جب طیب صاحب نے دارالعلوم کی مجلس شوریٰ کو توڑ دیا۔ اس اقدام کو شوریٰ نے غیر آئینی اور آمرانہ فعل قرار دیا، اور ۱۸ جنوری ۱۹۸۲ء کو خود انھیں برطرف کر کے مولانا مرغوب الرحمان کو نیا مہتمم مقرر کیا۔ مولانا طیب مرحوم نے اس فیصلے کو ماننے کے بجائے، دارالعلوم کی جامع مسجد ہی میں اپنا الگ سے دارالعلوم قائم کرنے کا اعلان کر دیا۔ جس پر تنازعہ عدالت تک جا پہنچا، اور عدالت نے دارالعلوم کے تمام فنڈز منجمد کر دیے (ایضاً)۔ دارالعلوم کے اس واقعے کو شخصی موضوع بنانے کے بجائے، ہمدردی سے سوچنا چاہیے کہ ایسے واقعات کیوں ہوتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفت تعلیم، رہائش اور طعام

بلاشبہ مسلم دنیا میں شروع ہی سے تعلیم مفت رہی ہے، مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ تعلیم کی مفت فراہمی کوئی شرعی حکم ہے۔ دوسری، تیسری اور چوتھی صدی ہجری میں اور پھر اس کے بعد بھی طالب علموں سے فیس وصول کر کے پڑھانے کا طریقہ جزئی (partial) طور پر رائج تھا[3]۔ اس ٹیوشن فیس کی شرح کا تعین، استاد شاگرد کی باہمی رضامندی سے ہوتا تھا۔ زجاج نے لکھا ہے کہ ابوالعباس مبرد، لوگوں کو مفت تعلیم نہیں دیتا تھا۔ تاہم مسلمان ماہرین تعلیم اور علمائے کرام کے مابین متعدد فقہی اختلافات کی طرح یہ بھی مختلف فیہ مسئلہ رہا ہے۔ بعض نے اسے مباح سمجھا، کچھ نے اس سے روگردانی کی۔ بعض علماء نے فیس لینے میں اس حد تک اجتناب کیا کہ خلفاء کے ہدایا اور بادشاہوں کے عطیات تک قبول کرنے کو برا سمجھا۔ وہ حضرات جنھوں نے تعلیم کا معاوضہ لینا حرام سمجھا، ان میں امام غزالی بھی تھے۔ مگر بعدازاں امام غزالیؒ نے اپنی کتاب فاتحہ العلوم میں کسی حد تک توازن اور اعتدال پیدا کر لیا تھا، اور اس بات کو جائز قرار دیا تھا کہ: طلبہ اور معلم، مدارس کی طرف سے جاری کردہ تنخواہوں اور وظائف سے اس حد تک فائدہ اٹھا سکتے ہیں کہ وہ اپنی ضرورت پوری کر سکیں۔ معلم کو معاشی لحاظ سے آسودہ خاطر ہونا چاہیے، مگر اپنا مطلوب و مقصود علم ہی کو قرار دینا چاہیے (امام غزالیؒ، فاتحہ العلوم، ص ۱۵، بحوالہ اسلامی جامعات، ص ۳۶۰)۔

اس لیے اس میں کسی ایک لگے بندھے طریقے پر اصرار یا صرف سو فی صد مفت تعلیمی سرگرمی ہی کو اسلامی طریقہ سمجھنا اور کہنا صحیح نہیں ہے۔ جب، جس جگہ اور پیش آمدہ حالات میں جو

---

3. George Makdisi "The Rise of Colleges: Institution of Learning in Islam and the West". Edinburg University Press 1981 (بحوالہ، ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی، دینی مدارس: مسائل اور تقاضے، ص ۲۱) ـــــ یاقوت نے لکھا ہے: ''بعض علماء، تعلیم کے سلسلے میں اپنے شاگردوں سے فیس دریافت کرتے تھے۔ ابن الاعرابی (م: ۲۳۰ھ) ان حضرات میں سے ایک ہیں، جن کی اس ذریعے سے ماہانہ آمدنی ایک ہزار درہم ہو جاتی تھی'' (معجم الادبا، ج ۱۸، ص ۱۹۱) بحوالہ عبدالرحیم غنیمہ اسلامی جامعات [ترجمہ ظہیرالدین بھٹی] ص ۳۵۹۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طریقہ مقصد کے حصول کے لیے مناسب نظر آئے اسے اختیار کیا جانا چاہیے۔

تعلیم و تدریس کے مصارف میں برابر اضافہ ہو رہا ہے۔ جب نصاب و طریق تدریس میں عصری تقاضوں کے مطابق ایسی تبدیلیاں لانا پیش نظر ہو کہ جس سے طالب علموں میں جستجو، نئی دریافت کا حوصلہ، تحقیق کا ذوق اور تخلیق کی صلاحیت پروان چڑھائی جائے، تو لازمی سی بات ہے کہ اخراجات بڑھیں گے، اساتذہ کو بہتر تنخواہیں دینا ہوں گی، تاکہ وہ وقار اور دلجمعی کے ساتھ اپنے فرائض انجام دے سکیں۔ خود اس پہلو کو بھی ذہن میں رکھنا چاہیے کہ اندرون و بیرون ملک سے عطیات اور اعانتوں کا سلسلہ کمزور پڑ جائے گا تو ان بڑھے ہوئے اخراجات کو کیسے پورا کیا جائے گا۔ ایسی ہنگامی صورت حال کا ایک حالیہ مشاہدہ، ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کو امریکہ میں دھماکوں سے پیدا شدہ واقعات سے بھی دیکھنے میں آیا۔

عام تعلیم کے لیے اگر، صرف صاحب ثروت ہی نہیں بلکہ بے وسائل والدین بھی اپنے بچوں کی تعلیم پر اٹھنے والے اخراجات برداشت کرتے ہیں تو پھر دینی تعلیم و تربیت جیسی قیمتی چیز کی یکسر مفت فراہمی پر کیوں زور دیا جائے۔ اس مقصد کے لیے کم از کم صاحب استطاعت والدین سے ضرور پوری فیس لینی چاہیے۔ کچھ طلبہ سے آدھی فیس لی جائے اور جو نہ دے سکیں انھیں مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ اسی طرح داخلے کی فیس بھی مقرر کر لی جائے۔ یہ چیز مدارس کے نظم و ضبط اور تعلیمی ماحول کو بہتر بنانے میں ایک مددگار عامل بن سکتی ہے۔ اس تجویز کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ تمام طالب علموں کو زیر بار کیا جائے۔ دینی مدارس کے منصف مزاج منتظمین یقیناً اس امر کا فیصلہ کر سکتے ہیں کہ کس طالب علم کو بالکل مفت تعلیم دینی ہے (ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی، دینی مدارس: مسائل اور تقاضے، ص ۱۹-۲۱)۔

ایم اے کے مساوی ڈگری اور مسائل

عام یونیورسٹی کے تعلیمی پروگرام میں ایم اے اسلامیات اور ایم اے عربی کرنے والے طلبہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی اسلامی علوم اور عربی ادب پر دسترس ہمیشہ موضوع بحث رہی ہے۔ ۱۷ نومبر ۱۹۸۲ء کو صدر جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے دینی درس گاہوں کے دیرینہ مطالبے پر "درس نظامی" کے فارغ التحصیل طلبہ کو ایم اے اسلامیات و عربی کے مساوی قرار دینے کا اعلان منظور کیا۴۔ جس کے متعدد مضمرات سامنے آئے، مثال کے طور پر:

۱۔ علوم اسلامیہ میں بہتر صلاحیت کے حامل اساتذہ، تعلیمی اداروں میں تعینات ہوئے۔

۲۔ بہتر معاشی مستقبل کا تحفظ دیکھ کر دینی مدارس کی طرف طلبہ کا رجوع بڑھا۔

۳۔ مگر ان میں ایک بڑی تعداد گروہی اور فرقہ وارانہ عصبیت سے دامن نہ چھڑا سکی۔

۴۔ پھر، مختلف مذہبی وفاقوں (امتحانی بورڈوں) نے اپنے مسلک کے طلبہ کو زیادہ سے زیادہ پاس کرنے کی روش بھی اپنائی۔ جس سے مدارس کے تعلیمی نظام کی سالہا سال سے قائم شدہ وہ روایت شکست و ریخت کا شکار ہونے لگی، جس کے تحت طالب علم، استاد کے اطمینان کے بعد ہی سند فضیلت حاصل کر پاتا تھا۔ مگر عام یونیورسٹیوں کی تعلیمی ڈگریوں کی دوڑ کے اس عمل سے، دینی مدارس کا امتحانی نظام ان چند در چند خرابیوں سے آلودہ ہوا، جو خرابیاں پہلے صرف عام تعلیمی نظام سے ہی منسوب تھیں۔

۵۔ ۱۹۸۲ء سے آج ۲۰۰۲ء تک حکومت کا یہ اقدام ناقابل فہم ہے کہ اس نے میٹرک، ایف اے یا بی اے کی سطح پر دینی مدارس کی اسناد کو قبول نہیں کیا، صرف دورہ حدیث/شہادۃ عالمیہ کو

۴۔ ۱۹۷۹ء میں وزارت تعلیم نے اپنی رپورٹ (ص ۹۸) میں تجویز کیا تھا کہ دینی مدارس کے مختلف درجات کی سندات درج ذیل حیثیت کی حامل ہوں:

درجہ	سند	حیثیت
ابتدائیہ	الشهادة الابتدائيه	پرائمری
متوسطہ	الشهادة المتوسطة	میٹرک
عالیہ	الشهادة العاليه	بی اے
تخصص	شهادة تخصص	ایم اے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایم اے (عربی، اسلامیات) کے برابر تسلیم کیا ہے۔ اس کا بڑا نقصان یہ ہے کہ دینی طلبہ کی ایک ایسی تعداد، جو دوران تعلیم، عصری تعلیم کی طرف آنا چاہتی ہے اس کا راستہ رک کر رہ جاتا ہے۔

حکومت پاکستان نے درس نظامی کو ایم اے کے برابر تسلیم کر کے درست سمت میں قدم اٹھایا تھا، جس سے ایک طرف دینی مدارس کے طلبہ کے لیے باوقار معاشی مستقبل کے امکانات وسیع ہوئے، اور دوسری جانب مسابقت کے جذبے سے خود عمومی یونیورسٹیوں کے اسلامیات اور عربی کے کورسوں میں بہتری آئی۔ چونکہ پہلے ''درس نظامی'' کو عام مقابلے کی فضا میں وہ مقام نہیں حاصل تھا، اس لیے جب مختلف ''وفاقوں'' کا امتحانی نظام نافذ کیا گیا تو اس کے نتیجے میں ان خرابیوں کا صدور بھی ہوا، جن کا اوپر درج شدہ نکات (۳ اور ۴) میں ذکر کیا گیا ہے۔

ظاہر ہے کہ کسی تصور کو جب تجربے میں لایا جائے گا تو اسی کے نتیجے میں خوبیاں خرابیاں سامنے آئیں گی، اسی طرح یہاں بھی ہوا۔ جیسے عمومی تعلیم میں نقل اور غیر قانونی راہوں پر چلنے والے اداروں کو بند کرنے کے لیے نہیں کہا جاتا بلکہ انھیں بہتر نگرانی سے گزارا جاتا ہے، اسی طرح یہاں بھی ہونا چاہیے۔ ضروری ہے کہ ان دونوں مسائل:

اول: فرقہ وارانہ عصبیت کی تپش اور

دوم: امتحانی نظام کو گروہی مفادات کی اسیری سے باہر نکالا جائے۔ اس ضمن میں خود دینی مدارس کی قیادتوں کی فکرمندی، ان کی متعدد تحریروں سے ظاہر ہوتی ہے۔

۱۹۹۶ء کے دوران بے نظیر بھٹو حکومت کے ایما پر یونیورسٹی گرانٹس کمیشن (UGC) نے تمام یونیورسٹیوں کو ہدایت کی: ''وہ کسی ایسے طالب علم کو اعلیٰ تعلیم کے لیے داخلہ نہ دیں جو دینی مدارس کے تشکیل شدہ کسی بھی بورڈ کا سند یافتہ ہو۔ اس نوٹیفکیشن کے مطابق دینی مدارس کی سند شہادۃ العالمیہ کو ایم اے عربی، اسلامیات تسلیم نہ کیا جائے'' (روزنامہ نوائے وقت، لاہور، ۱۸ اپریل ۱۹۹۶ء) ___ اس سوچ کا سبب دو چیزیں ہو سکتی ہیں:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی یہ کہ مغرب اور ان کے زیر اثر مقتدر حلقوں کی نظر میں ''چونکہ دینی مدارس: بنیاد پرستی، جہاد اور دہشت گردی کا گڑھ ہیں'' اس لیے انھیں بے وقر کرنے کے لیے یہ قدم بھی اٹھانا چاہیے۔

دوسری یہ کہ شہادۃ العالمیہ کے طلبہ میں ایم اے عربی/ اسلامیات جتنی قابلیت نہ ہو۔

حقائق کی دنیا میں پہلی بات کو بے بنیاد ہی نہیں بلکہ سخت تعصب اور امتیاز پر مبنی قرار دیا جانا چاہیے۔ حکومت کی تمام ایجنسیاں اور صحافت کاری کے میدان میں کام کرنے والے مشاق صحافیوں کی پوری کوشش کے باوجود ایک بھی ایسا دینی مدرسہ نہیں نشان زد کیا جاسکا جہاں پر تشدد اور دہشت گردی یا اسلحہ کی تربیت دی جاتی ہو۔ حالانکہ یونیورسٹیوں اور کالجوں میں اکثر چھاپوں کے دوران بڑی تعداد میں اسلحہ برآمد ہوتا رہا ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ مختلف ریاستوں کے پالیسی سازوں نے اپنے تخیل کے زور پر اسلام کو دہشت گردی کے ہم معنی بنانے کا اقدام کیا ہے، جسے دلیل اور سہارا دینے کے لیے دینی قوتوں اور دینی مدارس کو اس موہوم دہشت گردی کا محور قرار دیا جاتا ہے۔ واقعات کے مطابق کہ اپنے حق اور آزادی کے لیے لڑنا یا مغرب کی آلہ کار حکومتی انتظامیہ کے سامنے کھڑے ہو کر حقوق مانگنا، امریکہ اور اس کے حلیف عناصر کے نزدیک ''دہشت گردی'' ہے، لیکن دوسرے کمزور ممالک کے حقوق، آزادی، استقلال اور خود مختاری کو پامال کرنے کے لیے زور زبردستی کرنا ''امن پسندی'' ہے۔ مگر سفید کو سیاہ کہنے سے حقائق تبدیل نہیں ہوا کرتے۔

جہاں تک دوسرے مسئلے کا تعلق ہے تو یہ امر واقعہ ہے کہ دینی مدارس کے باقاعدہ تعلیم یافتہ طالب علموں کی قابلیت عام یونیورسٹی کے ایم اے عربی، ایم اے اسلامیات طلبہ سے زیادہ بہتر ہوتی ہے، اور یہ چیز متعدد امتحانوں اور ذمہ داریوں کی ادائیگی کے دوران ثابت بھی ہو چکی ہے۔ اب رہا سوال یہ کہ ان کے امتحانی نظام میں خرابیاں ہیں تو انھیں ٹھیک کرنے کے لیے قومی سطح پر علماء کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے، جس کے لیے متعلقہ ریاستی اداروں کو مداخلت کے لیے نہیں، بلکہ ان کی رہنمائی و معاونت کے لیے آگے بڑھنا چاہیے۔ ایسی ذمہ داری ادا کرنے کے بجائے ان کو عطا کردہ جائز سہولت کو واپس لینا غیر منصفانہ حرکت قرار پائے گی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدت تعلیم کا مسئلہ

دینی مدارس میں، مختلف تعلیمی مرحلوں میں: ''نام کی یکسانیت تو موجود ہے، مگر مدتِ تعلیم و تدریس میں کافی فرق پایا جاتا ہے۔ افسوس کہ اکثر مدارس اپنے یہاں سے فارغین کی تعداد بڑھانے کے لیے کم مدت کا کورس رکھنے سے بھی نہیں چوکتے۔ وہ یہ خیال نہیں کرتے کہ اس سے معیارِ تعلیم میں کون سا نقص رہ جاتا ہے'' (محدث جون ۲۰۰۱ء، ص ۱۵-۱۶) اور جب سے ایم اے کے برابر ڈگری تسلیم کی گئی تو یہ حالت رفتہ رفتہ خراب ہوئی۔ اس لیے ضروری ہے کہ دینی مدارس کے ''وفاق'' مل کر مختلف درجات کے لیے مدتِ تعلیم کو یکساں بنانے کے لیے بنیادی فیصلے کریں۔

ثانوی مدارس کا نصاب اور وزارت مذہبی امور

دینی مدارس کے نصابِ تعلیم میں ہم آہنگی کی غرض سے وزارت مذہبی امور نے ۱۹۹۵ء میں اسکولوں کالجوں کے لیے ''درس نظامی گروپ'' تجویز کیا ہے۔ وزارت مذہبی امور کے نصاب میں کئی تبدیلیاں موجود ہیں، مثلاً: مکمل قرآن پاک کو ترجمہ وتفسیر کے ساتھ شاملِ نصاب کرنا، صرف و نحو، فقہ و اصول فقہ میں عرب دنیا کی جدید کتب کو اختیار کرنا، سیرت طیبہؐ، تاریخ اسلام اور تقابل ادیان جیسے مضامین کو اہمیت دینا۔ لیکن اگر نصاب کے اہداف و مقاصد اور متوقع نتائج کو مدنظر رکھا جائے تو ابھی بہت سے پہلو حقیقت پسندانہ توجہ کے محتاج ہیں۔

وزارت مذہبی امور کی طرف سے قدیم و جدید علوم کے امتزاج پر مبنی نصابِ تعلیم کو تشکیل دینے کے اس اقدام سے یہ دکھائی دیتا ہے، جیسے درس نظامی اور اسکول و کالج کے دونوں نصابوں کی کتابوں کی فہرست ترتیب وار درج کر دی گئی ہے۔ نصابِ تعلیم کی تدوین بھی آسان کام نہیں۔ بالخصوص جدید و قدیم علوم کا امتزاج اس لحاظ سے ایک مشکل کام ہے کہ اس کے ذریعے محض کتابوں اور علوم کی تعداد میں اضافہ نہیں بلکہ تدریس و تعلیم کے عملی پہلو، نتیجہ خیزی اور طلبہ و اساتذہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی سہولت وغیرہ مطلوب ہے۔

وزارت مذہبی امور کے تجویز کردہ نصاب درس نظامی کا ایک مختصر تجزیہ یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔ پرائمری پاس طالب علم کے لیے پہلے مرحلے یعنی میٹرک تک کا جو پانچ سالہ نصاب تجویز کیا گیا ہے، اس میں:

- پہلے سال یعنی جماعت ششم کے طالب علم کے لیے قرآن پاک، حفظ، ترجمہ، تفسیر، تجوید، صرف ونحو، سیرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم، فقہ، جنرل سائنس، مطالعہ پاکستان، انگریزی اور اردو، یعنی مضامین کی تعداد ۱۳ اور کتب کی تعداد ۱۶ ہے۔
- دوسرے سال (جماعت ہفتم) میں مضامین کی تعداد ۱۴ اور کتب کی تعداد ۲۰ ہے۔
- تیسرے سال (جماعت ہشتم) میں مضامین کی تعداد ۱۴ اور کتب کی تعداد ۱۷ ہے۔
- چوتھے سال (جماعت نہم) میں مضامین کی تعداد ۱۵ اور کتب کی تعداد ۱۸ ہے۔
- پانچویں سال (جماعت دہم) میں مضامین کی تعداد ۱۵ اور کتب کی تعداد ۲۱ ہے۔

میٹرک کے بعد مزید چار سال کا نصاب ہے ___ تاہم سردست صرف پہلے پانچ سال کا نصاب زیر بحث ہے۔ یعنی وہی طالب علم جو کسی بھی اسکول میں جماعت ششم میں داخلہ لیتا ہے اور پانچ برسوں میں میٹرک کرتا ہے، جن میں سے تقریباً ۵۵ فیصد طلبہ فیل ہو جاتے ہیں اور فیل ہونے والوں میں سے ۷۵ فی صد تو لازماً انگریزی میں فیل ہوتے ہیں۔ اب یہ کیسے ممکن ہے کہ کسی دینی مدرسے میں داخل ہوتے ہی طالب علم یک لخت اتنے ذہین، ہوشیار اور اتنی معجز نما صفات کے مالک بن جائیں گے کہ اسکول کے ۹/۸ مضامین بھی اسی عرصے میں پڑھ سکیں گے اور پانچ برسوں میں اسکول کی ۳۳ کتب کے علاوہ درس نظامی کی بھی قریباً اسّی کتابیں سبقاً سبقاً پڑھ لیں گے، جبکہ یہ کتابیں عربی زبان میں ہیں اور ان میں سے بعض کتب ڈیڑھ سو صفحات سے کم نہیں۔

نصاب مرتب کرنے والے ماہرین والوں کے پیش نظر غالبًا ایسے عبقری بچے ہیں، جو اتنا بھاری بھر کم نصاب اور اتنی ضخیم کتب کی تکمیل بیک وقت کر کے اس میں امتحان بھی پاس کر سکیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے۔ مضامین میں حدکمال نہ سہی، حدادراک تو حاصل کرہی لیں گے۔ قرآن پاک کا ایک حصہ بھی حفظ کرلیں گے۔ فن تجوید بھی سیکھ لیں گے۔ پھر وہ عربی زبان میں بھی بنیادی مہارت حاصل کرلیں گے اور انگریزی سمیت میٹرک پاس کرلیں گے۔ عام طلبہ میں سے تو ۳۰ فیصد ایک نصاب میں بھی کامیاب نہیں ہو پاتے، مگر دینی علوم کے طلبہ سے اسی مدت کے دوران دونوں نصابوں کی تکمیل کا کارنامہ مطلوب ہے۔ حالانکہ دینی مدارس میں عام طور پر وہ طلبہ داخلہ لیتے ہیں وہ عام طلبہ کی نسبت متعدد معاشی اور سماجی مسائل کے زیادہ شکار ہوتے ہیں۔ بظاہر یوں دکھائی دیتا ہے کہ اس نصاب سازی میں یہ عملی پہلو بھی مدنظر نہیں رکھا کہ اگر روزانہ تدریسی اوقات آٹھ گھنٹے (جو بہت زیادہ ہیں) شمار کرلیے جائیں، تب بھی مجوزہ ہر مضمون کو ہفتہ میں صرف تین پیریڈ میسر آتے ہیں۔ استاد کیا پڑھائے گا؟ نصاب کی تکمیل کیسے ہوگی؟ طالب علم کیا پڑھے گا؟ یہ سب کچھ غور طلب ہے۔

پھر ایک اہم سوال یہ ہے کہ اس نصاب میں دینی علوم کے طلبہ اور دینی مدارس کے منتظمین کے لیے آخر کشش کیا ہے۔ اگر دینی نصاب پڑھنے والوں نے میٹرک، ایف اے، بی اے کو مکمل مضامین کے ساتھ ہی پاس کرنا ہے تو اس میں انھیں درس نظامی گروپ کے سہارے کی بھلا کیا ضرورت ہے؟ یہ تو ہر طالب علم، پرائیویٹ امیدوار کے طور پر ویسے ہی پاس کرسکتا ہے۔

ضرورت یہ تھی کہ میٹرک، ایف اے اور بی اے میں صرف انگریزی کا مضمون رکھا جاتا اور باقی مضامین درس نظامی کے تبدیل شدہ نصاب ہی رہتے۔ آخر قرآن وحدیث، فقہ وعقائد، عربی ادب و بلاغت، صرف ونحو وغیرہ، معاشرتی علوم، سائنس، معاشیات و سیاسیات وغیرہ سے کم تر مضامین کیسے شمار ہوں گے، کہ اول الذکر کا طالب علم ''درس نظامی'' کے دس مضامین پاس کرے، تب بھی وزارت تعلیم اور یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کے افسران واہلکار اسے تسلیم نہ کریں (فرید احمد پراچہ، روزنامہ جسارت کراچی، ۱۴ مئی ۲۰۰۱ء)۔

ماڈل دینی مدارس کے نصاب: پر ایک نظر

حکومت کے اعلان کردہ ''ماڈل دینی مدارس کے نصاب'' [۲۰۰۱ء] میں درس نظامی کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ اسکولوں اور کالجوں کے مضامین انگریزی، جنرل سائنس، ریاضی، معاشیات، سیاسیات وغیرہ، شروع کرنے کا عمل شروع کیا گیا ہے اور حکومت نے اس سلسلے میں مراعات کا اعلان بھی کیا۔ اس اقدام سے جو سوچ نمایاں ہوتی ہے اس سے دکھائی دیتا ہے کہ گزشتہ پچپن سالہ تجربات سے کوئی سبق نہیں سیکھا گیا۔ جس طرح نام نہاد جدید اسکولوں اور کالجوں میں اسلامیات کا مضمون لازمی کرنے سے ہم ان اداروں کو اسلامائز (Islamize) نہیں کر سکے۔ اسی طرح ہم اسکولوں اور کالجوں کے مضامین، دینی تعلیم کے اداروں میں نافذ کر کے انھیں جدید کاری (modernization) سے ہم کنار نہیں کر سکیں گے۔

۱۹۹۸ء کی قومی تعلیمی پالیسی میں ایک ''انقلابی'' قدم کے طور پر حکومتی انتظام وانصرام میں ماڈل دینی مدارس قائم کرنے کا اعلان کیا گیا تھا۔ نواز شریف حکومت اس سلسلے میں کوئی عملی پیش رفت نہ کر سکی، البتہ جنرل مشرف صاحب کے دور حکومت میں وزارت مذہبی امور نے اس سلسلے میں خاصی سرگرمی سے کام کیا ہے۔ ایک لمبے عرصے سے حکومت کے اخباری بیانات نشاندہی کر رہے تھے کہ ماڈل دینی مدارس کے ضمن میں بنیادی علمی منصوبہ بندی کا کام مکمل ہو چکا ہے اور اب اس طرح کے اداروں کا قیام بس ہوا ہی چاہتا ہے۔

ایک ممتاز ماہر تعلیم کی رائے میں: خود، ماڈل دینی مدارس کی اصطلاح سے ایک واہمہ پیدا ہوتا ہے۔ ماڈل اسلامی مدارس یا ماڈل پاکستانی مدارس [پاکستانی اور اسلامی مترادف اصطلاحیں ہیں، کیونکہ قیام پاکستان کی بنیاد اسلام ہے] کی اصطلاح استعمال کی جائے تو بات سمجھ میں آتی ہے کہ اسلامی یا پاکستانی معاشرے کے لیے ماڈل تعلیمی ادارے کا قیام مقصود ہے۔ لیکن اگر ''ماڈل دینی مدارس'' کی اصطلاح استعمال کی جائے تو عام طور پر دینی مدارس میں یہ تصور ابھرتا ہے کہ: موجود دینی ادارے فرسودہ ہو چکے ہیں اور اب ماڈل دینی ادارے قائم کر کے انھیں بہتر ہونے کا راستہ دکھانا مطلوب ہے۔ گویا کہ حکومت ایک وحدانی نظام تعلیم قائم کرنا چاہتی ہے۔ اس مقصد کے لیے جدید اور قدیم تعلیمی اداروں کے لیے ایک ماڈل فراہم کرنا چاہتی ہے، جن میں عصر حاضر کے تقاضوں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مطابق اسلامی نظریہ حیات کی روشنی میں تعلیم وتربیت کا اہتمام ہوگا۔

اسلامی معاشرے میں فرد اور معاشرے کی تعلیم وتربیت کے لیے ایک مثالی تعلیمی ادارہ کی فلسفیانہ بنیاد کیا ہوگی؟ اس سوال کا جواب ہمیں قرآن حکیم کی ان آیات سے بخوبی ملتا ہے [ترجمہ]:

میں نے تمھارے درمیان خود تم میں سے رسول بھیجا، جو تمھیں میری آیات پڑھ کر سناتا ہے۔ تمھاری زندگی کو سنوارتا ہے (یعنی تمھارا تزکیہ نفس کرتا ہے)۔ تمھیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمھیں وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم نہ جانتے تھے (سورہ بقرہ، ۱۴۹، ۱۵۱۔ سورہ آل عمران، ۱۶۴۔ سورہ جمعہ، ۲)۔

ان آیات میں مثالی معلم کی ذمہ داریاں، مثالی نصاب تعلیم کا خاکہ اور مثالی تعلیمی ادارے کے تشکیلی عناصر نہایت اختصار اور انتہائی جامع انداز میں بیان کر دیے گئے ہیں۔

اب اگر کسی بھی مسلم معاشرے میں خاص طور پر پاکستان میں اگر کوئی مثالی تعلیمی ادارہ (یا حکومت پاکستان کی زبان میں ماڈل دینی مدرسہ) قائم کیا جائے تو اس کی تشکیل، اس کے نصاب تعلیم اور اس کے اساتذہ کی مطلوب صلاحیتوں کے لیے انھی آیات مبارکہ سے رہنمائی لینا ہوگی۔ ان آیات مبارکہ کا تقاضا کسی سطحی پیوندکاری سے پورا نہیں ہوسکتا۔ اس کے لیے گہری سوچ بچار اور وسیع تحقیق (cross disciplinary apporach) کی ضرورت ہوگی۔ یہ مقصد نام نہاد جدید تعلیمی اداروں میں اسلامیات اور عربی لازمی کرنے اور روایتی دینی مدارس میں انگریزی، ریاضی، سائنس، سیاسیات اور کمپیوٹر سائنس پڑھانے سے حاصل نہیں ہوگا۔

اس پس منظر میں ماڈل دینی مدارس کا نصاب، جسے وزارت مذہبی امور کی دعوت پر نمایاں ماہرین تعلیم اور چند اہل علم نے تیار کیا ہے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے، پروفیسر ملک محمد حسین لکھتے ہیں ۵:

اگرچہ یہ نصاب وزارت مذہبی امور نے ترتیب دیا ہے، تاہم دستور اسلامی جمہوریہ پاکستان

۵۔ ماہنامہ افکار معلم، اگست ۲۰۰۱ء، ص ۱۰-۱۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مطابق نصاب تیار کرنے کی ذمہ داری کری کولم ونگ وزارت تعلیم کے سپرد ہے، جو ایجوکیشن ایکٹ ۱۹۷۶ء کے تحت یہ فرائض سرانجام دیتا ہے۔ اعتراض یہ نہیں کہ وزارت مذہبیہ نے کیوں نصاب تیار کیا، قابل ذکر پہلو، مفوضہ ذمہ داریوں کی ادائیگی یا عدم ادائیگی کا ہے۔ بہرحال نصاب کے بارے میں یہ امور نظر میں رہیں:

نصاب سازی کرتے وقت مقصد تعلیم، نصابی مندرجات، نصاب کی ابلاغی حد، طالب علم کی صلاحیت، اساتذہ کی استعداد کار، امتحانی عمل وغیرہ کو ملحوظ رکھا جاتا ہے، لیکن اس نصابی خاکے میں مقاصد اور شعبہ وار نفس مضمون کی تفصیلات کا پہلو کمزور ہے۔ تدریس وابلاغ کی حکمت عملی بہرحال ایک نازک فنی معاملہ ہے، جس کو غیر متعلق فرد خوبی سے نہیں نبھا سکتا۔ اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ پورا مجوزہ نصاب، صرف کتابوں کی فہرست پر مشتمل ہے۔ دینی کتب اور محکمہ تعلیم کی انگریزی، اردو، سائنس، معاشرتی علوم، مطالعہ پاکستان، معاشیات وغیرہ وغیرہ کی فہرست کتب پر مبنی دینی نظام تعلیم اور نصاب تعلیم کا جو ''ماڈل'' تجویز کیا گیا ہے، وہ ادھورا منظر پیش کرتا ہے۔ اس سے جو نقشہ سامنے آتا ہے، ذیل میں ان امور کی نشاندہی کی گئی ہے:

- ماڈل دینی مدارس کی تعلیم کا سال اول موجودہ حکومتی تعلیمی اداروں کی چھٹی جماعت کے مساوی ہے۔ اس میں جماعت ششم کے مضامین شامل کیے گئے ہیں، جن میں ایک مضمون ''مطالعہ پاکستان'' بھی ہے۔ حالانکہ اس نام کا کوئی مضمون جماعت ششم میں نہیں پڑھایا جاتا، اور نہ تیار کیا گیا ہے۔ سال دوم کے مضامین میں جماعت ہفتم سے جو مضامین تجویز کیے گئے ہیں ان میں ''مطالعہ پاکستان'' شامل ہے۔ حالانکہ مطالعہ پاکستان جماعت ہفتم میں بھی نہیں ہوتا۔
- سال چہارم اور سال پنجم اور دسویں جماعتوں کے مضامین تجویز کرتے ہوئے بھی اسی نوعیت کی مثالیں سامنے آتی ہیں، جو اوپر بیان کی گئی ہیں۔
- گریجویٹ (ڈگری) سطح کے مجوزہ نصاب میں سال سوم کے لیے، انگریزی زبان وادب کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی جانب سے منظور کردہ بی اے کا منظور شدہ نصاب شامل کیا گیا ہے۔ جبکہ سال چہارم میں انگریزی کے لیے پنجاب یونیورسٹی سے بی اے کا نصاب شامل کیا گیا ہے۔ اس سے ماڈل دینی مدارس کے طلبہ پر نصابی دباؤ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے جو گریجویٹ سطح پر دو یونیورسٹیوں کا نصاب پڑھیں گے۔ یہاں پر یہ امر سامنے رہنا چاہیے کہ خود پنجاب یونیورسٹی میں جدید تعلیمی عمل سے گزرنے والے طلبہ کا پچھتر فیصد ہر سال بی اے انگریزی ہی میں ناکام رہتا ہے۔

- ماڈل دینی مدارس کے مجوزہ نصاب میں دینی مدارس کا موجود پورا نصاب کچھ اضافوں کے ساتھ اور ''جدید'' سرکاری اداروں کا کم و بیش پورا نصاب جمع کر کے ڈال دیا گیا ہے۔ کیا یہ دوہرا بوجھ بے بس دینی طلبہ اٹھا سکیں گے؟
- تخصص یعنی ایم اے کی سطح پر بظاہر سرسری انداز سے پرچوں کی غیر مرتب فہرست دے دی گئی ہے۔ ان پرچوں کی پیش کاری سے ایک وسیع علمی سرگرمی کے امکانات کی امید باندھی جا سکتی ہے۔ اگر واقعتاً نگرانی، تدریسی اور علمی پیمائش کا مؤثر نظام قائم کیا گیا، تو یہ گنجائش موجود ہے کہ اس سے تحقیقی صلاحیتیں پیدا کرنے میں کامیابی حاصل ہو۔
- یہ نصاب چونکہ محض مجوزہ کتب کی فہرست پر مشتمل ہے، اس لیے کتب پر نگاہ ڈالنا بھی دلچسپی کا باعث ہوگا۔ مجوزہ کتب کی فہرست بناتے وقت علوم اور کتب کے معیار سے زیادہ مسالک اور مکاتب فکر کو نمائندگی دینے کی کوشش نظر آتی ہے۔ خصوصاً سیرت اور فقہ کے مضامین اس مسلکی بوقلمونی کا مظہر ہیں۔
- دینی علوم اور عربی زبان کے سلسلے میں جو کتب تجویز کی گئی ہیں، ان میں درجہ بدرجہ ایک ربط اور تسلسل قائم کیا جانا چاہیے تھا۔ بادی النظر میں ان کتب کی سطح بھی طلبہ کی ذہنی معیار سے میل نہیں کھاتی۔ زبانوں کی تدریسی حکمت عملی کے سلسلے میں گہری سوچ بچار کی ضرورت باقی ہے۔ ماڈل دینی مدارس کے اس مجوزہ نصاب میں انگریزی زبان کی تدریس و تعلیم کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احساس غیر معمولی طور پر چھایا ہوا ہے۔

- سائنس کی تعلیم کے سلسلے میں جدت، حکمت اور ریاضت کی ضرورت پوری طرح باقی ہے۔ عام اسکولوں کے لیے سائنس کا نصاب اور ماڈل دینی اداروں کی ضرورت سے ہم آہنگ نہیں ہے۔ ماڈل دینی مدارس کو اس ضمن میں، نصاب کو فنی اور معلوماتی اعتبار سے قائدانہ کردار ادا کرنا چاہیے۔

مختصراً یہ کہ ماڈل دینی مدارس کا مجوزہ نصاب جس دعوے کے ساتھ پیش کیا گیا اور تعلیمی حلقوں نے جس امید سے اس کا انتظار کیا تھا، موجودہ شکل میں ویسے اطمینان کا سامان پیدا نہیں ہوتا۔ ماڈل دینی مدارس کا قیام اگر حکومت کے پروگرام میں شامل ہے تو اس کے نصاب کی تشکیل انتہائی سنجیدگی کا تقاضا کرتی ہے۔

نصاب کی تیاری کا کام علماء اور ماہرین تعلیم کی مشاورت سے ممکن ہے۔ تاہم اس سلسلے میں چند گزارشات پیش ہیں:

www.KitaboSunnat.com

- ماڈل دینی مدارس کا قیام عجلت اور نعرے کے طور پر نہ کیا جائے۔ یہ کام دوررس تبدیلی لانے والے ایک ہمہ پہلو عمل کے طور پر پیش نظر رکھا جائے اور نفاذ کی سطح پر گہری، مربوط اور وسیع منصوبہ بندی کی جائے۔
- نصاب کی تشکیل و تدوین کے لیے ایک ٹاسک فورس، قرآن و حدیث کے فریم ورک میں اسلامی عصری علوم کے وسیع بنیادوں پر ادغام (integration) کا اہتمام کرے۔ جو نصاب سازی کے سائنسی اصولوں کے مطابق، ابتدائی درجات سے تعلیمی تخصص کے درجے تک نصاب تیار کرے۔ اس مقصد کے لیے کم از کم چھ ماہ اور زیادہ سے زیادہ ایک سال کا وقت دیا جائے۔ اس ٹاسک فورس کو تحقیق، مطالعے، تجزیے اور تدوین کار کے لیے مناسب مالی اور انسانی وسائل مہیا کیے جائیں۔
- مجوزہ ماڈل دینی مدارس میں تعلیمی دورانیہ سترہ برس پر مشتمل ہو تو زیادہ مناسب ہوگا۔ جس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تعلیمی درجات کی تقسیم اس طرح ہو سکتی ہے:

درجہ ابتدائیہ	پانچ سال
درجہ ثانویہ	پانچ سال
درجہ اجازہ عالیہ	پانچ سال
درجہ تخصص	دو سال

- ماڈل دینی مدارس کے لیے زبانوں کی تدریس کے سلسلے میں یہ موزوں ہوگا:

- اردو سال اول سے سال ہشتم تک پڑھائی جائے۔
- عربی کی تدریس تیسرے سال سے شروع کر کے پندرہویں سال تک لے جائی جائے۔
انگریزی کی تدریس نویں سال سے بارہویں تک کافی ہوگی۔
- فارسی زبان بھی لازماً پڑھائی جائے۔ اس کی تدریس کے لیے نویں اور دسویں سال کی مدت کافی ہوگی۔

- سائنس پہلے پانچ سالوں میں اور پھر درجہ ثانویہ کے آخری دو سالوں میں پڑھائی جائے۔ ایک عمومی کورس اجازہ عالیہ میں بھی ہو۔ پہلے پانچ سالوں میں کائنات میں موجود طبعی اور حیاتیاتی مظاہر کے مشاہدے پر مبنی سائنسی تصورات کا کورس ہو۔ درجہ ثانویہ کے آخری دو سالوں میں سائنس کے روزمرہ زندگی سے متعلق مربوط تصورات کا کورس ہو۔ درجہ اجازہ عالیہ میں سائنس کے جدید نظریات اور معاشرے پر اس کے اثرات پر مبنی ایک کورس ہو۔
- ریاضی کی تدریس پہلے آٹھ سالوں تک کافی ہوگی۔ جس میں روزمرہ ریاضی اور عملی ضروریات کے لیے قواعد سکھائے جائیں۔
- تاریخ اور جغرافیہ ضرور پڑھائے جائیں، لیکن موجودہ اسکولوں کے روایتی نصاب کے مطابق نہیں، بلکہ بالکل مختلف ترتیب کے ساتھ۔ جس کے ذریعے کرۂ ارض کا تاریخی اور جغرافیائی شعور، علم القرآن کی روشنی میں طلبہ و طالبات کو اس طرح پڑھایا جائے کہ اس سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنی نوع انسان کی تاریخ اور قوموں کے عروج وزوال کا ایک مربوط شعور پیدا ہوتا ہو۔ اس سلسلے میں تہذیب اور تمدن کی نظریاتی، تاریخی اور جغرافیائی بنیادوں کو مرکزیت دی جائے۔

- اجازہ عالیہ اور تخصص کے درجات میں دعوۃ کو لازمی مضمون کے طور پر شامل کیا جائے۔ جس میں ابلاغ کے مؤثر طریقوں کے ساتھ جدید ابلاغی ذرائع از قسم انفارمیشن ٹیکنالوجی کو استعمال کرنے کے طریقے، عملاً سکھائے جائیں۔ کمپیوٹر ایجوکیشن کو دعوۃ اور دیگر دینی معمولات کے ساتھ مربوط کیا جائے۔
- تخصص کی سطح پر طریقہ ہائے تحقیق کی تعلیم اور عملی تربیت پر خصوصی توجہ دی جائے۔
- نصاب کی تدوین کے بعد اہم کام تدریسی لوازمہ (content) اور مطالعاتی کتب اور ان میں سے انتخاب کا کام ایک اہم مرحلہ ہوگا۔ اس کی لازماً ضرورت ہوگی کہ نصاب کے لیے نیا مطالعاتی لوازمہ، عصری ضرورتوں کو پیش نظر رکھ کر تیار کرایا جائے، چاہے وہ قدیم وجدید کتب سے انتخاب پر مبنی ہی کیوں نہ ہو (پروفیسر ملک محمد حسین، افکار معلم، اگست ۲۰۰۱ء، ص ۱۱-۱۵)۔

ماڈل دینی مدارس کے لیے مجوزہ نصاب اور اب تک کی حکومتی پیش رفت کا جائزہ لینے کے لیے الگ سے مطالعے کی ضرورت ہے۔ تاہم یہ منصوبہ جب بھی خلوص اور صحیح تصور کے ساتھ روبہ عمل لایا گیا تو یہ ان شاء اللہ واقعی دینی تعلیمی نظام میں ایک دوررس اثرات ڈالنے کا حامل اقدام ہو سکتا ہے۔

مدرسہ بورڈ آرڈی ننس ۲۰۰۱ء

دینی مدارس کے نظام کو درست سمت عطا کرنے کے لیے مدتوں سے، حکومتی سطح پر بحث ہو رہی تھی۔ بار بار یہ کہا جاتا تھا کہ مدارس میں اصلاحات کے لیے کئی منصوبے زیرِ غور ہیں۔ بہرحال ۱۸ اگست ۲۰۰۱ء کو صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف نے ''پاکستان مدرسہ تعلیم بورڈ آرڈی ننس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۰۰۱ء" منظور کیا۔ بورڈ کے حسن وقبح پر بات کرنے سے پیش تر اس بورڈ کی تشکیلی ہیئت دیکھنا ضروری ہے۔ "مدرسہ بورڈ آرڈی ننس ۲۰۰۱ء" کے مطابق اس کے انتظامی ومشاورتی بورڈ کی تشکیل یوں کی گئی ہے (بحوالہ: نوائے وقت اور ڈیلی دی نیشن لاہور، ۱۹ اگست ۲۰۰۱ء):

چیئر مین	معروف ماہر تعلیم	۱
* وائس چیئر مین	عالم یا ماہر تعلیم	۱
سیکرٹری	ماہر تعلیم	۱

ارکان:

سیکرٹری وفاقی وزارت تعلیم	۱	سیکرٹری وزارت مذہبی امور	۱
سیکرٹری وزارت سائنس وٹکنالوجی	۱	وزارت سائنس وٹکنالوجی کے نمائندے	۲
* چیئر مین اسلامی نظریاتی کونسل کے نامزد علماء	۲	یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کا نمائندہ	۱
یونیورسٹی سے علوم اسلامیہ کا پروفیسر	۱	چار صوبائی وزارتوں کے سیکرٹری تعلیم	۴
* وفاق، رابطہ، تنظیم سے ایک ایک نمائندہ	۳	چیئر مین انٹر بورڈ کمیٹی	۱

مندرجہ بالا افراد کی تعداد ۱۹ ہے۔ ان میں * والے افراد ہی علماء ہیں، جن کی زیادہ سے زیادہ تعداد ۶ بنتی ہے۔

ایک عام فرد بھی ایسے بورڈ کی تشکیل میں بڑی آسانی سے اندیشہ ہائے دور دراز کی آہٹ سن سکتا ہے۔ یعنی مجوزہ بورڈ میں غالب اکثریت ان افراد کی ہے، جن کی تربیت، ذہن اور نکتہ نظر میں امکانی حد تک دینی مدارس اگر فضول نہیں تو بے کار چیز ضرور ہو سکتی ہے۔ ممکن ہے آج کی تاریخ میں یہ سب افراد واقعی ہمدردانہ سوچ رکھتے ہوں، لیکن کیا کل بھی ان ارکان میں کوئی مثبت سوچ حاوی ہو سکتی ہے۔ بیوروکریسی اور یونیورسٹی اساتذہ بہت سے لوگوں کے نزدیک معاشرے کے دکھ درد کو اچھی طرح سمجھنے سے عاری سمجھے جاتے ہیں، بھلا وہ دینی مدارس کے نظام، نصاب، ڈسپلن اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستقبل کے لیے امکانات کا کون سا چراغ روشن کر سکتے ہیں؟ اصولی مسئلہ یہ ہے کہ ایک معمولی سے شعبے یا مسئلے پر غور وفکر کرنے کے لیے بھی وفاقی حکومت اس باب میں بڑی حساس ہوتی ہے، کہ اس میں پیشہ ور ماہرین اور صوبوں کی نمائندگی متوازن ہو۔ لیکن مندرجہ بالا نقشہ کار دیکھ کر یہ سوال اٹھانا کوئی غیر متعلقہ بات نہیں ہے کہ، کیا دینی مدارس ہی ایک ایسا موضوع اور میدان کار ہے، جس میں ان مدارس کے بنانے، چلانے اور سنوارنے والوں کو نظر انداز کر کے مخصوص طبقاتی سطح پر فیصلے کرنے کا حق طلب کیا جا رہا ہے؟ پھر دینی تعلیم کے عملی پہلوؤں سے کم وبیش غیر متعلق افراد پر مشتمل بورڈ کو وسیع اختیارات بھی عطا کیے گئے ہیں۔ ان اختیارات کی فہرست میں نصاب سازی کے خطوط سے لے کر امتحانات کے انعقاد تک کے امور شامل ہیں۔ کیا یہ سب کچھ واقعی ہمدردانہ دور اندیشی سے کیا گیا ہے یا سادہ لوحی سے ہوا ہے؟

اس آرڈی ننس کے عناصر ترکیبی سے آرڈی ننس کی روح کو ضعف پہنچا ہے۔ اگرچہ یہ بورڈ صرف، سرکاری سطح پر مجوزہ ماڈل دینی تعلیمی اداروں کی رہنمائی کے لیے بنایا گیا ہے۔ لیکن پاکستان میں اس طرح کے ادارے رفتہ رفتہ اپنے اختیارات اور دائرہ کار میں وسعت کی بھی تاریخ رکھتے ہیں۔ اس لیے دینی تدریسی حلقوں میں یہ خدشہ پایا جاتا ہے کہ کہیں یہ بورڈ آہستہ آہستہ (یا اچانک اور پوری طرح) عام دینی تعلیم کے اختیارات، انتظامات وغیرہ میں بامعنی مداخلت کی راہ پر نہ چل نکلے۔

اس آرڈی ننس سے متعلق جاری کی گئی تفصیلات میں یہ بات واضح طور پر بیان کی گئی ہے کہ: ''حکومت اپنے طور پر ایسے ماڈل دینی مدارس کے قیام والحاق کا ارادہ رکھتی ہے جن میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ مروجہ دنیاوی علوم کی تعلیم بھی دی جائے گی''۔ اس اقدام کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے: ''دینی علوم حاصل کرنے والے طلبہ کو جدید علوم سے روشناس کر کے عصری تقاضوں سے ہم آہنگ بنایا جائے، تاکہ وہ ملک میں مروج نظام کے مطابق ملکی وقومی معاملات میں دوسرے طلبہ کے شانہ بشانہ ملک وقوم کی تیز تر ترقی میں کردار ادا کر سکیں''۔ حکومت کے بیان کردہ ان مقاصد کے مطابق اس حکومتی کوشش میں کوئی قابل اعتراض بات دکھائی نہیں دیتی۔ لیکن چونکہ معاملہ دینی مدارس اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان میں پڑھائے جانے والے نصاب کا بھی ہے، اس لیے اس سلسلے میں دو تین بنیادی سوالات کا پیدا ہونا قدرتی امر ہے:

حالیہ برسوں میں دینی مدارس کو حکومتی سطح پر کنٹرول یا منضبط کرنے کی بات جب بھی اٹھائی گئی، اسے متعلقہ حلقوں کی جانب سے دینی مدارس کے مروجہ نظام میں بے جا مداخلت قرار دیتے ہوئے مسترد کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں دینی مدارس کے مہتمم حضرات اور جید علمائے کرام کا یہ موقف بھی منظر عام پر آتا رہا ہے کہ: ''وہ دینی معاملات میں حکومت کی مداخلت کو اس لیے بھی قبول نہیں کریں گے کہ ان کے مدارس میں طلبہ کو قرآن و حدیث کی تعلیم، دین مبین کی تعلیمات کے فروغ کے لیے دی جاتی ہے، دنیوی فوائد یا روزی روزگار کے حصول کے لیے نہیں۔ لہٰذا حکومت کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ وہ دینی مدارس اور دینی علوم کی سرکاری سرپرستی میں تعلیم و تدریس کے لیے جو بھی قدم اٹھائے، دینی مدارس کے منتظمین اُسے حکومت کی طرف سے دینی امور میں مداخلت ہی تصور کریں گے''۔ اس خدشے کے لیے مدارس کے ذمہ داران کے پاس مضبوط دلائل موجود ہیں۔

یہ امر بھی پیش نظر رہنا چاہیے کہ ملک کے طول و عرض میں ہزاروں کی تعداد میں قائم چھوٹے بڑے دینی مدارس، مدتوں سے ایک نظام کے ساتھ مربوط چلے آ رہے ہیں۔ ان کے درس اور نصاب کے تعین اور امتحانات منعقد کرنے کے لیے باقاعدہ مرکزی نوعیت کے ادارے قائم ہیں۔ ان مدارس میں لاکھوں طلبہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اتنی بڑی تعداد میں طلبہ کی ابتدائی سطح سے لے کر اعلیٰ سطح تک کی دینی تعلیم کے لیے یہ سارے کا سارا نظام عام مسلمانوں کی امداد اور عطیات پر چلایا جاتا ہے۔ گویا کہ دینی مدارس کا نظام، دینی علوم کی ترویج و اشاعت کا ایک ایسا ملک گیر نظام ہے، جس کا انحصار کسی بھی سطح پر حکومت کی کسی امداد، عطیے یا گرانٹ پر نہیں ہے۔ ان حالات میں نہ صرف یہ کہ دینی مدارس کی طرف سے اپنے تعلیمی، انتظامی، اور نصابی امور میں کسی طرح کی مداخلت خوش دلی سے قبول کیے جانے کی نہ توقع کی جا سکتی ہے اور نہ فوری طور پر مدارس کے نصاب یا نظام کو حکومتی انداز میں یا دعوے کے مطابق جدید تقاضوں سے ہم آہنگ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کی کوشش کا قبول کیا جانا آسان نظر آتا ہے۔

اس لیے: ''اگر حکومت، مروجہ دینی نظام تعلیم میں کسی بھی قسم کی بہتری لانے کی خواہش مند ہے یا وہ ماڈل دینی مدارس قائم کر کے دینی نظام کے طلبہ کو جدید عصری تعلیم سے بھی ہم آہنگ کرنا چاہتی ہے، تو اسے سب سے پہلے: (۱) دینی تعلیم کے مروجہ نظام کے نمائندہ افراد اور علمائے کرام کے سامنے اپنا پروگرام رکھنا چاہیے۔ (۲) مروجہ نظام ونصاب میں بہتری کے لیے زیر غور تجاویز پر ان کو اعتماد میں لینا چاہیے۔ (۳) جس طرح حکومت اپنے تعمیر وترقی کے دوسرے منصوبوں کو ملک گیر سطح پر زیر بحث لا کر ان کے جملہ پہلوؤں کا تعین کرتی ہے، اسی طرح اسے دینی مدارس کے نظام میں کسی قسم کی تبدیلی یا اس شعبے کی توسیع وترقی کے لیے اٹھائے جانے والے کسی اقدام سے پہلے عام بحث اور مشورہ کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اس کے برعکس یک طرفہ طور پر کسی آرڈی ننس کا اجرا یا کسی قانون کا اطلاق، نہ صرف یہ کہ مناسب معلوم نہیں ہوتا، بلکہ اس کے قبول کیے جانے کے امکانات بھی بہت کم ہیں'' (روزنامہ جنگ لاہور، اداریہ ۲۰ اگست ۲۰۰۱)۔

مذکورہ آرڈی ننس پر بحث کرتے ہوئے روزنامہ جسارت کراچی نے لکھا: ''دینی مدارس میں جدید علوم کی تدریس ضرور ہونی چاہیے، لیکن اندیشہ یہ ہے کہ کہیں اس تدریس کے ذریعے دینی مدارس کو ان کے بنیادی فریضے سے غافل نہ کر دیا جائے۔ ایسا ہو گیا تو یہ ایک بہت ہی بڑا نقصان ہوگا، جس کی تلافی صدیوں میں بھی نہیں ہو سکے گی۔ اس لیے علماء اور دینی مدارس کے ذمے داران کا فرض ہے کہ وہ حکومت کے ماڈل دینی مدارس کے منصوبے کا باریک بینی سے جائزہ لیں اور اس کے ایک ایک مرحلے کی سخت نگرانی کریں۔ بہتر ہوگا کہ اس سلسلے میں مشترکہ مؤقف اور مشترکہ لائحہ عمل سامنے لایا جائے۔ اس آرڈی ننس پر ذہنی تحفظات بلا سبب نہیں، پاکستان کے حکمران طبقہ کا فکری سلسلہ نسب کوئی راز نہیں۔ اس سلسلے میں ترکی اور مصر کے تجربات کو بھی پیش نظر رکھنے کی ضرورت ہے'' (اداریہ، ۲۰ اگست ۲۰۰۱ء)۔

مختلف خدشات کے پیش نظر علمائے کرام نے عملاً اسے مسترد کرتے ہوئے یہ ردعمل ظاہر کیا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، جس سے معاملات کو سمجھنے میں آسانی ہو سکتی ہے:

''پاکستان بھر کے پانچ وفاقوں (بورڈوں) پر مشتمل ''متحدہ وفاق پاکستان'' نے دینی مدارس بورڈ آرڈی ننس کو مسترد کرتے ہوئے کہا، ہمارے مدرسوں میں کوئی بھی، مدارس بورڈ یا ماڈل دینی مدارس اسکیم میں شریک نہیں ہوگا۔ اگر حکومت نے دینی مدارس کی خودمختاری کے خلاف کوئی اقدام کیا یا قانونی اور انتظامی حکم نامے کے اجرا سے انھیں نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو پوری قوت سے دینی تعلیمی اداروں کا تحفظ کیا جائے گا۔ مدارس کا اصل سرمایہ توکل علی اللہ ہے۔ وہ حکومت کی کسی مالی پیش کش کی وجہ سے اپنا یہ اصل سرمایہ ضائع نہیں ہونے دیں گے۔ یہاں کے فارغ طلبہ اور علماء یہ تعلیم، روزگار کے حصول کے لیے حاصل نہیں کرتے، اس لیے انھیں روزگار کا لالچ نہ دیا جائے۔ البتہ جو لاکھوں طالب علم کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھتے ہیں ان کا بلاشبہ ہدف روزگار رہوتا ہے۔ مگر حکومت ان لاکھوں اعلیٰ جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کو روزگار دینے میں ناکام رہی ہے۔ ایسی صورت میں بھلا وہ دینی مدارس کے طلبہ کی کیا دست گیری کر پائے گی۔ وہ ان بے روزگار اور ہنرمند گریجوایٹوں کے لیے روزگار مہیا کرے، مدارس اپنے نظام میں خود تبدیلیاں لاکر یہ ضرورت پوری کرلیں گے۔ اس لیے تعلیمی اصلاحات کا شوق ان اداروں پر پورا کیا جائے جن پر ڈیڑھ سو برس سے حکومت بھاری رقوم خرچ کررہی ہے''۔ اس اجلاس میں مفتی عبدالقیوم ہزاروی، مولانا سلیم اللہ خان، مولانا محمد حنیف جالندھری، سید ریاض حسین نجفی، مولانا فتح محمد، مولانا محمد یاسین ظفر وغیرہ شامل تھے (روزنامہ جنگ لاہور، ۲۹ اگست ۲۰۰۱ء)۔

اس ساری بحث کے باوجود اہل مدارس اور اہل حکومت کو کھلے دل و دماغ کے ساتھ تمام معاملات پر غور کر کے لائحہ عمل متعین کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ نازک معاملات اخباری بیانات، بے جا ضد اور مذمتی مہموں کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ انھیں اتنی ہی نزاکت کے ساتھ زیر بحث لانا چاہیے اور اتنی ہی دردمندی اور ذمہ داری کے ساتھ اہداف متعین کرنے چاہییں، جس فکرمندی کے ساتھ قومی دفاع جیسے نازک معاملات پر غور و فکر کیا جاتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکومت اور دینی مدارس

پاکستان میں دینی مدارس سے نبرد آزما ہونے کے لیے، وقتاً فوقتاً حکومت کے پالیسی ساز اداروں یا نمایاں شخصیات کی جانب سے ایک مخالفانہ لہر اٹھتی رہتی ہے۔ اقتدار کے سرچشموں پر فائز قوتوں کے عزائم کا اندازہ لگایا جائے تو، دکھائی دیتا ہے، حسب ذیل پانچ مختلف طریقے ہو سکتے ہیں کہ جن کے مطابق دینی مدارس سے معاملہ کیا جا سکتا ہے، مثال کے طور پر:

۱۔ پاکستان کے تمام دینی مدارس کو اسی طرح حکومتی کنٹرول میں لے لیا جائے جس طرح ۱۹۷۲ء میں صدر بھٹو نے بیش تر غیر سرکاری اسکولوں اور کالجوں کو ریاستی تحویل میں لے لیا تھا۔

۲۔ مختلف پابندیوں اور تحریصات کے ذریعے دینی مدرسوں کو، عمومی تعلیمی دھارے میں شامل ہونے پر مجبور کر دیا جائے۔

۳۔ دینی مدارس جس طرح چل رہے ہیں، انھیں ویسا ہی چلتے رہنے دیا جائے، اور یہ سوچا تک نہ جائے کہ یہ بھی کوئی تعرض کے قابل نظام تعلیم ہے۔

۴۔ انھیں ایک خود مختار دینی مقتدرہ تعلیم کے تحت لایا جائے جسے خود یہی ادارے چلائیں۔

۵۔ ایک دینی تعلیمی نظام وضع کیا جائے، جو اپنی کارکردگی اور معاشرے کے اعتبار سے اپنا مقام بنا لے، البتہ اس کے ساتھ ہی ساتھ موجودہ مدارس کو ویسے ہی چلتے رہنے دیا جائے۔

اب مختصراً ان نکات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ اگرچہ اسی رپورٹ میں متعدد جگہوں پر ان نکات پر مباحث سامنے آ چکے ہیں۔

اولاً، آج کی دنیا میں صنعتی یا تعلیمی اداروں کو حکومتی کنٹرول یا قومی ملکیت میں لینے کا رواج ویسے ہی آؤٹ آف فیشن ہو چکا ہے۔ اب اداروں کو قومی ملکیت میں لینے کا نہیں بلکہ انھیں واپس کرنے کا دور ہے۔ ایک طرف تو حکومت نے قومی اور سیکولر تعلیم کو بیسیوں ٹکڑوں میں تقسیم کرنے، اور پاکستان کی نظریاتی سالمیت اور تہذیبی تشخص پر حملے کی کھلی چھوٹ دے رکھی ہے۔ وہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو چاہے نظریہ فروخت کریں، جس طرح چاہیں نئی نسل کو اپنی ذہنی غلامی میں لیں۔ مگر دوسری جانب حکومت اور پالیسی سازی میں اختیار رکھنے والی قوت کو یہ گہری فکر دامن گیر ہے کہ ''دینی نظام تعلیم کو یک رنگ'' ہونا چاہیے۔ دینی نظام تعلیم میں یک رنگی کچھ حلقوں کے نزدیک ایک مبارک خواہش سہی، مگر قوم کو طبقوں میں تقسیم کرنے اور داخلی یا خارجی استعمار کے زیر نگین کرنے والے مقتدر طبقے کی جانب سے دینی تعلیم پر فکر مندی کسی تعمیری سوچ کا مظہر نہیں قرار دی جا سکتی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ ایک نوع کی دشمنی کا شاخسانہ ہو سکتی ہے۔ یہ چیز ان افکار و بیانات سے ظاہر ہے جن میں، وہ ان مدارس پر حقارت اور نفرت کی آگ اگلنے کے ساتھ تعلیمی بہتری کا مشورہ بھی دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ پھر یہ کہ وہ ریاستی مشینری، جس نے صحت، تعلیم، مالیات اور مواصلات کے نظام تک کو برباد کر کے رکھ چھوڑا ہے، اور جو ان ذمہ داریوں سے مکمل فرار کا راستہ اختیار کیے ہوئے ہے، بھلا وہ دینی مدارس کو اپنے نظم میں لا کر چلانے کا بوجھ کیسے اٹھا سکتی ہے؟ وہ ہیئت مقتدرہ جو بوجھ اٹھانے سے زیادہ اس بوجھ کو دریا برد کرنے کا ریکارڈ رکھتی ہے، اس کی جانب سے دینی مدارس کو سرکاری کنٹرول میں دینے کی تجویز اپنی اصل کے اعتبار سے بے معنی اور ناقابل عمل ہے۔

ثانیاً، اسی طرح مدارس کو سیکولر قومی تعلیمی دھارے میں شامل کرنا ناممکن ہے، بلکہ اس کا مطلب صاف طور پر، دینی مدارس کے پورے نظام کو ضائع کرنے کا ہم معنی ہے۔ جس منطقے میں اور جس ماحول میں دینی مدارس نے اپنا چراغ علم روشن کر رکھا ہے، اس درویشی، ایثار اور شوق سے بھلا سیکولر تعلیمی نظام کو کیا نسبت؟ فکری اور طبقاتی سطح پر بھی، دینی مدارس کے طلبہ اور اساتذہ جس سطح پر کارِ تدریس کو سرگرم رکھے ہوئے ہیں، اس کی نسبتوں اور ریاضتوں سے قومی تعلیمی نظام یکسر بے بہرہ ہے۔ ایسے بعد المشرقین میں، مضبوط مالی، انتظامی اور سماجی پس منظر رکھنے والے سیکولر نظام تعلیم کو تو کوئی خاص خطرہ لاحق نہیں ہو سکتا، تاہم یہ بظاہر ''معصومانہ'' اور ''تعمیری اقدام'' کم از کم موجودہ حالات میں تو دینی مدارس کے لیے تباہی کا راستہ ہے، جس پر کوئی بھلا آدمی تیار نہیں ہو سکتا۔ ویسے بھی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کون سا قومی تعلیمی نظام؟ وہ جدید تعلیمی دھارا جو اپنی منزل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے دور اور راستے میں زبوں حالی کی تصویر بنا ہوا ہے۔ متضاد پالیسیوں کے ساتھ جس کی تباہی کے لیے خود حکومتی اور ریاستی مشینری تیشہ چلا رہی ہے۔ ایسے نظام سے، ایک صاحب تشخص دینی نظام تعلیم کیونکر انضمام کے لیے تیار ہو گا۔ اندریں حالات یہ سنجوگ دونوں نظاموں کی تباہی (disaster) کے سوا کچھ نہ ہوگا۔

ثالثاً، جیسا دینی مدارس کا نظام تعلیم چل رہا ہے، اسے ویسے ہی چلتے رہنے دیا جائے، بظاہر ایک بے ضرر سی تجویز دکھائی دیتی ہے، لیکن ان معاملات سے معاشرے کی یکسر لاتعلقی بھی دینی اور قومی مفاد سے مطابقت نہیں رکھتی، بلاشبہ مدارس کے منتظم حضرات یہی مطالبہ کر رہے ہیں۔ تاہم، درست راستہ یہی ہے کہ جس طرح قومی اور سیکولر تعلیمی اداروں کو بھی ریاست کے ایک ضابطہ اخلاق کا پابند ہونا چاہیے، بالکل ویسے دینی مدارس کو بھی ریاست اندر ریاست کا سا کردار ادا کرنے کے بجائے، اپنی داخلی اور تدریسی خود مختاری کے ساتھ ایک قومی اور ملی ضابطہ اخلاق اور ضابطہ کار کا پابند ہونا چاہیے[۶]۔ تاہم ان حدود کا تعین بیورو کریسی کے بجائے خود علمائے کرام ہی کریں[۷]۔ دوسرا

۶۔ بہرحال یہ نکتہ: ''تحقیق طلب ہے کہ وہ لوگ [یعنی دینی مدارس] جب حکومتی کنٹرول یا سرپرستی میں نہیں ہوتے، تو کیا واقعی ''آزاد'' ہوتے ہیں''؟ (اسلام اور جدیدیت، ص ۱۶۸)۔ اس لیے کہ بعض صورتوں میں ان میں سے بھی متعدد کے لیے عام تاجرانہ ذہنیت کی سطح سے اوپر اٹھنا مشکل ہو جاتا ہے، اور اپنی کفالت اور اعانت کرنے والوں کے جذبات کا کسی نہ کسی اعتبار سے لحاظ کرنا ہی پڑتا ہے۔ مختلف اوقات میں، مختلف مذہبی سلسلوں کے متعدد ذمہ داروں کی جانب سے ایسی مداہنت پسندی کا مظاہرہ دیکھنے میں آتا رہتا ہے۔ اسی طرح بعض ملکوں میں، براہ راست حکومتی کنٹرول میں چلنے والے دینی مدارس میں حریت فکر یا دینی علوم میں تعمیر و ترقی کے دعوے بھی کوئی خوش کن تصویر نہیں پیش کرتے، جیسا کہ مصر میں دینی تعلیم پر حکومتی کنٹرول کی مثال سے ظاہر ہے۔ جس کی معاونت الازہر یونیورسٹی کرتی ہے، مگر آخری پالیسی مصری حکومت ہی کی چلتی ہے۔ نتیجہ یہ کہ وہاں پر جمال ناصر، انور سادات یا حسنی مبارک کی سوچ کو آگے بڑھانے کے لیے رول پیش کیا جاتا ہے۔ حکومتی کنٹرول کی اس صورت میں دینی درس گاہیں پورا سچ کہنے سے بہرحال آزاد دکھائی نہیں دیتیں۔ اس کے بالمقابل حکومتی کنٹرول سے باہر، وہ نسبتاً زیادہ آزاد ہوتے ہیں۔

۷۔ رپورٹ قومی کمیٹی برائے دینی مدارس، حکومت پاکستان ۱۹۷۹ء میں صاف طور پر یہ اعتراف کیا گیا ہے کہ: ''دینی مدارس کی سب سے بڑی صفت یہ ہے کہ ان میں سکون، قرار اور چین ہے۔ اساتذہ و طلبہ پوری دلجمعی کے ساتھ تعلیم و تعلم میں مصروف ہیں۔ ان اداروں میں علمی معیار اور امن و قرار کا سبب ان کا مغربی تہذیب و ثقافت سے متاثر نہ ہونا ہے۔ ملک میں دینی علمی معیار کے برقرار رکھنے اور معاشرے کا شیرازہ مجتمع رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ حکومت [ان] اداروں میں مداخلت نہ کرے۔ انھیں علیٰ حالہٖ خود مختار رہنے دے'' (ص ۵۰)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کہ دینی مدارس کو کسی قاعدے کلیہ سے بالاتر قرار دینا، آخری تجزیے میں خود ان مدارس کے لیے بھی سخت آزمائش کا نقیب بن سکتا ہے۔

رابعاً، انھیں ایک خودمختار اور علماء ہی کے رضا کارانہ مشورے اور طے کردہ حدود کار میں تشکیل پانے والے ''قومی مقتدرہ دینی تعلیم'' کے تحت رہنمائی دینے کے سوال پر ضرور سوچا جا سکتا ہے۔

خامساً، اس کے ساتھ یہ راستہ بھی درست ہوگا کہ، دینی مدارس کے لیے حکومت جو ہمدردانہ نقطہ ہائے نظر رکھتی ہے، وہ عمل کی میزان پر وزن کے لیے قوم کے سامنے پیش کرے۔ اس ضمن میں ایسے دینی مدارس قائم کر کے دکھائے جائیں جہاں رہائش، تعلیم، خوراک اور لباس تو مفت ہو، ہی، مگر جہاں کے طلبہ واقعی قدیم اور جدید کے بھی جامع ہوں۔ جہاں کی طلبہ کردار اور عمل میں واقعی قابل رشک علماء کی صف میں جگہ پانے والے ہوں۔

آخری دو نکات کے لیے، حکومت خوش دلی اور پاک دامنی سے کوشش کرے گی تو امکان ہے کہ علماء انھیں قبول کرنے کے لیے تیار ہو سکتے ہیں۔

معاشی وسائل کی فراہمی کا مسئلہ

۱۸۵۷ء میں برطانوی استعمار کے مکمل غلبے کے بعد مسلمانوں نے اپنے تشخص کو بچانے کے لیے دینی مدارس سے کام لیا۔ اس لیے مسلمان طالب علموں سے فیس نہ لینے کا طریقہ اختیار کیا گیا۔ ان مشکل حالات میں دینی درس گاہوں کی مالی ضروریات اوقاف، عطیات کے ساتھ ساتھ مال دار لوگوں کے صدقات، عشر، زکوٰۃ اور عام لوگوں کے چندے سے پوری ہوتیں تھیں۔ دوسرے لفظوں میں اس زمانے سے دینی مدارس کے انتظام وانصرام کا تمام تر انحصار مسلمانوں کے چندے اور صدقات پر ہے۔ اسی بنیاد پر وہ لاکھوں طالب علموں کو تعلیم دیتے ہیں۔ ذرائع آمدن کی کمی اور جملہ ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لیے بہت سے مسائل سے دوچار ہیں۔ سالانہ جاری اخراجات کو پورا کرنے کے لیے مالی وسائل کی فراہمی ان کے لیے سب سے زیادہ تکلیف دہ مسئلہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

❖ **اندرون ملک سے اعانت:** مالیات کی فراہمی کے لیے وقت لگانے سے نہ صرف یہ کہ معروف اور محترم اساتذہ کی قوت اور بہترین وقت ضائع ہوتا ہے، بلکہ ان کی وہ تدریسی صلاحیتیں جو طلبہ کی فلاح کے لیے استعمال ہونی چاہییں، وہ دربدر ٹھوکریں کھانے اور دست سوال دراز کرنے میں صرف ہوتی ہیں۔ بسا اوقات ان کی سب سے قیمتی متاع یعنی عزت نفس اور خودداری کو بھی ٹھیس پہنچتی ہے:

- اس مشق میں سخت تکلیف دہ پہلو وہ ہے، جو ان مدارس کے فاضل اور مخلص اساتذہ کے بارے میں عوام میں پیدا ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ یہ وسائل طلبہ کی تعلیم، فلاح اور مدرسے کی تعمیر وترقی کے لیے اکٹھے کرتے ہیں (ایک محتاط اندازے کے مطابق نمایاں اساتذہ کا بیس فی صد وقت وسائل کی فراہمی پر صرف ہوتا ہے)۔
- بعض اوقات، وسائل جمع کرنے کے لیے اساتذہ اپنے طلبہ کو بھی ذمہ داری تفویض کر دیتے ہیں۔ جس سے خود طلبہ کی تعلیم کا قیمتی وقت متاثر ہوتا ہے۔
- بعض بڑے مدارس کے لیے مالی وسائل کی فراہمی کا کام صرف اسی خدمت کے لیے مخصوص اسٹاف کرتا ہے۔ مگر ان مدارس کی تعداد بڑی محدود ہے۔
- کئی مدارس نے حالات سے مجبور ہو کر یہ کام ایسے لوگوں کے سپرد کر دیا ہے جو چندہ جمع کرنے پر کمیشن لیتے ہیں[۸]۔
- انگریزوں کے قبضے سے پیدا شدہ دور انحطاط میں، زکوٰۃ کو مدارس کے روزمرہ امور پر خرچ کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ یہ فیصلہ سخت اضطراری حالت میں عارضی بنیادوں پر کیا گیا تھا۔

۸۔ بعض حوالوں سے یہ امر مشاہدے میں آیا ہے کہ مدارس (چند مدرسوں کو چھوڑ کر اکثر) نے سالانہ چندہ اکٹھا کرنے کے لیے جن افراد کے سپرد یہ کام کیا ہوتا ہے، ان کی چندہ وصولی کی مہم کا کمیشن بعض اوقات پچیس فی صد سے پچاس فی صد تک بھی پھیل جاتا ہے۔ یعنی اگر ایک لاکھ جمع کیا ہے تو پچاس ہزار، جمع کرنے والے کی جیب میں جا سکتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اضطرار کی حالت میں تو اس کا کوئی جواز تھا، لیکن اسے مستقل طور پر اسی طرح اختیار کر لینا جیسا کہ آج کل رواج ہے، قرآن وسنت کی منشا سے مناسبت نہیں رکھتا[9]۔

- بعض مساجد اور مدارس کے مہتمم حضرات مدتوں تک مسجد کے میناروں کی تعمیر اور گنبدوں کی آرائش کے لیے چندہ جمع کرنے کا ایک لامتناہی سلسلہ جاری رکھتے ہیں۔ ممکن ہے یہ چیز مہتمم حضرات اور فن تعمیر سے کچھ دلچسپی رکھنے والوں کو بہت بھاتی ہو، لیکن واقعہ یہ ہے کہ عام طور پر یہ اسراف ہی کے دائرے میں آتا ہے۔ صدقہ وخیرات کی اس رقم کا اس کے برعکس کوئی اور مصرف ہوتو وہ زیادہ باعث اطمینان ہوسکتا ہے۔
- ایک جانب قومی تعلیمی (سیکولر) ادارے ہیں، جن پر کثیر قومی وسائل خرچ ہوتے ہیں۔ دوسری طرف کس مپرسی کے عالم میں چلنے والے یہ دینی تعلیمی ادارے ہیں۔ اپنی تدریسی سرگرمیوں کو جاری رکھنے کے لیے ان میں بعض (اور شاید زیادہ) تعلیمی اداروں کو اضطرار اور رخصت کا راستہ اختیار کرتے ہوئے ایک نوع کی مصالحت (compromise) بھی اختیار کرنا پڑتی ہے۔ وہ یہ کہ: متعدد دینی اداروں کے منتظم حضرات، دوسرے درجے کا کام کرنے والے لوگوں سے مالی وسائل لے کر اپنے اداروں کے اخراجات پورا کرنے کو برا نہیں سمجھتے۔ ایسے ناپسندیدہ ذرائع آمدن رکھنے والے کئی لوگ تو ان مدارس کی انتظامی مشاورت کے رکن اور کئی اجتماعی تقاریب کے کرتا دھرتا بھی بن جاتے ہیں۔ معاش کی

۹۔ مفتی منظور صاحب، رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند اس ضمن میں فرماتے ہیں: ''چھوٹے چھوٹے مدرسے والے تعارف کراتے وقت اپنے مدرسے کو دارالعلوم بتائیں گے، اور کام ان کے ہاں دیکھا جائے تو کچھ نہیں، بہت معمولی سا..... علاوہ ازیں مدارس میں جتنا سرمایہ تعمیرات پر صرف کیا جارہا ہے، اتنا تعلیم پر نہیں ہورہا۔ پھر یہ بھی نہیں سوچا جاتا کہ تعمیرات پر صدقات اور زکوٰۃ کی جو رقمیں لگائی جارہی ہیں، اس کا جواز ہے بھی یا نہیں؟ زکوٰۃ کی تملیک جس انداز میں ہورہی ہے کیا یہ درست ہے؟'' (پندرہ روزہ آئینہ دار العلوم، اجتماع مدارس نمبر، دیوبند، یکم دسمبر ۱۹۹۴ء، ص ۱۳-۱۴)۔ اسی طرح دارالافتاء جامعہ فاروقیہ، کراچی کے مطابق: آئمہ مساجد کو زکوٰۃ صدقات واجبہ بطور تنخواہ دینا اور لینا درست نہیں۔ اگر کسی نے ان کو زکوٰۃ یا صدقات واجبہ بطور تنخواہ دے دیے تو اس کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی۔ عدم جواز کی [ایک] وجہ یہ ہے کہ ان کو امامت کے عوض اجرت میں زکوٰۃ وصدقات دیے جارہے ہیں، جبکہ زکوٰۃ وصدقات کسی کو چیز کے عوض اور اجرت میں دینا جائز نہیں (مدیر: مولانا عبیداللہ خالد، ماہ نامہ الفاروق کراچی، دسمبر ۲۰۰۱ء، ص ۲۲)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجبوری میں اختیار کیا جانے والا رخصت کا یہ عمل نہ صرف علم دین کی برکت کو ختم کرتا ہے، بلکہ خود طالب علموں کے اندر معاشی عمل میں برائی کے خلاف فطری احساس کو بھی بری طرح متاثر کرتا ہے۔ بسا اوقات یہ پہلو، فتویٰ نویسی کو بھی اپنے اثر میں لے آتا ہے۔

❖ **بیرون ملک سے اعانت:** وسائل کی کمی کے بحران سے نبٹنے کے لیے، خصوصاً ۱۹۷۲ء کے بعد خلیجی اور یورپی ممالک میں پاکستانی شہریوں کی جانب سے مالی امداد کی فراہمی کا سلسلہ شروع ہوا، جس سے معاشی بار کچھ کم ہوا۔ ہم وطنوں سے اعانت اور چندے کی وصولی کوئی معیوب بات بھی نہیں۔ تاہم بیرون ملک سے ہم وطنوں کی اس اعانت کے مثبت ہی نہیں بلکہ کچھ منفی پہلو بھی ہیں، جن کے بارے میں محتاط اور ہوشیار رہنا ضروری ہے۔ مثال کے طور پر:

- جب کوئی استاد یا ذمہ دار مالی وسائل جمع کرنے کے لیے بیرون ملک جاتا ہے تو اکثر اوقات جمع شدہ اعانت پر اسے کمیشن بھی دیا جاتا ہے۔ تعلیمی نظم میں کام کرنے والے استاد کے لیے کمیشن کی روایت کوئی اچھی نہیں۔ یہ چیز تعلیم و تدریس کے عمومی مزاج سے مناسبت نہیں رکھتی[۱۰]۔
- دوسری نازک بات یہ ہے کہ کئی لوگ جو اعانت دیتے ہیں وہ رسید نہیں لیتے[۱۱]۔
- تیسرا یہ کہ رقم آئینی ذرائع کے بجائے ہنڈی وغیرہ کے ذریعے لانے کا بھی طریقہ اپنایا جاتا ہے۔

اپنی اصل میں یہ تینوں طریقے کرپشن اور خرابی کا باعث بن سکتے ہیں، اور کئی جگہ بنے بھی ہیں۔ دینی تعلیم سے وابستہ استاد اور ادارے کی اخلاقی ساکھ سب سے زیادہ قیمتی آبگینہ ہے۔ اگر اس پر آنچ آجائے تو اعتماد اور برکت کی پوری عمارت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچتا ہے۔ نتیجہ یہ کہ جس مقصد یعنی طلبہ کی اسلامی تعلیم و تربیت کے لیے یہ مال جمع کیا جاتا ہے، اسی کو صدمہ پہنچتا ہے۔

۱۰۔ اخراجات کے دباؤ اور افراد کار کی کمی کے باعث کمیشن پر چندہ اکٹھا کرنے کا کلچر پھیل رہا ہے، جس سے ان اعانتوں، عطیات اور چندے کی ایک قابل ذکر رقم، مالیات جمع کرنے والے فرد کی جیب میں جانے کا احتمال رہتا ہے۔

۱۱۔ بعض اوقات رقم دینے والا فرد رسید نہ لے کر بظاہر مہتمم مدرسہ پر احسان جتا رہا ہوتا ہے کہ: ''مجھے آپ پر بڑا اعتماد ہے''۔ مگر حقائق کی دنیا میں، ضبط تحریر میں نہ لائی جانے والی رقم کی ترسیل میں اعتماد کے مجروح ہونے یا خود رقم لانے والے کے ضبط نفس کے بندھن ٹوٹنے کے امکانات برابر موجود ہوتے ہیں۔ اس لیے رقم کا لینا دینا ریکارڈ پر آنا ضروری ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❖ **سرکاری سطح پر مالی امداد:** پاکستان بھر کے دینی مدارس کے لیے حکومت مجموعی طور پر جو سالانہ مالی امداد دیتی ہے، وہ لاہور، کراچی یا اسلام آباد کے صرف ایک بڑے سرکاری کالج پر اٹھنے والے سالانہ اخراجات سے بھی کم ہے[۱۲]۔ یعنی ۲۰۰۰ء-۲۰۰۱ء کے دوران مرکزی حکومت نے پاکستان بھر کے دینی مدارس کو پندرہ لاکھ روپے گرانٹ عطا کی۔ اگر اس رقم کو دینی مدارس کے فی کس طالب علم پر سالانہ تقسیم کیا جائے تو ڈیڑھ روپے اور اگر ڈالر میں دیکھا جائے یہ رقم ۰۲ء۰ ڈالر فی طالب علم سالانہ بنتی ہے۔

دینی مدارس کے طلبہ بھی اسی قوم کا حصہ ہیں، اس ملک کے قرضوں کی قیمت انھیں بھی اپنے ہم وطنوں کے ساتھ چکانا پڑتی ہے۔ مگر انھیں اپنی تعلیمی ضروریات کے لیے اس قدر حقیر حصہ دینے کے باوجود جدید تعلیم یافتہ مقتدر قوتیں ان سے زندہ رہنے کا حق چھیننے پر سرگرم دکھائی دیتی ہیں۔ یہ قوتیں ان کے سر سے چھت، ہاتھ سے کتاب، منہ سے نوالہ اور سب سے بڑھ کر تعلیم کی نعمت چھین لینے کے لیے سرگرم نظر آتی ہیں۔

دوسری طرف قومی تعلیمی اداروں (اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں) کے اسٹاف، عمارات کی مرمت، طلبہ کی فلاح، ذرائع آمدورفت، لائبریریوں، لیبارٹریوں، بجلی، گیس، کیمیکل، خصوصی وظائف، اور کھیلوں وغیرہ پر جو بڑی رقم خرچ ہوتی ہے، اس کا جائزہ لے کر قوم کو اچھی تعلیم فراہم کرنے کا بندوبست ہونا چاہیے۔

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ دینی مدارس نے اپنی تمام تر تنگ دستی کے باوجود تعلیمی یا ترقیاتی گرانٹس کے لیے حکومتوں کے سامنے کبھی دست سوال دراز نہیں کیا۔ کیونکہ، وہ حکومتی مشینری کی

۱۲۔ اس صورت حال پر قدرے مختلف قسم کی مبالغہ آمیزی کا سہارا لیا جا رہا ہے۔ مثال کے طور پر" انٹرنیشنل کرائسز گروپ (ICG) نے آغا خان فاؤنڈیشن کے دعوے کو بنیاد بنا کر برسلز اور اسلام آباد سے اپنی جاری کردہ رپورٹ میں دعویٰ کیا ہے: "بغیر کسی جبر و اکراہ کے، پاکستان کے دینی مدرسے ۷۰ ارب روپیہ (یا ایک اعشاریہ ایک ارب ڈالر) سالانہ چندہ اکٹھا کر لیتے ہیں" (ڈیلی ڈان، دی نیوز - اسلام آباد، ۲۹ جولائی ۲۰۰۲ء)۔ مدارس کے اساتذہ کی معاشرت یا وہاں زیر تعلیم طلبہ کی رہائشی سہولیات، خورد ونوش کے معیار اور حالت زار سے اس دعویٰ کا غیر حقیقی پن واضح ہو جاتا ہے۔ بہر حال ICG رپورٹ نویسوں نے مشرف حکومت سے کہا ہے: "اتنے وسائل جمع کرنے اور مخصوص ذہن' بنانے والے مدارس پر کنٹرول مضبوط کیوں نہیں بنایا جا رہا"؟

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے جا مداخلت اور درس گاہوں کی علمی و تدریسی خود مختاری پر کوئی آنچ نہیں لانا چاہتے۔ تاہم، پاکستان کی ریاستی مشینری اگر ان پر حکم نہ چلانے کی ضمانت دیتے ہوئے انھیں تعلیمی بجٹ سے اعانت دے تو ان میں سے متعدد ادارے یہ اعانت قبول کریں گے۔ کیونکہ یہ وسائل کسی حکمران طبقے کی ذاتی میراث نہیں، بلکہ قوم کا بیت المال ہیں، اور اس بیت المال کو مختلف مدات میں متوازن انداز سے، تعلیم کے اس اہم شعبے پر خرچ کرنے کی روایت پر عمل ضروری ہے۔

❖ **مالیاتی نظام، اصلاح کا داخلی نظام:** دینی تعلیم میں خودداری اور عزت نفس کا تحفظ ایک جنس گراں مایہ ہے۔ مدرسوں کو اعانت دینے والے مخیر حضرات اور وہاں کے اساتذہ و طلبہ کے درمیان بہرحال ایک پردہ رہنا چاہیے۔ ورنہ مالی امداد کرنے والوں کے سامنے استاد اور طالب علم کی شخصیت دب جانے کا اندیشہ ہے۔ اس کے لیے موزوں اقدام یہ ہوگا:

کسی ایک سلسلے سے تعلق رکھنے والے دینی مدارس کے لیے: مرکزی، صوبائی، ضلعی، ورنہ بڑے شہر کی بنیاد پر تو لازماً، باہم مشورے سے ایسا مالیاتی نظام تشکیل دیا جائے، جس میں تمام اعانتیں، چندے، صدقات اور ریاستی گرانٹس یکجا اکٹھی ہوں۔ جس کے تحت آمدنیوں کا مکمل ریکارڈ رکھا جائے، وہی فنڈز اکٹھا کرنے والے افراد کو ذمہ داری تفویض کریں۔ مناسب ہوگا کہ چندہ اکٹھا کرنے کے لیے کمیشن دینے کے بجائے، مناسب اعزازیہ طے کیا جائے۔ یہیں سے باہم اداروں کی ضروریات کے مطابق رقوم دی جائیں، اور خرچ کا باقاعدہ حساب تیار کیا جائے۔ جو طے شدہ مدت میں کسی مشاورت یا شوریٰ میں پیش ہوتا رہے (نجات اللہ صدیقی: زندگی نو، دسمبر ۲۰۰۰ء، ص ۱۴-۱۵)۔

اکثر بڑے دینی مدارس اپنے مکمل حسابات رکھتے ہیں، جن کا سالانہ آڈٹ ہوتا ہے[۱۳]۔ لیکن

۱۳- اخراجات کے حوالے سے، حالیہ زمانے میں ایک اور منفی رجحان سامنے آیا ہے۔ وہ یہ کہ متعدد دینی درس گاہیں اور ادارے اپنے تشہیری لوازمے (پوسٹروں، ہینڈ بلوں، پمفلٹوں، بروشروں، رپورٹوں) وغیرہ پر صنعتی اور کاروباری فرموں کی طرح کثیر رقوم خرچ کرتے ہیں۔ زکوٰۃ، صدقات اور خیرات سے حاصل شدہ وسائل سے بے جا طور پر مہنگی طباعت کا یہ رواج ایک جانب اسراف کے ذیل میں آتا ہے تو دوسری جانب خود عطیات دینے والوں کے اعتماد پر منفی اثر ڈالتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ دینی ادارے بھی حساب کتاب میں حکومتی مداخلت کے بجا طور پر خلاف ہیں۔ فنڈز ایک جگہ یا علاقوں کی سطح پر جمع کر کے تقسیم کرنے کی تجویز بظاہر آئیڈیل، پیچیدہ اور شاید ناقابل عمل دکھائی دے رہی ہوگی، کہ جس میں مسابقت کی روح ختم ہونے کا اندیشہ ظاہر کیا جائے گا۔ لیکن امکان ہے کہ اس طرح تھوڑے بہت خسارے کے بدلے میں یہ عمل برکت اور وقار کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ اس کا دوسرا فائدہ یہ ہوگا، افتاء و تدریس سے منسلک افراد بے جا طور پر کسی معطی (donor) کے دباؤ سے آزاد رہیں گے۔

معاشی تحفظ کا مسئلہ

ہر لڑکا جب جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتا ہے، تو لازمی طور پر اسے روزگار کی فکر دامن گیر ہوتی ہے۔ بالکل اسی طرح دینی مدرسے میں تعلیم حاصل کرنے والا نوجوان بھی فکر روزگار سے آزاد نہیں ہوتا، اور وہ اس بات کو جانتا ہے: لازم نہیں اسے کسی مسجد کی امامت ملے یا کسی مدرسے میں وہ استاد مقرر ہو ــــ دینی مدارس اور اعلیٰ دینی درس گاہوں کا نظام اس مفروضے پر نہیں چلایا جا سکتا کہ ان کے فارغ ہونے والے نوجوان فاضلین، انھی مدارس یا اداروں میں استاد کی حیثیت سے جگہ پا کر روزی کما سکیں گے۔ کیونکہ ہر سال ان اداروں سے پڑھ کر نکلنے والے فضلا کی تعداد اس ضرورت سے کئی گنا زیادہ ہوتی ہے، جتنی نئے اساتذہ کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ اس لیے ظاہر ہے بیس، چوبیس برس کے ایک نوجوان کو سماجی زندگی کی ضروریات پوری کرنے کے لیے معاشی تحفظ کی ضرورت ہو گی۔

❖ **اچھی صلاحیت، اعلیٰ تعلیم**: مدارس کے منتظمین کے لیے یہ پہلو غور طلب ہے کہ وہ بیس برس کی عمر کے لگ بھگ نوجوانوں کا اس حوالے سے بھی جائزہ لیں: جو واقعی ذہین ہیں، یہ صلاحیت اور شوق رکھتے ہیں کہ وہ اعلیٰ دینی تعلیم کے مدارج کو طے کریں، تو وہ ایسے ہی طلبہ کے لیے اعلیٰ تعلیم کا بندوبست کریں۔ اعلیٰ تعلیمی درجے میں کم تر صلاحیت کے طالب علموں کا اجتماع، خود

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استاد کی صلاحیت، وقت کی قدر و قیمت اور ذہین طلبہ کی حق تلفی کا باعث بنتا ہے۔ اس لیے غیر معمولی صلاحیت اور ذوق کے حامل طالب علموں کو مزید تعلیم مفت، یا پھر ہو سکے تو مناسب وظیفے کے ساتھ دینی چاہیے۔ اور اگر کوئی طالب علم برداشت کر سکتا ہو تو اس سے فیس بھی لی جا سکتی ہے (ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی، دینی مدارس: مسائل اور تقاضے، ص ۱۹-۲۱)۔

❖ **فنی تعلیم سے گریز:** جوں ہی دینی تعلیم کے ساتھ معاشی تحفظ کے لیے کسی فنی تعلیم و تربیت کا نام لیا جاتا ہے، تو دینی مدارس کے منتظم حضرات کہتے ہیں: ''اس طرح طالب علم کی توجہ تعلیم سے ہٹ جائے گی''۔ مگر سوال یہ ہے کہ ماضی بعید میں جب کم و بیش تمام ہی طلبہ کو دینی مدارس میں کتابت، جراحی، طب وغیرہ کی تعلیم دی جاتی تھی، تب اس عمل نے بھلا دینی تعلیم و جستجو کو کون سا نقصان پہنچایا تھا؟ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، مدرسے کا ہر سند یافتہ طالب علم لازماً استاد، امام مسجد یا خطیب نہیں بن سکتا، نہ اس کے مواقع اور امکانات ہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ وہ ضرور اعلیٰ تعلیم کے درجوں کی تکمیل بھی کر سکے۔ اس پس منظر میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ سترہ سے بیس برس کی عمر کے طالب علم کو بہر حال ایسا ہنر بھی سکھانے کی تدابیر نکالنی چاہییں جس کی معاشرے اور منڈی میں طلب ہو۔ تاکہ وہ عملی زندگی میں باوقار طریقے سے روزی کمانے میں سہولت محسوس کر سکے۔

❖ **فنی تعلیم کے امکانات:** دینی مدارس کے منتظم حضرات اس پہلو پر نظر رکھیں کہ وقت کے ساتھ ساتھ زمانے کی بدلتی ہوئی ضروریات کیا ہیں؟ کون سی خدمت کب اور کہاں مطلوب ہے؟ اگر اس پہلو پر نظر ہوگی تو علم و ہنر سکھانے کے پروگرام بھی تشکیل دیے جا سکیں گے، اور ان منصوبوں کے لیے کاروباری انجمنوں، صنعت و حرفت کے ایوانوں اور مقامی، ضلعی یا صوبائی حکومتوں سے گرانٹس بھی لی جا سکیں گی۔ یوں، ثانوی درجے کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اسی درس گاہ میں یا اس کے متوازی، متعدد فنون سکھانے والے ادارے کھولے جا سکیں گے۔ ورنہ علاقے میں پہلے سے قائم فنی اداروں میں جگہ بنانا ہوگی، جو آئندہ تین چار برسوں کی تعلیم کے دوران انھیں کسی ہنر میں مہارت دے سکیں، اور وہ اپنی روزی کمانے کے قابل ہو سکیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختصاص اور روزگار

ثانوی تعلیم کے بعد چار پانچ سال کی تعلیم میں تخصص کے لیے مختلف راستے اختیار کیے جا سکتے ہیں:

❖ **علمی و لسانی پختگی:** پہلا یہ کہ قرآن وحدیث، سیرت وتفسیر، فقہ واصول فقہ، کلام و فلسفہ، عربی ادب و بلاغت کے ساتھ سماجی علوم میں اقتصادیات، عمرانیات، نفسیات وغیرہ میں سے دوتین مضامین میں اختصاص حاصل کیا جائے۔ مگر اس کے ساتھ مادری زبان، عربی اور اردو میں اپنے فہم کو پختہ بھی بنایا جائے، یہ چیز طالب علموں کے لیے نہ صرف دینی علوم میں بلکہ عمومی زندگی میں بڑی مددگار ثابت ہوگی۔

❖ **تعلیم و تحقیق میں مہارت:** دوسرا یہ کہ اسی تعلیم کے دوران باقاعدہ تحقیق وتالیف، ترجمہ، ترجمانی، فاصلاتی تعلیم وغیرہ کے ذریعے تدریسی ذمہ داریوں کی ادائیگی کا ہنر سکھایا جا سکتا ہے۔

❖ **انگریزی پر گرفت کا فائدہ:** تیسرا یہ کہ انگریزی زبان پر اچھی گرفت کا مطلب ہے، انگریزی سننے، بولنے، پڑھنے، لکھنے کی اچھی مہارت — انگریزی کے اس نصاب میں دینی کتب اور ادب کا ایک غالب حصہ رکھا جانا چاہیے۔ اگر اچھی صلاحیت کا حامل طالب علم ایک عالم دین کی حیثیت سے انگریزی میں اپنی دلچسپی اور ضرورت کے تحت مطالعہ کرتا رہے گا، تو اسے نہ صرف عصر حاضر کے مسائل ومعاملات کا براہ راست علم حاصل ہوگا، بلکہ وہ اپنے حاصل کردہ علم دین کی روشنی میں ان مسائل کو حل کرنے میں بھی اپنا حصہ ادا کر سکے گا۔

❖ **سند کا اعتراف:** چوتھا یہ کہ اگر دینی مدارس اور اعلیٰ درس گاہوں کے نصاب میں عصری علوم کو مناسب جگہ دی گئی ہو، اور وہ جدید اسلوب میں تحریر وبیان پر گرفت رکھتے ہوں تو کوئی وجہ نہیں کہ قومی سطح پر ان کی سند فضیلت کا اعتراف (recognition) نہ ہو۔ یہ اعتراف اس لیے ضروری

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ اس علمی اختصاص کے بعض میدانوں میں مثلاً عربی زبان وادب، اسلامی قانون، قرآن و حدیث یا ان سے متعلق تحقیق کے کاموں میں یہ اپنی سند کی بنیاد پر ملازمت کے قابل سمجھے جاسکیں۔ اپنے ملک میں ان کی تعلیمی قابلیت کا اعتراف فضیلت، بین الاقوامی سطح پر تعلیمی مرتبے کے اعتراف کی بنیاد بن سکتا ہے۔ اور یہ چیز بیرون ملک روزگار کا ذریعہ ثابت ہوسکتی ہے (زندگی نو، دسمبر ۲۰۰۰ء، ص ۱۷-۱۸)۔

❖ **دینی تعلیم اور خوف معاش؟:** ان امور پر بحث پڑھنے کے باوجود دینی مدارس کے منتظم حضرات کی غالب تعداد یہ کہے گی کہ: ''اس طرح تو دینی تعلیم کی بنیاد ہل جائے گی، اور یہ لوگ دین کو چھوڑ کر دنیا کمانے پر لگ جائیں گے''۔ یہ واہمہ بے جا خوف پر مبنی ہے۔ دیکھا جائے تو پہلے بھی درس نظامی اور دورہ حدیث کرنے والے تمام یا ان کی غالب تعداد کب درس کی مسند اور وعظ کے منبر پر بیٹھی نظر آتی ہے؟ ان میں سے ایک بڑی تعداد دیگر معاشی اور سماجی کاموں ہی میں کسب روزگار سے منسلک ہوتی ہے۔ صرف دینی مدارس کے ساتھ ہی نہیں، بلکہ خود جدید تعلیم کے اداروں کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہے کہ ہر ایم اے، ایم ایس سی (بالکل آج کل ایم سی ایس) کرنے والا لازماً تدریس اور کسی مضمون میں خصوصی مہارت کی مسند پر بیٹھا دکھائی نہیں دیتا۔ انھیں بھی اپنے تعلیمی ڈسپلن سے مختلف کام کرنے پڑتے ہیں۔ اس لیے دینی ادارے اپنی سہولت اور موزونیت کے اعتبار سے، معاشی سرگرمی کے حوالے سے جو راستہ بھی منتخب کریں تو اس کے بہتر نتائج ہی سامنے آئیں گے۔

مشاورت اور معاش

بظاہر یہ انوکھی بات معلوم ہوگی، لیکن منطقی اعتبار سے اس میں کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے۔ مسلم دنیا کے معروف اسکالر اور ایک دینی جامعہ کے فارغ التحصیل ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی نے علم دین میں تخصص اور مہارت سے آراستہ ماہرین سے استفادے اور ان کی معاشی اعانت کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالے سے تجویز کیا ہے:

ضروری نہیں کہ اعلیٰ دینی درس گاہوں سے فارغ ہونے والے علماء اور محققین ملازمت کر کے ہی روزی کمائیں۔ آج کل پیدا کنندگان اور صارفین کے درمیان براہ راست رابطے کی راہیں کھل گئی ہیں۔ ایک فرد جو خدمت انجام دے سکتا ہے، وہ براہ راست ان لوگوں سے معاملہ کر سکتا ہے، جن کو اس خدمت کی ضرورت ہو اور دونوں کے درمیان معاوضہ جیسے امور باہمی گفت وشنید سے طے پا سکتے ہیں۔ فن معماری کے ماہرین (architects)، ماہرین قانون (lawyers)، طبیب (physicians) وغیرہ پہلے ہی سے یہ طریقہ اختیار کیے ہوئے ہیں۔ اب ڈیزائن کرنے والے، سفر کے انتظامات کرنے والے، آپ کا سرمایہ نفع بخش کاروبار میں لگانے کے سلسلے میں مشورہ دینے والے وغیرہ وغیرہ، بہت سے ماہرین یہی طریقہ اختیار کر رہے ہیں۔ کبھی انفرادی طور پر اور کبھی افراد کے کسی مجموعے کی شکل میں وہ مشورہ دینے والے، مشیر یا صلاح کار (consultants) کی حیثیت سے معاوضہ لے کر اپنی خدمات فراہم کرتے ہیں، اور ان خدمات کے طلب گاران کو معاوضہ دے کر یہ خدمات حاصل کرتے ہیں۔ غور کرنا چاہیے کہ ہماری اعلیٰ درس گاہوں سے فارغ ہونے والے [دینی علوم کے ماہرین] ایسی کون سی خدمات فراہم کر سکتے ہیں، جن کی طلب پائی جاتی ہے۔ اور یہ کہ کیا مناسب نہ ہوگا کہ وہ بھی مشیر یا صلاح کار کی حیثیت سے معاوضے پر خدمت فراہم کرنے کو اپنی روزی کا ذریعہ بنائیں؟ (زندگی نو، دسمبر ۲۰۰۰ء، ص ۲۵)۔

❖ **انفرادی یا اداراتی سطح؟** ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی ہی کی رائے میں: ”ایسا کرنا ممکن بھی ہے اور مناسب بھی۔ اس کی مناسب شکل یہ ہوگی کہ فقہ اسلامی کے مختلف ابواب میں اختصاص کے حامل مستند علماء انفرادی طور پر یا چند افراد مل کر، مشورہ دینے کی خدمت (consultancy) فراہم کرنے کے ادارے قائم کریں۔ وہ اپنا معاوضہ یا تو مشورہ دینے (اور اس کی تیاری) میں صرف ہونے والے وقت کے لحاظ سے وصول کر سکتے ہیں، مثلاً اتنے روپے فی گھنٹہ یا پورے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاملے کا جائزہ لے کر اس پر تحریری رائے دینے کا یکمشت معاوضہ طے کر سکتے ہیں۔ اس تجربے کا آغاز دینی درس گاہوں کے وفاقی ادارے یا علماء کی کسی ملک گیر جماعت کے زیر نگرانی کیا جا سکتا ہے۔ مشورہ دینے والے دفتر کے کھولنے کی اجازت اور معاوضے کی شرح کے تعیین پر اس [ادارے یا علماء] کی نظر رہے۔ مشورہ کے طالب عوام، پریس اور دوسرے علماء، تنقید و احتساب کے ذریعے کھلی مسابقت کی فضا میں قائم ہونے اور کام کرنے والے ایسے اداروں کو معروف کا پابند بنانے اور منکر سے باز رکھنے کا اہتمام کر سکتے ہیں۔ تحریری معاہدوں (contracts) کی پاسداری اور باہمی لین دین میں صفائی ستھرائی کی ضمانت متعلقہ ملکی قوانین وضوابط کی پابندی کر کے کی جا سکتی ہے، جن میں سے بعض کا تعلق حساب کتاب رکھنے اور ان کی جانچ کرانے سے ہے اور بعض کا معاہدوں (کنٹریکٹس) کی پابندی سے" (ایضاً، ص ۲۵-۲۶)۔

❖ **معاصر دنیا میں رواج:** "اسلامی مالی اداروں (اسلامی بنک، اسلامی انشورنس کمپنیوں اور اسلامی انوسٹمنٹ فنڈ) کے رواج کے بعد [متعدد جگہوں پر] فقہ المعاملات بالخصوص شرکت، مضاربت، سلم، استصناع، اجارہ، مرابحہ، عربون (بیعانہ) وغیرہ امور سے متعلق شرعی مشورے معاوضہ دے کر حاصل کرنے کا رواج قبول عام حاصل کر چکا ہے۔ بعض اسلامی ادارے با تنخواہ ملازمت کے طور پر کام کرنے والے ہمہ وقتی شرعی مشیروں سے کام لیتے ہیں۔ بعض ایسے شریعہ بورڈ کی طرف رجوع کرتے ہیں، جو براہ راست یا بالواسطہ اپنے اوقات (جو اس کام میں صرف ہوں) کا معاوضہ پاتے ہیں۔ اب ایسے افراد بھی سامنے آ رہے ہیں جو صرف یہی کام کرتے ہیں" (ایضاً، ص ۲۶)۔

❖ **شرعی امور میں رہنمائی کی ضرورت:** "جیسے جیسے افراد، اداروں اور بعض حکومتوں کو جمہور مسلمین کے بدلتے ہوئے رجحانات کے سبب، زندگی کے مختلف شعبوں میں شریعت کی پابندی کی توفیق ہو رہی ہے، متعلقہ امور میں شرعی مشوروں کی ضرورت بڑھ رہی ہے۔ بعض ادارے اور حکومتیں بعض معاملات کی حد تک ہمہ وقتی اسٹاف کے ذریعے یہ ضرورت پوری کر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہی ہیں، لیکن آزادانہ دیے جانے والے مشوروں کا وزن ہمیشہ زیادہ رہا ہے۔ مسلم تاریخ کا یہ روشن پہلو ہے کہ دربار میں ہر وقت حاضر رہنے والے علماء کے مقابلے میں آزاد علمی مراکز میں بیٹھے اہل علم کی رائے کا وزن ہمیشہ زیادہ رہا ہے۔ یہ وزن اس بات سے کم نہیں ہوتا کہ مشورہ حاصل کرنے والے معاوضے ادا کریں یا ان کی رہنمائی کرنے والے ان سے اپنے وقت اور محنت کا صلہ طلب کریں'' (ایضاً، ص ۲۶)۔

❖ **ذاتی، خانگی امور میں رہنمائی:** روایتی طور پر مسلمان عوام کو زیادہ تر مشورے نکاح، طلاق، وراثت، حصانت وغیرہ امور میں درکار ہوتے ہیں۔ اگرچہ حال میں تجارت اور مالی امور نیز علاج معالجے اور طبی امور میں مشورہ طلبی میں بھی اضافہ ہوا ہے، جیسا کہ مدیران جرائد، مفتیان کرام، فقہ اکیڈمیوں اور ٹیلی ویژن یا دوسرے تحقیقی اداروں کے سامنے پیش کیے جانے والے سوالات سے ظاہر ہوتا ہے ___ کیا آزاد شرعی مشورہ دینے والے اداروں کو ''شریعہ مشیران'' کی حیثیت سے ان امور میں فیس لے کر مشورہ دینے کا مجاز قبول کیا جائے؟ اور اس کی ہمت افزائی کی جائے؟ اس پہلو پر سنجیدگی سے غور کیا جانا چاہیے۔ داخلی احتسابی نظام کے ذریعے بہر حال اس انتظام کو ممکنہ مفاسد سے پاک رکھا جا سکتا ہے (ایضاً، ص ۲۶-۲۷)۔

❖ **معاوضے کی شرعی حیثیت:** اس خیال کی کوئی شرعی بنیاد نہیں کہ: شرعی مشورہ لازماً مفت ملنا چاہیے۔ نہ کسی عالم یا فقیہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی محنت اور وقت کا معاوضہ طلب کیے بغیر مشورے کے طلب گاروں کی ضرورت پورا کرتا رہے۔

اگر ایک دینی درس گاہ میں اساتذہ کو فقہ پڑھانے کا معاوضہ دیا جا سکتا ہے، تو کسی فقہی مسئلہ کی چھان بین کر کے ایک رائے تک پہنچنے اور اسے رائے طلب کرنے والے فرد، ادارے یا حکومت کے سامنے لانے کا بھی معاوضہ دینے میں کوئی حرج نہیں۔ ضروری نہیں کہ اس کی عام شکل یہ بن جائے کہ فتویٰ لینے والا فرد براہ راست مفتی کو معاوضہ دے ___ کیونکہ اس صورت میں یہ شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ معاوضہ یا اس کی خاص مقدار کو مفتی کی کسی ایک رائے کے اختیار میں دخل ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس شبہے کے ازالے اور اس طرح کے براہ راست رابطے سے بچنے کی تدبیریں، مجوزہ consultancy یا مشورہ دینے والے دفاتر کے سلسلے میں بھی ممکن ہیں (ایضاً ص ۱۸-۲۰)۔ بقول ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی: ''جارج مقدسی نے اپنی کتاب[۱۴] میں زین الدین الکتانی (م: ۷۳۸ھ/ ۱۳۳۸ء) کا ذکر ان علماء میں کیا ہے، جنھوں نے فتویٰ کے طلب گار سے فتویٰ دینے کا معاوضہ لیا۔ اسی طرح کی دوسری مثالوں کے لیے مقدسی نے علامہ ابن حجر عسقلانی [م: ۱۴۴۹ء] کی الدرر الکامنة، ج ۲، ص ۲۳۸-۲۳۹ (مطبعہ دار الکتاب، قاہرہ، ۱۹۶۶ء) کا حوالہ بھی دیا ہے''۔

مندرجہ بالا استدلال، دینی وفقہی علوم کے ماہرین سے موزوں، منضبط اور باوقار استفادے کا راستہ کھولتا ہے۔ مزید یہ کہ اس طرح دینی مدارس کے فارغ فاضلین، محنت اور لگن سے کام کر کے اپنی معاشی زندگی کو بہتر بنانے کے بھی امکانات روشن کر سکتے ہیں۔ یہ عمل انھیں سرکاری ملازمت کے بندھن سے آزاد اور شاید بعض مدارس کی سخت گیر انتظامیہ سے فراغت دلانے کا ذریعہ بھی بن سکتا ہے۔

جدید ذرائع ابلاغ اور دینی مدارس

آج ملکوں اور قوموں کے درمیان بین الاقوامی سرحدوں کے حصار نرم پڑ رہے ہیں۔ کمپیوٹر، سی ڈی (CD) اور انٹرنیٹ (internet) نے معلومات کو اس طرح محفوظ، متحرک کر کے، بٹن اور انگوٹھے کے نیچے لا رکھا ہے، کہ انٹرنیٹ کے استعمال کا معمولی تجربہ رکھنے والا فرد، کروڑوں صفحات اور لاکھوں مضامین تک چشم زدن میں رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ دنیا بھر کے رسائل، جرائد، اخبارات، یونیورسٹیوں کے اہم تحقیقی مجلّے اور اشاریے عام فرد کی دسترس میں ہیں۔

۱۴۔ جارج مقدسی: نشأة الکلیات: معاهد العلم عند المسلمین و فی الغرب۔ ناشر: مرکز النشر العلمی ملک عبدالعزیز یونیورسٹی، ۱۹۹۴۔ یہ دراصل جارج مقدسی کی کتاب The Rise of Colleges: Institution of Learning in Islam and the West, کا عربی ترجمہ ہے۔ کتاب کے صفحات ۱۸۲-۱۸۵ میں مقدسی نے معجم الادباء، مشوار المحاضرة، تاریخ بغداد، تاریخ الجامعات وغیرہ مآخذ کے حوالے سے فیس ادا کر کے تعلیم حاصل کرنے کی متعدد مثالیں دی ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلومات کے اس سیلاب نے منفی پراپیگنڈے کا بھی ایک طوفان برپا کیا ہے، جسے محض نیک خواہشات اور آنکھیں بند کر کے نہیں ٹالا جا سکتا۔ ان ایجادات کا وجود کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے۔ ان ماخذ میں اگر منفی معلومات موجود ہیں تو بلاشبہ ان کے جواب میں مثبت حقائق کو پیش کرنے کا بھی موقع موجود ہے۔ گویا کہ ٹکنالوجی کے اس ''شر'' سے خیر کا کام لینے کے مواقع پوری طرح میسر ہیں۔ یہ بھی ملحوظ رہنا چاہیے کہ اگر، نیٹ (Net) پر اسلام کے حوالے سے ایک سو سائٹس (sites) ہیں تو ان میں سے نوے فیصد تک سائٹس اسلام کے نام پر گمراہ کن تصورات پھیلانے بلکہ مخالفانہ کیچڑ اچھالنے والی ہیں۔

اس لیے انٹرنیٹ کے تکنیکی دائرہ کار کا بغور جائزہ لے کر اندازہ لگانا چاہیے کہ اسلام کا پیغام پھیلانے، اسلامی تہذیب و ثقافت کو متعارف کرانے اور اسلام کی حقیقی صورت پیش کرنے کے لیے کیا کچھ کیا جا سکتا ہے۔ بہرحال یہ کام فرد نے کرنا ہے۔ اگر فرد میں ایمان، فہم، شعور، قوت استدلال، راست نقطہ نظر اور موزوں لب ولہجہ میں بات کرنے کی صلاحیت موجود ہے تو وہ اسلام کا سفیر بن کر اس میدان میں قابل قدر خدمات انجام دے سکتا ہے۔ اسلام کے یہ سفیر، دینی مدارس ہی نے پیدا کرنے ہیں۔ جن میں جدید اور بین الاقوامی نزاکتوں کو ملحوظ رکھنے والے اسلوب نگارش پر گرفت بھی ہونی چاہیے۔ یہ چیز مسلسل مشق، تحقیق، مشاورت اور رہنمائی کے بغیر ممکن نہیں۔ چاہنے یا نہ چاہنے کے باوجود وقت کے اس چیلنج کو دینی مدارس نے قبول کرنا ہے۔

مرکزی مقتدرہ دینی تعلیم

تعلیم کے دینی اداروں میں ہم آہنگی لانے، معیار کو بہتر بنانے اور نظم ضبط لانے کے لیے:

مرکزی طور پر وسیع بنیادوں پر ایک خودمختار اور بااختیار ''قومی مقتدرہ دینی تعلیم'' تشکیل دیا جائے۔ جس میں ہر دینی تعلیمی وفاق سے علمائے کرام اور دینی تعلیم کے ماہرین کو نمائندگی حاصل ہو۔ نیز وفاقی شرعی عدالت، یونیورسٹی گرانٹس کمیشن، وفاقی وزارت تعلیم اور بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام آباد سے بھی ایک ایک نمائندہ شریک ہو۔

- اس مقتدرہ میں افراد کی نامزدگی کا فارمولا اور بورڈ کی کارروائی کا طریق کار علمائے کرام ہی کے باقاعدہ تجویز کردہ پروگرام کے مطابق ہو۔
- ''قومی مقتدرہ دینی تعلیم'' کی آزادی وخودمختاری کو آئینی طور پر یقینی بنایا جائے۔
- مقتدرہ کا صدرنشین (چیئرمین) کسی دینی وفاق ہی کا سربراہ ہو۔ جس کی صدرنشینی ہجری کیلنڈر کے مطابق سال بہ سال گردشی ضابطے (rotation) کے تحت خودکار نظام سے تبدیل ہوتی رہے۔
- یہ مقتدرہ جملہ دینی وفاقوں کے معیار تعلیم میں بہتری لانے، عمومی رہنمائی کے خطوط متعین کرنے، نصاب کی تشکیل، نصاب میں تحقیق وترقی، یکساں تعلیمی معیار بنانے، اساتذہ کے انتخاب اور تقرری کا فارمولا طے کرنے اور امتحانی نظام کی نگرانی ورہنمائی کا ذمہ دار ہو۔
- اس میں مسالک ومکاتب فکر کی مساوی نمائندگی ہو۔
- یہ مقتدرہ مختلف سطحوں پر سامنے آنے والی تجاویز کا جائزہ لے اور ہم آہنگی کے لیے باقاعدہ کام کرے۔
- بے جا سرکاری مداخلت کو روکنے اور رضاکارانہ افہام وتفہیم کو یقینی بنانے کے لیے لائحہ عمل بنائے۔
- چونکہ یہ ایک نئی مشق ہوگی، اس لیے مناسب ہوگا کہ قومی مقتدرہ دینی تعلیم کے فیصلے مشتہر ہوں۔ مدارس یا عوام میں سے جو افراد چاہیں، ان پر رائے زنی کریں اور مقتدرہ ان آرا کی روشنی میں فیصلوں کو حتمی شکل دے۔
- مدارس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے باقاعدہ معائنے کا اہتمام کرے اور معیار کو برقرار نہ رکھنے والے اداروں کے مقام ومرتبے پر نظرثانی کرنے کا اختیار رکھے۔
- اس کے زیراہتمام ماہانہ ''خبرنامہ'' شائع ہو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قومی مقتدرہ دینی تعلیم کے ضابطہ کار اور حدود کار کے تعین کے لیے وفاقوں کے وفاق، وفاقی شرعی عدالت یا اسلامی نظریاتی کونسل سے معاونت لے سکتا ہے۔

دینی امتحانی بورڈ

دینی مدارس کے امتحانی بورڈ کا قیام نہ صرف ایک نازک مسئلہ ہے، بلکہ اپنی نزاکت کے اعتبار سے گہری توجہ کا مستحق ہے۔ یہاں پر وفاقوں کے امتحانی عمل پر بحث مطلوب نہیں ہے، تاہم چند اہم پہلو زیر بحث لائے جاتے ہیں:

- مناسب ہوگا کہ دینی مدارس کا امتحانی بورڈ ایک ہی ہو (جس کی متعدد شاخیں قائم کی جاسکتی ہیں)۔
- دینی امتحانی بورڈ، مکمل طور پر آزاد اور خودمختار ہو، جو بورڈ امتحانی میقات اور طلبہ کی قابلیت کو جانچنے کے معیارات، قومی مقتدرہ دینی تعلیم کی زیرنگرانی متعین کرے۔
- امتحان کے لیے بنیادی طور پر ایک ہی نصاب ہو، جس میں شیعہ اور سنی فقہ کے حوالے سے الگ الگ امتحانی گروپ بنائے جاسکتے ہیں، یا پھر اختیاری مضامین اور پرچوں کے ذریعے بھی ان مکاتب فکر کے طلبہ کی معلومات اور قابلیت کو جانچا جاسکتا ہے۔
- مندرجہ بالا تجویز پر عمل کرکے ہی دینی مدارس کے نصاب اور تربیت کے عمل سے مخصوص مسلکی رویوں کی جگہ دین کی مطلوب صلاحیت پروان چڑھانے میں مدد مل سکتی ہے۔
- ورنہ ایک راستہ سنی اور شیعہ، دو الگ الگ امتحانی بورڈوں کی تشکیل کا بھی ہوسکتا ہے۔ جن کی نگرانی بہرحال قومی مقتدرہ دینی تعلیم کے سپرد ہونی چاہیے۔

انتظامیہ

دینی مدارس کی انتظامیہ نے محدود وسائل اور نامساعد حالات کے باوجود جس حسن وخوبی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ان اداروں کو ترقی دی ہے، وہ تجربہ دوسرے قومی اور نجی اداروں کے لیے روشنی کا ذریعہ ہے۔ تاہم روزمرہ کے چیلنج کا سامنا کرنے کے لیے خود دینی مدارس کی انتظامیہ کو بھی انتظامی تربیت کی ضرورت ہے۔ مادی اور افرادی وسائل کی بہترین تنظیم اور ان مدارس کے منتظمین کی تربیت کے لیے پبلک ایڈمنسٹریشن کے قومی اداروں یا یونی ورسٹی گرانٹس کمیشن کے تحت کسی نئے ادارے سے یہ خدمات لی جاسکتی ہیں۔

اساتذہ

اسلامی روح پیدا کرنے کا انحصار بڑی حد تک اساتذہ کے علم وعمل پر ہے۔ جو استاد خود اس روح سے خالی ہیں، ان کے زیر اثر طالب علموں میں حقیقی اسلامی اسپرٹ کیسے پیدا ہوسکتی ہے[۱۵]۔ اس لیے استاد کے انتخاب اور مدتِ تدریس کے دوران جہاں اس کی علمی قابلیت کو اہم سمجھا جائے، وہاں اس سے زیادہ اس کے کردار، اخلاق اور سیرت کو بھی اہمیت دی جائے (تعلیمات، ص ۳۴)۔

دینی مدارس کے اساتذہ کی معاشی اور سماجی حالت کا اندازہ لگانے کے لیے ان کی ماہانہ آمدنی بھی ایک ذریعہ ہے، اس ضمن میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ: ''دینی مدارس کے اساتذہ کی اوسطاً تنخواہ اٹھارہ سو سے دو ہزار روپے (تقریباً ۳۵ ڈالر) ماہانہ ہے''۔ مگر اس کے باوجود ان کی بڑی تعداد ان تنخواہوں پر مطمئن ہے (السیاسۃ، ص ۹۳)۔

- دینی مدارس میں ذمہ داریاں ادا کرنے والے اساتذہ کی ''تدریسی تربیت'' کے لیے کوئی باقاعدہ یا بے قاعدہ نظام نہیں ہے۔ اس لیے کم از کم نئے اساتذہ کی تقرری کے وقت، مدارس کے ذمہ داران کو چاہیے کہ وہ اپنے یہاں کے تجربہ کار اساتذہ کے ذریعے، ہر فن یا کتاب سے متعلق نئے اساتذہ کی رہنمائی کریں۔

۱۵۔ رہنمائی کے لیے دیکھیے۔ ڈاکٹر مشتاق الرحمٰن صدیقی: تعلیم و تدریس: مباحث و مسائل، پاکستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۱۹۹۸ء، صفحات ۴۱۸۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- مدارس کے مرد اور خواتین اساتذہ کی دوران تدریس تربیت کے لیے صوبائی سطح پر الگ الگ تربیتی مراکز قائم کیے جائیں (یہ "مراکز" دینی مدارس کے وفاقوں کے مشترکہ وفاق کے تحت کام کریں۔ اس مقصد کے لیے یونیورسٹی گرانٹس کمیشن سے تعاون لینا چاہیے)۔
- اساتذہ کا یہ تربیتی نظام، مختلف مکاتب فکر یا فقہی مسلکوں کی بنیاد پر نہیں، بلکہ لازماً اجتماعی سطح پر منظم کیا جائے، تاکہ باہم روابط اور توسع کے امکانات پیدا ہوں۔
- جب تک باقاعدہ دینی تعلیم کے اساتذہ کی تربیت کے ادارے نہیں قائم ہوتے، اس وقت تک یہ ضرورت یونی ورسٹی میں تعلیم و تحقیق کے اداروں، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اور سرکاری ایجوکیشن کالجوں کے تعاون سے پوری کی جاسکتی ہے۔ البتہ تربیتی پروگرام تشکیل دینے کے لیے تدریسی عملے میں دینی علوم کے ماہر علماء، اساتذہ اور جدید فن تدریس کے رمز شناس شامل ہوں۔
- بیرون پاکستان اعلیٰ تعلیم کے لیے جاری کیے جانے والے وظائف کا ایک معقول حصہ دینی مدارس کے اساتذہ کے لیے بھی مختص کیا جائے۔
- معیار تعلیم کو بہتر بنانے اور رفتار کار کو متوازن رکھنے کے لیے، کورس مکمل کرانے کی ماہانہ تعلیمی رپورٹ (پراگرس رپورٹ) کا لکھا جانا ایک مفید عمل رہے گا۔

طلبہ و طالبات

اس میں کیا شک ہے کہ: "محض علوم وفنون سکھا دینے سے اسلامی تعلیمی نظام کے تقاضے پورے نہیں ہوتے۔ اس کے لیے تشکیل سیرت کو کتابی علم سے زیادہ اہمیت دینا ہوگی، تاکہ اس نظام سے پڑھ کر نکلنے والے ایک ایک طالب علم میں اسلامی کیریکٹر پیدا ہو، اسلامی طرز فکر اور اسلامی ذہنیت پیدا ہو۔ کیونکہ جس انسان میں اسلامی اخلاق نہیں وہ چاہے جو کچھ ہو، بہر حال اسلامی تصور تعلیم کا مظہر اور مطلوب نہیں ہے" (سید مودودیؒ، تعلیمات، ص ۱۴۵)۔ اس کے ساتھ ان طلبہ و

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طالبات کی علمی، تدریسی اور فنی لیاقت کو ترقی دینے کے لیے حسب ذیل اقدامات کیے جائیں:

- طالب علموں کی تربیت کے کام کو لازمی اہمیت دی جائے، مدرسے میں مرکزی سطح پر ایک تربیتی کمیٹی ہو، جس میں اساتذہ اور طلبہ کے نمائندے شامل کیے جائیں۔ مدرسے کے تربیتی امور کی نقشہ گری اور نگرانی اسی کمیٹی کے سپرد ہو۔
- خود مدرسے کے ماحول کو صاف ستھرا رکھنے اور مسجد کا نظام چلانے تک کی ذمہ داری طلبہ کے سپرد کی جائے۔
- اساتذہ کی رہنمائی میں طلبہ/ طالبات کی مختلف علمی و ادبی انجمنیں بنائی جائیں، جو ان کی تحریری، تقریری اور تنقیدی صلاحیتوں کی نشوونما کے لیے اقدامات کریں۔
- عام تعلیمی ادارے اپنے تقریری مقابلوں اور مباحثوں میں ان مدارس کے مقررین کو بھی مدعو کریں۔ اسی طرح دینی مدارس اپنے ہاں تقریری مقابلوں میں عام تعلیمی اداروں اور دوسرے مسلکوں کے دینی مدرسوں کے طلبہ کو شرکت کی دعوت دیں۔
- تعلیم، تقریر، تحریر وغیرہ کے میدان میں باصلاحیت طلبہ و طالبات کی حوصلہ افزائی اور مسابقت کے جذبے کی صحت مند روایت کو مضبوط کرنے کے لیے ان میں انعامات اور ایوارڈ تقسیم کیے جائیں۔
- مدارس کے ہاسٹلوں کے انتظام وانصرام میں طالب علموں کی فعال شرکت کی راہیں متعین کی جائیں، تاکہ انھیں اجتماعی سرگرمیوں میں حصہ لینے اور انتظامی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کا موقع ملے۔
- دینی طلبہ میں ہم نصابی، تفریحی اور کھیلوں جیسی سہولتیں فراہم کرنے کے لیے حکومتیں مالی امداد فراہم کریں۔
- سماجی سطح پر خوشی اور غمی کی مختلف محفلوں میں قرآن خوانی وغیرہ کے لیے دینی مدارس کے طلبہ کو بلانے کی رسم کا حصہ مدارس کی انتظامیہ کو نہیں بننا چاہیے۔ ایسی مجلسوں میں طلبہ کی حیثیت اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خودداری بری طرح مجروح ہوتی ہے اور صدقہ وخیرات کی نیاز کھانے کی عادت پڑتی ہے۔ اس لیے دینی مدارس کے منتظمین کی یہ اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے طالب علموں کے شخصی وقار کو برقرار اور بحال رکھنے کے لیے، انھیں کرائے کے ''دعاگو لشکروں'' کی طرح استعمال کرنے کا ذریعہ نہ بنیں، بلکہ اس بدعت کو ختم کرنے کی کوشش کریں۔

- دینی مدارس کے طلبہ (اسلامیات، عربی کے علاوہ) اگر دو اختیاری مضامین اور ایک سو نمبر انگریزی (مدارس کے لیے ترتیب شدہ نصاب) کا امتحان پاس کرلیں تو انھیں بی اے کی ڈگری دی جائے۔ آئندہ انھیں عمرانی، ادبی مضامین اور قانون میں داخلہ لینے یا مقابلے کے امتحانات میں بیٹھنے کا مستحق قرار دیا جائے۔
- طالب علموں کو ایسی فنی تعلیم دینے کے راستے نکالنا، جس سے ان کی معاش میں آسانی پیدا ہوسکے اور ان کے تعلیمی کورسوں کی تکمیل پر بھی اثر نہ پڑے، ایک مثبت عمل ہوگا[۱۶]۔
- اگر چہ اب یہ رسم کم مقامات پر ہے، تاہم گاؤں یا محلّے کے گھروں سے کھانا مانگنے کے لیے طالب علموں کو بھیجنے کی ناپسندیدہ رسم یا مجبوری کا خاتمہ ضروری ہے۔ اس سے طلبہ کی عزت نفس اور خودداری مجروح ہوتی ہے۔
- یونیورسٹی، پبلک سروس کمیشن اور محکمہ تعلیم: دینی وفاقوں (بورڈوں) کی جاری شدہ اسناد کو تسلیم کریں اور معیار پر پورے اترنے والے طلبہ و طالبات کو ملازمتوں کے لیے منتخب کریں۔
- ان اداروں کے طلبہ و طالبات کو وہ سفری اور تعلیمی سہولتیں مہیا کی جائیں جو دوسرے تعلیمی

۱۶۔ ''دینی تعلیم کو تین دھاروں میں تقسیم کرنے پر غور کیا جاسکتا ہے: ا۔ صرف دینی تعلیم، ۲۔ دینی تعلیم کے ساتھ فنی یا پیشہ ورانہ تعلیم، ۳۔ دینی تعلیم کے ساتھ جدید مضامین کی تدریس ـــــ اس تجویز کی موزونیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ ان میں سے کوئی ایک دھارا چننے والے کے لیے بہرحال دینی تعلیم ہی کو ہر دھارے میں مرکزیت حاصل رہے گی، اور مدرسے سے فارغ ہونے والا فرد [دینی اعتبار سے] خود کو ہر لحاظ سے بہتر پائے گا''۔ پروفیسر سید حامد [سابق وائس چانسلر، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ] ''دینی تعلیم: تجزیہ و تجاویز'' تہذیب الاخلاق، علی گڑھ، اگست ۱۹۹۰ء، بحوالہ ہندوستان کی دینی درس گاہیں، ص ۱۴۴-۱۴۵)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اداروں کے طالب علموں کو حاصل ہیں۔

- وفاقی نتائج کی بنیاد پر اعلیٰ تعلیم کی غرض سے طلبہ و طالبات کے لیے اندرون ملک اور بیرون ملک وظائف کا تعین کیا جائے۔ جو طلبہ اعلیٰ دینی تعلیم کے حصول کے لیے بیرون پاکستان جانا چاہیں ان کو حکومت ویسی ہی سہولتیں دے جیسی سہولتیں فنی اور عمرانی علوم پر مزید پڑھائی کرنے والوں کو دی جاتی ہیں۔ اسی طرح انھیں تعلیمی قرض کی سہولت بھی دی جائے۔
- طلبہ و طالبات کی طبی ضروریات اور سالانہ طبی معائنے کے لیے متعلقہ علاقوں کے سرکاری ہسپتالوں میں متعین طور پر ڈاکٹر حضرات کی ذمہ داری لگائی جائے۔

والدین

یوں تو پاکستانی معاشرے میں والدین بچوں کی تعلیم کے بارے میں خاصے لاتعلق واقع ہوئے ہیں، تاہم دینی مدارس میں پڑھنے والے طلبہ کے والدین کا معاملہ اس لاتعلقی میں نسبتاً زیادہ بڑھ کر ہے۔

دینی مدرسے کے ایک استاد کے بقول: ''مجھے اعتراف ہے کہ مدرسوں کا پھل توقعات کے مطابق معیاری نہیں ہے۔ جس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ غریب ترین گھرانوں سے آنے والے ان طلبہ کی ذہنی سطح اکثر صورتوں میں کمزور ہوتی ہے۔ والدین اللہ کو راضی کرنے کے لیے انھیں دینی مدراس میں بھیج دیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے بھی بہت سے والدین اپنے اس عزم میں مخلص نہیں ہوتے، بلکہ وہ اپنا بوجھ اتار کر مدرسوں کے اساتذہ کی جھولی میں ڈال دیتے ہیں، کہ وہی انھیں سنبھالیں اور اپنی مرضی سے جو چاہیں بنائیں۔ شاید ہی کبھی ان کا کوئی بڑا بھائی، والد یا عزیز، مدرسے میں آ کر ان کا حال دریافت کرتا ہے۔ آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ ایسے پس منظر اور اس سنگ لاخ زمین پر مدرسے کے بے بس اور مجبور استاد کو کتنی مغز ماری کرنا پڑتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس محنت اور مشقت کا کوئی دوسرا فرد اندازہ بھی نہیں کر سکتا''۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری طرف دینی مدارس میں پڑھنے والے بہت سے والدین ان مدرسوں پر اپنے اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں: ''یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر خصوصی فضل ہے کہ ہمارے بچے، بیکار، آوارہ گھومنے کے بجائے، مفت تعلیم، مفت رہائش اور خوراک کے ساتھ دینی تعلیم بھی حاصل کر رہے ہیں''۔

اس معاملے میں غور و فکر کا اہم پہلو یہ ہے کہ والدین اپنے بچوں سے لاتعلق ہو کر انھیں مدرسے کی انتظامیہ اور ماحول کے رحم و کرم پر چھوڑ دیتے ہیں۔ جسے چلانے کے لیے خود، مدرسے کی انتظامیہ سخت معاشی دباؤ کا شکار ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ طلبہ کی ذہنی صلاحیتوں کا فرق اور تعلیم کے حصول پر سنجیدگی اور غیر سنجیدگی کا نہ ختم ہونے والا جدل ایسی صورت حال کو جنم دیتا ہے، جس میں استاد ایک بے بس ہستی بن کر رہ جاتا ہے۔ سو، چاہیے یہ کہ والدین، بچوں اور استادوں کے درمیان ربط اور تبادلہ خیال کا ایسا کلچر پروان چڑھایا جائے کہ جس میں استاد پر سے ذمہ داری کا بوجھ کچھ کم ہو اور طالب علم کو یہ احساس ہو کہ وہ معاشرے کا کوئی اضافی اور ناقابل اعتنا حصہ نہیں۔ اس مقصد کے لیے مدارس کی انتظامیہ خود کوشش کر کے بھی والدین کو مدعو کرتی رہے تو ایک مثبت تبدیلی آ سکتی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵

www.KitaboSunnat.com

تمام دینی مدارس کے قیام کے اعلان شدہ مقاصد اور اغراض بڑے واضح ہیں اور وہ تعلیمی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ لیکن دوسری رائے یہ ہے کہ: مدارس کا مجموعی ماحول ایک روایتی، سست رو اور معاشرے کے اضطراب سے لاتعلق مزاج کو پروان چڑھا رہا ہے۔ جہاں معاصر تہذیبی چیلنج سے آنکھیں بند رکھنا ایک عام روش بن چکی ہے ـــــ اور بعض متعلقین تو سمجھتے ہیں کہ: ''یہی روش، تقویٰ اور دنیا سے بے نیازی کے لیے ضروری ہے''۔ اس کے برعکس نوع انسانی میں ایک عادلانہ سماجی و معاشی نظام اور صاف روحانی زندگی کی ضرورت اور طلب کہیں زیادہ بڑھ چکی ہے ـــــ اول الذکر کارنامے کے ساتھ، ثانی الذکر احساس کا پاس و لحاظ کرنا، دینی قیادت کی ذمہ داری ہے۔

گویا کہ اس چیلنج کا جواب دینی مدارس کی طرف سے آنا چاہیے، مگر عام طور پر وہاں سے اس کا تسلی بخش جواب نہیں آ رہا۔ البتہ جن لوگوں نے جدید تعلیمی اداروں میں تعلیم پائی ہے اور پھر اپنے شوق و ذوق سے دینی فہم حاصل کیا ہے، ان کی دردمندی اور احساس ذمہ داری سے اس چیلنج کا جواب دیا جا رہا ہے۔ جن افراد کو دین کے بنیادی ماخذ تک رسائی حاصل ہے، وہ اسی وقت یہ ذمہ داری ادا کر سکیں گے جب انھیں روح عصر (spirit of the age) سے شناسائی ہو گی۔ یہ کام اس وقت تک نہیں ہو سکتا، جب تک یہاں کے نصاب اور فن تدریس پر ذمہ داری سے نظر ثانی نہ کی جائے گی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصاب کا مسئلہ

دینی مدارس کے نصاب میں ان مباحث کو سرفہرست جگہ ملنی چاہیے، جن کا تعلق اتحاد و اتفاق سے ہے۔ تاکہ، دینی مدارس کے فارغ طالب علم، وحدتِ فکر لے کر معاشرے میں جائیں، اور اسی روشنی میں امت مسلمہ سے اختلاف دور کرنے کی جدوجہد کریں[1]۔

اس حوالے سے اصلاح نصاب پر ہمیشہ نظر رہنی چاہیے۔ کیونکہ ایک اچھا نصاب تعلیم، جس میں حقیقی اسلامی علوم اور عصری دینی ضروریات کو پیش نظر رکھا جائے، اور جسے اچھے مخلص اساتذہ کے ذریعے پڑھایا جائے، اسی نظام اور نصاب سے اچھے اور معیاری افراد کی تیاری کی توقع بھی کی جاسکتی ہے۔

نصاب سازی ایک باقاعدہ سائنس ہے۔ اس میں جو عناصر لازماً تفصیل کے ساتھ شامل ہوتے ہیں ان میں: مقاصد تعلیم، شعبہ وار نفس مضمون کی تدریجی تفصیلات، سیرت و کردار کی تشکیل کے لیے سرگرمیاں، تدریسی اور ابلاغی حکمت عملی اور آخر میں جائزے کے لیے امتحانی طریق کار اور سندات کے اجرا کی شرائط ہوتی ہیں۔ اسی طرح شعبہ وار، نفس مضمون کے لیے مجوزہ درسی کتب کی فہرست بھی بعض اوقات دی جاتی ہے، تاکہ استاد اور طالب علم کو حصول علم میں سہولت حاصل ہو۔ پھر نصاب سازی میں اس بات کا بھی خیال رکھا جاتا ہے کہ: وہ جہاں طلبہ کی ذہنی سطح سے مطابقت رکھتا ہو، وہاں فرد اور معاشرے کی ضروریات کو بھی پورا کرے۔ نیز اس میں وسعت پذیری کی صلاحیت ہو۔ اس میں توازن اور تسلسل کا خیال رکھا جائے، اور وہ اپنی نظریاتی بنیاد پر قائم رہتے ہوئے عصر حاضر کے تقاضے پورے کرتا ہو۔

۱۔ مشاہدے میں آیا ہے کہ دینی تعلیمی وفاق مختلف سطحوں پر اتفاق اور مذہبی جماعتیں متعدد پلیٹ فارموں پر اتحاد و یکجہتی کے اعلانات تو کرتی ہیں، جو خوش آئند بات ہے۔ مگر وفاق میں زیر تعلیم طالب علم دوسرے مسلک یا دوسرے وفاق میں اگلے درجوں کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے داخلہ طلب کرے تو (چند مثالوں کو چھوڑ کر) اسے داخلہ نہیں دیا جاتا۔ عملی سطح پر ربط و تعاون میں یہ گریز، یکجہتی کی راہوں کو خراب کرتا ہے۔ البتہ رابطۃ المدارس الاسلامیہ، اپنے ہاں ہر مسلک اور ہر وفاق سے آنے والے طلبہ کو داخلہ دے دیتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگلے صفحات میں نصابی ضروریات کے لیے جو نکات پیش کیے جا رہے ہیں، انھیں اسی تناظر میں شکل دی جانی چاہیے۔

اصلاحات، نصاب درس نظامی

دینی مدارس کے نصاب پر غور وفکر کرنے اور ان میں اصلاحات تجویز کرنے کے لیے ضروری ہے کہ قرآن کریم کے شورائی حکم پر عمل کیا جائے۔ اہل علم وفضل جمع ہو کر تعلیم کے اہداف متعین کریں، مراحل مقرر کریں، ان کے حصول کے لیے نصاب بنائیں، اور اس نصاب پر مشتمل کتب، تیار کرائی جائیں۔ نہ یہ ضروری ہے کہ ماضی کی تمام کتابیں رکھی جائیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ سب کو بلا وجہ خارج کر دیا جائے۔ مقاصد، اہداف، ضروریات اور نصاب سے مطابقت ہو تو قدیم کتب یا ان کے حصوں کو برقرار رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ زیادہ تر کتب کا اسلوب نگارش سہل اور عام فہم ہونا چاہیے (دینی مدارس کے لیے نصاب نو، ص ۵۰)۔

مڈل کا امتحان پاس کرنے کے بعد آٹھ برسوں پر پھیلے ہوئے نصاب کی حدود کار یہ ہو سکتی ہیں:

ا۔ قرآن

- دینی تعلیم کی بنیاد قرآن مجید ہے، اس لیے مدارس کے نصاب میں قرآن کریم کی براہ راست تعلیم کو مرکزی حیثیت دی جائے۔ قرآنی فہم کی وسعت اور ہمہ گیریت کا احساس بیدار کیا جائے۔
- قرآن کریم، سیرت ساز اور اسلام کا داعی بنانے والی کتاب ہے۔
- قرآن مجید ایک انقلاب انگیز کتاب ہے، جس میں خالق کائنات نے راز حیات بتایا ہے۔ دلوں کے بھید جاننے والے مالک نے اس میں قوموں کے عروج و زوال کے اصول اور رموز بتائے ہیں، جن سے واقفیت ضروری ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- قرآن کا مکمل ترجمہ: لفظی اور بامحاورہ، مع گرامر کی تراکیب۔
- تجوید کے اصولوں کے مطابق قرآن کی خواندگی کا ایک کورس۔
- قرآن کریم کی تعلیم میں تفاسیر کو اولین حیثیت دینے کے بجائے، طالب علموں میں یہ صلاحیت پیدا کی جائے کہ وہ قرآن حکیم کو اپنی کوشش اور شوق سے سمجھیں۔ تفاسیر سے مطالعے اور استفادے کے دوران اہتمام کیا جائے کہ طلبہ: گروہی اور مسلکی عصبیت سے بالاتر ہوکر معتبر اور کلاسیکل تفاسیر سے استفادہ کریں۔
- قرآن کے منتخب حصوں کا تحقیقی اور تفسیری مطالعہ (جس میں لغوی، فقہی، کلامی اور معاصر تفاسیر سے استفادہ ہو)۔
- درس قرآن اور مفاہیم ذہن نشین کرانے کی تربیت۔
- آخری سال دورہ قرآن کا اہتمام کیا جائے اور اس مقصد کے لیے مدارس میں شیخ التفسیر کی گنجائش پیدا کی جائے۔

۲۔ حدیث اور سیرت پاک

مدارس میں عام طور پر حدیث نبویؐ کی بڑی ٹھوس شرحیں اور بحثیں پڑھائی جاتی ہیں، جن سے حدیث کا فہم حاصل کرنے میں کم از کم آج کے دور میں اکثر طلبہ ناکام رہے ہیں۔ دینی تعلیم کا یہ لازمی تقاضا ہے کہ طلبہ میں محض حدیث کی روایت ہی نہیں، بلکہ حدیث میں مذکور ہدایت اور قرآنی تعلیمات کے مطابق اس کے انطباق (application) کی بھی صلاحیت پیدا ہونی چاہیے۔ وہ ذخیرۂ حدیث سے ہدایت حاصل کرنے، متن حدیث کو پرکھنے اور عصری مسائل و معاملات میں جدید طریق استدلال کی تربیت پائیں۔

- علم الحدیث۔
- تدوین حدیث کی تاریخ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- الجامع الصحیح (بخاری) اور مسلم شریف کا تفصیلی اور تحقیقی مطالعہ (جو فرقہ ورانہ بحثوں سے پاک ہو)۔
- صحاح ستہ کی کتب پر جامع نظر۔
- مطالعہ سیرت رسولؐ اور سیرت پر قدیم وجدید اعتراضات کا تحقیقی وتوضیحی مطالعہ۔
- حدیث اور متن حدیث پر مخالفین کے تمام بنیادی اعتراضات کا تفصیلی مطالعہ اور بحث۔

۳۔ فقہ اور اصول فقہ

دینی مدارس میں فقہ (Islamic jurisprudence) کی تعلیم کے بارے میں تاثر یہ ہے کہ: ''حدیث اور قرآن کی نسبت ان [علماء و دینی مدارس] کی توجہ فقہ کی طرف زیادہ رہتی ہے۔ لیکن اس میں زیادہ تر، بلکہ تمام تر جزئیات فقہ کی تفصیلات ہی توجہ کا مرکز رہتی ہیں۔ فقہ کی تاریخ، اس کا تدریجی ارتقا، اس کے مختلف اسکولوں کی امتیازی خصوصیات، ان اسکولوں کے متفق علیہ اور مختلف فیہ اصول اور ائمہ مجتہدین کے طریق استنباط، جن کے جانے بغیر کوئی شخص حقیقت میں فقیہ نہیں بن سکتا، ان کے درس سرے سے شامل ہی نہیں ہیں۔ بلکہ ان چیزوں پر شاگرد تو درکنار، استاد بھی کم ہی نگاہ رکھتے ہیں۔ رہیں اجتہادی صلاحیتیں تو ان کا پیدا کرنا سرے سے اس نظام تعلیم میں مقصود ہی نہیں، بلکہ شاید گناہ بھی ہے۔ اس لیے مجتہد تیار ہونے کا یہاں کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا'' (تعلیمات، ص ۱۸۱)۔

اس لیے فقہ کی تعلیم میں بنیادی تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ اسلامی فقہ کا بیش تر حصہ قرآن و سنت سے استنباط اور ان کی تعلیمات کے انطباق پر مشتمل ہے۔ اس لحاظ سے ماضی کی یہ کوششیں بڑی قیمتی ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی حقیقت ہے کہ اس پر اپنے وقت کے حالات اور زمان و مکان کے احوال وظروف کا گہرا اثر ہے، جو بالکل فطری چیز ہے۔ ان میں آج کے بہت سے عصری مسائل کا حل موجود نہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ عصری مسائل کے حل کے لیے قرآن کریم اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنت رسولؐ کی طرف رجوع کیا جائے۔اس غرض سے دینی مدارس کے طلبہ میں تخلیقی صلاحیت کی نشو ونما کے لیے حسب حال فقہی نصاب ترتیب دیا جائے:

- اصول فقہ۔
- فقہی مسائل پر زیادہ زور صرف کرنے کے بجائے، زیادہ توجہ اصول فقہ پر دی جائے، تاکہ طالب علموں میں قرآن وسنت کی روشنی میں براہ راست فقہی مسائل حل کرنے کی صلاحیت پیدا ہو۔
- تاریخ فقہ۔
- فقہ کی تعلیم میں کسی ایک مسلک کو منتخب کرنے کے ساتھ ضروری ہے کہ ان امور میں دوسرے مسلکوں کے مؤقف سے بھی واقفیت بہم پہنچائی جائے، تاکہ گروہی تعصب کا ازالہ ہو اور وسعت فکر ونظر پیدا ہو۔
- فقہ القرآن والحدیث۔
- حنفی اصول فقہ۔
- حنبلی، مالکی، شافعی اور ظاہری، زیدی، جعفری اصول فقہ کے بنیادی اصولوں کا مطالعہ۔
- حنفی/مسلکی فقہ کا ایک متن۔
- دوسری فقہوں کے منتخب متون کا مطالعہ۔
- جدید قانون کا فلسفہ۔
- رومی، یہودی اور جدید قانون سازی کا اسلامی قوانین سے تقابلی مطالعہ۔
- ملکی ''مجموعہ تعزیرات'' اور ''ضابطہ فوجداری'' کا مطالعہ۔
- ترکہ اور وراثت کے مسائل پر خصوصی مہارت بہم پہنچائی جائے، تاکہ وہ مشترکہ خانگی کاروبار میں فعال اور غیر فعال پسماندگان کے حصے کا تعین کرنے میں عصری حالات اور معاشی حقائق کو ملحوظ رکھتے ہوئے مشورہ دے سکیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔عقائد

انسانی زندگی میں ہی نہیں، بلکہ ایک استاد اور طالب علم کے شغل درس و تدریس میں بھی عقیدے کا معاملہ بڑی مرکزیت رکھتا ہے۔ اسلامی عقیدے کی بنیاد کتاب وسنت اور نصوص الٰہیہ ہیں۔اس لیے عقیدے کی اصلاح و پختگی کے لیے: قرآنی اسلوب اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ریڑھ کی ہڈی کا مقام رکھتی ہیں۔ جس کے لیے ایسے عقائد کی ترویج کرنی چاہیے، جو انسان کو اپنے خالق سے جوڑنے میں شفاف آئینے کا کام دیں۔ اسلام کی تعلیمات کی تمام تر کارفرمائی ٹھوس عقائد پر مبنی ہے۔ اس لیے عقائد کے باب میں مدلل نصاب ازبس ضروری ہے۔ یہاں پر یہ بھی پیش نظر رہنا چاہیے کہ: انسانی فطرت، وقت کی تبدیلی کے ساتھ تبدیل نہیں ہوتی اور اگر سماجی سطح پر کوئی تبدیلی آتی بھی ہے، تو وہ وقتی اور محدود زمانے پر پھیلی ہوتی ہے۔

- اس اعتبار سے مسلمانوں میں ماضی کے کلامی مباحث و مذاہب کا منتخب مطالعہ۔
- عقیدے کی بحث کے مرکزی موضوعات پر گہرا فہم (مثلاً خدا کا وجود، تقدیر، آخرت وغیرہ)۔
- عصر حاضر کے گمراہ کن نظریات کا مطالعہ (مثلاً فتنہ انکار حدیث، فتنہ انکار جہاد، وحدت ادیان اور ختم نبوت کی نفی وغیرہ)

۵۔تقابل ادیان

اسلام بنیادی طور پر دعوت حق کا دین ہے۔ اس اعتبار سے ہر وہ فرد جو اسلام کا پیغام (یعنی کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت) سمجھے گا، وہ یقیناً اسے دوسروں تک پھیلانے کا عزم اور حوصلہ بھی پائے گا۔ اس صورت میں لازمی طور پر اسے نہ صرف نسلی مسلمانوں تک بلکہ دیگر مذاہب کے لوگوں تک بھی پہنچنا ہوگا۔ دینی مدرسے کے طالب علم کے لیے تو یہ بات اور بھی ضروری ہو جاتی ہے کہ وہ تمام بڑے مذاہب کی تاریخ، عقائد، عمل، اختلاف اور ان کی جدید حکمت عملی کے بارے میں معلومات اور فہم رکھے۔ اس مقصد کے لیے حسب ذیل مذاہب کا تقابلی مطالعہ کیا جائے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- یہودیت، عیسائیت (تاریخ، فرقوں اور ان کے علم کلام کا مطالعہ)۔
- غیر سامی مذاہب: ہندومت، بدھ مت، سکھ مت، قادیانیت۔
- چونکہ عصر حاضر میں مختلف نظریات نے بھی جدید مذاہب کی شکل اختیار کر لی ہے، اس لیے انھیں بھی اس تقسیم میں زیر مطالعہ لایا جائے، مثلاً سیکولرزم، نسل پرستی، قوم پرستی، سرمایہ داری وغیرہ۔

۶۔ منطق و فلسفہ

عصری رجحانات، افکار اور علمی امور کی تفہیم و تعبیر کے لیے منطق اور فلسفہ کا فہم ایک اہم ضرورت ہے۔ اس کے لیے دو اختیاری مضمون رکھے جائیں:

- قدیم فلسفہ کے منتخب متن کے تعارفی مطالعے اور ان پر معیاری تنقیدی ادب کی بنیاد پر نصاب کی تیاری۔ (یونانی فلسفہ کو درس نظامی سے یکسر خارج کرنا بہت مضر ہوگا۔ آج کی مغربی فکر اسی فلسفہ پر استوار ہے اور غزالی و رازی کے عہد کے فکری معرکے بھی اسی [فلسفے] کے تجزیے پر مبنی ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ مقدار میں کم لیکن معیار میں اساسی نوعیت کے مباحث پہلے زمانے سے اخذ کیے جائیں) یہ نصاب مختصر مگر جامع ہو[۲]۔
- مسلمانوں میں علم کلام کی تاریخ، کلامی مکاتب فکر اور ان کے پیدا شدہ اثرات۔

۲۔ منطق اور فلسفے کی تعلیم سے متعلق بعض حضرات رائے دیتے ہیں کہ یونانی فلسفے کے زوال کے بعد ان مضامین کو پڑھانا چنداں ضروری نہیں۔ اس بارے میں مفتی محمد تقی عثانی لکھتے ہیں: ''لیکن یہ بات بوجوہ درست نہیں۔ اسلاف کی کتابوں کا عظیم الشان ذخیرہ، بالخصوص اصول فقہ، انھی علوم کی اصطلاحات اور منطقی انداز و اسلوب پر مشتمل ہے۔ اس کو سمجھنے کے لیے منطق و فلسفے سے واقفیت ضروری ہے۔ لیکن ان مضامین کو اسی حد تک پڑھانا چاہیے، جس حد تک وہ اسلامی علوم کے لیے زینے کا کام دیں۔ ان کو ایک مستقل علمِ مقصود کے طور پر پڑھنے پڑھانے کا واقعی اب کوئی جواز نہیں۔ لہٰذا، جہاں ان مضامین کی تعلیم مذکورہ ضرورت سے زائد ہو رہی ہو، وہاں اس کو ضرورت کی حد تک محدود کر کے دوسرے مضامین کے لیے گنجائش پیدا کی جا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ فلسفہ میں عنصریات اور فلکیات کے حصے اب تحقیق اور مشاہدے سے غلط ثابت ہو چکے ہیں، ان کی غلطی کی وضاحت کے ساتھ جدید تحقیقات پڑھانا ضروری ہے'' (ہمارا تعلیمی نظام، ص ۱۰۵)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- ایک ایسا کورس وضع کیا جائے، جس میں اسلام، جدید فلسفہ اور معاصر فکری نظاموں کی فلسفیانہ بنیادوں کے تقابلی مطالعہ کا اہتمام ہو۔ اس کورس میں اسلام کی اصولی اور فکری بنیادوں سے اور اس کی اساسی اقدار سے بحیثیت ایک کلی نظام کے طلبہ کو متعارف کرایا جائے۔ مقابل: عصر حاضر کی فکری، نظریاتی بنیادوں اور ان کی اساسی اقدار کا مطالعہ کیا جائے، تاکہ طالب علم کو درپیش چیلنج کا ادراک حاصل ہو سکے۔ یہ کورس مقابلۃً زیادہ مفصل ہونا چاہیے۔

۷۔ تاریخ

موجودہ درسی نصاب میں امت مسلمہ کی تاریخ سے متعلق کوئی حصہ شامل نہیں ہے۔ اس لیے دینی مدارس کا طالب علم عموماً تاریخ کے تسلسل اور اہم واقعات کی ترتیب سے بے خبری کا شکار رہتا ہے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے:

- اسلام کا فلسفہ تاریخ اور مطالعہ تاریخ کا مقصد
- فلسفہ تاریخ کے مختلف نظریات۔
- مختلف ادوار کا مطالعہ، واقعات وحوادث کی تکرار کے بجائے ان واقعات کے محرکات پر بحث، حکمرانوں کی دینی، سماجی، معاشی حکمت عملی کے فہم اور مستقبل پر ان کے اثرات و مضمرات پر مشتمل ہو۔
- عام طور پر اسلامی تاریخ کا نصاب خلافت راشدہ سے شروع ہو کر خلافت عباسیہ پر ختم ہو جاتا ہے۔ حالانکہ مسلم تاریخ کے حسب ذیل ادوار اپنی اہمیت کے اعتبار سے نہایت ضروری ہیں: • خلافت عثمانیہ، • اندلس میں مسلمان، • وسطی ایشیا میں مسلم ریاستیں، • مشرقی یورپ میں مسلم تاریخ، • جنوب مشرقی ایشیا میں مسلم اقتدار، • مشرق بعید میں اسلام کا پھیلاؤ، • افریقی ممالک میں اسلام کی ترویج، • انیسویں اور بیسویں صدی میں مسلم دنیا کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکست وریخت اور اس سے پیدا شدہ عبرت آموز اسباق وغیرہ۔

- تجدید واحیائے دین کی تحریکات۔
- مسلم دنیا کے مختلف حصوں پر مغربی استعمار کے غلبے کی تاریخ، حکمت عملی، اثرات اور نتائج۔
- مسلم دنیا کا نقشہ، جغرافیہ، معدنی وقدرتی مسائل اور وسائل پر معلومات اور فہم۔

۸۔ زبان وادب

موجودہ زمانے میں ایک کامیاب رہبر اور دینی رہنما کے لیے دینی علم اور جدید علوم سے شناسائی بہت ضروری ہے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے دینی علوم کے سرچشمے عربی، قومی زبان اردو اور ایک بین الاقوامی زبان کے طور پر انگریزی کے فہم کا حصول لازمی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لیے انھیں نصاب اور تدریس میں مناسب جگہ ملنی چاہیے۔ اس تناظر میں زبان اور ادب کا فہم اور تحریر واظہار کی صلاحیت پروان چڑھانے کے لیے لسانی اور ادبی بنیاد کو مستحکم اور وسیع بنانا ضروری ہے۔ اسی طرح علم وادب کی لطافتیں اور ماضی کے علمی ورثے کے خزینوں تک رسائی پانے کے لیے زبان وادب کا فہم بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر طالب علم اپنی مادری زبان کے ساتھ ہی ساتھ اردو، عربی اور انگریزی کا فہم حاصل کرے۔

❖ **عربی**: اسلامی تعلیمات کے اصل مراجع کتاب اللہ، احادیث رسول، تاریخ اور فقہ، عربی میں ہونے کی وجہ سے عربی زبان وادب کو مرکزی اہمیت حاصل ہے۔ اس لیے عربی زبان پر عبور حاصل کیے بغیر مسائل کی تہہ تک پہنچنا بہت مشکل ہے۔ عربی دانی کے لیے عربی قواعد کے ٹھوس اصولوں کا علم بھی لازمی ہے۔ صرف ونحو (گرامر) کی تعلیم کے بغیر عربی ادب میں عبور حاصل ہو نہیں سکتا۔

- عربی کے قدیم اثاثے سے استفادے کے لیے عربیت کا ذوق پیدا کرنے کے لیے بنیادی امور کی تعلیم اور یاد رکھنے کی مشق اور اظہار وبیان پر زور دیا جائے۔
- عربی زبان کی تعلیم کے لیے روایتی طرز تعلیم کے بجائے جدید اور تیز رفتار طریقے اختیار کیے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائیں (اس میں لسانی فہم کے لیے جدید کتب کے ساتھ سمعی و بصری آلات سے بھی مدد لی جائے)۔

❖ اردو: اردو زبان وادب میں ستھرے ذوق اور تحریر و بیان کی آبیاری کے لیے عمدہ مہارت بہم پہنچانے کو اہمیت دی جائے۔ یہ چیز علمی اور عمومی مجلسوں میں سلیقے سے بات کرنے میں مدد دے گی اور لکھنے کی صلاحیت کو بہتر بنائے گی۔

❖ انگریزی: دینی تعلیم کے حاملین کو بہر صورت انگریزی زبان پر اتنی دسترس ضرور حاصل ہونی چاہیے، جس کے تحت وہ انگریزی میں لکھی ہوئی کتاب آسانی سے پڑھ سکیں، اور اسے سمجھ کر اپنی زبان میں مطلب بیان کر سکیں۔ یہ ایک بے جا قسم کا خوف ہے کہ اگر ان طلبہ کو انگریزی میں شد بد ہوگئی تو یہ دین کا راستہ چھوڑ کر دنیا کی منڈی میں غائب ہو جائیں گے۔ زبردستی کسی کو باندھا اور روکا نہیں جا سکتا۔ اس لیے کھلے دل کے ساتھ اس چیلنج کو قبول کرنا چاہیے۔

- پہلے مرحلے میں میٹرک کی سطح تک رائج انگریزی درسی کتب اور گرامر سے شناسائی ضروری ہے اور پھر کم از کم انٹرمیڈیٹ کا انگریزی نصاب پڑھانا چاہیے[۳]۔

۹۔ دعوت و تربیت

دین اسلام کوئی نسلی پیغام نہیں ہے۔ یہ ہدایت سب زمانوں، قوموں اور نسلوں کے لیے ہے۔ دعوت حق کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے۔ اس لیے اسلام ہر مسلمان پر یہ ذمہ داری عائد کرتا

۳۔ دینی طبقے اور انگریزی زبان کے درمیان پیدا شدہ فاصلے کے حوالے سے پروفیسر سید محمد سلیم لکھتے ہیں: ''یہ پروپیگنڈا بے بنیاد ہے کہ [ہندستان کے] علماء نے انگریزی سیکھنے کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا تھا۔ انگریزی سیاست کاری نے جہاں یہ جھوٹ پھیلایا کہ اسلام تلوار کے زور پر پھیلا ہے، وہاں یہ جھوٹ بھی پھیلایا کہ علماء نے انگریزی سیکھنے کے خلاف فتویٰ دیا ہے۔ دو صدیاں گزر چکی ہیں، آج تک کسی نے وہ فتویٰ پیش نہیں کیا۔ اس کے برخلاف فقہ حنفی کے مشہور عالم ملا علی بن محمد سلطان معروف بہ علی قاری (م: ۱۶۰۶ء) نے مشکوٰۃ کی شرح میں لکھا: ''شریعت کے اصولوں کے مطابق کسی بھی زبان کا سیکھنا حرام نہیں ہے۔ وہ سریانی یا عبرانی، ہندی ہو یا ترکی یا فارسی یا کوئی اور ہو''۔ اسلام ایک آفاقی دین ہے، وہ اجنبی زبانوں کے سیکھنے پر کوئی پابندی عائد نہیں کرتا۔ وہ تمام قوموں، زبانوں، ملکوں اور زمانوں کو ایک ہی نظر سے دیکھتا ہے'' (دینی مدارس کے لیے نصاب نو، ص ۳۵-۳۶)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ وہ اپنے قول، فہم اور عمل سے دین اسلام کی دعوت کو پھیلانے والا بنے۔ افسوس کہ وقت گزرنے کے ساتھ جہاں دیگر بہت سی غلط فہمیاں در آئی ہیں، اسی طرح دعوت دین کے بارے میں یہ باور کرلیا گیا ہے کہ یہ کام شاید صرف چند علماء کا ہے۔ بلاشبہ چند افراد تو اس ذمہ داری کے لیے ہمہ وقت مصروف رہیں گے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ جمہور مسلمان مرد وزن اس فرض سے سبک دوش ہوگئے ہیں۔ اس حوالے سے دعوت دین کے اصول، طریق کار اور دیگر متعلقہ مباحث سے طالب علموں کو آگاہی حاصل ہونی چاہیے، اسی لیے دینی مدارس نے جہاں فہم قرآن اور فہم دین میں کمال کی ذمہ داریاں ادا کرنی ہیں، وہیں پر اس کے طلبہ و طالبات کو دعوت دین، اور اشاعت اسلام کی تربیت بھی دینا ہے[۴]۔ اس عمل کے دو پہلو ہیں: پہلا دعوت اور دوسرا تربیت---

دعوت کے ذیل میں:

- قرآن وسنت کے، اصول دعوت اور اسلوب دعوت کی تفہیم۔
- دعوت دین کی تاریخ سے حاصل کردہ اسباق سے شناسائی۔
- گفتگو، مکالمے، تقریر وغیرہ کی عملی تربیت۔

جبکہ تربیت کے ذیل میں:

- مختلف طبقوں، گروہوں وغیرہ میں دعوتی کام کی تربیت۔
- اخلاق اور کردار کی تعمیر وتزکیہ کے لیے قرآن وسنت کے اصولوں کا فہم۔
- مسلمانوں میں اخلاقی تربیت کے دیگر طریقوں (تصوف، ذکر وغیرہ) کا مطالعہ اور تجزیہ۔

۱۰۔ جدید علوم

اس ضمن میں سائنس اور سماجی علوم نیز انفرمیشن ٹکنالوجی کے ابتدائی، تعارفی اور تنقیدی

۴۔ اس باب میں ٹھوس پیش رفت کے لیے سب سے پہلے بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد نے دعوۃ اکیڈمی قائم کر کے اور پھر چند برس پیش تر پنجاب یونیورسٹی نے ایم اے اسلامیات کے طالب علموں کے لیے ''دعوت وارشاد'' کا نیا پرچہ متعارف کروا کے درست سمت میں قدم اٹھایا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطالعے کا موقع فراہم کیا جائے۔

- سائنسی علوم (خاص طور پر حیاتیات، طبعیات، کیمیا، فلکیات) کا تعارفی اور تنقیدی مطالعہ اہم اصطلاحوں سے واقفیت اور مختلف مباحث سے تعارف (ریاضی و سائنس کے مبادیات کی تعلیم دی جائے۔ اس کے لیے مختصر اور معلوماتی مضامین تیار کیے جائیں۔ ریاضی کی تدریس میں روزمرہ ریاضی اور عملی ضروریات کے لیے حسابی قواعد سکھائے جائیں۔ جبکہ طبعی اور حیاتیاتی سائنس کے مظاہر، تخلیقی حکمت کے جدید تصورات پر نقد و نظر کے ساتھ نئی کتب تیار کر کے نصاب میں شامل کی جائیں)۵۔
- جدید سماجی علوم (سیاسیات، نفسیات، معاشیات، بین الاقوامی امور) کا تعارفی اور تنقیدی مطالعہ۶۔
- اگرچہ کمپیوٹر ٹکنالوجی (IT) ایک وسیع اور پیشہ ورانہ میدان ہے۔ تاہم اس کے بارے میں تین چار برسوں میں ابتدائی نوعیت کی معلومات اور خاص اصطلاحوں کا فہم دے دیا جائے، اور اسے دعوۃ اور دیگر دینی معمولات کے ابلاغ وغیرہ سے مربوط کر کے پڑھایا سمجھایا جائے

۵۔ سائنس میں جن موضوعات کا انتخاب کیا جائے، اس سے قدرتِ حق کے کرشمے کی صاف جھلک نظر آتی ہو، تاکہ خالق کائنات کی صناعی کی تفصیل کے ساتھ قادرِ مطلق کا بیان بھی ہو۔ مثال کے طور پر طبعیات (فزکس) میں کائنات اور نظام شمسی اور اس سے متعلق قانون۔ پھر کیمیا (کیمسٹری) میں ہوا، آگ، پانی اور دوسرے موضوعات۔ نباتات و حیوانات میں اعضا کے کام کرنے کا طریقہ اور ایسے ہی پہلو۔ [اسی طرح نظام شمسی کے رموز و اوقات کی حکمتیں اور معدنی و موسمی حوالوں کے سبق آموز پہلو] ان سب کو پانچ حصوں میں تقسیم کر کے ''قدرت کے کرشمے'' کا نام دیا جا سکتا ہے۔ اس سے ایمان میں پختگی اور کائنات پر غور و فکر اور جستجو کی صلاحیت طالب علم میں ابھرے گی۔ سائنسی مضامین سے دلچسپی پیدا ہوگی مگر ضروری ہے کہ یہ کتب خود تیار کی جائیں (ڈاکٹر عبدالقیوم، ملک و ملت کی تعمیر اور دینی مدارس، ص ۱۹۷-۱۹۸)۔

۶۔ ''اہل علم اور علمائے کرام کے لیے ضروری ہے کہ وہ مغربی علوم و فنون کا تنقیدی انداز میں مطالعہ کریں۔ ان کے پانچ علوم ایسے ہیں جو اس وقت سب سے زیادہ غلط فہمیاں پیدا کر رہے ہیں۔ جتنا کفر و الحاد اس دور میں پھیلا وہ اکثر و بیشتر انھی پانچ علوم کی وجہ سے پیدا ہوا ہے: (۱) علم نفسیات (۲) علم بشریات (۳) علم عمرانیات (۴) علم سیاسیات (۵) علم معاشیات —— علمائے کرام کو ان پانچ علوم و فنون کا مطالعہ کر کے ان میں موجود غلط اساسات و تصورات کی تردید عقلی انداز میں دلائل و شواہد کے ساتھ کرنی چاہیے'' (ڈاکٹر محمود احمد غازی، اکیسویں صدی میں پاکستان کے تعلیمی تقاضے، ص ۱۱۵)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو یہ چیز طالب علم کے اعتماد میں وسعت کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

۱۱۔ تحقیق و تجزیہ

تعلیمی زندگی کا ایک بڑا اہم حصہ تحقیق اور تجزیے کا ہے۔ جس میں طالب علم کسی ایک موضوع پر اپنی توجہ مرتکز کر کے پہلے سے کیے گئے کام کا جائزہ لیتا ہے، پیدا شدہ مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مختلف ماخذ و مراجع سے استفادہ کر کے کسی نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔ عام یونیورسٹیوں میں اس مقصد کے لیے ٹرم پیپر، ریسرچ رپورٹ، ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کے لیے تحقیقی مقالے لکھے جاتے ہیں۔ دینی مدارس اس میدان میں اپنے کام کو منظّم کریں تو یقیناً امت مسلمہ کو راست فکر تحقیق کاروں کی ایک قیمتی ٹیم میسر آ سکتی ہے۔ اس مقصد کے لیے مدارس اپنے نصاب میں تحقیق کے لیے:

- چھٹے سال میں تحقیق و تجزیے کے لیے، ابتدائی دور کے اسلامی محققین کی کاوشوں اور طریق کار سے واقفیت، پھر تحقیق و تجزیہ کے جدید اصولوں کا تعارف، ساتویں سال میں تحقیق و تجزیہ یا مخطوطہ (manuscript) کی پرکھ کے لیے عملی تربیت اور آخری سال ایم اے کی سطح کا تحقیقی مقالہ لکھنا لازمی قرار دیا جائے۔ جس کا جائزہ غیر جانب دار حضرات لیں۔
- ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح کی تحقیق کے لیے بھی پروگرام تجویز کیا جائے، جس کی منظوری کے لیے بین الاقوامی اسلامی اور قومی یونیورسٹیوں سے الحاق ممکن ہے۔

❁

پہلی نظر میں مضامین اور نصاب کے لیے پیش کردہ یہ تجاویز ناقابل عمل لگ سکتی ہیں۔ لیکن جب تصور اور ضرورت سامنے ہو تو پھر یہ کام ماہرین تعلیم اور ماہرین نصابیات کا ہے کہ وہ کس طرح مواد، وقت، صلاحیت اور وسائل کو سامنے رکھ کر ایک متوازن نظام درس و تدریس وضع کریں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختتامیہ

دینی مدارس کے نظام تعلیم پر بحث بلاشبہ ایک ملّی مسئلہ ہے، لیکن جب اس مسئلے پر بحث کے لیے عالمی اور سیاسی مفادات کی حامل قوتیں میدان میں آتی ہیں تو اکثر ان کا ایجنڈا مختلف ہوتا ہے۔

اس کتاب میں دینی مدارس کے تعلیمی نظام کو امت مسلمہ کے فریم ورک میں دیکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کاوش میں ان کی خدمات کا اعتراف بھی کیا گیا ہے اور ان پر ہونے والی نظریاتی یا سیاسی یلغار کی ماہیت کو بھی جاننے کی کوشش کی گئی ہے۔ اسی طرح ان مدارس کے داخلی نظام کار پر بھی ایک نظر ڈالی گئی ہے، جس میں اعتراف و سپاس کے ساتھ دکھ کے جذبات اور اختلاف کے نکات کو پیش کرنے میں کسی ہچکچاہٹ سے کام نہیں لیا گیا۔ ان کی نصابی روایت کو پیش کرنے کے ساتھ زمانے کی ضرورت اور ان کے مقام و منصب کی مناسبت سے نصابی تجاویز پیش کی گئی ہیں۔

یہ کوئی درسی کتاب نہیں ہے کہ جس میں کوئی ایک مقدمہ قائم کر کے اس پر شق وار کلام کیا گیا ہو۔ بلکہ، اس میں کوشش یہ کی گئی ہے: ایک جانب دینی مدارس کے منتظم حضرات اس سے استفادہ کریں تو دوسری جانب مغرب یا مغربی پراپیگنڈے سے خائف اہل و عقد مسئلے کی نوعیت کو سمجھ سکیں۔ تیسری جانب ایک عام قاری مدارس کی تاریخ، خدمات، الزامات، مسائل اور ممکنہ حل طلب امور کو دیکھ سکے۔ چوتھے یہ کہ ایک غیر مسلم بھی اسے پڑھ کر اندازہ لگا سکے کہ یہ نظام کار ہے کیا۔ ان صفحات کو مختلف مخاطبین کا لحاظ کرتے ہوئے پڑھا جائے تو ایک ہمہ پہلو تصویر کے خدوخال سامنے آتے ہیں۔ مسائل اور چیلنجوں سے عہدہ برا ہونے کی حکمت عملی بھی نمایاں ہوتی ہے۔

ایک ڈیڑھ صدی پار کی بات ہے، کہ دینی نظام تعلیم مختلف حوالوں سے لاتعلقی یا بحث، طنز یا حیرت کا موضوع بنا دکھائی دیتا ہے۔ حالانکہ اس سے قبل یہی نظام تعلیم، مسلمانوں کی دینی و تہذیبی ضروریات کو پورا کرنے اور ان کی تعمیر و ترقی کا سرچشمہ تصور کیا جاتا تھا۔ پھر ایسا کون سا جوہری فرق ''واقع'' ہوا کہ وہی مقبول نظام تعلیم، گریز، اجتناب یا ایک مخصوص طبقے کا نظام بن کر رہ گیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا پہلا سبب تو یہ ہے کہ اس نظام تعلیم کا مسلم مملکت کے کاروبار ریاست و معیشت سے ناتا ٹوٹ گیا، جس کی جگہ صلیبی استعمار نے لے لی۔ مدارس کے سند یافتہ طالب علم کو امامت، خطابت یا تدریس کے علاوہ کوئی راستہ ملنا مشکل دکھائی دیا۔ اس کے بالمقابل استعمار نے ایک طاقت ور نظام تعلیم کو کھڑا کیا اور بھرپور سرپرستی بھی کی۔ یوں تعلیم کا افادی اور مادی پہلو آڑے آیا۔

دوسرا یہ کہ دینی نظام تعلیم کے حاملین نے عصری تعلیم کے حوالے سے محض تعلقات کار ہی میں گریز پائی نہیں اختیار کی، بلکہ اس منفی سوچ کو ابھارنے میں مخصوص رویہ بھی اپنایا۔ جس کے مطابق معاشرہ یہ سمجھنے پر مجبور ہوا کہ اکثر مذہبی تعلیم یافتگان یا بہت سے اہل تقویٰ کی نظر میں تو دنیوی یا مادی علوم اور کسب معاش کو فروتر چیز سمجھ کر اس کا مضحکہ اڑایا جاتا ہے، یا پھر ایسی فضا قائم کر دی جاتی ہے کہ جس میں مادی ترقیات کو دنیا کا کام سمجھ کر تحقیر کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ نتیجہ یہ کہ عام طور پر مسلمان گھرانوں میں یا دین پر عمل کرنے والے اکثر لوگوں میں قناعت پسندی کا ایک مخصوص تصور پیدا ہوتا ہے، جس کا آغاز تو بظاہر درویشانہ دکھائی دیتا ہے، لیکن انجام ایک طرح کی بے عملی اور دوسروں پر انحصار کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ جسے دیکھ کر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اللہ اور اس کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا، قناعت یا مادی ترقی کے لیے واقعی منشا یہی ہے؟

قرآن عظیم اور سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنے سے پہلی بات یہ سامنے آتی ہے کہ: دنیا کی اس متاع کو، آخرت کی لامتناہی زندگی کے ثمرات کے مقابلے میں حقیر جانو، اولاد، مال اور اختیار کو ایک آزمائش سمجھو۔ بچشم ہوش، اگر اس ہدایت کو دیکھا جائے تو اس کا ہرگز وہ مفہوم نہیں نکلتا جو عام طور پر سمجھا یا جاتا ہے۔ بلکہ، اس ہدایت میں ایک بڑی حکمت یہ پوشیدہ ہے کہ جب انسان دنیاوی وسائل کو مطلوب و مقصود قرار دے گا تو پھر لازماً وہ انھیں ہر جائز و ناجائز طریقے سے قبضے میں لانے کی کوشش کرے گا۔ اس کے برعکس اگر وہ آخرت کی زندگی میں جوابدہی پر نظر رکھے گا تو پھر مال و دولت دنیا کماتے وقت دھونس، دھاندلی اور ظلم سے بچنے کی کوشش کرے گا۔ اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ قرآن کریم میں اولاد، مال اور اختیار کو انعام بھی کہا گیا ہے۔ قرآن و سنت میں کہیں بھی یہ حکم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں دیا گیا کہ تم ترک دنیا کرو، دوسروں کی دولت پر گزارہ کرو۔ یا دوسروں کے رحم وکرم پر زندگی بسر کرو۔ نہیں، بلکہ یہ کہا گیا، اور بار بار کہا گیا کہ: لقمہ حلال کماؤ، اللہ کے فضل کو تلاش کرو، جو کماؤ اس میں سے زکوٰۃ دو، اللہ کی راہ میں خرچ کرو، محنت اور کوشش کر کے اپنے آپ کو مضبوط بناؤ، دشمن کے مقابلے میں اپنے گھوڑے تیار رکھو۔ یہ تمام ترغیبات ایک بندہ مومن کو اللہ کی رضا کے لیے بلند پایہ عالم دین، بہترین تاجر، خلاق سائنس دان، اعلیٰ درجے کا قانون دان، قابل رشک مجاہد اور ذمہ دار جرنیل بننے پر ابھارتی ہیں۔ کیونکہ ایسی کوشش وکاوش ہی سے ایک مسلمان خلافت ارضی کا حق دار اور امت وسط کا ترجمان بن سکتا ہے۔ ورنہ قناعت کے خود ساختہ خانقاہی تصور کے نتیجے میں تو وہ لازماً امداد یافتہ مردِ مجبور اور سیاسی و معاشی غلام ہی بنے گا۔ ایک غلام کے ساتھ استعماری آقا جو سلوک کرتے ہیں، وہ آج پوری مسلم دنیا میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اس کا تیسرا پہلو یہ ہے کہ اگر واقعی مادی ترقی کوئی غیر مطلوب چیز ہے تو پھر یہ مسجد و مدرسہ کی تعمیر و توسیع یا تدریس وکفالت اور دعوت و جہاد میں ایثار وانفاق فی سبیل اللہ کے لیے وسائل کہاں سے پیدا ہوں گے؟ کیا واقعی اسلام یہ چاہتا ہے کہ کچھ بندے تو اللہ کے پیارے بن کر مدرسہ وخانقاہ میں بیٹھے رہیں اور باقی لوگ، اللہ تعالیٰ اور نیکوکاروں کی نظر میں ذلیل و رسوا ہو کر دنیا کمائیں اور پھر اس متاع دنیا کو اللہ کے پیارے چند لوگوں کے قدموں میں ڈال کر جنت کے امیدوار بنیں۔ قرن اول میں اور خود قرآن وسنت میں اس کلچر کو کبھی معیار مطلوب قرار نہیں دیا گیا۔

ان حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے تمام مکاتب فکر کے علمائے دین، صوفی سلسلوں کے مشائخ اور خطیب حضرات اگر برملا اور تسلسل کے ساتھ یہ اعلان کریں کہ دنیوی تعمیر و ترقی سے متعلق تعلیم اور جدوجہد فی نفسہٖ، دین سے ٹکراؤ نہیں رکھتی، بلکہ اللہ کی مرضی کے مطابق اس میں کدوکاوش بھی رضائے الٰہی کا ایک ذریعہ ہے تو، عام طور پر مسلمانوں میں ایک خوشگوار تبدیلی دیکھنے کو ملے گی۔ ''دین والے'' اور ''دنیا والے'' کی اصطلاحیں اسلام میں مطلوب نہیں، بلکہ دین اور دنیا کو ساتھ ساتھ چلانا اسلام میں مقصود ہے۔ اس خلیج کو عبور اور اس تذبذب کو دور کرنے کے لیے علمائے کرام

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فکری اور علمی سطح پر عامۃ الناس کو دعوت عمل دیں۔ یہ عمل مدرسے کی تعلیم اور مسجد کے درس سے شروع ہو سکتا ہے۔ زیر نظر کتاب میں اس حوالے کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔

حیات پرور چراغ ہدایت اپنے پاس رکھنے کے باوجود، مسلم امت کا حال مایوس کن اور مستقبل برگشتگی کا آئینہ دکھائی دیتا ہے۔ جس کے بڑے اسباب یہ بھی ہیں: • امت کے خواص اور عوام سطحیت اور جذباتیت کی فضا میں سانس لیتے ہیں، مگر ایسی علمی و عملی سرد مہری میں کامرانی کی توقع باندھتے ہیں • ایمان کے مبادیات سے تعلق اور اخلاقی قدروں کی پاسداری سے دلچسپی نہیں رکھتے، مگر اخلاقی برتری کی حامل اسلامی تہذیب کا قائم مقام بننا چاہتے ہیں • دنیوی علوم وفنون میں نقالی اور شکست خوردگی سے آگے نہیں بڑھتے، مگر ترقی و ہنر کے ثمرات پر اپنا حق جتانے میں کوئی رعایت تک نہیں دیتے • روح عصر کو دینی علوم کے تابع لانے کی بامعنی کوشش کرنے کو تیار نہیں، لیکن دنیا بھر کو فرماں بردار بنانے کا خواب دیکھتے ہیں • اسلامی پیغام کی حامل اسلامی تحریکوں پر سنگ زنی سے لطف اٹھاتے اور وقتی یا ہنگامی تحریکوں کے لیے جوش دکھانے کو فلاح کی راہ گردانتے ہیں • ضرورت پڑنے پر دینی جذبے سے سرشار بے لوث اور قیمتی نفوس کو دین و ملت کی آبرو کے لیے پکارتے ہیں، لیکن اپنی مطلب براری کے فوراً بعد اُن مخلص انسانوں کو اپنی خواہشات کا ایندھن بنا کر قصہ ماضی بنا دیتے ہیں • پیغام اور تشخص کا یہ بحران، رگوں میں اترتے ہوئے زہر کی مانند ہے، جس کے تریاق کی توقع کرتے ہوئے علوم اسلامیہ کے مراکز کو پکارا جاتا ہے، مگر یہ صدا، صدائے بازگشت سے آگے بڑھتی دکھائی نہیں دیتی۔

مدارس کے نظام تعلیم کی اس بحث میں انھی حوالوں اور رویوں کا سراغ لگانے کی کوشش کی گئی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمیمہ جات

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمیمہ نمبر-۱

نصاب درسِ نظامی

ملاّ نظام الدین محمد سہالوی مرحوم ومغفور کا ترتیب شدہ نصاب تعلیم حسب ذیل ہے، جسے درسِ نظامی کے نام سے موسوم کیا گیا ہے*۔

	فنون	کتب
۱۔	صرف	میزان، منشعب، صرف میر، پنج گنج، زبدہ، فصولِ اکبری، شافیہ
۲۔	نحو	نحو میر، شرح مائۃ عامل، ہدایۃ النحو، کافیہ، شرح جامی
۳۔	منطق	صغریٰ، کبریٰ، ایساغوجی، تہذیب، شرح تہذیب، قطبی مع میر قطبی، سلم العلوم
۴۔	حکمت	میبذی، صدرا، شمس بازغہ
۵۔	ریاضی	خلاصۃ الحساب، تحریر اقلیدس مقالہ اول، تشریح الافلاک، قوشجیہ، شرح چغمینی باب اول

*اگرچہ دارالعلوم دیوبند کے قیام کے بعد مندرجہ بالا درس نظامی میں وقتاً فوقتاً تبدیلیاں متعارف کرائی جاتی رہی ہیں، تاہم دارالعلوم دیوبند کے قیام سے قبل، حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے مذکورہ بالا کتب میں سے متعدد کا مطالعہ کیا، اوراس کے علاوہ جو کتب پڑھیں، ان کے اشارات شاہ صاحب کی کتاب الجزا اللطیف سے اس طرح سامنے آتے ہیں: مثلاً انھوں نے: • منطق میں شرح شمسیہ اور شرح مطالع • طب میں موجز القانون • اصول فقہ میں المنتخب الحسامی • کلام میں حاشیہ خیالی • تفسیر میں مدارك • فلسفہ میں شرح هداية الحكمة • حدیث میں شمائل ترمذی اور بخاری کے کچھ حصے • بھی پڑھے۔ شاہ صاحب نے باقاعدہ طور پر تصوف کے ذیل میں عوارف المعارف، رسائل نقشبندیه، شرح رباعیاتِ مولانا جامی، مقدمہ شرح لمعات، لوائح، مقدمہ نقد النصوص جیسی کتب کا بھی درس لیا (خلیق احمد نظامی شاہ ولی اللہ کے سیاسی

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۔	بلاغت	مختصر معانی، مطول
۷۔	فقہ	شرح وقایہ، ہدایہ اولین، ہدایۃ آخرین
۸۔	اصول فقہ	نورالانوار، توضیح تلویح، مسلم الثبوت
۹۔	کلام	شرح عقائد نسفی، شرح عقائد جلالی، میرزاہد، شرح مواقف
۱۰۔	تفسیر	جلالین، بیضاوی
۱۱۔	حدیث	مشکوٰۃ المصابیح[1]

(حاشیہ پچھلے صفحہ سے آگے)

مکتوبات، ص۱۹۳-۱۹۴)۔شاہ ولی اللہؒ کے زمانہ تعلیم کے نصاب سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ: ''نصاب میں قرآن وحدیث اور اس سے متعلق علوم کو جو قانون اسلامی کا سرچشمہ ہیں [بنیادی] اہمیت نہیں دی گئی تھی۔ شاہ ولی اللہؒ نے نصاب تعلیم میں ان علوم کو داخل کیا جو قرآن و سنت کو سمجھنے کے لیے ضروری تھے۔ اس سے قبل گجرات اور بنگال میں حدیث کی کچھ تعلیم ہوتی تھی۔ لیکن یہ شاہ صاحب ہی کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ جو دارالعلوم دیوبند میں حدیث کی دوسری کتابوں کے ساتھ صحاح ستہ کا باقاعدہ درس دیا جانے لگا'' (ہندستان کی دینی درس گاہیں، ص۱۰۸)۔

۱۔ اختر راہی تذکرہ مصنفین درس نظامی، طبع دوم ۱۹۷۸ء ص ۱۸۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمیمہ نمبر-۲

نصاب درس نظامی (جامع)

نوٹ: برصغیر جنوب مشرقی ایشیا (پاکستان، بنگلہ دیش، بھارت) کی دینی درس گاہوں میں، مختلف سطحوں پر، مختلف اوقات میں درس نظامی کی تکمیل کے لیے جو کتب پڑھائی گئیں یا پڑھائی جارہی ہیں، وہ حسب ذیل ہیں*:

❖ علومِ قرآن			وفات*	
۱۔	قرآن مجید			
۲۔	تفسیر بیضاوی/انوار التنزیل	عبداللہ بن عمر بیضاوی	۶۸۵ھ	۱۲۸۶ء
۳۔	تفسیر ابن کثیر	عماد الدین ابن کثیر	۷۷۴ھ	۱۳۷۳ء
۴۔	تفسیر مدارک التنزیل	ابوالبرکات عبداللہ نسفی	۷۱۰ھ	۱۳۱۰ء
۵۔	تفسیر جلالین	جلال الدین محلی	۸۶۴ھ	۱۴۵۹ء
		جلال الدین سیوطی	۹۱۱ھ	۱۵۰۵ء
۶۔	تفسیر مظہری	ثناءاللہ پانی پتی	۱۲۲۵ھ	۱۸۱۰ء
۷۔	الفوز الکبیر	شاہ ولی اللہ دہلوی	۱۱۷۶ھ	۱۷۶۲ء
۸۔	شاطبیہ (قصیدہ لامیہ)	محمد بن خلف شاطبی	۵۹۰ھ	۱۱۹۴ء
۹۔	مقدمہ جزریہ	شمس محمد جزری	۸۳۳ھ	۱۴۲۹ء
۱۰۔	فوائد مکیہ	عبدالرحمٰن	۱۳۲۹ھ	۱۹۱۱ء
۱۱۔	خلاصۃ البیان	ضیاءالدین نارہ	۱۲۷۱ھ	۱۸۵۴ء
۱۲۔	التیسیر فی التفسیر	نجم الدین عمر نسفی	۵۳۷ھ	۱۱۴۲ء

*ان میں سے بعض شخصیات کی تاریخ انتقال کے بارے میں جزوی اختلاف پایا جاتا ہے، تاہم اس ضمیمے میں ماخذ پر اکتفا کیا گیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۔ تفسیر کشاف	جار اللہ زمخشری	۵۳۸ھ	۱۳۷۷ء

❖ حدیث و علومِ حدیث

۱۴۔ موطا	امام مالک	۱۷۹ھ	۷۹۵ء
۱۵۔ موطا امام محمد	محمد بن حسن شیبانی	۱۸۹ھ	۸۰۵ء
۱۶۔ صحیح بخاری	محمد بن اسماعیل بخاری	۲۵۶ھ	۸۷۰ء
۱۷۔ صحیح مسلم	ابو الحسین مسلم نیشاپوری	۲۶۱ھ	۸۷۵ء
۱۸۔ سنن ابوداؤد	ابوداؤد سلیمان سجستانی	۲۷۵ھ	۸۸۹ء
۱۹۔ سنن ابن ماجہ	محمد بن یزید قزوینی	۲۷۳ھ	۸۸۷ء
۲۰۔ جامع ترمذی	محمد بن عیسیٰ ترمذی	۲۷۹ھ	۸۹۲ء
۲۱۔ سنن نسائی	ابو عبد الرحمٰن احمد نسائی	۳۰۳ھ	۹۱۵ء
۲۲۔ معانی الآثار/طحاوی	ابو جعفر احمد طحاوی	۳۲۱ھ	۹۳۳ء
۲۳۔ مشکل الآثار	ابو جعفر احمد طحاوی	۳۲۱ھ	۹۳۳ء
۲۴۔ مصابیح	حسین فراء بغوی	۵۱۶ھ	۱۱۲۲ء
۲۵۔ مشکوٰۃ المصابیح	ولی الدین خطیب عراقی	۷۴۰ھ	۱۳۳۹ء
۲۶۔ فتح الباری	احمد ابن حجر عسقلانی	۸۵۲ھ	۱۴۴۹ء
۲۷۔ مقدمہ ابن الصلاح	تقی الدین ابن صلاح	۶۴۳ھ	۱۲۴۵ء
۲۸۔ نخبۃ الفکر	احمد ابن حجر عسقلانی	۸۵۲ھ	۱۴۴۹ء
۲۹۔ شمائل ترمذی	محمد بن عیسیٰ ترمذی	۲۷۹ھ	۸۹۲ء

❖ علوم فقہ

۳۰۔ مختصر القدوری	ابو الحسین احمد قدوری	۴۲۸ھ	۱۰۳۷ء
۳۱۔ ہدایہ اولین	برہان الدین علی مرغینانی	۵۹۳ھ	۱۱۹۷ء
۳۲۔ کنز الدقائق	ابو البرکات عبد اللہ نسفی	۷۱۰ھ	۱۳۱۰ء
۳۳۔ شرح وقایہ الروایہ	عبید اللہ بن مسعود بخاری	۷۴۷ھ	۱۳۴۶ء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۴ـ	نورالایضاح	حسن عمار وفائی	۱۰۶۹ھ	۱۶۵۸ء
۳۵ـ	المنتخب الحسامی	حسام الدین محمد فرغانی	۶۴۴ھ	۱۲۴۷ء
۳۶ـ	منارالانوار	ابوالبرکات عبداللہ نسفی	۷۱۰ھ	۱۳۱۰ء
۳۷ـ	اصول الشاشی	نظام الدین شاشی قندی	۷۵۴ھ	۱۳۵۳ء
۳۸ـ	التنقیح وتوضیح	عبیداللہ بن مسعود بخاری [1]	۷۴۷ھ	۱۳۴۶ء
۳۹ـ	تلویح شرح توضیح	سعد الدین مسعود تفتازانی [2]	۷۹۲ھ	۱۳۹۰ء
۴۰ـ	مسلم الثبوت	قاضی محب اللہ بہاری	۱۱۱۹ھ	۱۷۰۷ء
۴۱ـ	شرح مسلم الثبوت	عبدالحق خیرآبادی	۱۳۱۶ھ	۱۸۹۹ء
۴۲ـ	نورالانوار	شیخ احمد ملا جیون امیٹھی [2الف]	۱۱۳۰ھ	۱۷۱۸ء
۴۳ـ	سراجیہ/سراجی	سراج الدین سجاوندی [3]	۶ صدی ہجری	
۴۴ـ	حجۃ البالغہ	شاہ ولی اللہ دہلوی	۱۱۷۶ھ	۱۷۶۲ء
۴۵ـ	اشباہ والنظائر	زین الدین ابن نجیم	۹۶۹ھ	۱۵۶۱ء
۴۶ـ	عقود رسم المفتی	محمد امین بن عابدین	۱۲۵۲ھ	۱۸۳۶ء
۴۷ـ	درمختار	علاء الدین	۱۰۸۸ھ	۱۶۷۷ء

❖ عقائد

۴۸ـ	عقیدۃ الطحاویہ	ابوجعفر احمد طحاوی	۳۲۱ھ	۹۳۳ء
۴۹ـ	عقائد النسفی	نجم الدین عمر نسفی	۵۳۷ھ	۱۱۴۲ء
۵۰ـ	شرح عقائد نسفی	سعد الدین تفتازانی [4]	۷۹۲ھ	۱۳۹۰ء
۵۱ـ	مسائرہ فی العقائد	کمال الدین ابن الہمام	۸۱۳ھ	۱۴۱۱ء
۵۲ـ	حواشی شرح عقائد، خیالی	شمس الدین احمد خیالی	۸۷۰ھ	۱۴۶۵ء
۵۳ـ	مسامرہ	کمال ال ین ابوالمعالی	۹۰۵ھ	۱۴۹۹ء
۵۴ـ	امور عامہ	محمد زاہد ہروی	۱۱۱۱ھ	۱۶۹۹ء
۵۵ـ	شرح مواقف	میر شریف علی جرجانی [5]	۸۱۶ھ	۱۴۱۳ء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۶۔ شرح عقائد جلالی	جلال الدین دوانی ۶	۹۰۸ھ	۱۵۰۲ء

❖ ادب

۵۷۔ سبعہ معلقات	حماد الراویہ ۷	۱۵۵ھ	۷۷۲ء
۵۸۔ دیوان حماسہ	حبیب بن اوس طائی	۲۳۲ھ	۸۴۶ء
۵۹۔ دیوان متنبی	احمد بن حسین متنبی	۴۰۰ھ	۱۰۰۹ء
۶۰۔ مقامات حریری	قاسم حریری	۵۱۶ھ	۱۱۲۲ء
۶۱۔ نفحۃ الیمن	احمد یمنی شروانی	۱۲۵۶ھ	۱۸۴۰ء
۶۲۔ مفید الطالبین	محمد احسن نانوتوی	۱۳۱۲ھ	۱۸۹۴ء
۶۳۔ نفحۃ العرب	محمد اعزاز علی	۱۳۷۴ھ	۱۹۵۵ء

❖ علم الصرف

۶۴۔ میزان الصرف	سراج الدین عثمان اودھی ۸	۷۵۸ھ	۱۳۵۷ء
۶۵۔ منشعب	حمید الدین کاکوروی	۱۲۱۵ھ	۱۸۰۱ء
۶۶۔ شافیہ	جمال الدین ابن حاجب	۶۴۶ھ	۱۲۴۸ء
۶۷۔ صرف میر	میر شریف علی جرجانی	۸۱۶ھ	۱۴۱۳ء
۶۸۔ پنج گنج	سراج الدین عثمان اودھی	۷۵۸ھ	۱۳۵۷ء
۶۹۔ علم الصیغہ	عنایت احمد کاکوروی	۱۲۷۹ھ	۱۸۶۲ء
۷۰۔ مراح الارواح	احمد بن علی بن مسعود		
۷۱۔ فصول اکبری	قاضی علی اکبر الہ آبادی	۱۰۹۰ھ	۱۶۷۹ء
۷۲۔ مائۃ عامل	عبد القاہر جرجانی	۴۷۱ھ	۱۰۷۹ء

❖ علم النحو

۷۳۔ کافیہ	جمال الدین عثمان حاجب ۹	۶۴۶ھ	۱۲۴۸ء
۷۴۔ ہدایۃ النحو	سراج الدین عثمان چشتی		

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۵۔ نحو میر	میر شریف علی جرجانی	۸۱۶ھ	۱۴۱۳ء
۷۶۔ شرح مائۃ عامل	حسام الدین حسین نوقانی	۹۲۶ھ	۱۵۱۹ء
۷۷۔ شرح ماۃ عامل	شیخ عبدالرحمٰن جامی [10]	۸۵۰ھ	۱۴۴۶ء
۷۸۔ شرح کافیہ	شیخ عبدالرحمٰن جامی	۸۵۰ھ	۱۴۴۶ء
۷۹۔ تسہیل الکافیہ	عبدالحق خیرآبادی	۱۳۱۶ھ	۱۸۹۹ء

❖ علم معانی و بیان

۸۰۔ تلخیص المفتاح	جلال الدین محمد قزوینی [11]	۷۳۹ھ	۱۳۳۸ء
۸۱۔ مختصر المعانی	سعد الدین مسعود تفتازانی	۷۹۲ھ	۱۳۹۰ء
۸۲۔ مطول	سعد الدین مسعود تفتازانی	۷۹۲ھ	۱۳۹۰ء
۸۳۔ بحث فعل ابن عقیل	عبداللہ احمد ابن عقیل [12]	۷۹۹ھ	۱۳۹۶ء
۸۴۔ شرح جامی	شیخ عبدالرحمان جامی	۸۵۰ھ	۱۴۴۶ء
۸۵۔ حاشیہ شرح جامی	عبدالغفور لاری	۹۱۲ھ	۱۵۰۶ء

❖ علم عروض

۸۶۔ عروض المفتاح	یوسف بن ابی بکر سکاکی	۶۲۶ھ	۱۲۲۹ء

❖ علم منطق

۸۷۔ ایساغوجی ۔ قال اقول	اثیر الدین عمر ابہری	۶۶۰ھ	۱۲۶۱ء
۸۸۔ شمسیہ	نجم الدین علی دبیر	۶۷۵ھ	۱۲۷۶ء
۸۹۔ قطبی ۔ شرح شمسیہ	محمد قطب الدین تحتانی [13]	۷۶۶ھ	۱۳۶۴ء
۹۰۔ میر قطبی (شرح قطبی)	میر شریف علی جرجانی	۸۱۶ھ	۱۴۱۳ء
۹۱۔ تہذیب المنطق	سعد الدین مسعود تفتازانی	۷۹۲ھ	۱۳۹۰ء
۹۲۔ صغریٰ کبریٰ	میر شریف علی جرجانی	۸۱۶ھ	۱۴۱۳ء
۹۳۔ شرح تہذیب	عبداللہ یزدی [14]	۱۰۱۵ھ	۱۶۰۶ء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۴۔ سلم العلوم	قاضی محب اللہ بہاری	۱۱۱۹ھ	۱۷۰۷ء
۹۵۔ شرح تصدیقات سلم	حمد اللہ سندیلوی [۱۵]	۱۱۹۹ھ	۱۷۸۵ء
۹۶۔ قاضی مبارک	محمد مبارک گوپاموی	۱۱۶۴ھ	۱۷۵۱ء
۹۷۔ شرح ملاحسن	ملاحسن لکھنوی [۱۶]	۱۲۰۹ھ	۱۷۹۴ء
۹۸۔ مرقات	فضل امام خیرآبادی	۱۲۴۳ھ	۱۸۲۸ء
۹۹۔ تصورات شرح مسلم	قاضی مبارک گوپاموی [۱۷]	۱۱۴۳ھ	۱۷۳۰ء
۱۰۰۔ رسالہ میر زاہد	میر محمد زاہد ہروی [۱۸]	۱۱۰۱ھ	۱۶۹۰ء

❖ فن مناظرہ

۱۰۱۔ شریفیہ	میر شریف علی جرجانی	۸۱۶ھ	۱۴۱۳ء
۱۰۲۔ رشیدیہ	عبدالرشید دیوان جونپوری	۱۰۸۳ھ	۱۶۷۲ء

❖ فلسفہ

۱۰۳۔ ہدایۃ الحکمۃ	اثیر الدین ابہری	۶۶۰ھ	۱۲۶۱ء
۱۰۴۔ میبذی	میر حسین میبذی [۱۹]	۱۰۹۶ھ	۱۶۸۵ء
۱۰۵۔ صدرا، حاشیہ	صدر الدین شیرازی [۲۰]	۱۰۵۱ھ	۱۶۴۱ء
۱۰۶۔ شمس بازغہ	محمود بن محمد جونپوری [۲۱]	۱۰۶۲ھ	۱۶۵۲ء
۱۰۷۔ ہدیہ سعیدیہ	فضلِ حق خیرآبادی	۱۲۷۸ھ	۱۸۶۱ء

❖ ہیئت و ہندسہ

۱۰۸۔ ملخص چغمینی	شرف الدین چغمینی خوارزمی	۶۱۸ھ	۱۲۲۱ء
۱۰۹۔ شرح چغمینی	موسیٰ قاضی زادہ رومی	۸۱۴ھ	۱۴۱۱ء
۱۱۰۔ تشریح الافلاک	بہاؤالدین محمد عاملی	۱۰۳۰ھ	۱۶۲۲ء
۱۱۱۔ تصریح شرح تشریح الافلاک	امام الدین لاہوری [۲۲]	۱۱۴۵ھ	۱۷۳۲ء
۱۱۲۔ خلاصۃ فی الحساب	بہاءالدین محمد عاملی	۱۰۳۰ھ	۱۶۲۲ء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۳۔ بست باب اقلیدس	نصیر الدین محقق طوسی [۲۳]	۶۷۲ھ	۱۲۷۴ء

❖ طب

۱۱۴۔ القانون	حکیم ابو علی سینا [۲۴]	۴۲۸ھ	۱۰۳۷ء
۱۱۵۔ قانونچہ	شرف الدین خوارزمی	۶۱۸ھ	۱۲۲۱ء
۱۱۶۔ شرح اسباب	برہان الدین نفیس کرمانی	۸۴۱ھ	۱۴۳۸ء
۱۱۷۔ موجز	علاء الدین قرشی	۶۸۷ھ	۱۲۸۸ء

❖ تاریخ

۱۱۸۔ مقدمہ ابن خلدون	عبدالرحمٰن ابنِ خلدون	۸۰۸ھ	۱۴۰۶ء
۱۱۹۔ تاریخ الخلفاء	جلال الدین سیوطی	۹۱۱ھ	۱۵۰۵ء
۱۲۰۔ تاریخ ابی الفدا	اسماعیل ابوالفدا حموی	۷۴۶ھ	۱۳۴۵ء
۱۲۱۔ دروس التاریخ الاسلامی	محی الدین خیاط [۲۵]		

حواشی

۱۔مصنف نے اپنی 'تنقیح' کی شرح خود لکھی ہے۔

۲۔مصنف نے اپنی 'توضیح' کی شرح خود لکھی ہے۔

۲۔الف۔یہ دراصل عبداللہ نسفی کی کتاب منار الانوار کی شرح ہے۔

۳۔اس کتاب کا موضوع علم میراث ہے، جس کی شرح 'شریفیہ' شریف جرجانی نے لکھی ہے۔

۴۔'مختصر فی العقائد' نجم الدین نسفی کی شرح ہے۔

۵۔کتاب مواقف میں آٹھ موقف ہیں۔دوسرے موقف کا عنوان امور عامہ ہے۔اس موقف کی جو تشریح میر سید شریف جرجانی نے کی ہے، وہ شامل نصاب ہے۔

۶۔ شرح عقائد عضویہ

۷۔ان میں صرف حماد الراویہ (م:۷۷۲ء) کے علاوہ تمام شعرائے جاہلیہ ہیں، جن میں امرئ القیس، عرفہ، عمرو، حارث، زہیر بن ابی سلمٰی، شامل ہیں۔

۸۔History of Sind کے مصنف نے میزان الصرف کے مصنف کا نام لال شہباز قلندر (م:۱۲۷۴ھ) لکھا ہے اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفائد بهیہ کے مولف مولانا عبدالحیٔ لکھنوی نے محمد بن مصطفےٰ حسن (م:۹۱۱ھ) بتایا ہے۔

۹- کافیہ کا متن علامہ زمخشری کی کتاب الفصل سے ماخوذ ہے۔

۱۰- لباب المعارف العلمیہ کے مصنف نے شرح کے شارح کے نام محمد صادق (م:۱۱۹۰ھ/۱۷۷۶ء) لکھا ہے۔

۱۱- یہ ابو یعقوب یوسف کی کتاب مفتاح العلوم سے اخذ کردہ ہے۔

۱۲- شرح محمد بن مالک الجیانی۔

۱۳- بعض نے انہیں ''رازی'' بھی لکھا ہے۔ یہ کتاب نجم الدین ابوالحسن قزوینی کی کتاب رسالہ شمسیہ کی شرح ہے۔

۱۴- یہ سعد الدین تفتازانی (م:۱۳۹۰ء) کے رسالہ تہذیب المنطق کی شرح ہے۔

۱۵- شرح تصدیقات سُلم العلوم -- (یہ کتاب حمد اللہ سے بھی مشہور ہے۔)

۱۶- شرح سلم الثبوت۔

۱۷- شرح علم الاسلام

۱۸- قطب الدین رازی کی کتاب قطبیہ/قطبی کا حاشیہ رسالہ میر زاھد کے نام سے مشہور ہے۔

۱۹- ھدایۃ الحکمۃ از اثیر الدین ابہری (م:۱۲۶۱ء) کی شرح۔

۲۰- یہ بھی ھدایۃ الحکمۃ کی شرح ہے۔

۲۱- مصنف نے اپنی کتاب الحکمۃ البالغہ کی شرح لکھی ہے۔

۲۲- یہ کتاب تشریح الافلاک از بہاء الدین محمد عاملی کی شرح ہے۔ امام الدین لاہوری، احمد معمار لاہوری کے پوتے تھے، جنہوں نے مغل حکمران شاہ جہاں کے عہد میں تاج محل جیسا شاہکار تعمیر کیا۔

۲۳- یہ یونانی سے ترجمہ ہے، جس میں پندرہ مقالے اور ۴۶۸ شکلیں ہیں۔

۲۴- اس کتاب کا بخار (fever) سے متعلق حصہ شامل نصاب ہے۔

۲۵- اس کتاب کے چار حصے شیخ محی الدین نے اور پانچواں حصہ ان کے شاگرد محمد الباقر نے اپنے استاد کے افادات سے مرتب کیا۔

ماخذ: پروفیسر سید محمد سلیمؒ، دینی مدارس کی روایات اور نصاب کی خصوصیات (ص۴۴-۴۹) ڈاکٹر قمر الدین ہندستان کی دینی درس گاھیں (ص۳۴۵-۳۵۷)۔ پروفیسر اختر راہی تذکرہ مصنفین درس نظامی، طبع دوم، ۱۹۷۸ء۔ عبدالقدوس ہاشمی تقویم تاریخی، طبع دوم، ۱۹۸۷ء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمیمہ-۳

نصاب فارسی

نوٹ: ۱۸۸۲ء میں دارالعلوم دیو بند میں ابتدائی اور اعلیٰ سطحوں پر حسب ذیل فارسی کتب پڑھائی جاتی تھیں:

فارسی کی ابتدائی تعلیم

۱۔ خالق باری نظم، عربی، فارسی، ہندی کی آسان لغت
۲۔ کریما- شیخ سعدی- نظم- پندونصائح
۳۔ آمد نامہ- صفوۃ المصادر- فارسی مصادر
۴۔ پند نامہ- نظم، شیخ فریدالدین عطار
۵۔ محمود نامہ- نظم
۶۔ دستور الصبیان- خطوط نویسی کے قواعد۔
۷۔ قادر نامہ- مرزا غالب دہلوی
۸۔ مفید نامہ- فارسی اشیاء کے نام۔ آسان حساب
۹۔ نصاب الصبیان- (ایران میں نظم فارسی عربی لغت پر اولین کتاب۔ ابونصر فراہی م: ۶۱۷ھ)
۱۰۔ نام حق- نظم- عقائدِ اسلام
۱۱۔ مامقیمان- نظم- خداخوفی پر اشعار
۱۲۔ مالا بدمنہ- نثر- از قاضی ثناءاللہ پانی پتی (فقہی مسائل کا بیان)
۱۳۔ دستور المکتوبات- خطوط- دستاویزات
۱۴۔ رقعاتِ نظامیہ- خطوط- قانونی دستاویزات
۱۵۔ انشائے دل کشا- درخواست، دستاویزات
۱۶۔ انشائے فائق- درخواست، دستاویزات
۱۷۔ مصدر فیوض فارسی گردان وقواعد زبان
۱۸۔ تشریح الحروف- فارسی گردان وقواعد
۱۹۔ انشائے فائق- فارسی گردان وقواعد زبان
۲۰۔ گلستان- نثر- شیخ سعدی- حکایات ونصائح
۲۱۔ بوستان- نظم- شیخ سعدی- حکایات ونصائح
۲۲۔ انشائے بہار عجم- منشی ٹیک چند بہار- خطوط کا مجموعہ
۲۳۔ انشائے امان اللہ حسینی- مکتوبات
۲۴۔ انشائے خلیفہ- خطوط کا مجموعہ
۲۵۔ رقعات عالمگیری- خطوط اورنگ زیب
۲۶۔ انشائے منیر- خطوط کا مجموعہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۷۔ انشائے مادھو رام –خطوط کا مجموعہ

۲۸۔ مفیض فارسی قواعد زبان فارسی

۲۹۔ رسالہ عبدالواسع – قواعد زبان فارسی

۳۰۔جواھر الحروف قواعد زبان فارسی

۳۱۔جواھر التراکیب

۳۲۔یوسف زلیخا –نظم–عبدالرحمٰن جامی

۳۳۔مثنوی غنیمت –نظم–غنیمت کنجاہی

۳۴۔اخلاق محسنی –نثر– حکایات،حکمت و نصائح از واعظ کاشفی

۳۵۔انوار سھیلی –نثر–کلیلہ د منہ

فارسی زبان کی اعلیٰ تعلیم

۳۶۔ انشائے فیض رساں –خطوط

۳۷۔حدائق العشاق –نظم

۳۸۔قران السعدین از امیرخسرو–سلطان کیقباد حاکم بنگالہ کی سلطان غیاث الدین بلبن سے ملاقات

۳۹۔توقیعاتِ کسریٰ–نظم

۴۰۔بہار دانش –نثر–عنایت اللہ بعہد شاہجہاں

۴۱۔چہار گلزار –قواعد فارسی

۴۲۔حدائق البلاغت – بلاغت اور عروض

۴۳۔ نل دامن –مثنوی–ابوالفیاض فیضی

۴۴۔شبنم و شاداب –نظم

۴۵۔ وقائع نعمت خاں علی – نثر–اورنگ زیب کا محاصرہ گولکنڈہ کے واقعات

۴۶۔ سہ نثر ظھوری –نثر–ابراہیم عادل شاہ بیجاپور کے رسالہ موسیقی پر ظہوری کا مقدمہ

۴۷۔ مینا بازار –افسانوی قصہ

۴۸۔رقعاتِ بیدل –شاعر عبدالقادر بیدل کے رقعات کا مجموعہ

۴۹۔سکندر نامہ –مثنوی–نظامی گنجوی–نیم افسانہ نیم تاریخ

۵۰۔تحفۃ الاحرار –عبدالرحمٰن جامی–تصوف

۵۱۔مخزن اسرار –مثنوی–نظامی گنجوی–داستانِ عشق

۵۲۔لیلیٰ مجنون –نظامی گنجوی

۵۳۔ قصائد عرفی – جمال الدین عرفی شیرازی

۵۴۔پنج رقعہ –نثر–ارادت خاں عالی–عہدہ عالمگیر کا ایک امیر–محاصرہ گولکنڈہ سے متعلق

۵۵۔ حسن و عشق

۵۶۔رقعات ابو الفضل –نثر–اکبر بادشاہ کا وزیر

۵۷۔ انشائے طاھر وحید – نثر

۵۸۔دیوان ناصر علی

۵۹۔ می باید شنید – نثر–اخلاق

۶۰۔رسائل طغری

۶۱۔دیوان حافظ –نظم

۶۲۔ قصائد بدر چاچ –نظم–محمد شاہ تغلق کا درباری شاعر بدر چاچ (چاچ،شاش،تاشقند)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۳۔ اعجاز خسروی ۔علم بلاغت
۶۴۔ تحفۃ العراقین ۔ مثنوی ۔ خاقانی شروانی آذربائیجانی
۶۵۔ قصائد خاقانی ۔ خاقانی شروانی
۶۶۔ دیوانِ انوری ۔ سلجوقی عہد کا مشہور شاعر
۶۷۔ شاهنامه ۔ فردوسی
۶۸۔ حدیقه ۔ نظم ۔ حکیم سنائی غزنوی
۶۹۔ عروض سیفی ۔ فن عروض
۷۰۔ منطق الطیر ۔ فریدالدین عطار ۔ تصوف
۷۱۔ اخلاق جلالی ۔ جلال الدین دوانی ۔ حکمت
۷۲۔ درنادره ۔ منشی مہدی خاں ۔ تاریخ نادرشاه (ادق زبان)
۷۳۔ مثنوی مولانا روم ۔ جلال الدین رومی
۷۴۔ مجمع المنطق ۔ علم منطق
۷۵۔ صغریٰ ۔ علم منطق
۷۶۔ کبریٰ ۔ علم منطق
۷۷۔ دیوان ۔ غنی کاشمیری
۷۸۔ دیوانِ صائب

Dr. G W. Leitner *History of Indigenous Education in the Punjab*, (1882) p 62-64.

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمیمہ-۴

تدریس: کتب فارسی

ترتیب، اوقات، مقدار

www.KitaboSunnat.com

- ۱۸۸۲ء کے دوران دارالعلوم دیوبند میں فارسی کتب کی تدریس کا یہ نظام الاوقات تھا۔
- پہلا سبق یعنی پہلا گھنٹہ، دوسرا سبق یعنی دوسرا گھنٹہ اور شام کو تیسرا سبق یعنی تیسرا گھنٹہ۔
- اوقات تدریس۔ ڈیڑھ پہر (ساڑھے چار گھنٹے) بوقت صبح اور ایک پہر (۳ گھنٹے) بوقت شام۔
- شام کا وقت عام طور پر تحریری کام کے لیے ہوتا تھا۔ صبح ساڑھے گیارہ بجے رخصت اور شام کو عصر کی نماز کے بعد رخصت ملتی تھی۔

سال اول

❖ پہلا روزانہ سبق

نام کتاب	صفحات	مقدار سبق	ختم کتاب
۱۔ کنز المصلیٰ	۱۶	۳ سطر	۸ ہفتے
۲۔ احکام الایمان	۱۲	آدھا صفحہ	تین ہفتے
۳۔ راہ نجات	۲۲	چوتھائی صفحہ	۱۲ ہفتے
۴۔ خزانۃ العلم	۲۴	۱ صفحہ	۵ ہفتے

❖ دوسرا روزانہ سبق

نام کتاب	صفحات	مقدار سبق	ختم کتاب
۵۔ رسالہ بے نمازاں	۱۶	۳ سطر	۸ ہفتے
۶۔ قیامت نامہ	۳۰	آدھا صفحہ	۱۲ ہفتے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام کتاب	صفحات	مقدار سبق	ختم کتاب
۷۔رسالہ تجہیز و تکفین	۲۰	تین چوتھائی صفحہ	۵ ہفتے
۸۔جنگ نامہ نفس و روح	۲۰	اصفحہ	۴ ہفتے
۹۔صفوۃ المصادر	۲۷	آدھا صفحہ	۸ ہفتے

سال دوم

❖ پہلا سبق روزانہ

۱۰۔کریما پندنامہ سعدی	۱۲	۴ سطر	۱۳ ہفتے
۱۱۔پندنامہ عطار	۴۰	ایک صفحہ	۸ ہفتے
۱۲۔دستور الصبیان	۲۴	۵ سطر	۲۰ ہفتے

❖ دوسرا روزانہ سبق

۱۳۔قادر نامہ	۱۲	ایک صفحہ	۶ ہفتے
۱۴۔مفید نامہ	۲۶	۶ سطر	۱۳ ہفتے
۱۵۔نادر الترتیب	۴۰	۶ سطر	۹ ہفتے
۱۶۔نصاب الصبیان	۳۰	آدھا صفحہ	۸ ہفتے
۱۷۔نصاب معلی	۲۰	آدھا صفحہ	۸ ہفتے

❖ تیسرا روزانہ سبق

۱۸۔نام حق	۱۲	اصفحہ	دو ہفتے
۱۹۔بدائع منظوم	۵۶	اصفحہ	۱۳ ہفتے
۲۰۔مالابدمنہ	۱۵۸	اصفحہ	۳۰ ہفتے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سال سوم

❖ پہلا سبق روزانہ

نام کتاب	صفحات	مقدار سبق	ختم کتاب
۲۱۔ دستور المکتوبات	۲۷	آدھا صفحہ	۹ ہفتے
۲۲۔ رقعات نظامیہ	۱۲	آدھا صفحہ	۵ ہفتے
۲۳۔انشائے دلکشا	۳۷	آدھا صفحہ	۱۳ ہفتے
۲۴۔ انشائے فائق	۱۸	آدھا صفحہ	۶ ہفتے

❖ روزانہ دوسرا سبق

۲۵۔نصاب بدائع العجائب	۱۰	ایک چوتھائی صفحہ	۴ ہفتے
۲۶۔تشریح الحروف	۳۹	آدھا صفحہ	۱۲ ہفتے
۲۷۔مصدر فیوض	۹۰	ایک صفحہ	۱۶ ہفتے

سال چہارم

❖ پہلا سبق روزانہ

۲۸۔ انشائے بہار عجم	۳۲	آدھا	۱۲ ہفتے
۲۹۔ انشائے خلیفہ	۳۵	تین چوتھائی صفحہ	۸ ہفتے
۳۰۔امان اللہ حسینی	-	۱صفحہ چند سطریں	۴ ہفتے
۳۱۔رقعات عالمگیری	۴۶	۱صفحہ	۸ ہفتے
۳۲۔ انشائے منیر	۴۰	۱صفحہ	۸ ہفتے

❖ دوسرا سبق روزانہ

۳۳۔مفیض فارسی	۶۸	ڈیڑھ صفحہ	۹ ہفتے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام کتاب	صفحات	مقدار سبق	ختم کتاب
۳۴۔رسالہ عبدالواسع	۸۴	۲صفحہ	۸ ہفتے
۳۵۔ جواھر الحروف	۱۰۰	اصفحہ	۲۰ ہفتے

❖ تیسرا روزانہ سبق

۳۶۔گلستان (باب:۱،۴،۷)	۸۹	آدھا صفحہ	۲۰ ہفتے
۳۷۔بوستان (باب:۱تا۴)	۱۰۴	اصفحہ	۲۰ ہفتے
۳۸۔یوسف زلیخا	۱۸۰	۲صفحہ	۹ ہفتے
۳۹۔ انوار سھیلی (باب:۱،۲)	۱۶۴	۲صفحہ	۸ ہفتے

سال پنجم

❖ پہلا روزانہ سبق

۴۰۔انشائے فیض رساں	۱۰۲	اصفحہ	۲۰ ہفتے
۴۱۔حدائق العشاق	۱۳۸	۴صفحہ	۵ ہفتے
۴۲۔قران السعدین	۱۴۰	۳صفحہ	۱۰ ہفتے
۴۳۔توقیعات کسریٰ	۱۰۲	۳صفحہ	۸ ہفتے

❖ دوسرا روزانہ سبق

۴۴۔ نہر الفصاحت	۷۰	۲صفحہ	۵ ہفتے
۴۵۔چھار گلزار	۲۸	ڈیڑھ صفحہ	۸ ہفتے
۴۶۔تذکرۃ البلاغت	۱۰۲	۲ صفحہ	۱۲ہفتے
۴۷۔حدائق البلاغت	۱۰۰	ڈیڑھ صفحہ	۱۲ہفتے

❖ تیسرا سبق روزانہ

۴۸۔ نل دامن	۱۲۲	۲صفحہ	۱۲ہفتے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام کتاب	صفحات	مقدار سبق	ختم کتاب
۴۹۔شبنم و شاداب	۲۰	۲صفحہ	۱۰دن
۵۰۔ وقائع نعمت خان علی	۱۵۴	۴صفحہ	۱۲ہفتے
۵۱۔مینا بازار	۴۴	۲صفحہ	۸ ہفتے
۵۲۔سہ نثر ظہوری	۹۲	۲صفحہ	۸ ہفتے

سال ششم

❖ پہلا روزانہ سبق

۵۳۔سکندر نامہ	۲۰۸	۲صفحہ	۲۰ہفتے
۵۴۔مخزن اسرار	۱۵۴	۲صفحہ	۱۰ہفتے
۵۵۔قصائد عرفی	۱۲۸	۲صفحہ	۱۴ہفتے

❖ دوسرا روزانہ سبق

۵۶۔پنج رقعہ	۴۸	۱صفحہ	۸ ہفتے
۵۷۔ حسن و عشق	۲۶	۲صفحہ	۱۳دن
۵۸۔صولت فاروقی	۱۰۰	۲صفحہ	۱۴ہفتے
۵۹۔ ابو فضل (اول،دوم)	۱۰۹	۲صفحہ	۱۴ہفتے

❖ تیسرا روزانہ سبق

۶۰۔ دیوان ناصر علی	۱۱۴	۲صفحہ	۸ ہفتے
۶۱۔ اخلاق ناصری	۵۰۰	۵صفحہ	۲۰ہفتے
۶۲۔اخلاق جلالی	۳۴۸	۳صفحہ	۲۲ہفتے
۶۳۔میزان الطب	۲۰۲	۲صفحہ	۲۰ہفتے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سال ہفتم

❖ پہلا روزانہ سبق

نام کتاب	صفحات	مقدار سبق	ختم کتاب
٦٤۔رسائلِ طغریٰ	۱۰۸	۲صفحہ	۸ ہفتے
٦٥۔دیوانِ حافظ	۱۸۲	۳صفحہ	۱۲ہفتے
٦٦۔مثنوی مولانا روم (اول)	۹۲	ڈیڑھ صفحہ	۱۲ہفتے

❖ دوسرا روزانہ سبق

٦٧۔طاهر وحید	۹۵	۲صفحہ	۹ہفتے
٦٨۔قصائد بدرچاچ	۱۰۸	۲صفحہ	۱۱ہفتے
٦٩۔اعجاز خسروی	۱۵۰	۲صفحہ	۱۵ہفتے
٧٠۔رباعیاتِ یوسفی	۳۰	آدھا صفحہ	۱۲ہفتے

Dr. G W. Leitner, *The History of Indigenous Education in the Punjab*, (1882) p 62.

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمیمہ-۵

تدریس: کتب عربی

ترتیب، اوقات مقدار

نوٹ: ۱۸۸۲ء میں دارالعلوم، دیوبند میں عربی نصابی کتب کی تدریس کا یہ نظام الاوقات تھا:

سال اول

❖ پہلا روزانہ سبق

نام کتاب	صفحات	مقدار درس	مدت ختم
ا۔میزان الصرف	۱۴	آدھا صفحہ	۳ ہفتے
۲۔ منشعب	۱۸	ا صفحہ	۴ ہفتے
۳۔صرف میر	۴۸	ا صفحہ	۸ ہفتے
۴۔شرح مائۃ عامل	۵۱	ا صفحہ	۸ ہفتے
۵۔نحو میر	۴۸	آدھا صفحہ	۱۲ ہفتے
۶۔ھدایت النحو	۱۰۱	۲ صفحہ	۸ ہفتے

❖ دوسرا سبق روزانہ

نام کتاب	صفحات	مقدار درس	مدت ختم
۷۔پنج گنج	۴۴	۲ صفحہ	۴ ہفتے
۸۔زبدہ	۱۶	ا صفحہ ۴ سطر	۲ ہفتے
۹۔دستور المبتدی	۲۳	ا صفحہ	۴ ہفتے
۱۰۔ زرّادی	۲۳	ا صفحہ	۴ ہفتے
۱۱۔مائۃ عامل	۴	۶ سطر	۲ ہفتے
۱۲۔شرح مائۃ عامل، جامی	۱۰	۴ سطر	۲ ہفتے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام کتاب	صفحات	مقدار درس	مدت ختم
۱۳۔ضریری	۳۰	ا صفحہ	۶ ہفتے
۱۴۔مصباح	۳۲	۲ صفحہ	۱۱ ہفتے
۱۵۔مراح الارواح	۶۴	۲ صفحہ	۵ ہفتے
۱۶۔فصول اکبری	۹۳	۲ صفحہ	۸ ہفتے

❖ تیسرا روزانہ سبق

۱۷۔ایساغوجی	۱۶	ا صفحہ	۲ ہفتے
۱۸۔قال اقوال	۶۰	ڈیڑھ صفحہ	۷ ہفتے
۱۹۔ مرقاۃ	۳۳	چھ سطر	۷ ہفتے
۲۰۔میزان المنطق	۲۸	ا صفحہ	۴ ہفتے
۲۱۔تہذیب	۲۰	ا صفحہ	۴ ہفتے
۲۲۔ شرح تہذیب	۲۰	ا صفحہ	۴ ہفتے

سال دوم

❖ پہلا روزانہ سبق

۲۳۔شافیہ	۱۶۴	۲ صفحہ	۱۴ ہفتے
۲۴۔ کافیہ	۱۰۰	۲ صفحہ	۸ ہفتے
۲۵۔شرح ملاجامی	۴۰۰	۲ صفحہ	۳۳ ہفتے

دوسرا روزانہ سبق

۲۶۔ مُنیۃ المصلی	۱۲۰	۲ صفحہ	۹ ہفتے
۲۷۔قدوری	۲۳۴	۳ صفحہ	۱۴ ہفتے
۲۸۔ کنزالدقائق	۴۲۰	۴ صفحہ	۱۸ ہفتے

❖ تیسرا روزانہ سبق

۲۹۔ قطبی	۱۷۲	۳ صفحہ	۱۰ ہفتے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام کتاب	صفحات	مقدار درس	مدت ختم
۳۰۔میر قطبی	۱۰۸	۲صفحہ	۱۰ ہفتے
۳۱۔میبذی	۱۸۰	۲صفحہ	۱۳ ہفتے
۳۲۔سُلم العلوم	۱۵	آدھا صفحہ	۴ ہفتے

سال سوم

❖ پہلا روزانہ سبق

۳۳۔مختصر المعانی	۳۴۰	۳صفحہ	۱۸ ہفتے

❖ دوسرا روزانہ سبق

۳۴۔ اصول شاشی	۶۲	۱صفحہ	۱۰ ہفتے
۳۵۔شرح وقایہ	۲۲۷	۴صفحہ	۱۱ ہفتے
۳۶۔نورالانوار	۲۵۴	۴	۱۱ ہفتے

❖ تیسرا روزانہ سبق

۳۷۔ ملا حسن	۲۵۱	۳صفحہ	۱۴ ہفتے
۳۸۔میر زاهد	۴۲	۱صفحہ	۷ ہفتے
۳۹۔ غلام یحیی	۵۲	۲صفحہ	۵ ہفتے
۴۰۔عبدالعلی	۶۲	۲صفحہ	۵ ہفتے

سال چہارم

❖ پہلا روزانہ سبق

۴۱۔ شرح عقائد	۱۲۸	۳صفحہ	۸ ہفتے
۴۲۔خیالی	۱۰۴	۲صفحہ	۹ ہفتے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام کتاب	صفحات	مقدار درس	مدت ختم
۴۳۔ نفحة اليمن	۴۰۳	۳صفحہ	۲۰ ہفتے

❖ دوسرا روزانہ سبق

۴۴۔ حسامی	۱۸۴	۴صفحہ	۸ ہفتے
۴۵۔ توضیح تلویح	۲۱۱	ڈیڑھ صفحہ	۲۰ ہفتے
۴۶۔ مسلم الثبوت	۶۶	اصفحہ	۸ ہفتے

❖ تیسرا روزانہ سبق

۴۷۔ میر زاهد جلالیه	۱۲۹	۲صفحہ	۲۲ ہفتے
۴۸۔ ملا جلال	۱۳۳	۲صفحہ	۲۲ ہفتے
۴۹۔ عبدالعلی	۱۸۸	۳صفحہ	۱۰ ہفتے
۵۰۔ حمدالله	۲۳۲	۳صفحہ	۱۲ ہفتے
۵۱۔ قاضی مبارك	۱۲۸	۲صفحہ	۱۰ ہفتے

سال پنجم

❖ پہلا روزانہ سبق

۵۲۔ مقامات حریری	۴۱۲	ڈھائی صفحہ	۲۸ ہفتے

❖ دوسرا روزانہ سبق

۵۳۔ مشکوٰۃ المصابیح	۵۷۶	۳	۳۲ ہفتے
۵۴۔ جامع ترمذی	۶۵۴	۶صفحہ	۱۸ ہفتے

❖ تیسرا روزانہ سبق

۵۵۔ خلاصة الحساب	۸۴	-	۸ ہفتے
۵۶۔ سراجیه	۶۶	۲صفحہ	۵ ہفتے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام کتاب	صفحات	مقدار درس	مدت ختم
۵۷۔ اقلیدس	۴۲۲	-	۲۰ ہفتے

سال ششم

❖ پہلا روزانہ سبق

۵۸۔ دیوان متنبی	۴۰۰	۲صفحہ	۳۴ ہفتے
۵۹۔ تاریخ یمینی	۲۶۳	۲صفحہ	۲۲ ہفتے

❖ دوسرا روزانہ سبق

۶۰۔ صحیح مسلم	۹۱۷	۶صفحہ	۱۸ ہفتے

❖ تیسرا روزانہ سبق

۶۱۔صدرا	۲۴۹	۴صفحہ	۱۰ ہفتے
۶۲۔شمس بازغہ	۱۶۴	۳صفحہ	۱۴ ہفتے
۶۳۔شرح مواقف	۶۹	۲صفحہ	۵ ہفتے

سال ہفتم

❖ پہلا روزانہ سبق

۶۴۔ دیوان حماسہ	۳۱۹	۲صفحہ	۱۸ ہفتے
۶۵۔تفسیر جلالین	۵۱۰	۴صفحہ	۲۱ ہفتے

❖ دوسرا روزانہ سبق

۶۶۔صحیح بخاری	۱۱۲۸	۶صفحہ	۳۰ ہفتے
۶۷۔سنن نسائی	۵۴۸	۷صفحہ	۱۲ ہفتے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❖ تیسرا روزانہ سبق

نام کتاب	صفحات	مقدار درس	مدت ختم
٦٨ ـ امور عامه میر زاهد	١٠٤	٢صفحہ	٩ ہفتے
٦٩ ـ امور عامه عبدالعلى	٣٦٢	٤صفحہ	١٣ ہفتے
٧٠ـ تشريح الافلاك	٣٦	١صفحہ	٦ ہفتے
٧١ـ سبع شداد	-	-	٥ ہفتے

سال ہشتم

❖ پہلا روزانہ سبق

٧٢ـ تفسير بيضاوى	١٢٠	ڈیڑھ صفحہ	١٤ ہفتے
٧٣ـ هدايه	٥٧٨	٣صفحہ	٣٢ ہفتے

❖ دوسرا روزانہ سبق

٧٤ـ سنن ابو دائود	٧١٨	٧صفحہ	١٦ ہفتے
٧٥ـ سنن ابن ماجه	٥٧٦	٦صفحہ	١٦ ہفتے
٧٦ـ مؤطا امام مالك	٣٩٤	٦صفحہ	٦ ہفتے

❖ تیسرا روزانہ سبق

٧٧ـ شرح چغمينى	١٣٨	١صفحہ	٢٢ ہفتے
٧٨ـ جبر و مقابله	٣٧٢	ساڑھے پانچ صفحہ	١٢ ہفتے
٧٩ـ مساحت	٧٤	ایک صفحہ	١٢ ہفتے

Dr. G. W. Leitner, *The History of Indigenous Education in the Punjab*, (1883) p 76.

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمیمہ-٦

پاکستان: طلبہ کے دینی مدارس میں رائج نصاب

یہاں پر پاکستان کے دینی مدارس میں مع درجات رائج نصابی کتب کی فہرست کا تقابلی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔ درج ذیل جدول میں خانے حسب ذیل دینی وفاقوں میں رائج نصابوں کی نمائندگی کرتے ہیں:

۱۔وفاق المدارس العربیۃ پاکستان [دیوبندی، حنفی]	د
۲۔تنظیم المدارس پاکستان [بریلوی، حنفی]	ب
۳۔وفاق المدارس السّلفیہ [اہلحدیث]	ح
۴۔وفاق المدارس شیعہ پاکستان	ش
۵۔رابطۃ المدارس الاسلامیہ، [منصورہ]	ر
٦۔وفاقوں کا مجوزہ مشترکہ نصاب [۱۹۷۹ء]	م
۷۔علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد	ق
۸۔مجوزہ ماڈل دینی مدارس	مم

۱-ثانویہ عامہ (مساوی میٹرک-۳،۴ سال)

مضمون	کتاب	د	ب	ح	ش	ر	م	ق	مم
تجوید	تحبیر التجوید، محمد عاصم قاری			●					
	تجوید القرآن				●				
	جمال القرآن، مولانا اشرف علی تھانوی	●				●			●
	فوائد مکیہ، عبدالرحمان مکی	●							●
	مشق قرات وترجمہ، پارہ عم	●	●			●	●		
	مفتاح القرآن، مولانا محفوظ الرحمان نامی	●							
قرآن	ترجمہ قرآن (نصف)				●				

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	کتاب	د	ب	ح	ش	ر	م	ق	مم
	ترجمہ، بقرہ وآل عمران						●		
	ترجمہ (پارہ ۴-۱۵)		●						
	ترجمہ (فاتحہ، توبہ، یونس، عنکبوت)								●
	ترجمہ (فاتحہ، یونس، ہود، یوسف، کہف)			●					
	پارہ عم (تفسیر، ترجمہ، حفظ، تجوید)	●		●		●	●		
	ترجمہ پارہ ۳۰							●	
	حفظ ۲۹، ۳۰ پارے								●
	حفظ صف، معارج، مزمل فرقان، فتح، حجرات								●
عقیدہ	اعتقادیہ، شیخ صدوق				●				
	دینیات، سید مودودی					●			
	اسلامی نظام زندگی، بنیادی تصورات					●			
	اسلام ایک نظر میں، صدرالدین اصلاحی					●			
	تقویۃ الایمان، شاہ اسماعیل			●					
	عقائد امامیہ				●		●		
حدیث	اربعین نووی، اشرف الدین نووی		●			●			
	بلوغ المرام، ابن حجر عسقلانی			●			●		●
	جامع الاخبار				●				
	جوامع الکلم، مولانا مفتی محمد شفیع	●							
	رسالہ اصول حدیث، محمد اویس بلگرامی			●					
	زاد الطالبین کامل، محمد عاشق الٰہی برنی	●				●			
	نخبۃ الاحادیث، مولانا محمد داؤد غزنوی			●					
	اربعین، مولانا احمد سعید کاظمی								●
	معارف الحدیث (انتخاب)، مولانا محمد منظور نعمانی								●

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	کتاب	د	ب	ح	ش	ر	م	ق	مم
	ریاض الصالحین (انتخاب)								●
سیرت و تاریخ	تاریخ اسلام (سیرت) معین الدین ندوی					●			
	محسن انسانیت، نعیم صدیقی					●			
	تاریخ اسلام (سیرتؐ) مولانا محمد میاں	●							
	سیرۃ المصطفیٰ، مولانا محمد ادریس کاندھلوی					●			
	سیرت النبیؐ، مولانا نور بخش توکلی						●		
	حیات طیبہ، عبدالحیٔ					●			
	رحمت عالمؐ، مولانا سلیمان ندوی			●		●		●	●
	النبی الخاتم، مولانا سید مناظر احسن گیلانی								●
	محبوب خدا، افضل حق								●
	رسول پاک، عبدالواحد سندھی								●
	رحمۃ للعالمین (۱) سلیمان منصور پوری					●			●
	مہر نبوت، سلیمان منصور پوری (۱)			●		●			
	تاریخ اسلام، سید علی نقی (۱،۲)					●			
فقہ	اصول شاشی[۱]، اسحاق ابن ابراہیم		●				●		
	تبصرہ علامہ				●				
	توضیح المسائل (عبادات)				●		●		
	قدوری (کامل) ابوالحسن قدوری	●				●	●	●	
	الدرر البہیۃ						●		
	الروضۃ الندیۃ						●		
	تبصرۃ العوام						●		
	مبادی الاصول				●				

۱۔ دیوبندی اور رابطہ سے ثانویہ خاصہ میں اہل حدیث، عالیہ میں پڑھاتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	کتاب	د	ب	ح	ش	ر	م	ق	مم
	مختصر الاحکام				●				
	مختصر قدوری		●						●
	تعلیم الاسلام، (۴ حصے) مفتی کفایت اللہ								●
	زبدۃ الفقہ (۲،۱) سید زوار حسین								●
	تاریخ فقہ اسلامی، عمیم الاحسان								●
	کنز الدقائق								●
	المختار								●
	نور الانوار								●
	نور الایضاح		●				●		●
صرف، نحو	ابواب الصرف، حافظ محمد لکھوی			●	●				
	ارشاد الصرف، عبدالکریم	●							
	شرح ابن عقیل						●		●
	مائۃ عامل، عبدالقاہر	●				●			
	تمرین الصرف، معین اللہ ندوی			●					
	تمرین النحو، محمد مصطفیٰ ندوی			●					
	شرح امثلہ صرف میر، تصریف				●				
	شرح جامی						●		
	شرح مائۃ عامل، عبدالرحمٰن جامی	●	●	●		●	●		●
	صرف بہائی				●				
	صرف میر، میر سید شریف	●			●	●	●		
	علم الصرف (۴،۳) مشتاق چرتھاولی	●		●		●	●	●	
	علم الصیغہ	●	●		●	●	●	●	●
	علم النحو، مشتاق چرتھالوی	●		●		●	●		

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	کتاب	د	ب	ح	ش	ر	م	ق	مم
	فصول اکبری، علی اکبرآبادی	●	●			●	●		
	کافیہ		●				●		
	مراح الارواح		●				●		
	منشعب، ملاحمزہ	●					●		
	میزان الصرف، محمد بن مصطفیٰ	●				●	●		
	نحوالواضح، علی الجارم، مصطفیٰ امین				●	●			●
	نحومیر، میر سید شریف	●			●	●	●		
	ہدایۃ النحو (کامل) سراج الدین باخی سراج	●	●		●	●	●		
عربی ادب	آسان عربی (۱،۲) محمد بشیر			●					
	عربی کا معلم (۱-۴) عبدالستار خان						●		●
	مختارات (۱،۲) سید ابوالحسن علی ندوی						●		●
	معلقہ زہیر، عمرو						●		
	مقامات حریری (پہلے دس)						●		
	اقراء (۱،۲،۳) محمد بشیر			●					
	الطریقۃ الجدیدہ، امین مصری	●				●	●		
	الطریقۃ العصریہ، عبدالرزاق	●							
	القراۃ الرشیدہ، عمر علی بک (یا)					●	●		
	اللسان العربی								●
	القراۃ الراشدہ/سید ابوالحسن علی ندوی	●				●			●
	دیوان، حضرت علیؓ						●		
	تعلیم اللغۃ				●				
	نفحۃ العرب[۲]				●				●

۲-دیوبندی اور رابطہ اسے خاصہ میں پڑھاتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	کتاب	د	ب	ح	ش	ر	م	ق	مم
	روضۃ الادب				●				●
	الکامل للمبرد								●
	انتخاب قصاید، حسان بن ثابت								●
	البیان والتبیین، جاحظ								●
	عربی ادب (جماعت دہم)		●						
	قصص النبیین (۱ تا ۴) سید ابوالحسن علی ندوی					●			
	کریما				●				
	معلم الانشاء (اول) عبدالماجد ندوی	●				●			
منطق وفلسفہ	المرقاۃ۳، فضل امام خیرآبادی	●	●			●	●		●
	ایساغوجی، اثرالدین ابہری	●				●			
	تعلیم المنطق		●						
	تیسیر المنطق۴، عبداللہ گنگوہی	●				●	●		●
	شرح تہذیب۵، عبداللہ یزدی				●		●		●
	صغریٰ کبریٰ فی المنطق الموجز				●				
	مجموعۃ المنطق		●						
	مبادی الحکمۃ، ڈپٹی نذیر احمد								●
تمرین	تعلیلات	●				●			
	تمرین الصرف، معین اللہ ندوی					●			
	تمرین النحو، محمد مصطفےٰ ندوی					●			
	تمرین صیغہ	●							

۳- اہل حدیث اسے خاصہ میں پڑھاتے ہیں۔

۴- اہل حدیث اسے خاصہ میں پڑھاتے ہیں۔

۵- دیوبندی، بریلوی اور رابطہ اسے خاصہ میں پڑھاتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	کتاب	د	ب	ح	ش	ر	م	ق	مم
	صفوۃ المصادر، مشتاق احمد					●			
اخلاق و مناظرہ	آداب المتعلمین				●				
	مفیۃ المرید				●				
اختیاری*	انگریزی (میٹرک)		●	●		●	●	●	●
	جنرل سائنس			●		●	●	●	●
	حساب (میٹرک)		●	●		●	●	●	●
	شہریت					●	●		
	کمپیوٹر کورس			●					
	معاشرتی علوم			●		●	●	●	●
	معاشیات					●			●
	اردو							●	●
	مطالعہ پاکستان			●		●		●	●
	فارسی گرامر								●
	تاریخ پاکستان								●
	جغرافیہ (پاکستان ودنیا)								●

ثانویہ خاصہ (مساوی ایف اے)

مضمون	کتاب	د	ب	ح	ش	ر	م	ق	مم
قرآن	ترجمہ، تفسیر (یونس، ابراہیم)							●	
	ترجمہ، تفسیر یونس مرسلات	●							
	ترجمہ، (نساء تا بنی اسرائیل (الکہف تا آخر)						●		

* علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی نے درس نظامی درجہ ثانویہ عامہ (میٹرک) کے لیے ۲ نصف اور ۴ مکمل کورس بطور اختیاری مضامین پیش کیے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	کتاب	د	ب	ح	ش	ر	م	ق	مم
	تفسیر جلالین (پارہ ۱۶-۳۰)۶		●						
	جامع البیان						●		
	تفسیر صافی (نصف)						●		
	تفسیر بیضاوی (بقرہ، آل عمران)								●
	تفسیر ۲۱-۳۰ پارہ								●
	ترجمہ (بقرہ تا الناس)			●					
	ترجمہ و تفسیر (فاتحہ تا عنکبوت)					●			
حدیث	اصطلاحات المحدثین، سلطان محمود			●					
	ریاض الصالحین ۷، شرف الدین نووی	●				●		●	
	سنن نسائی (کامل)۸			●					
	اصطلاحات الاصول						●		
	من لا یحضرہ الفقیہ						●		
	نہج البلاغۃ						●		
	مشکوٰۃ المصابیح (نصف اول)		●				●		
	مشکوٰۃ المصابیح (اول، دوم)۹			●					●
	مقدمہ، شیخ عبدالحق		●						
فقہ	کنز الدقائق، عبداللہ نسفی	●	●			●	●		
	اصول الشاشی ۱۰، اسحاق ابراہیم شاشی	●				●	●	●	

۶-رابطہ اور دیوبندی، عالیہ میں کامل پڑھاتے ہیں۔

۷-اسے صرف دیوبندی اور رابطہ پڑھاتے ہیں، رابطہ اس کی تکمیل عالیہ میں کراتا ہے۔

۸-دیوبندی، رابطہ اور بریلوی، عالیہ میں پڑھاتے ہیں۔

۹-بریلوی اور رابطہ اس کا نصف ثانی عالیہ میں پڑھاتے ہیں۔

۱۰-بریلوی اسے ثانویہ عامہ میں پڑھاتے ہیں اور اہلحدیث، عالیہ میں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	کتاب	د	ب	ح	ش	ر	م	ق	مم
	معالم الاصول						●		
	نور الیقین	●							
	فقہ اول ہدایۃ الجز						●		
	بدایۃ الہدایہ (یا)	●							
	تعلیم المتعلم	●							
	الوجیز فی اصول الفقہ، عبدالکریم زیدان								●
	تاریخ الفقہ الاسلامی، خضری								●
	اصول البزدوی								●
	شرح وقایہ اولین، عبیداللہ (یا)	●				●			
	الاختیار	●							
	قدوری (نکاح تا آخر)							●	
	نور الانوار (تا قیاس) ملا جیون	●	●			●	●		
	شرائع اسلام						●		
	مبادی الاصول						●		
	روضۃ الندیہ						●		
	شرح باب حادی						●		
	حسامی اا عبداللہ حسام الدین		●				●		
	شرح لمعہ						●		
	ہدایہ	●	●	●			●		●
	فقہ السنہ (طہارہ، صلوٰۃ) سید سابق			●					
	اصول فقہ، محمد عاصم الحداد			●					
عقائد	العقائد والمسائل، مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی		●						

اا۔ رابطہ اسے عالیہ میں پڑھاتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	کتاب	د	ب	ح	ش	ر	م	ق	مم
	شرح العقیدہ الواسطیہ، محمد خلیل ہراس			●					
	تمہید، ابوشکور سالمی						●		
	ختم نبوت، مولانا مفتی محمد شفیع					●			
	مسئلہ ختم نبوت، سید ابوالاعلیٰ مودودی					●			
	فریضہ اقامت دین، صدرالدین اصلاحی					●			
	کتاب التوحید، شیخ محمد بن عبدالوہاب			●					
	شرح عقائد نسفی								●
	الکلام و علم الکلام، شبلی نعمانی								●
سیرت و تاریخ	سیرت رسول عربیؐ، نور بخش توکلی		●						
	تاریخ اسلام، معین الدین ندوی					●			
	خلافت راشدہؓ، معین الدین ندوی		●	●		●			●
	سیرت النبیؐ، سید سلیمان ندوی						●		
	رحمت اللعالمین، سلیمان منصور پوری						●		●
	اسوۃ الرسول، اولاد حیدر فوق						●		
	ابتداء اسلام تا سقوط بغداد								●
صرف و نحو	شرح ابن عقیل[12]، (یا)	●				●	●		
	کافیہ، ابن حاجب	●				●			
	شرح جامی (فعل مبنیات) جامی	●	●			●	●		
	علم الصیغہ، عنایت اللہ کاکوروی			●					
	تحفۃ السنیہ، محی الدین عبدالحمید			●					
	قطر الندی، جمال الدین					●			
منطق و	قطبی، قطب الدین رازی	●	●			●			

۱۲۔ اہل حدیث اور شیعہ اسے عالیہ میں پڑھاتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	کتاب	د	ب	ح	ش	ر	م	ق	مم
فلسفہ	شرح تہذیب، عبداللہ یزدی	●	●			●			
	رسالہ منطق، غازی پوری			●					
	منطق المظفر (یا)						●		
	تیسیر المنطق			●					
	مرقاۃ، فضل امام خیرآبادی			●					
	ہدایۃ الحکمت		●				●		
	مقدمہ ہدیہ سعیدیہ		●						
	معیار العلم، امام غزالی								●
	تاریخ فلاسفۃ الاسلام، احمد لطفی								●
عربی ادب	نفحۃ العرب (نثر) اعزاز علی	●				●			
	معلم الانشاء (۲،۳) عبدالماجد ندوی	●				●			
	دیوان حماسہ (باب حماسہ)								●
	قطف الازھار (نظم) محمد شفیع								●
	جواہر الجور (نظم)								●
	مقامات حریری	●	●	●		●			
	سبع معلقات		●						
	تاریخ ادب عربی		●						
	قصیدہ بردہ، امام بوصیری		●						
	المختارات (۳،۴) سید ابوالحسن علی ندوی					●			
	اقراء (۳،۴) محمد بشیر سیالکوٹی			●					
	دروس اللغۃ العربیہ (۱،۲) عبدالرحیم			●					
	الاسلوب الصحیح					●			
بلاغت	دروس البلاغۃ		●						

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	کتاب	د	ب	ح	ش	ر	م	ق	مم
	مختصر المعانی، سعد الدین		●				●		
اختیاری**	انگریزی ایف اے			●		●	●	●	●
	شہریت			●		●	●	●	●
	معاشیات			●		●	●	●	
	مطالعہ پاکستان			●		●	●	●	
	کمپیوٹر سائنس			●				●	●
	اردو							●	

نصاب درجہ عالیہ (مساوی بی اے)

مضمون	کتاب	د	ب	ح	ش	ر	م	ق	مم
القرآن	ترجمہ وتفسیر (فاتحہ تا یونس)	●						●	
	ترجمہ وتفسیر (بقرہ وآل عمران)							●	
	نیل المرام (کامل) نواب صدیق حسن			●					
	تفسیر جلالین ۱۳	●		●		●	●		
	ترجمہ وتفسیر (عنکبوت تا مرسلات)					●			
	تفسیر مدارک (عبداللہ ابن احمد)					●			
	مباحث فی علوم القرآن، مناع قطان			●					
	مقدمہ فی اصول تفسیر، ابن تیمیہ			●					
	الفوز الکبیر، شاہ ولی اللہ								●
	علوم القرآن، صبحی صالح								●

**اوپن یونی ورسٹی ثانویہ خاصہ کے لیے مزید ۲۰ نصف اور ۱۶ مکمل کورس، بطور اختیاری مضامین پیش کرتی ہے۔

۱۳- دیوبندی کامل، اہلحدیث بقرہ اور آل عمران اور بریلوی سورہ بقرہ پڑھاتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	کتاب	د	ب	ح	ش	ر	م	ق	مم
	تفسیر حقانی (انتخاب)								●
	التفسیر والمفسرون، محمد حسین ذہبی								●
	تفسیر ماجدی، (اجزاء)								●
	تاریخ تفسیر ومفسرین، ماجدی								●
	ترجمہ قرآن (نصف ثانی)				●				
	تفسیر القرآن، (۱-۱۵) عبداللہ شبر				●		●		
	تفسیر صافی						●		
	فتح القدیر						●		
حدیث	آثار السنن، محمد بن علی نیموی	●							
	کتاب الآثار، محمد حسن شیبانی	●							
	مشکوٰۃ المصابیح (نصف ثانی) [۱۴]		●						
	جامع ترمذی [۱۵]، امام عیسیٰ ترمذی			●					
	مشکوٰۃ المصابیح (ایمان، العلم)							●	
	سنن ابی داؤد، سلیمان سجستانی [۱۶]			●					●
	مشکوٰۃ المصابیح (اول)					●	●		
	ریاض الصالحین (بقیہ) [۱۷]					●			
	نہج البلاغۃ						●		
	مقدمہ مشکوٰۃ						●		
	مقدمہ ابن الصلاح								●

۱۴- اہل حدیث اسے ثانویہ خاصہ میں کامل پڑھاتے ہیں۔

۱۵- دیوبندی، بریلوی اور رابطہ اسے عالیہ میں پڑھاتے ہیں۔

۱۶- دیوبندی، بریلوی اور رابطہ عالیہ میں پڑھاتے ہیں۔

۱۷- دیوبندی اسے خاصہ میں مکمل کرتے ہیں اور رابطہ نصف اول خاصہ میں پڑھاتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	کتاب	د	ب	ت	ش	ر	م	ق	مم
	اصطلاحات الاصول						●		
	شرح نخبۃ الفکر ۱۸		●				●		●
	موطا امام مالک، مع شرح المسوی								●
	سنن ابی داؤد								●
	درایت الحدیث				●				
	اصول کافی کامل				●				
	من لایحضرہ الفقیہ						●		
	علوم الحدیث، صبحی								●
فقہ و	الہدایہ (اول، دوم)، علی حسن مرغینانی	●	●	●		●	●		
اصول فقہ	الہدایہ (سوم)							●	
	سراجی، سراج الدین سجاوندی	●		●		●	●		●
	نور الانوار (قیاس)	●						●	
	توضیح (مقدمات اربعہ)	●				●	●		
	تلویح (بحث خاص)	●				●	●		
	اصول الشاشی ۱۹، اسحاق بن ابراہیم شاشی			●					
	تعلیم الفرائض، شیخ محمد صدیق		●						
	حسامی، عبداللہ حسام الدین					●			
	عقود رسم المفتی						●		
	تسہیل الوصول (کامل) عبدالرحمان					●			
	تعلیم الفرائض			●					
	الاشباہ والنظائر								●

۱۸- دیوبندی، اہلحدیث اور رابطہ، اسے عالیہ میں پڑھاتے ہیں۔

۱۹- بریلوی اسے "ثانویہ عامہ" میں دیوبندی اور رابطہ سے "ثانویہ خاصہ" میں پڑھاتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	کتاب	د	ب	ح	ش	ر	م	ق	مم
	بدایۃ المجتہد								●
	اصول الاستنباط				●				
	معالم الاصول				●				
	اصول الفقہ المظفر				●		●		
	اصول الفقہ للخضری						●		
	شرائع الاسلام (کامل)				●		●		
	شرح لمعہ				●		●		
	حجۃ اللہ البالغہ (ابتدتاششم)، شاہ ولی اللہ							●	●
	رسائل						●		
عقائد	شرح عقائد (کامل)، سعد الدین تفتازانی	●				●			
	العقیدہ الطحاویہ، ابوجعفر					●	●		
	شرح عقائد نسفی						●		
	خیالی، احمد بن موسیٰ خیالی						●		
	شرح تجرید، علامہ حلی						●		
	شرح باب حادی (عشر)				●				
	شرح تجرید مقصد (ثالث)				●				
	صراط حق (اول)				●				
	قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں، سید مودودی					●			
	علم الکلام، حسن شافعی								●
صرف و نحو	الشافیہ				●				
	شرح جامی (یا)				●				
	سیوطی (یا)				●				
	ابن عقیل			●	●				

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	کتاب	د	ب	ح	ش	ر	م	ق	مم
	مغنی الادیب				●				
بلاغت	مختصر المعانی، سعدالدین تفتازانی	●			●	●	●		
	دروس البلاغة، حفنی بک	●				●			
	مطول، سعدالدین تفتازانی		●						
	تسہیل البلاغة، عبیداللہ اسعدی			●					
	البلاغة الواضحة، علی جارم			●	●				
	جواہر البلاغة				●				
اخلاق و مناظرہ	اسلامی اخلاق کا جدید اسلوب، محسنی				●				
	(یا) چہل حدیث، امام خمینی				●				
	جامع السعادات (اول، دوم)				●				
فلسفہ و منطق	سلم العلوم[20]، محب اللہ بہاری	●			●		●		
	میبذی، میر حسین	●				●			
	ہدیہ سعیدیہ، فضل حق خیرآبادی	●				●			
	رشیدیہ، عبدالرشید جونپوری	●	●						
	ملا حسن (تا مفہوم)	●							
	توشیح التہذیب			●					
	بدایۃ الحکمة				●				●
	المنطق (اول، دوم)				●				
تصوف	تصوف اسلام، عبدالماجد دریابادی								●
	کشف المحجوب، سید علی ہجویری								●
تاریخ	ارشاد شیخ مفید				●				
	تاریخ اسلام (بنوامیہ) معین الدین ندوی			●					

۲۰۔ رابطہ نے اسے عالیہ میں بطور اختیاری مضمون رکھا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	کتاب	د	ب	ح	ش	ر	م	ق	مم
	انتخاب مقدمہ، عبدالرحمان ابن خلدون						●		
عربی ادب	سبعہ معلقہ	●				●			●
	دیوان متنبی (تا کافیہ حا)	●	●	●		●	●		
	دیوان حماسہ	●	●	●	●	●			
	الانشاء علی الاسلوب الصحیح	●							
	محیط الدائرہ، کریلوس فان	●				●			
	الکافی، ابوعباس قنائی	●				●	●		
	باب المراثی		●						
	جمھرۃ اشعار العرب (انتخاب)								●
	الوثائق السیاسیہ								●
	باب الادب		●						
	باب النسیب		●						
	شرح ابن عقیل			●	●				
	انتخاب عیون الاخبار، ابن قتیبہ								●
	دروس اللغۃ العربیۃ (۳) عبدالرحیم			●					
	مفتاح الانشاء، محمد بشیر			●					
	ہدایۃ النحو، ابی حیان اندلسی			●					
	دیوان المبرد			●					
	العبرات، مصطفی لطفی المنفلوطی			●					
	خطابت و مضمون نویسی عربی					●			
	مقامات حریری، دس مقالے				●				
	گلستان				●		●		

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	کتاب	د	ب	ح	ش	ر	م	ق	مم
اختیاری*	سیاسیات (بی اے)			●		●	●	●	●
	معاشیات			●		●		●	●
	سلم العلوم					●			
	عمرانیات						●	●	
	انگریزی			●		●	●	●	●
	مطالعہ پاکستان			●		●		●	
	ایجوکیشن			●				●	

درجہ عالمیہ (مساوی ایم اے)**

مضمون	کتاب	د	ب	ح	ش	ر	م	ق	مم
تفسیر و اصول تفسیر	بیضاوی (انوار التنزیل) پارہ اول	●		●		●	●		●
	الفوز الکبیر، شاہ ولی اللہ	●		●		●	●		
	فتح القدیر						●		
	کشاف، زمخشری						●		●
	تفسیر ابن کثیر (احزاب، نور، محمد، فتح، حجرات)			●					●
	التفسیر والمفسرون، محمد حسین ذہبی			●					
	تفسیر القرآن (نصف: ۲)، عبداللہ شبر				●				

*علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی نے درس نظامی شہادۃ العالیہ (بی اے) کے لیے ۲ مکمل اور ۲۴ نصف کورس بطور اختیاری مضامین پیش کیے ہیں۔

** ماڈل دینی مدارس کے نصاب تعلیم کے مطابق تجویز کیا گیا ہے کہ، اسی نظام کے درجہ عالیہ سے فارغ ہونے والے طلبہ و طالبات کو درجہ عالمیہ (ایم اے، تخصص) میں داخلہ دیا جائے گا، جہاں وہ دو سال میں مجوزہ نصاب پڑھیں گے (جو یہاں پر پیش کیا جا رہا ہے) اور تحقیقی مقالہ لکھیں گے۔ اس مقصد کے لیے ۹ شعبہ جات تجویز کیے گئے ہیں جن میں: شعبہ مطالعہ قرآن، شعبہ حدیث، شعبہ فقہ و قانون، شعبہ سیرتؐ، شعبہ سیاسیات، شعبہ فلسفہ، شعبہ تاریخ، شعبہ تقابل ادیان، شعبہ معاشیات۔ ان میں سے پہلے دو شعبہ جات کا ذریعہ تعلیم عربی اور اردو ہوگا، جبکہ بقیہ سات شعبوں کا ذریعہ تعلیم عربی، اردو اور انگریزی ہوگا۔ ہم یہاں پر، ان میں سے قرآن، حدیث، قانون، تقابل اور معاشیات کی نصابی تقسیم پیش کر رہے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	کتاب	د	ب	ح	ش	ر	م	ق	مم
	مجمع البیان، علامہ خوئی						●		
	تفسیر صافی				●				
	تفسیر موضوعی				●				
	تفسیر طبری								●
	مفاتیح الغیب								●
	الجامع الاحکام، قرطبی								●
	روح المعانی								●
	فوائد عثمانی								●
	بیان القرآن								●
	ضیاء القرآن، پیر کرم شاہ ازہری								●
	تفسیر نعیمی								●
	ترجمان القرآن، مولانا ابوالکلام								●
	المنار، سید رشید رضا								●
	فی ظلال القرآن، سید قطب شہید								●
	تفہیم القرآن، سید ابوالاعلیٰ مودودی								●
	تدبر قرآن، امین احسن اصلاحی								●
حدیث، اصول حدیث	شرح نخبۃ الفکر۲۱، ابن حجر عسقلانی	●		●		●			
	سنت کی آئینی حیثیت، سید ابوالاعلیٰ مودودی					●			
	مقدمہ اعلاء السنن، ظفر احمد عثمانی					●			
	تدوین حدیث، سید مناظر احسن گیلانی					●			
	الجامع الصحیح، بخاری	●	●	●		●	●		
	صحیح مسلم	●	●	●		●	●		

۲۱- بریلوی اسے عالیہ میں پڑھاتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	کتاب	د	ب	ح	ش	ر	م	ق	مم
	موطا امام مالک	●	●	●		●	●		●
	جامع ترمذی ۲۲	●	●			●	●		●
	سنن ابی داؤد ۲۳	●	●			●	●		
	سنن نسائی ۲۴	●	●			●	●		
	موطا امام محمد		●				●		
	مشکوٰۃ المصابیح (ثانی کامل)	●				●	●		
	سنن ابن ماجہ	●	●			●	●		
	شرح معانی الآثار، محمد طحاوی	●	●			●	●		●
	قواعد الحدیث، ظفر احمد عثمانی					●			
	تیسیر مصطلح الحدیث، طحان			●					
	السنۃ ومکانتھا فی التشریع، مصطفیٰ سباعی			●					●
	تہذیب الاحکام						●		
	استبصار						●		
	اصول کافی						●		
	رسائل، قطع وظن						●		
	معانی الاخبار				●				
	رسالہ علم الرجال، محسنی				●				
	ہدایۃ (۳،۴) عقود رسم المفتی، ابن عابدین شامی	●				●			
	مسلم الثبوت، محب اللہ بہاری	●							
	بدایۃ المجتہد، ابن رشد			●		●	●		

۲۲- الحدیث، عالیہ میں پڑھاتے ہیں۔

۲۳- ایضاً

۲۴- الحدیث، ثانویہ خاصہ میں پڑھاتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	کتاب	د	ب	ح	ش	ر	م	ق	مم
	حجۃ اللہ البالغہ،شاہ ولی اللہ			●					●
	تاریخ التشریع الاسلامی،مناع قطان			●					
	الوجیز فی اصول الفقہ،عبدالکریم زیدان			●					
	عون المعبود								●
	تحفۃ الاحوذی								●
	بذل المجہود								●
	اوجز المسالک								●
	اشعۃ اللمعات/لمعات التنقیح								●
	شرح الباجی علی الموطا								●
	المصفی								●
	المسوی								●
	نیل الاوطار								●
	مرقاۃ								●
	عمدۃ القاری								●
	فتح الباری								●
	جامع بیان العلم								●
	جرح وتعدیل								●
	نقد حدیث								●
	اسماء الرجال								●
	تاریخ تدوین حدیث								●
	احکام الحدیث								●
	الرسالہ،امام شافعی								●
	اصول الفقہ المظفر (دوم)				●				

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	کتاب	د	ب	ح	ث	ر	م	ق	مم
	رسائل مرتضی				●				
	شرح لمعہ				●				
	رسائل اصحاب وکفایہ (اول، دوم)				●		●		
	المکاسب شیخ انصاری				●		●		
فقہ وقانون	اصول قانون وشہادت								●
	دستوری قانون								●
	احکام القرآن								●
	اصول فقہ اسلامی								●
	تاریخ فقہ اسلامی								●
	تاریخ قانون رومی								●
	قانون حدود وتعزیرات، قصاص، دیت								●
	بین الاقوامی قانون								●
	اہم پاکستانی قوانین (فوجداری، ٹارٹ، تجارت								●
	اسلام کے مالیاتی قوانین								●
عقیدہ	شرح العقیدہ الطحاویہ، ابن عز الحنفی			●					
	خیالی، احمد موسیٰ	●							
	صراط الحق (دوم، سوم)				●				
	عقیدۃ الاسلام، علامہ انور شاہ کاشمیری					●			
اخلاق و مناظرہ	جامع السعادات (سوم)				●				
	دلائل الصدق، اول، دوم								
تاریخ	تاریخ الحدیث، تاریخ التفسیر					●			
	طبقات الفقہاء					●			
	طبقات کتب حدیث					●			

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	کتاب	د	ب	ح	ش	ر	م	ق	مم
	تاریخ اسلام، یعقوبی				●				
تقابل ادیان	تقابل ادیان		●	●		●	●		
	اسلام اور جدید فکری تحریکات								●
	الحاد مغرب اور مسلمان								●
	کمیونزم اور اسلام								●
	اسلام اور مغربی تہذیب، فکری تصادم								●
	کتب آسمانی و مذہبی پر ایک نظر								●
	تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ، اقبال								●
	قرآن اور علم جدید، رفیع الدین								●
	علم الکلام اور کلام، شبلی								●
	مذاہب عالم: سیاسی، معاشرتی، معاشی جائزہ								●
منطق فلسفہ، بلاغت	میر زاہد، ملا جلال	●							
	امور عامہ	●							
	رسالہ قطبیہ	●							
	صدرا، صدر الدین	●							
	شمس بازغہ	●							
	حجۃ اللہ البالغہ، شاہ ولی اللہ	●							
	قاضی، قاضی مبارک	●							
	حمد اللہ، حمد اللہ سندیلوی	●							
	تصریح، امام الدین	●							
	فلکیات جدیدہ، محمد موسیٰ	●							
	مطول، سعد الدین تفتازانی	●			●				
	نہایۃ الحکمہ، طباطبائی				●				

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	کتاب	د	ب	ح	ش	ر	م	ق	مم
	نہایۃ الحکمہ، خیرآبادی				●				
اسلامی	معاشیات مغرب								●
معاشیات	معاشیات مشرق								●
	بین الاقوامی معاشیات								●
	معاشی منصوبہ بندی اور پاکستان کے مسائل								●
	اسلامی نظام معیشت								●
	اسلام کا نظریہ ملکیت								●
	اسلام اور جدید معاشی نظریات								●
	نظام زکوٰۃ وعشر								●
	کتاب الخراج، امام ابویوسف								●
	کتاب الاموال، ابوعبید								●
	محمدن تھیوری آف سائنس								●
	اشتراکیت اور نظام اسلام، مظہرالدین صدیقی								●
ادب	کلیلہ ودمنہ، عبداللہ ابن مقفع			●					
عربی	مفتاح الانشاء، محمد بشیر سیالکوٹی			●					
	تاریخ الادب العربی، حسن زیات		●						
	دیوان متنبی ۲۵				●				
	نہج البلاغۃ (اول تا سوم)				●				
تحقیق	تحریری مقالہ		●	●					●
اختیاری	گمراہ فرقے ۲۶			●					
	اسلام کا سیاسی نظام			●					

۲۵- شیعہ وفاق کے علاوہ دوسرے چاروں وفاق، یہ دیوان عالیہ میں پڑھاتے ہیں۔

۲۶- وفاق المدارس سلفیہ (اہلحدیث) نے الفرق الضالۃ کے اختیاری مضمون میں، گمراہ فرقوں کو درج کرتے وقت: خوارج، قادیانی، منکرین حدیث کے ساتھ ''موجودہ اسلامی تحریکیں'' بھی لکھا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	کتاب	د	ب	ح	ش	ر	م	ق	مم
	مقدمہ ابن خلدون			●					
	تاریخ اسلام (سقوط بغداد تا حال)			●					
	اصول دعوت			●		●			
	اسلام کا اقتصادی نظام			●		●	●		

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمیمہ-۷

پاکستان: طالبات کے دینی مدارس میں رائج نصاب

نوٹ: پاکستان میں مختلف مسلکوں اور دینی سلسلہ ہائے تعلیم میں طالبات کے لیے رائج دینی نصاب کی تفصیلات پیش کی جارہی ہیں۔ رابطۃ المدارس الاسلامیہ، منصورہ نے صرف ثانویہ عامہ اور ثانویہ خاصہ تک اہتمام کیا ہے۔ جبکہ دینی مدارس میں طالبات کے لیے عالیہ اور عالمیہ میں وفاق المدارس العربیہ (دیوبند مکتبِ فکر) کے نصاب سے استفادہ کیا جارہا ہے *۔

طالبات: ثانویہ عامہ (مساوی میٹرک)

		دیوبندی	بریلوی	اہلحدیث	رابطہ
قرآن	احسن التجوید، اظہر حسن		✓		
	قواعد تجوید وقرات		✓		✓
	نورانی قاعدہ			✓	✓
	حفظ و مشق پارہ عم	✓		✓	✓
	قرآن ترجمہ، دس پارے			✓	
	تفسیر پارہ عم	✓			✓
	مختصر تفسیر، عثمانی	✓			
	ترجمہ پارہ اول، دوم، سوم		✓		
حدیث	اربعین نووی، یحییٰ شرف الدین		✓		✓

*وفاق المدارس شیعہ کا خصوصی نصاب برائے طالبات نہیں مل سکا، تاہم جامعۃ المنتظر کے ایک ذمہ دار فرد کے بقول: ''طالبات کو بھی ہم وہی نصاب پڑھاتے ہیں، جو طلبہ کے لیے ہے''۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

		دیوبندی	بریلوی	اہلحدیث	رابطہ
	انوار الحدیث، جلال احمد امجدی		✓		
	جوامع الکلم، مولانا مفتی محمد شفیع	✓			✓
	راہ عمل، جلیل احسن ندوی				✓
	زاد الطالبین، مولانا عاشق الٰہی برنی				✓
	زاد الطالبین، مولانا مفتی محمد شفیع	✓			
	زادراہ، جلیل احسن ندوی				✓
	نخبۃ الاحادیث			✓	
	اصطلاحات المحدثین			✓	
	بلوغ المرام (کامل)			✓	

طالبات: ثانویہ عامہ (میٹرک)

		دیوبندی	بریلوی	اہلحدیث	رابطہ
سیرت	حیات طیبہ، عبدالحئی				✓
	خلفائے راشدینؓ، جلال الدین		✓		
	رحمت عالمؐ، سید سلیمان ندوی			✓	✓
	سیرت النبیؐ، شبلی نعمانی				✓
	سیرت خاتم الانبیاء، مولانا مفتی محمد شفیع	✓			
	مہر نبوت			✓	
	خلافت راشدہ				✓
	پیارے رسول کی پیاری دعائیں			✓	
عقائد	سنی بہشتی زیور (عقائد) خلیل احمد برکاتی		✓		
	اسلامی نظام زندگی اور بنیادی تصورات				✓
	دینیات، سید مودودی				✓

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

		دیوبندی	بریلوی	اہلحدیث	رابطہ
	خطبات، سید مودودی				✓
	تقویۃ الایمان، شاہ اسماعیل شہید			✓	
	اسلام ایک نظر میں، صدرالدین اصلاحی				✓
فقہ	بہشتی زیور (۱،۲،۳)	✓			
	عمدۃ الاحکام			✓	
	آسان فقہ، محمد یوسف اصلاحی				✓
	نورالایضاح، حسن بن عمار				✓
	قدوری (عبادات تک)				✓
	فقہ النساء، عطیہ خمیس				✓
	الروضۃ الندیہ: الصوم، الحج				✓
	سنی بہشتی زیور (فقہ) مولانا خلیل احمد		✓		
صرف ونحو	صرف بہائی		✓		
	علم النحو، مشتاق احمد	✓			✓
	تسہیل النحو، صدیق احمد	✓			
	علم الصرف (۱،۲،۳) مشتاق احمد	✓			✓
	صرف ونحو			✓	
	تعلیم الصرف (چوتھے باب کے علاوہ)		✓		
	نعیم التحریر، قاسم بلوچ		✓		
	تمرین الصرف، معین اللہ ندوی				✓
	النحو الواضح، علی جازم، مصطفیٰ امین				✓
	معلم النحو، فیض الرحمان				✓
	تمرین النحو، محمد مصطفیٰ ندوی				✓
عربی ادب	الطریقۃ العصریہ، عبدالرزاق سکندر	✓			

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

		دیوبندی	بریلوی	اہلحدیث	رابطہ
	کتاب عربی (جماعت ہشتم)		✓		
	کتاب عربی (میٹرک)		✓		
	قصص النبیین (۱،۲) ابوالحسن				✓
	طریقہ جدیدۃ، احمد امین مصری				✓
	القراۃ الراشدہ، ابوالحسن علی ندوی				✓
	عربی اردو بول چال			✓	
	عربی کا معلم (اول)			✓	
	اقراء (۱،۲،۳)			✓	
	اللسان العربی، اوپن یونیورسٹی				✓
عمومی اختیاری	انگریزی (میٹرک)				✓
	اردو (میٹرک)				✓
	جنرل سائنس (میٹرک)			✓	✓
	معاشرتی علوم (میٹرک)			✓	✓

طالبات: ثانویہ خاصہ (مساوی ایف اے)

		دیوبندی	بریلوی	اہلحدیث	رابطہ
قرآن	ترجمہ و تفسیر (نحل تا مرسلات)	✓			
	مقدمہ تفسیر نعیمی		✓		
	ترجمہ و تفسیر (۱۱ تا ۲۵ پارہ)			✓	
	سورتیں: النسا، نور، احزاب	✓			
	حجرات، والضحیٰ تا الناس،				
	علم التجوید، قاری غلام رسول		✓		
	قرآن کریم مکمل ترجمہ مختصر تشریح				✓

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

		دیوبندی	بریلوی	اہلحدیث	رابطہ
	الفوز الکبیر، شاہ ولی اللہ ترجمہ محمد تقی				✓
	علم القرآن، احمد یار نعیمی		✓		
	علوم القرآن، جسٹس محمد تقی عثمانی				✓
	تجوید، جمال القرآن				✓
	مقدمہ معارف القرآن				✓
	مقدمہ تفہیم القرآن				✓
	قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں، سید مودودی				✓
	حفظ القرآن (۲۹، ۳۰ پارہ)			✓	
	فوائد مکیہ				✓
حدیث	ریاض الصالحین	✓	✓	✓	✓
	اصطلاحات حدیث، محمود طحان				✓
	مشکوٰۃ شریف			✓	
	تاریخ الحدیث، عبدالصمد صارم				✓
	علوم الحدیث، عبیداللہ سعدی				✓
	سنن نسائی			✓	
	سنت کی آئینی حیثیت، سید مودودی				✓
	مقدمہ ترجمان السنہ، بدر عالم				✓
	معارف الحدیث (۱، ۲، ۳) محمد منظور نعمانی			✓	
	مقدمہ تذکرۃ المحدثین		✓		
فقہ	نور الایضاح، حسن بن عمار		✓		
	تلخیص اصول شاشی، محمد صدیق		✓		
	قدوری (عبادات)	✓			
	قدوری (النکاح تا آخر)				✓

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

		دیوبندی	بریلوی	اہلحدیث	رابطہ
	قانونچہ			✓	
	اسلامی فقہ،منہاج الدین مینائی				✓
	فقہ السنہ،سید سابق				✓
	فقہ السنہ،محمد عاصم الحداد				✓
	اصول فقہ،محمد عاصم الحداد			✓	
	اصول فقہ،عبیداللہ				✓
	آسان فقہ،محمد یوسف اصلاحی				✓
	رسائل ومسائل،سید مودودی				✓
	تفہیم المسائل (۱،۲) مولانا گوہر رحمان				✓
	تاریخ فقہ اسلامی،عبدالسلام ندوی				✓
	فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر،محمد تقی امینی			✓	
عقائد	سنی بہشتی زیور (۳،۴) مولانا خلیل احمد برکاتی		✓		
	الحق المبین،مولانا سعید احمد کاظمی		✓		
	عقیدہ الواسطیہ			✓	
	حقیقت توحید وسنت،مولانا گوہر رحمان				✓
	مقدمہ تذکرہ المحدثین		✓		
	فریضہ اقامت دین،صدرالدین اصلاحی				✓
سیرت وتاریخ	النبی الاطہرؐ،محدث ابن جوزی		✓		
	سیرت النبیؐ (۳،۴،۵) سید سلیمان ندوی				✓
	محسن انسانیت،نعیم صدیقی				✓
	انسان کامل،خالد علوی				✓
	تاریخ ساز شخصیات،مولانا محمد صدیق ہزاروی		✓		
	تاریخ اسلام،خلافت راشدہ			✓	

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

		دیوبندی	بریلوی	اہلحدیث	رابطہ
	سیرت صحابیاتؓ،عبدالسلام ندوی	✓			
	تجدید واحیائے دین،سید مودودی				✓
	تاریخ ملت (۱،۲) زین العابدین				✓
	تحریک آزادی ہند اور مسلمان،سید مودودی				✓
	تاریخ دعوت وعزیمت،ابوالحسن علی ندوی				✓
	اسلامی ریاست،سید مودودی				✓
	اسلامی سیاست،مولانا گوہر رحمان				✓
صرف ونحو	النحو الواضح (۳)				✓
	کتاب الصرف			✓	✓
	کتاب النحو			✓	✓
	جامع الصرف				✓
	ہدایۃ النحو،ابوحیان اندلسی	✓	✓		✓
	علم الصیغہ			✓	
	شرح مائۃ عامل	✓	✓	✓	
	تفہیم النحو،مولانا صدیق ہزاروی		✓		
	علم الصیغہ،ترجمہ نصیر الدین	✓	✓		
	نحو میر			✓	
	خاصیات (ترجمہ) نصیر الدین		✓		
	علم الصرف (۴)	✓			
ادب عربی	کتاب عربی (ایف اے)		✓	✓	
	معلم الانشاء،عبدالماجد ندوی				✓
	عربی کا معلم — دوم،سوم			✓	
	فصول اکبری			✓	

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

		دیوبندی	بریلوی	اہلحدیث	رابطہ
	قصص النبیین، ابوالحسن علی ندوی	✓			✓
	کتاب عربی (انٹر) اوپن یونیورسٹی				✓
	عربی بول چال، مکمل کورس				✓
	روضۃ الندیہ			✓	
	کافیہ محشی			✓	
منطق	تیسیر المنطق، محمد عبداللہ	✓			
داخلی پرچے	انگریزی، ایف اے				✓
	شہریت، ایف اے				✓
	معاشیات، ایف اے				✓
	امور خانہ داری، ایف اے				✓

طالبات: درجہ عالیہ (مساوی بی اے)

		دیوبند	بریلوی	اہلحدیث
قرآن	سورہ فاتحہ تا نحل	✓		
	جلالین (بقرہ تا النساء)	✓		
	علوم القرآن، جسٹس محمد تقی عثمانی	✓		
	جلالین (نسا، نور، احزاب، حجرات اور والضحیٰ تا آخر)		✓	
	خزائن العرفان (سورہ بقرہ)		✓	
	حفظ قرآن (آخری تین پارے)			✓
	ترجمہ وتفسیر مکمل قرآن			✓
	فوز الکبیر فی اصول التفسیر			✓
	مباحث فی علوم القرآن			✓
حدیث	مشکوۃ المصابیح اول، دوم	✓	✓	

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

		دیوبند	بریلوی	اہلحدیث
	موطا امام محمد	✓		
	سنن ابن ماجہ			✓
	سنن ابی داؤد			✓
	جامع ترمذی			✓
	شرح نخبۃ الفکر			✓
فقہ	اصول شاشی	✓	✓	✓
	قانونچہ (کامل)			✓
	تعلیم الفرائض، محمد صدیق			✓
	ہدایہ اول، دوم	✓		
	قدوری (کامل) علاوہ عبادات	✓	✓	
	بہار شریعت (۷، ۸، ۱۶)		✓	
	سراجی	✓		
	سراجی (اردو، منتخب)		✓	✓
	شرح ابن عقیل			✓
	علم المیراث		✓	
	البلاغۃ الواضحہ			✓
	بدایۃ المجتہد			✓
عقائد	عقیدۃ الطحاویہ	✓		
	فقہ حنفی اور حدیث رسولؐ		✓	
	کتاب العقائد والمسائل، مفتی عبدالقیوم ہزاروی		✓	
نحو	ہدایۃ النحو، ابوحیان اندلسی			✓
بلاغت	دروس البلاغۃ (کامل)	✓	✓	
	مقامات (۱ تا ۵)		✓	

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

		دیوبندی	بریلوی	اہلحدیث
صرف	مقامات حریری (۱تا۳)	✓		
	شرح مائۃ عامل			✓
عربی ادب	نفحۃ العرب	✓		
	قصیدہ بردہ		✓	
	عربی کا معلم، چوتھا حصہ			✓
تاریخ	تاریخ اسلام (مکمل)			✓
	سیر الصحابیات، عبدالسلام ندوی			✓

طالبات: درجہ العالمیہ (مساوی ایم اے)

		دیوبندی	بریلوی	اہلحدیث
قرآن	قرآن حفظ (یاسین، سجدہ، دخان، واقعہ)			✓
	تفسیر بیضاوی، پارہ اول			✓
	الفوز الکبیر			✓
	تفسیر ابن کثیر (۵ سورتیں)			✓
	التفسیر والمفسرون			✓
حدیث	مسلم شریف، کتاب الایمان		✓	
	بخاری اول	✓		
	بخاری کامل			✓
	مسلم شریف، اول	✓		
	مسلم شریف، کامل			✓
	ترمذی اول، دوم	✓		
	موطا امام مالک	✓		✓
	بخاری (وحی، مناقب، لباس)		✓	

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

		دیوبندی	بریلوی	اہلحدیث
	سنن ابوداؤد	✓	✓	
	ترمذی (الاطعمہ، الاشربہ، الشمائل)		✓	
	سنن نسائی (نکاح)		✓	
	سنن نسائی	✓		
	سنن ابن ماجہ (الجنۃ، آلنار، العلم)		✓	
	سنن ابن ماجہ	✓		
	مسند امام اعظم، کامل		✓	
	شرح معانی الآثار، طلاق		✓	
	تذکرۃ المحدثین، کامل		✓	
عقائد	شرح العقیدہ الطحاویہ			✓
فقہ	بدایۃ المجتہد، نکاح، طلاق، حدود			✓
	الوجیز فی اصول الفقہ،			✓
	حجۃ البالغہ (ایمان، طہارۃ، نماز)			✓
	قانونچہ			✓
	تاریخ فقہ			✓
ادب	روضۃ الادب			✓
	عربی کا معلم، ۵			✓
اختیاری مضامین	اسلام کا اقتصادی نظام			✓
	اسلام کا سیاسی نظام			✓
	تقابل ادیان[1]			✓
	مقدمہ ابن خلدون			✓
	تاریخ سقوط بغداد تا عصر حاضر			✓

۱- سلفیہ وفاق نے تقابل ادیان کے نصاب میں: عیسائیت، یہودیت، قادیانیت، گمراہ فرقوں (خوارج اور منکرین حدیث) کے ساتھ موجودہ اسلامی تحریکیں شامل کی ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمیمہ-۸

بھارت: دینی مدارس میں رائج نصاب

نوٹ: موجودہ دور میں بھارت میں مختلف مکاتب فکر (● حنفی بریلوی، ● حنفی دیوبندی، ● اہل حدیث، ● شیعہ اور ● طالبات) کے مدرسوں کے ساتھ ندوۃ العلماء میں رائج نصابی کتب کی تقابلی فہرست۔

۱-قرآن وتفسیر

کتب	دیوبند	ندوہ	اہل حدیث	بریلوی	شیعہ	طالبات
تفسیر الاتقان			✓			
تفسیر الفوز الکبیر	✓	✓	✓			
تفسیر آیات الاحکام				✓		
تفسیر ابن کثیر			✓			
تفسیر بیضاوی	✓	✓	✓	✓		
تفسیر صافی					✓	
تفسیر مدارک	✓			✓		
تفسیر مظہری	✓					
تفسیر موضوعی					✓	
تفسیر نمونہ					✓	
تفسیر جلالین	✓		✓	✓		
تفسیر فتح القدیر			✓			
تفسیر کشاف		✓	✓	✓		
مختلف تفاسیر سے						✓

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲- حدیث

	دیوبند	ندوہ	اہلحدیث	بریلوی	شیعہ	طالبات
ابن ماجہ	✓	✓				✓
ابوداؤد			✓	✓		✓
الفیۃ الحدیث	✓					
بخاری شریف	✓	✓	✓	✓		✓
تدریب الراوی			✓			
ترمذی	✓	✓		✓		✓
تہذیب الاخلاق		✓				
حدیث موضوعی					✓	
ریاض الصالحین		✓				✓
سبل السلام			✓			
شمائل ترمذی	✓	✓				
طحاوی	✓	✓				
مسلم شریف	✓	✓	✓	✓		✓
مشکوٰۃ المصابیح			✓	✓		✓
مشکوٰۃ الآثار	✓	✓				
مقدمہ ابن صلاح				✓		
موطا امام مالک	✓	✓	✓			
موطا امام محمد	✓	✓				
نخبۃ الفکر	✓	✓	✓			
نسائی، سنن	✓	✓	✓			✓

۳- فقہ واصول فقہ

اصول الفقہ			✓			

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	دیوبند	ندوہ	اہلحدیث	بریلوی	شیعہ	طالبات
اصول الشاشی				✓		✓
الفقہ المیسر		✓				
بدایۃ المجتہد			✓	✓		✓
تسہیل الاصول			✓			
توضیح المسائل					✓	
حسامی	✓					
ریاض المسائل					✓	
سلم الثبوت				✓		
شرح وقایہ		✓	✓	✓		✓
علم اصول فقہ		✓				
قدوری	✓	✓	✓	✓		✓
کتاب الفتاویٰ				✓		
کتاب الفقہ، الاستنباط					✓	
کتاب الفقہ، الخمسہ					✓	
کنز الدقائق	✓					
نور الانوار	✓			✓		
ہدایہ	✓	✓	✓	✓		✓

۴-عربی ادب

ازہار العرب			✓		✓	
الادب العربی		✓			✓	
القراۃ الراشدۃ		✓				✓
القراۃ العربیہ			✓			
تاریخ الادب العربی			✓			

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	دیوبند	ندوہ	اہلحدیث	بریلوی	شیعہ	طالبات
حماسہ		✓			✓	✓
دیوان متنبی	✓			✓	✓	
روضۃ الادب	✓					
سبع معلقہ			✓			
قصص النبیین		✓				
کلیلہ ودمنہ		✓	✓			
مختارات		✓	✓			✓
معلم الانشا	✓	✓		✓		
منشورات		✓			✓	✓
منہاج العربیہ			✓			
نفحۃ الادب	✓					

۵-صرف ونحو

اختیارات من النثر والنظم				✓		
اللغۃ العربیہ					✓	
النحو الواضح	✓		✓			
امین النحو			✓			
امین الصرف			✓			
امین الصیغہ			✓			
پنج گنج					✓	
شذی العرف		✓				
شرح ابن عقیل	✓		✓			
شرح جامی				✓	✓	
شرح شذور الذہب		✓				

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	دیوبند	ندوہ	اہلحدیث	بریلوی	شیعہ	طالبات
صرف میر					✓	
علم التصریف		✓				
علم الصرف				✓		
علم الصیغہ	✓			✓		
قطر الندی		✓	✓			
قواعد اللغۃ						✓
قرۃ الرشید						✓
کافیہ				✓	✓	
کتاب الصرف		✓				✓
کتاب النحو		✓				
نحو میر	✓			✓	✓	
ہدایۃ النحو	✓	✓	✓	✓		✓

۲۔ منطق، فلسفہ

ابتدائی نوٹس کی تیاری		✓				
المنشعب					✓	
تیسیر المنطق	✓					
حسامی				✓		
سلم	✓					
شرح تہذیب	✓					
شرح سلم				✓		
قطبی			✓	✓	✓	
کتاب المنطق					✓	
مرقات	✓				✓	

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	دیوبند	ندوہ	اہلحدیث	بریلوی	شیعہ	طالبات
ملاحسن	✓					
میزان					✓	
ہدایۃ الحکمت			✓		✓	
ہدیۃ سعیدیہ	✓			✓	✓	

۷-عمومی اور عصری علوم

امور خانہ داری						✓
انگریزی		✓	✓	✓	✓	✓
تاریخ اسلام	✓	✓				
تاریخ ہند		✓				
جغرافیہ		✓				
ریاضی			✓	✓		
سائنس عمومی				✓		
سیاسیات	✓	✓				
صحت و بیماری						✓
فارسی					✓	
فن تعلیم						✓
معاشیات، ابتدائی	✓	✓				
مطالعہ مذاہب		✓				
ہندی			✓	✓	✓	

(ماخوذ: ہندستان میں دینی درس گاہیں، ص۱۱۳-۱۱۵)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمیمہ-۹

الجامعۃ الاسلامیہ للبنات الاسلام

پاکستان میں طالبات کی دینی تعلیم کا یہ منفرد نظام متعدد حوالوں سے قابل مطالعہ ہے۔ مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری کی نگرانی میں جنوری ۱۹۷۲ء سے آغاز کرنے والا یہ مدرسہ (گجرات شہر، صوبہ پنجاب) ایک وسیع نظام تعلیم وتربیت کا پیش خیمہ ثابت ہوا ہے۔ جہاں پر:

- ادارے میں حفظ، قرات اور فاضلہ کے تعلیمی درجات ہیں۔ (کورسوں میں داخلے کے لیے عمر کی کوئی قید نہیں)۔
- فاضلات کا داخلہ ہر سال فروری مارچ میں کیا جاتا ہے۔ داخلے کے لیے کم از کم تعلیم، سیکنڈ ڈویژن میٹرک ہے، تاہم ایف اے، بی اے اور ایم اے کی طالبات کو ترجیح دی جاتی ہے۔
- فاضلات کا تعلیمی سیشن سال اول اور سال دوم میں تقسیم ہوتا ہے۔
- جبکہ فاضلہ حافظہ کا داخلہ ہر چار سال بعد ہوتا ہے۔
- داخلے کے لیے بلاتفریق فرقہ و مسلک ہر طالبہ کے لیے یکساں مواقع موجود ہیں۔
- جامعہ میں تعلیم اقامتی سطح پر دی جاتی ہے اور تمام طالبات کو ہاسٹل میں قیام کرنا پڑتا ہے۔
- طالبات کو تمام ضروریات زندگی، بلا معاوضہ اور مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ تعلیم کی کوئی فیس نہیں لی جاتی اور مستحق طالبات کو لباس بھی مہیا کیا جاتا ہے۔
- جامعہ میں ہمہ وقتی ایم بی بی ایس لیڈی ڈاکٹر، طالبات کو طبی امداد فراہم کرتی ہیں۔
- ماہانہ تعلیمی ٹیسٹ کے نتائج، طالبات کے والدین کو ارسال کیے جاتے ہیں۔
- درج ذیل دو سالہ کورس پاس کرنے والی طالبات [فاضلات]: قرات، تجوید میں مہارت، روزمرہ دینی مسائل میں خصوصی دسترس اور قرآن و حدیث کو براہ راست عربی میں پڑھنے، سمجھنے اور سمجھانے کی صلاحیت حاصل کر لیتی ہیں۔

فاضلات کا دو سالہ نصابی کورس

۱-تجوید وقراءت	• جمال القرآن • قواعد التجوید • فوائد مکیہ وجزریہ
۲-قرآن	• متن قرآن حکیم • ترجمہ قرآن حکیم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳-تفسیر (مختلف حصوں کا مفصل مطالعہ)	• تفسیر ابن کثیر • تفسیر مدارک • تفسیر روح المعانی • تفسیر عثمانی • تفسیر جواہر القرآن • اصول تفسیر
۴- حدیث	• زاد الطالبین • ریاض الصالحین / یا / • انتخاب صحاح ستہ
۵-عقائد وفقہ	• قدوری [مختصراً سوالاً جواباً] • تعلیم الاسلام • بہشتی زیور
۶-صرف ونحو	• کتاب الصرف ونحو • علم الصرف ونحو • ابواب الصرف • مائۃ عامل
۷-تاریخ	• سیرت النبیؐ • سیرت خلفائے راشدینؓ • سیرت الصحابیاتؓ • سیرت عائشہ صدیقہ

پاکستان میں طالبات کی دینی تعلیم کے اس سلسلے کی متعدد شاخیں خدمات انجام دے رہی ہیں۔

• جامعات: الجامعہ الاسلامیہ لبنات الاسلام کی ۱۴ شاخیں ہیں۔ جن میں:

• پنجاب ۱۰ — تفصیل: گجرات اور گوجرانوالہ میں ۲،۲، جبکہ راولپنڈی، وار برٹن، ٹوبہ ٹیک سنگھ، کہروڑ پکا، چک مانو، بصیرہ قندرانی (مظفرگڑھ)، منگووال (گجرات) میں ایک ایک۔

• سندھ ایک — کراچی

• شمالی علاقہ ایک — کشروٹ (گلگت)

• سرحد ۲ — مانسہرہ، شگھو نہ سوات

• مدارس: مدرسۃ البنات تعلیم الاسلام کی ۷۶ شاخیں ہیں، جن میں:

• پنجاب میں ۳۴ — تفصیل: لاہور میں ۶، گوجرانوالہ میں ۴، ملتان میں ۳، منڈی بہاؤ الدین میں ۲، جبکہ — ٹوبہ ٹیک سنگھ، سمندری، گوجرہ، چنیوٹ، جھنگ، سرگودھا، شجاع آباد، گوجرانوالہ چھاؤنی، عارف والا، گگو، بورے والا، ہیلاں (پھالیہ)، چک مانو، ساہیوال، شیخوپورہ، خوشاب، عالو والی (میانوالی) اور حافظ والا (میانوالی) میں ایک ایک۔

• کراچی میں ۳۵

• کوئٹہ میں ایک

• سرحد میں ۲: — تفصیل: باڑہ اور پشاور میں ایک ایک۔

• بیرون پاکستان ۵: — تفصیل: برمنگھم، ابوظہبی، دوبئی، کویت، ساؤتھ ویلز

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ضمیمہ-۱۰

دینی نصاب برائے طالبات*

نوٹ: بھارت میں جماعت اسلامی ہند کے زیر انتظام ایک مدرسے* میں طالبات کی دینی تعلیم کے لیے درجہ بہ درجہ حسب ذیل نصاب پڑھایا جا رہا ہے۔

	ہشتم	نہم	دہم	یازدہم	دوازدہم	سیزدہم	چہاردہم
۱- عربی زبان وادب	• القراۃ الرشیدۃ (اول، دوم) • دروس اللغہ، اول (امتحان شفوی)	• القراۃ الرشیدۃ (کامل) • امثال آصف الحکیم • دروس اللغہ، دوم (امتحان شفوی)	• کلیلہ ودمنہ (۱تا۶ باب) • دیوان حماسہ (باب ادب مکمل، مع ۵۰ شعر حفظ) • درس اللغہ، ثالث	• جمہرۃ خطب العرب (عہد رسالتؐ، ابوبکرؓ) • دیوان حماسہ (باب مراثی، ۴۰۰ اشعار/ ۷۵ شعر حفظ)	• جمہرۃ خطب العرب (وصایا فی العصر عباسی، اول) ابتدا تا ختم خطبہ ابن سماک والرشید • دیوان حماسہ (حماسہ ۲۵۰ مع اشعار/ ۱۰۰ اشعار حفظ)	• جمہرہ خطب (عہد عمرؓ تا عہد علیؓ) ابتدا تا خطبہ معاویہؓ • جمہرۃ اشعار العرب (زہیر، عمر بن کلثوم، لبید)	• جمہرہ خطب العرب (عصر جاہلی) ابتدا تا خطبہ حارث (خطبہ ۱تا۴) • جمہرۃ اشعار العرب (امرؤ القیس، نابغہ، اعشی، طرفہ)

* جامعۃ الفلاح، بلریا گنج، اعظم گڑھ

www.KitaboSunnat.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	ہشتم	نہم	دہم	یازدہم	دوازدہم	سیزدہم	چہاردہم
۲- نحو	• اسباق النحو، اول • تحفۃ الاعراب	• قواعد اللغۃ العربیہ (فعل وبلاغہ کے علاوہ) • ہدایۃ النحو (مبحث الحرف)					
۳- قواعد			• شرح ابن عقیل ابتدا تا اعلم واری				
۴- تقابلی مطالعہ مذاہب						• بڑے مذاہب، حماد الحسن • اسلام اور مذاہب عالم، مظفر صدیقی • سہ روزہ دعوت، نئی دہلی (مذاہب نمبر اول ودوم) • ہندو دھرم، البیرونی • چھ مذاہب کا مطالعہ: ہندومت، جین مت سکھ مت، بدھ مت، عیسائیت، یہودیت • سنسکرت چار ادھیائے، از رام دھاری • بھارتی درشن، اوم دت	
۵- صرف	• اسباق النحو، دوم (باستثناء خاصیات ابواب)	• خاصیات ابواب، تمرینات صرفیہ					

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	ہشتم	نہم	دہم	یازدہم	دوازدہم	سیزدہم	چہاردہم
۶- انشاء	• معلم الانشاء، (اول نصف اول)	• معلم الانشاء (اول، نصف آخر)	• معلم الانشاء (ثانی، پہلی ۲۵ تمرینات)	• معلم الانشاء (ثانی، ۲۶-۵۰ تمرینات) • منہج البحث کا تعارف	• مضمون نویسی جدید عربی (صحافتی زبان)	• انشاء، جدید عربی • مضمون نویسی • صحافت	• جدید عربی • عربی مقالہ مشرف کی نگرانی میں
۷- علم الفرائض					السراجی		
۸- اصول حدیث				• تیسیر مصطلح الحدیث، طحان باب اول، مقدمہ			
۹- حکمت الشرع							حجۃ اللہ البالغہ (منتخب حصے)
۱۰- قرآن مجید		• ۳۰واں پارہ نصف اول حفظ مع تجوید	سورہ الحدید تا الناس مع حفظ مطالعہ: الصف، الجمعہ، المنافقون، المزمل، المدثر، القیامہ، الدہر، مرسلات	سورہ سبا، تا الواقعہ مع حفظ مطالعہ: حجرات، ق، رحمٰن، واقعہ	سورہ مریم تا الاحزاب مع حفظ مطالعہ: مریم، قصص، یٰسین	تحقیقی مطالعہ: الاعراف تا کہف	• پارہ اول حفظ • تحقیقی مطالعہ: الفاتحہ تا انعام، مائد
۱۱- اصول تفسیر				• مقدمہ فی اصول التفسیر، ابن تیمیہ	مقدمہ تفسیر نظام القرآن مطالعہ: اسالیب قرآن، فراہی زیر درس	التکمیل فی اصول التاویل	دلائل النظام، حمید الدین فراہیؒ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	ہشتم	نہم	دہم	یازدہم	دوازدہم	سیزدہم	چہاردہم
۱۲- حدیث			• بلوغ المرام (نصف • بخاری ومسلم کی احادیث، خصوصی مطالعہ تعارف خصوصی مطالعہ	بلوغ المرام (نصف ثانی • مشہور کتب احادیث کا تعارف • بخاری ومسلم	موطا امام مالک، جزاول	• سنن ابی داؤ • سنن، ترمذی، انتخاب	• بخاری، انتخاب • مسلم، انتخاب
۱۳- فقہ اسلامی		قدوری (ابتداء تا الحج)	قدوری (البیوع تا الرھن)	قدوری (طلاق تا ختم) • فقہ السنہ، سابق • علم اصول الفقہ خلاف	• ہدایہ، اولین وآخرین	• بدایۃ المجتہد، اول • شرح عقیدہ طحاویہ	بدایۃ المجتہد، ثانی منتخب
۱۴- حفظ وتجوید	۳۰ واں پارہ نصف آخر حفظ، مع تجوید	۳۰ واں پارہ، نصف اول حفظ، مع تجوید					
۱۵- عقیدہ اسلامی				العقیدۃ الواسطیہ، ابن تیمیہ • کتاب التوحید، محمد بن عبدالوہاب تقویۃ الایمان، اسماعیل شہید مذکرہ فی العقیدہ، صالح بن سعد		شرح العقیدہ الطحاویہ، ابوالعزحنفی	

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	ہشتم	نہم	دہم	یازدہم	دوازدہم	سیزدہم	چہاردہم
۱۶- انگریزی	ریاستی بورڈ، جماعت ہشتم کی کتاب	ریاستی بورڈ، جماعت نہم دونوں کتب (اے کورس)	ریاستی بورڈ جماعت دہم دونوں کتب (بی کورس)	ریاستی بورڈ گیارہویں جماعت دونوں کتب	ریاستی بورڈ بارہویں جماعت دونوں کتب	یونیورسٹی بی اے کی کتب	یونیورسٹی بی اے کی کتب
۱۷- گرامر	Delights of General English	High School English Grammer (half)	High School English (Complete)	Inter General English (half)	Inter General English (complete)	English Written Course	
۱۸- ہوم اکنامکس	گھریلو سائنس، درجہ ۸ مسرت زمانی (اول) رہبر صحت (اول)	علم امور خانہ داری (دوم) رہبر صحت (دوم)	علم امور خانہ داری (ITI کورس)	ٹیلرنگ اور کٹنگ (ITI کورس)	ٹیلرنگ اور کٹنگ		
۱۹- بلاغت					البلاغۃ الواضحہ (انتخاب)		
۲۰- ایجوکیشن							فن تعلیم و تربیت افضل حسین

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمیمہ نمبر-۱۱

نصاب تعلیم، جامعۃ الصالحات*

درجات	معیار عمر	مضامین ترتیب
۱۔ عالمہ	۱۳ تا ۱۵	ادب، قواعد، انشاء، انگریزی، تاریخ اسلام، تاریخ ہند، ہوم سائنس، سلائی، مطالعہ عام
۲۔ عالمہ دوم	۱۵ تا ۱۷	ادب، قواعد، انشاء، فقہ، انگریزی، تاریخ اسلام، تاریخ ہند، ہوم سائنس، سلائی، مطالعہ عام
۳۔ عالمہ سوم	۱۶ تا ۱۸	ادب، قرآن وحدیث، فقہ، ادب، بلاغت، انشاء، انگریزی، تاریخ اسلام، تاریخ ہند، ہوم سائنس، سلائی، مبادی سیاسیات، مطالعہ عام
۴۔ عالمہ چہارم	۱۷ تا ۱۸	ادب، قرآن، حدیث، فقہ، ادب، بلاغت، انشاء، انگریزی، تاریخ اسلام، تاریخ ہند، ہوم سائنس، سلائی، مبادی سیاسیات، مطالعہ عام
۵۔ فاضلہ اول	۱۸ تا ۱۹	
۶۔ فاضلہ دوم	۱۹ تا ۲۰	قرآن، حدیث، فقہ، اصول فقہ، ادب، انگریزی، فن تعلیم، مطالعہ عام

۱- ادب

مقاصد: ● طالبات قرآن پاک اور احادیث کی عبارتیں پڑھ سکیں اور سمجھ سکیں۔ ● قرآن وحدیث اور دیگر کتب اسلامیہ کے براہ راست مطالعے کی صلاحیت پیدا ہو سکے۔ ● جدید عربی ادب میں اوسط درجہ کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔ ● عربی رسائل اور اخبارات کو پڑھ سکیں اور سمجھ سکیں۔ ● عربی میں گفتگو کرنے کی مہارت پیدا ہو سکے۔ ● عربی زبان میں مقالات اور خطوط لکھنے کی صلاحیت پیدا ہو سکے۔ ● خاموشی سے سمجھ کر پڑھنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔ ● طالبات میں صلاحیت پیدا ہو کہ وہ عربی پڑھ سکیں، اس کا صحیح تلفظ کر سکیں۔

---

* طالبات کی دینی درس گاہ: جامعۃ الصالحات، رام پور، میں علوم اسلامیہ عربیہ اور عصریہ کی تدریس کے نظام کار کو سمجھنے کے لیے نسبتاً زیادہ تفصیلات پیش کی جارہی ہیں، تاکہ معمول سے ہٹ کر اختیار کیے جانے والے اس تجربے کے خدوخال سامنے آسکیں۔ مرتب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عالمہ اول: ● کلیلہ و دمنہ سے ابواب: (۱) الحمامۃ المطوقۃ (۲) الغراب البوم (۳) ابن العرس ● قصص النبیین القسم الثالث نصف اول

عالمہ دوم: ● منثورات - (۳۳ ابواب) ● نظم الحماسہ، باب الادب سو منتخب اشعار (مجموعہ تیار کردہ: جامعہ الصالحات) ● قصص النبیین القسم الثالث (سیرۃ خاتم النبیین) نصف آخر

عالمہ سوم: ● مختارات جزء اول (نصف اول) ● الحماسہ، باب الادب سے ۱۰۰ منتخب اشعار (تیار کردہ جامعۃ الصالحات حصہ دوم)

عالمہ چہارم: ● مختارات جزء اول (نصف آخر) ● الحماسہ (باب المراثی سے سو اشعار)

فاضلہ اول: ● تاریخ الادب العربی (المنہل العذب) نصف اول، ● مختارات جلد دوم نصف اول، ● نظم کتاب الحماسہ (باب الحماسہ سے سو اشعار)

فاضلہ دوم: ● تاریخ الادب العربی، المنہل العذب نصف آخر، ● مختارات جلد دوم نصف آخر، ● کتاب الحماسہ (باب الحماسہ سے سو اشعار)

۲-عربی قواعد

قواعد و انشاء کی مدت تعلیم عالمہ اول تا چہارم چار سال رہے گی۔

عالمہ اول: ● شرح مائۃ عامل مع ترکیب ● ھدایۃ النحو نصف اول، کتاب الصرف

عالمہ دوم: ● ھدایۃ النحو، نصف آخر ● النحو الواضح ثانوی، اول باستثناء تمرینات

عالمہ سوم: ● قواعد اللغۃ العربیہ نصف اول یا النحو الواضح ثانوی، دوم باستثناء تمرینات

۳-عربی انشاء

عالمہ اول: معلم الانشاء حصہ اول نصف آخر

عالمہ دوم: معلم الانشاء حصہ دوم نصف اول

عالمہ سوم: معلم الانشاء حصہ دوم نصف آخر

عالمہ چہارم: معلم الانشاء حصہ سوم (برائے اساتذہ)

مضامین و مقالات کی تعداد ۱۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسائل اور اخبارات کے ترجمے ۴۰ کتابی صفحات ،اور معاشرتی خطوط تعداد ۵

۴-بلاغت

مدت تعلیم دو سال برائے عالمہ سوم و چہارم

عالمہ سوم: دروس البلاغة نصف اول

عالمہ چہارم: دروس البلاغة نصف ثانی

۵-قرآن مجید

مدت تعلیم چار سال عالمہ سوم تا فاضلہ دوم

مقاصد: ● قرآن عزیز، مالک کائنات کی طرف سے پوری نوع انسانی کے لیے ایک آخری کتاب ہدایت اور دعوت وارشاد اور مکمل نظام حیات ہے ● اس لیے طالبات کو اس طرح تیار کرنا کہ وہ اس سے شعوری استفادہ کرنے کے قابل ہو جائیں اور قرآن عزیز کا مطالعہ، کتاب ہدایت اور کتاب دعوت وارشاد کی حیثیت سے کر سکیں۔

عالمہ سوم: سورۃ الاعراف تا بنی اسرائیل

عالمہ چہارم: الکہف تا سورۃ یٰسین، باستثناء سورۃ النور والاحزاب

فاضلہ اول: الصافات تا ختم، بشمول سورۃ النور

فاضلہ دوم: از ابتداء تا ختم سورۃ الانعام بشمول الاحزاب

بنیادی کتاب: تفسیر جلالین

امدادی کتب: ۱-تفہیم القرآن، ۲-فی ظلال القرآن، ۳-تفسیر بیضاوی

۶-حدیث شریف

مقاصد: ● حدیث دین کا دوسرا اہم ماخذ ہے۔ قرآن کی تشریح اور تاویل حدیث کے بغیر ممکن نہیں ● اسی نقطہ نظر سے حدیث کا مطالعہ کرایا جائے گا۔

عالمہ سوم: حسب ذیل ابواب از ریاض الصالحین

نوٹ: سال تمام میں دو سو پچاس احادیث پڑھائی جائیں، جن میں سے ۱۲۵ احادیث منتخب، مختصر، اور جامع، حفظ کرائی جائیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

● یہ ابواب پڑھائے جائیں: الاخلاص تا باب الامرقبۃ، ستر عورات المسلمین، الاصلاح ذات البین، الوصیۃ بالنساء، حق الزوج علی المراۃ، النفقۃ علی العیال، حق الجار، بر الوالدین، تحریم الحقوق وقطعیۃ الرحم۔

● حسب ذیل ابواب سے تین تین منتخب احادیث پڑھائی جائیں۔ باب: التقویٰ، الاستقامۃ، المبادرۃ الی الخیرات۔ فی الامر بالمعروف والنہی عن المنکر، تعظیم حرمات المسلمین وبیان حقوقھم، باب الحیاء، حفظ السر، فضل قراۃ القرآن، کتاب الدعوات، فضل الدعا بظہر الغیب، الامور المنہی عنہا شروع، پانچ ابواب سے تین تین منتخب احادیث۔

عالمہ چہارم: مشکوۃ المصابیح —— کتاب: الایمان، العلم، الطہارۃ، الصلوۃ، الجنائز، الزکوۃ، الصوم، المناسک، الفتن تا باب خلق الجنۃ والنار۔

نوٹ: ہر باب میں سے فصل اول اور فصل ثانی داخل درس رہیں گی۔

فاضلہ اول: ● صحاح ستہ (سنن: ابو داؤد، نسائی شریف، ابن ماجہ) ● سنن ابو داود: کتاب الزکوۃ، وکتاب النکاح والطلاق وکتاب البیع ● سنن نسائی: کتاب الصوم، کتاب المناسک ● سنن ابن ماجہ: من باب اتباع النبی الی باب من سئل عن علم ثم کتمہ۔

فاضلہ دوم: ● صحاح ستہ (بخاری، مسلم، سنن ترمذی) ● سنن ترمذی: من کتاب الطہارۃ الی آخر کتاب الصلوۃ ● صحیح بخاری: کتاب المغازی وکتاب المناقب ● صحیح المسلم: کتاب الایمان

۷- فقہ واصول فقہ

فقہ کی مدت تعلیم پانچ سال ہوگی (عالمہ دوم سے تدریس کا آغاز ہوگا اور فاضلہ دوم تک رہے گا)۔ اصول فقہ کی مدت تعلیم دو سال ہوگی (فاضلہ اول ودوم)

عالمہ دوم: قدوری سے ابواب: الطہارۃ، الصلوۃ، الزکوۃ (باستثناء: زکوۃ الابل وصدقۃ البقر والغنم والخیل)، الصوم، الحج (باستثناء: الجنایات والاحصار، والفوات والھدی)، البیوع، الرھن، الاجارۃ، المضاربۃ، الکفالۃ، الحوالۃ، الھبہ، الوقف۔

عالمہ سوم: ● قدوری سے ابواب: الودیعۃ، العاریۃ، النکاح، الرضاع، الطلاق، الایلاء، الخلع، اللعان، الظہار، العدۃ، النفقات، الاضحیۃ، الایمان، الحظر والاباحۃ، الوصایا۔

عالمہ چہارم: ● شرح وقایہ جلد ثانی باستثناء- العتاق، السراجی از ابتداء تا مناسخہ باستثناء مقاسمہ الجد۔

فاضلہ اول: ● بدایۃ المجتہد جلد ثانی۔ کتاب الصلوۃ، الصوم، الزکوۃ، (۲) اصول الشاشی نصف اول۔

فاضلہ دوم: ● بدایۃ المجتہد جلد ثانی۔ کتاب النکاح والطلاق۔ والایلاء والظہار واللعان والاحداد ● اصول

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشاشی نصف آخر۔

۸۔تاریخ اسلام وملکی تاریخ

مقاصد: ● اسلام کے تصور تاریخ سے روشناس کرانا اور حق وباطل کی کشمکش کا قرآنی تصور سمجھانا۔ ● زمانہ ماضی کے پس منظر میں زمانہ حال کو سمجھنے کا موقع دینا۔ ● طالبات کو خلفائے راشدین، ائمہ دین اور سلاطین کے حالات سے واقف کرانا اور طالبات کے دل میں جوش عمل پیدا کرنا اور تہذیب حاضر سے مرعوبیت کو ختم کرنا۔ ● اسلام کے کارناموں سے طالبات کی ہمت بڑھانا، نیکیوں کی ترغیب دینا اور بدیوں سے روکنا۔ ● دانائی اور بصیرت میں اضافہ کرنا، دوراندیشی بڑھانا، حزم اور احتیاط کی عادت پیدا کرنا۔ ● یہ حقیقت طالبات کے سامنے کھل آئے کہ زمانہ ماضی میں جن لوگوں نے خدا پرستی کا رویہ اختیار کیا وہ دنیائے انسانیت کے لیے رحمت ثابت ہوئے اور جن لوگوں نے خدا پرستی کی اور خدا ترسی کی روش اختیار نہیں کی، وہ دنیائے انسانیت کے لیے عذاب بن گئے اور دنیا میں انہوں نے امن کے بجائے ہر جگہ فساد برپا کر دیا۔

● تاریخ اسلام اور تاریخ ہند کی مدت تعلیم ۴ سال (عالمہ اول تا عالمہ چہارم)

عالمہ اول: ● عہد بنو امیہ ــــ نام کتاب: تاریخ اسلام، دوم از اکبر شاہ نجیب آبادی (باب اول، دوم)

تاریخ ہند: ہندستان کا عہد قدیم، تاریخ ہند از ڈاکٹر عبدالرشید ــــ باب ۱، ۴، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۵

عالمہ دوم: ● عہد عباسیہ ــــ نام کتاب: تاریخ اسلام، دوم از اکبر شاہ نجیب آبادی، عہد عباسیہ باب ۳، ۴ باستثناء مستنصر باللہ، مستعین باللہ، معتز باللہ، مہتدی باللہ، معتمد باللہ (بشمول باب ۵ معتضد باللہ، مکتفی باللہ، مقتدر باللہ، قاہر باللہ) ● مسلمانوں کی آمد سے لودھی حکومت تک، تاریخ ہند از ڈاکٹر عبدالرشید۔ باب ۱۹ تا ۲۶

عالمہ سوم: مسلم ● اندلس (اسپین) ــــ نام کتاب: تاریخ اسلام، سوم از اکبر شاہ نجیب آبادی باب ا، مسلمانوں سے پہلے اسپین کی حالت، جغرافیہ ● اندلس (اسپین) وآب وہوا وغیرہ۔ اسلامی حکومت ● اندلس (اسپین) میں، ● امیران اندلس (اسپین) ● مغل سلطنت، تاریخ ہند از ڈاکٹر عبدالرشید۔ باب ۲۹ تا ۳۶

عالمہ چہارم: ● نام کتاب: تاریخ اسلام، سوم از اکبر شاہ نجیب آبادی، خلفائے اسپین باب ۴، ۵ ● ہندستان کی تاریخ تہذیب وتمدن، اہل ہند کی مختصر تاریخ از ڈاکٹر تاراچند ــــ وادی سندھ کی تہذیب، بدھ مت اور جین مت، موریں تہذیب، گپتوں کا عہد، راجپوتوں کا عہد، دہلی سلطنت کا نظم ونسق (سیاسی، سماجی، مذہبی، اقتصادی اور تعلیمی حالت) بھگتی تحریک، صوفی مت، مغلیہ تہذیب وتمدن، برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی کے عہد کی مذہبی، سماجی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تعلیمی حالت کا جائزہ (۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے اسباب، واقعات اور نتائج، قومی احساس کی نشو ونما اور قومی تحریک، ۱۹ویں صدی کی مذہبی، سماجی اور اصلاحی تحریکیں، انڈین نیشنل کانگریس اور آل انڈیا مسلم لیگ کا قیام (ہندستان کا ایکٹ آزادی)۔

۹- ہوم سائنس وسلائی

مقاصد: • ایک طالبہ کی کامیابی اور مستقبل کا انحصار محض تعلیمی استعداد پر ہی نہیں، بلکہ اس بات پر بھی ہوتا ہے کہ وہ کہاں تک اپنی گھریلو بنیادی ذمہ داریوں سے واقف ہے۔ • امور خانہ داری کے ذریعے لڑکیاں گھر کی دیکھ بھال، صفائی، کھانا پکانا، سینا پرونا اور اصول صحت سے واقف ہو سکتی ہیں۔ • لڑکیوں کو عملی زندگی میں خانگی مسائل اور انتظامی امور میں کامیابی کا شعور مل سکے۔ • لڑکیوں میں سلیقہ مندی اور احساس ذمہ داری پیدا ہو سکے۔ • وہ بچوں کی نفسیات سے بخوبی واقف ہو جائیں۔ کیونکہ اس علم سے واقف ہونے کے بعد لڑکیاں سکھ چین کی زندگی بسر کر سکتی ہیں اور گھر کو خوش حال اور مطمئن رکھ سکتی ہیں۔ • مدت تعلیم چار سال عالمہ اول تا عالمہ چہارم رہے گی۔

عالمہ اول: پہلا حصہ: • غذا • گھر کا انتظام • تیمارداری اور طبی امداد۔ دوسرا حصہ: عملی کام کے پچاس نمبروں میں • طباخی ۱۰، • سلائی ۱۰، • بنائی ۱۰، • کشیدہ کاری ۱۰، • رنگائی دھلائی ۱۰ نمبر۔

عالمہ دوم: پہلا حصہ: • غذا • گھر کا انتظام • لباس • حفظانِ صحت، ابتدائی طبی امداد • ہمارا جسم۔ دوسرا حصہ: • طباخی • سلائی • بنائی • کشیدہ کاری

عالمہ سوم: پہلا حصہ: • ہوا • پانی • جسمانی صفائی • نظام تنفس • اخراجی نظام • دورانِ خون کا نظام۔ دوسرا حصہ: • لباس ودھلائی • طباخی • سلائی • بنائی • کشیدہ کاری

عالمہ چہارم: • بچہ: پیدائش سے قبل اور بعد ـــــ • پرورش، دینی رہنمائی، حفظانِ صحت • نرسنگ

ایک پرچہ تحریری ۵۰ نمبر کا ہوگا اور ۵۰ نمبر عملی کام کے ہوں گے۔ عملی کام کے پچاس نمبروں میں • طباخی • سلائی • بنائی • کشیدہ کاری اور • مریض کے پٹیاں باندھنے پر ۱۰، ۱۰ نمبر ہوں گے۔

۱۰- مبادی شہریت

مقاصد: • علم تمدن کی تعریف، مطالعہ کی اہمیت وافادیت سے آگاہ کرنا، • ایک اچھے شہری کی خصوصیات سے واقف کرانا، • باہمی حقوق وفرائض سے واقف کرانا، • معاشرہ وخاندان کی اہمیت واضح کرانا، • سیاسی نظام سے واقف کرانا، • ملکی اور بین الملکی تعلقات سمجھانا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مضمون کی مدت تدریس دو سال (عالمہ سوم و عالمہ چہارم) رہے گی۔

عالمہ سوم: ● پہلا پرچہ- (۱) علم شہریت کی تعریف، اہمیت اور وسعت۔ (۲) علم تمدن کا تاریخ، معاشیات اور اخلاقیات سے تعلق۔ (۳) ایک اچھے شہری کی خصوصیات، شہریت کس طرح حاصل ہوتی ہے اور کیسے ختم ہو جاتی ہے۔ (۴) خاندان۔ (۵) حقوق و فرائض کی اقسام اور باہمی تعلقات۔ (۶) قانون کی تعریف، ماخذ، اچھے قانون کی پہچان۔ (۷) مملکت کی تعریف اور اجزاء (۸) انجمنیں اور ان کی تقسیم —— ● دوسرا پرچہ- (۱) قومی دستور مملکت کی امتیازی خصوصیات (۲) بنیادی حقوق (۳) ریاستی پالیسی کے رہنما اصول (۴) گورنر کے اختیارات (۵) ریاستی مجلس قانون ساز، تشکیل اور اختیارات (۶) ریاستی کابینہ (۷) مقامی حکومتیں (میونسپل بورڈ، کارپوریشن، اور ضلعی حکومت) (۸) ہائی کورٹ کی تشکیل و مقاصد

عالمہ چہارم: ● پہلا پرچہ- (۱) علم سیاسیات کی تعریف، اہمیت اور وسعت (۲) علم سیاسیات، سائنس ہے یا فن (۳) علم سیاسیات کا معاشیات اور عمرانیات (سماجیات) سے تعلق (۴) مملکت کی تعریف اور اس کے اجزاء (۵) مملکت کی ابتدا کا عمرانی نظریہ (۶) جمہوریت (۷) آزادی اور مساوات (۸) وحدانی اور وفاقی حکومتیں (۹) دستور کی تعریف اور قسمیں (۱۰) اقتدار اور اس کی خصوصیات ● دوسرا پرچہ- (۱) قومی دستور کی اہم خصوصیات (۲) بنیادی حقوق (۳) صدر جمہوریہ کے اختیارات (۴) وزیراعظم کے اختیارات (۵) پارلیمنٹ کی تشکیل اور اختیارات (۶) مرکزی کابینہ (۷) سپریم کورٹ (۸) اقوام متحدہ، اس کے مقاصد، سیکورٹی کونسل اور جنرل اسمبلی کے اختیارات (۹) قومی ریاسی پالیسی کے رہنما اصول

۱۱- فن تعلیم (Education)

اس مضمون کی مدت تعلیم دو سال (فاضلہ اول و دوم) ہوگی۔ دونوں درجات کا نصاب مشترک ہوگا۔

مقاصد: ● اس علم کے حصول کے بعد بچہ اپنے معاشرے اور اپنی زندگی کے مختلف شعبوں میں اچھی طرح ہم آہنگی حاصل کر سکے۔ ● وہ معاشرے کے لیے زیادہ مفید بن سکے اور نت نئے تجربے کر سکے اور اس کی بنا پر آئندہ ہونے والے تجربوں کو ڈھال سکے۔ ● اس علم کا مقصد یہ ہے کہ طالبہ ان عقائد، رجحانات، خیالات، اقدار وغیرہ کی اشاعت کر سکے جو کسی مخصوص معاشرے اور کسی خاص دور میں جاری و ساری ہوتے ہیں۔

نوٹ: اس مضمون کے دو پرچے ہوں گے اور ہر پرچہ ۵۰ نمبر کا ہوگا۔

فاضلہ، اول و دوم: ● پہلا پرچہ- (۱) تعلیم کا مطلب (۲) تعلیم اور فلسفہ (۳) تعلیم تمدن اور مدرسہ (۴) تعلیم اور سماجیات (۵) تعلیم و تربیت کے ذرائع (۶) پڑھائی کے طریقے (۷) جدید تعلیمی طریقے (۸) تدوین نصاب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۹) ابتدائی و ثانوی تعلیم میں تدوین (۱۰) نصاب کے نئے رجحانات کا مسئلہ۔ ● دوسرا پرچہ- تعلیمی نفسیات (۱) تعلیمی نفسیات (۲) شخصیت کی تعمیر میں وراثت اور ماحول کا حصہ (۳) بچہ کی نشوونما (۴) احساسات اور جذبات (۵) ادراک (۶) توجہ (۷) مشاہدہ (۸) حافظہ (۹) سیکھنا (۱۰) ذہانت اور اس کی پیمائش (۱۱) شخصیت اور سیرت (۱۲) فکر اور تخیل (۱۳) استدلال کی قسمیں، استخراجی استدلال، استقرائی استدلال، استدلال کی تربیت۔ کتب: ۱- اصول تعلیم خواجہ غلام السیدین ۲- جدید تعلیمی مسائل ڈاکٹر ایس ایم زید علوی، ۳- تعلیمی نفسیات کے نئے زاویے مسرت زمانی ۴- جدید تعلیمی نفسیات ڈاکٹر عبدالرؤف، ۵- تعلیم و تربیت افضل حسین

۱۲۔ انگریزی نصاب

انگریزی کا نصاب بھی چھ برس کی مدت پر پھیلا ہے۔ یہ نصاب سرکاری سطح پر تعلیمی اداروں میں پڑھائے جانے والے انگریزی نصاب پر مشتمل ہوگا۔ جن میں عالمہ چار سال اور فاضلہ دو سال میں نصاب کو مکمل کریں گی۔

مقاصد: ● طالبات میں یہ صلاحیت پیدا کرنا کہ وہ آسانی کے ساتھ انگریزی کو سمجھ سکیں۔ ● وہ درست انگریزی لکھ سکیں ● آسانی سے صحیح انگریزی بول چال کر سکیں ● بسہولت لائبریری میں کتب سے استفادہ کر سکیں۔ ● ان میں یہ فہم پیدا ہو کہ وہ زبان و ادب کی لطافت سے لطف اندوز ہو سکیں ● اس طرح حاصل ہونے والے لسانی فہم کو دینی اور دنیوی زندگی کو بہتر انداز میں بسر کرنے میں استعمال کر سکیں۔

ترجمہ: اردو سے انگریزی اور انگریزی سے اردو ترجمہ کی صلاحیت پروان چڑھانے کے لیے:

عالمہ سال اول، دوم:

1. *High School English Reader*. 2. *High School Supplementary Reader*. 3. *High School English Grammer and Composition.*

اور عالمہ سال سوم، چہارم:

1. *Prose & Poetry Selection by C.T. Thomas*. 2. *Poetry for Pleasure by Maung Kaung*. 3. *Contemporary Short Stories*. 4. *The Grammer Book covers the entire 4 year syllabus.*

فاضلہ دو سال کے لیے: انگریزی صنائع بدائع ان دیکھے پیراگراف سے سوال و جواب پر کھنے کی صلاحیت، مرکزی مفہوم جاننے کا فہم، اور تلخیص نویسی کا تجربہ شامل ہے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے کتب تجویز کی جاتی رہیں گی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳-مطالعہ عام

پوری تعلیمی مدت (یعنی چھ سال) میں ہر ہفتہ، جمعرات ایک پیریڈ لائبریری کا ہوگا۔ متعلقہ معلّمہ کے مشورے سے طالبات مندرجہ ذیل کتب صلاحیت، ذوق اور درجے کے معیار کے اعتبار سے منتخب کر کے مطالعہ کریں گی۔ آسان اور دلچسپ کتب کا مطالعہ پہلے ہوگا اور نسبتاً مشکل کتب کا بعد میں۔ لائبریری کے گھنٹے میں متعلقہ معلّمہ، مطالعہ کی ہوئی یا زیر مطالعہ کتاب سے طالبات کے استفادے کا جائزہ لے کر آئندہ کے لیے مشورے دیا کریں گی اور جائزہ کے نتیجے میں ہر ہفتہ ۱۰ نمبروں میں سے کریڈٹ دیا جائے گا۔ اس طرح پورے سال میں جو نمبر ملیں گے ان کا اوسط ۱۰۰ نمبروں میں سے نکال لیا جائے گا۔

یہ فہرست بطور نمونہ ہے۔ ان کتب کے علاوہ جدید مطبوعات اور دیگر مکاتب فکر کی کتابیں، منتخب ہو کر آتی رہیں گی۔ کتابوں میں ردوبدل، ترمیم واضافہ کا متعلقہ معلّمہ کو پورا اختیار حاصل ہوگا:

۱-ڈپٹی نذیر احمد- بنات النعش، مراۃ العروس، توبۃالنصوح۔

۲-راشد الخیری-صبح زندگی، شام زندگی، شب زندگی۔

۳-مولانا ابوالکلام آزاد- خطبات

۴-خواجہ حسن نظامی-غدر کے افسانے

۵-علامہ محمد اقبال-اردو کلیات

۶-مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی-دعوت اسلامی میں خواتین کا حصہ، مسلم خواتین سے اسلام کے مطالبات، خطبات، دعوت اسلامی اور اس کے مطالبات، پردہ، حقوق الزوجین، ضبطِ ولادت، تجدید و احیائے دین، سود، اسلام کا نظام حیات، اسلامی ریاست، تفہیم القرآن کے منتخب حصے، رسائل و مسائل، تنقیحات، دینیات۔

۷-مولانا صدرالدین اصلاحی-اسلام ایک نظر میں، اساس دین کی تعمیر، قرآن مجید کا تعارف۔

۸-مولانا احمد عروج قادری-اقامت دین فرض ہے، اسلامی تصوف

۹-مولانا محمد عبدالحیٔ-حیات طیبہ، اسلامی دعوت اور خواتین

۱۰-مولانا محمد یوسف اصلاحی-آداب زندگی، آسان فقہ

۱۱-نعیم صدیقی-محسن انسانیتؐ

۱۲-جلال الدین عمری-عورت اسلامی معاشرہ میں، اسلام میں غیر مسلموں کے حقوق

۱۳-مولانا امین احسن اصلاحی-تزکیہ نفس (اول، دوم)، دعوت دین اور اس کا طریق کار

۱۴-اکبر شاہ نجیب آبادی-تاریخ اسلام، آئینہ حقیقت نماز (۱،۲)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۵-مولانا احمد سعید-جنت کی کنجی، دوزخ کا کھٹکا

● مطبوعات دارالمصنفین: سیرت النبی اول ودوم ششم، خلفائے راشدین، سیرالصحابہؓ، سیرالصحابیاتؓ، اسوہ صحابہؓ، اسوہ صحابیاتؓ، خطبات مدارس، نقوش سلیمانی (مضامین سید سلیمان ندوی)

● مطبوعات ندوۃ المصنفین: اسلام کا نظام عفت و عصمت

● مطبوعات مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، لکھنؤ: مولانا سید ابوالحسن علی ندوی-انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر، اسلام اور مغربیت کی کشمکش، ارکان اربعہ، پرسنل لا، تاریخ دعوت و عزیمت۔

● حسب ذیل کتابوں کے اضافہ کی سفارش کی ہے:

اقامت دین کیا اور کیسے، دین کی حفاظت، دین کی خدمت، اسلامی فقہ یا بہشتی زیور، اسلام کی بہادر بیٹیاں، غیبت کیا ھے، اسلام کیا ھے، خطبات ماجدی، عصر جدید کا چیلنج اور اس کا جواب، معاشرتی مسائل، مناظر قیامت، اسلام اور جدید ذھن کے شبہات، صدیق اکبر، تحریک اسلامی دوسری تحریکوں کے مقابلے میں، حسن معاشرت۔

نوٹ: کتابوں کی نوعیت اور ضخامت کے پیش نظر سال تمام میں کم از کم ۱۵ کتابوں کا مطالعہ ضروری ہوگا۔

(بحوالہ: منظور شدہ نصاب تعلیم حصہ دوم، جامعۃ الصالحات، رام پور، یوپی، ضخامت ۴۲)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ضمیمہ-۱۲

کورس: فہم سائنس

- انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز نے دینی مدارس کے (خواتین وحضرات) معلمین کے لیے حسب ذیل تعارفی کورس تشکیل دیا ہے:
- خواتین وحضرات کے لیے الگ الگ نشستیں منعقد کی جائیں گی۔ • پروگرام میں ملٹی میڈیا اور نوٹس کی مدد سے زیادہ سے زیادہ معلومات بہم پہنچائی جائیں گی۔
- یہ لیکچر، فنی کمال اور اسلامی تناظر کے ساتھ پیش کیے جائیں گے۔

	۰۰-۹ تا ۳۰-۱۰	وقفہ چائے	۰۰-۱۱ تا ۳۰-۱۲	ظہر، ظہرانہ، عصر	عصر تا مغرب	نماز مغرب	تا عشاء
پہلا روز	افتتاحی خطاب		علم سائنس کیا ہے؟		زمین کی کہانی		مسلمانوں کی سائنسی خدمات
دوسرا روز	سائنس میں مشاہدہ اور تجربہ		کائنات کا علم		ماحولیات		علم کیمیا اور ہماری زندگی
تیسرا روز	ڈارون کا نظریہ ارتقاء کا تجزیہ		اداراتی سطح پر سائنسی تحقیقات		علم حیوانات اور جینیاتی سائنس		علم نباتیات اور سائنسی عمل
چوتھا روز	علم ارضیات اور ارضیاتی خزانے		علم فلکیات اور قدرت حق		علم طبیعیات: عمل اور اثرات		ایٹمی صلاحیت اور اس کے استعمالات
پانچواں روز	آرکیالوجی کا علم اور اسباق		کمپیوٹر، عمل، دائرہ اور امکانات		ٹیلی ویژن اور ریڈیو کا عمل		جدید علم الادویہ (فارمیسی)
چھٹا روز	علم جراحی		مدارس اور علم سائنس: مباحث		اختتامی کلمات		

www.KitaboSunnat.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمیمہ-۱۳

کورس: فہم سماجیات

انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز نے دینی مدارس کے اساتذہ (خواتین وحضرات) کے لیے یہ تعارفی وتدریسی کورس تشکیل دیا ہے:
● خواتین وحضرات کے لیے الگ الگ کورس منعقد کیے جائیں گے۔ ● سماجی علوم کے بارے میں اس طرح لیکچر دیے جائیں گے کہ جن سے ان علوم یا موضوعات پر جامع انداز سے معلومات بہم پہنچائی جا سکیں۔ ● تاکہ، اساتذہ اپنے دار العلوموں میں ان موضوعات پر کلام کرنے میں سہولت پائیں ● ان کورسوں کے شرکاء کے لیے تمام مکاتب فکر سے متناسب نمائندگی رکھی جائے گی۔

	صبح ۹ تا ۱۰-۳۰	وقفہ آدھا گھنٹہ	۱۱-۰۰ تا ۱۲-۳۰	ظہر، ظہرانہ، عصر	عصر تا مغرب	نماز مغرب	ڈیڑھ گھنٹہ
پہلا روز	افتتاحی خطاب		فلسفہ اور فلسفہ جدید	--	تہذیب وتمدن کا مسئلہ		فن خطابت
دوسرا روز	اسلامی آرٹ	--	مسلم فن تعمیر، تقابل	--	ڈرامہ: سماجیات میں کردار	--	اقبالیات
تیسرا روز	موجودہ معاشی نظام	--	جدید اصول انتظامیات	--	نفسیات اور عصرِ حاضر	--	ادب کا کردار
چوتھا روز	جدید مسلم معاشرے اور فوج	--	بیوروکریسی کا نظام کار	--	جدید اداراتی نظام		عدالتی نظم اور عمل
پانچواں روز	قانون بین الاقوام	--	مغرب زدہ NGO's کلچر	--	جدید نظام ابلاغیات	--	تصوف کا عصری پہلو
چھٹا روز	دستورِ پاکستان: دعویٰ اور عمل	--	تحقیق، روایت اور فن تحقیق	--	تعلیم	--	نسلی قوم پرستی
ساتواں روز	علم تاریخ اور معاصر دنیا	--	اختتامی کلمات	--	--	--	

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

=مزید موضوعات: ● بیسویں صدی: مسلم دنیا کے اسلامی ماڈل: ایران، افغان طالبان، سعودی عرب، سوڈان ● مسلم دنیا، سیکولر ماڈل: ترکی، مصر، تیونس ● اسلامی بنکاری کے تجربات: ایک جائزہ

● قرآن کریم پر مغرب کی الزامی مہم ● حجیت حدیث ● اسلام میں عورتوں کے حقوق اور ذمہ داریاں ● جدید اسلامی تحقیقی اداروں کی کارکردگی ● مسلم دنیا میں جدید تعلیم: کیفیت، نتائج اور بحران

● مسلم دنیا سے فرار ذہانت (brain drain) کا مسئلہ ● مسلم معاشروں میں فرقہ واریت: حقیقت یا فسانہ ● مسلم تاریخ میں مسلکی ہم آہنگی کا جائزہ، وغیرہ۔

نوٹ: شرکاء کے قیام وطعام اور تعلیم وتدریس کے لیے جملہ اخراجات متعلقہ دارالعلوم، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، قومی ادارے اور افراد برداشت کریں گے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشاریہ

آرنلڈ، پروفیسر ٹی ڈبلیو: ۲۱۷

آریہ سماجی ہندو: ۱۰۲، ۲۲۵، ۲۲۶

آزاد کشمیر: ۱۴۵، ۱۵۰، ۱۵۳، ۱۵۶، ۱۵۸، ۱۶۰، ۱۶۴، ۱۶۸، ۱۷۴، ۱۷۸

آسٹریلیا: ۷۹، ۲۱۰

آغا خان فاؤنڈیشن: ۳۲۴

آکسفورڈ یونیورسٹی: ۳۸

آور انڈین مسلمانز: ۳۸، ۹۶

آئی ایس آئی: ۱۲۵

آئینہ دار العلوم، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۶۵، ۲۸۸، ۳۲۲

اباحیت پسندی: ۲۸۹

ابن حجر عسقلانی: ۳۳۳

ابن خلدون: ۲۶۶

ابن رشد: ۹۲

ابن ہشام: ۲۱۲

ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا سید: ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۵، ۲۲۷، ۲۳۳، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۷۴، ۳۳۸

ابوالحسن علی ندوی، مولانا سید: ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۹۱، ۲۶۲، ۲۹۶

ابوالکلام آزاد، مولانا: ۱۰۶، ۲۱۱، ۲۶۲

ابوالقاسم از ہروی: ۹۲

ابوبکر صدیقؓ، حضرت: ۲۹۵

ابوعلی ابن ہیثم: ۹۲

ابوعلی سینا: ۹۲

ابو یوسف یعقوب: ۹۲

اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ: ۲۵۵، ۲۵۶

اجتہاد: ۱۱۱-۱۱۴، ۱۲۳، ۲۷۳

اجمل خٹک: ۲۳۱

اجمیر: ۹۳

احسن جمیل مدنی، مولانا: ۲۰۵

احمد حسن: ۱۰۴

احمد حسین، میاں: ۱۳۷

---

*نوٹ: اشاریے میں ضمیمہ جات کے مشمولات (رجال+کتب) شامل نہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احمد رضا خان بریلوی، مولانا:۱۰۵

احمد عبدالعزیز:۲۴۸

احمد عمر شیخ:۲۳۷

احمد معمار لاہوری:۹۶

احیاء العلوم:۷۰

اخوان المسلمون:۱۹۱

ادارہ منہاج القرآن:۸۹

اراکانی مسلمان:۸۹

اردو:۴۲، ۵۴، ۸۰، ۱۰۳، ۱۲۸، ۲۲۳، ۳۲۸، ۲۵۳

ارسطو:۷۲

ارشد مدنی، مولانا:۲۰۷

ارقم:۱۲۲

اره:۱۰۵

اسامہ بن لادن:۲۳۷

اسپوزیٹو، ڈاکٹر جان ایل:۲۴۹

اسپین:۹۱

اسحاق الکندی:۹۲

اسحاق جلیس ندوی:۱۰۷

اسعد مدنی، مولانا:۲۰۶، ۲۰۷، ۲۳۱

اسکاچ مشن اسکول:۲۳۹

اسلام آباد:۲۴، ۳۱، ۴۱، ۵۱، ۸۳، ۸۸، ۱۱۷، ۱۴۰، ۱۴۲، ۱۴۵، ۱۵۰، ۱۵۳، ۱۵۶، ۱۵۸، ۱۶۰، ۱۶۴، ۱۶۸، ۱۷۴، ۱۷۸، ۱۹۵، ۲۰۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۴،

۳۰۲، ۳۰۶، ۳۲۴، ۳۳۵، ۳۳۷، ۳۵۴

اسلام آن لائن ڈاٹ نیٹ:۲۴۹

اسلام اور جدیدیت:۹۹، ۱۱۶، ۱۲۴، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۷۰، ۳۱۹

اسلام اور عصر جدید:۲۷۶

اسلام اینڈ دی ویسٹ:۲۴۹

اسلامک ویلفیئر ٹرسٹ:۲۲۰

اسلامی انوسٹمنٹ فنڈ:۳۳۱

اسلامی جامعات:۲۹۷

اسلامی جمیعت طالبات:۲۲۰

اسلامی قانون کی تدوین:۲۲۷

اسلامی نظریاتی کونسل:۳۷، ۳۱۲، ۳۳۶

اشرف علی تھانوی، مولانا:۱۰۴، ۲۱۰

اشعری مکتب فکر:۹۱

اعتزاز احسن:۲۴۹

اعظم گڑھ:۱۰۸، ۲۷۱

افتخار احمد بھٹہ:۲۲

افغان مجاہدین:۸۸، ۱۹۱، ۲۲۸

افغان مہاجرین:۱۶۴

افغانستان: ۷۵، ۸۸، ۱۰۱، ۱۶۴، ۲۳۶، ۲۴۰، ۲۴۳، ۲۵۱

افغانستان: جارحیت، جہاد، بحران:۸۸

افریقہ:۸۷، ۸۸، ۲۱۰، ۲۵۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افکار معلم، ماہنامہ: ۳۰۶، ۳۱۱
افلاطون: ۷۲
اقبال، علامہ محمد: ۱۹، ۶۱، ۱۰۹، ۱۱۷، ۱۹۰، ۲۴۲، ۲۶۲،
۲۶۳
اقوام متحدہ: ۲۳۸
الہ آباد: ۱۰۴
الازہر یونیورسٹی: ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۳، ۳۱۹
البانیہ: ۸۹
التمش، سلطان: ۹۳
الجامع الصحیح [بخاری]: ۴۶، ۲۰۹، ۲۱۲،
۲۱۳، ۲۷۴
الحکومۃ الاسلامیہ: ۱۹۱، ۲۶۲، ۳۴۷
الجزائر: ۱۳۶، ۱۳۷
الذوالفقار: ۲۳۲
السیاسۃ، مجلّہ: ۱۹۶، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۸۷، ۳۳۷
السیاسۃ الشرعیہ: ۷۰
الشریعہ اکادمی: ۵۱
الشریعہ، ماہنامہ: ۵۱، ۲۱۱، ۲۵۴
الفاروق، ماہنامہ: ۲۵۵، ۲۵۶، ۳۲۲
اک منصور نور: ۱۲۳
اکانومسٹ: ۲۴۶
اکبر، جلال الدین: ۹۴، ۲۴۵
اکنامک سروے آف پاکستان: ۱۸۲، ۱۸۵،
۱۸۶
اکیسویں صدی میں پاکستان کے تعلیمی
تقاضے: ۹۴، ۹۶، ۲۳۰، ۳۵۵
الحمرا: ۱۹
الطاف حسین حالی: ۹۶
العرفہ اسلامی بنک: ۱۲۷
العزیز بن عثمان: ۹۲
المستصفی: ۴۶، ۷۲
المعارف: ۲۷۶
الموافقات: ۷۳
الندوہ، ماہنامہ: ۱۰۶
الہدیٰ انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن: ۲۲۰
امام ابوحنیفہ: ۲۲۸
امام ابن تیمیہ: ۷۰
امام احمد بن حنبل: ۶۹، ۲۲۸
امام بخاری: ۴۶
امام خطیب اسکول: ۳۱، ۳۲
امام رازی: ۷۳، ۳۵۰
امام شاطبی: ۷۳
امام شافعی: ۹۳، ۲۲۸
امام شوکانی: ۲۱۳
امام غزالی: ۴۶، ۶۵، ۷۰، ۷۲، ۷۴، ۹۱، ۲۰۶،
۲۹۷، ۳۵۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام مالک: ۲۲۸
امام محمد بن حسن شیبانی: ۴۳، ۴۷
امام مسلم: ۴۶
امام ناصر الدین بیضاوی: ۲۶۹
امت، روزنامہ: ۲۵۴
امتیاز انجم: ۱۹۵
امرتسر: ۱۰۱
امروہہ: ۱۰۱
امریکہ/ استعمار: ۷۱، ۷۵، ۷۹، ۸۱، ۸۸، ۱۲۴، ۱۹۴، ۱۹۵، ۲۱۰، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۷، ۲۳۹-۲۴۲، ۲۴۸، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۹۸، ۳۰۰
امریکی نقطہ نظر اور مدارس: ۲۳۴
امین احسن اصلاحی، مولانا: ۴۷
انتفاضہ: ۸۸
انٹرنیٹ: ۲۳۹، ۳۳۳، ۳۳۴
انٹرنیشنل کرائسسز گروپ: ۳۲۴
انجمن اتحاد المدارس: ۱۲۶
انجینئرنگ یونیورسٹی: ۴۸، ۲۳۸
اندرا گاندھی: ۲۹۶
اندلس: ۱۹، ۹۱، ۳۵۱
انقلاب فرانس: ۲۴۲
انگریز استعمار: ۶۵، ۶۷، ۸۷، ۹۲، ۹۶-۹۸، ۱۰۵، ۱۰۹، ۱۲۴، ۲۱۸، ۲۲۵، ۲۲۸، ۲۲۵، ۳۲۰، ۳۲۱
انگریزی، زبان: ۴۷، ۴۸، ۵۴، ۵۵، ۵۷، ۷۲-۷۵، ۹۶، ۱۰۳، ۱۲۶، ۱۲۹، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۳، ۲۲۳، ۲۲۵، ۳۰۳، ۳۰۵، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۱۰، ۳۲۸، ۳۵۲، ۳۵۳
انڈونیشیا: ۱۱۸، ۱۲۳
انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز: ۲۴، ۳۷، ۵۱، ۶۱، ۶۴، ۸۸، ۱۲۴، ۱۹۵، ۲۰۹
انور ساداات: ۲۳۷، ۳۱۹
انور شاہ کاشمیری، علامہ: ۲۱۰
اورنگ زیب عالمگیر: ۴۳، ۹۵
اوقاف: ۹۶، ۹۹، ۱۳۴
اہل حدیث: ۹۱، ۱۹۵، ۲۲۰، ۲۲۵، ۲۲۷ - ۲۳۱، ۲۵۳
ایٹمی پروگرام اور دینی طلبہ: ۲۰۳، ۲۳۹
ایجوکیشن ایکٹ ۱۹۷۶ء: ۳۰۷
ایچی سن کالج: ۲۳۷
ایڈن برگ یونیورسٹی: ۲۹۷
ایران: ۴۲، ۸۸، ۹۷، ۱۹۴، ۲۱۷
ایس ایم زمان، ڈاکٹر: ۳۷
ایسٹ انڈیا کمپنی: ۶۶
ایم شہزاد: ۲۴۷
ایمنسٹی انٹرنیشنل: ۲۴۶
این آئی ٹی یونٹ: ۷۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

این.جی اوز:۱۸۵،۲۴۲،۲۴۴،۲۵۳

ایوب خان،صدر:۶۴،۲۱۴،۲۵۱

ایوب صابر،ڈاکٹر:۱۱۷

باب الاخوتین:۱۹

بٹالہ:۱۰۵

بخارا:۱۹۱

بدایۃ المجتہد:۴۶

بدھ مت:۱۲۶،۳۵۰

بربر قبیلے:۲۱۷

برطانیہ:۴۴،۷۱،۹۶،۳۲۰،۳۲۱

برما:۸۹

برنڈائز یونیورسٹی:۱۹۵

بروکنگز انسٹی ٹیوٹ:۲۳۹،۲۴۳

برہان الدین ربانی:۲۳۶

بریزنسکی:۲۴۸

بریسلو:۳۲۴

بجانہ:۱۳۴

بریلوی:۱۹۵،۲۲۰،۲۲۵،۲۲۸–۲۳۱،۲۵۴

بغداد:۷۳،۹۱

بلوچ قوم پرست:۲۳۱

بلوچستان:۱۴۵،۱۵۰،۱۵۳،۱۵۶،۱۵۸،۱۶۰،۱۶۴،
۱۶۸،۱۷۴،۱۷۸،۲۳۱

بنارس:۲۰۵،۲۵۷

بنک آف کریڈٹ اینڈ کامرس:۶۸

بنگال:۸۰،۹۶،۱۰۶

بنگلہ دیش:۳۲،۳۵،۱۱۸

بنگلہ زبان:۱۲۶

بنوامیہ:۲۱۶

بنواوس:۸۰

بنوخزرج:۸۰

بنوعباس:۲۱۶

بنوہاشم:۸۰

بنیاد پرستی:۱۰۷،۱۲۴،۲۶۳

بوستان:۲۱۹

بوسنیا:۸۹

بوگرا:۱۲۵

بہادر شاہ ظفر:۹۵

بہار،صوبہ:۱۰۶

بے نظیر بھٹو:۱۳۲ ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۴۹، ۳۰۰

بہاول پور:۸۳،۲۱۳

بیت الحکمت:۲۶۴

بین الاقوامی مالیاتی فنڈ:۲۵۴

بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی: ۳۱، ۴۱، ۸۳، ۱۴۰،
۲۵۴،۳۳۴،۳۵۴

بھارت: ۸۸، ۱۲۵، ۱۴۲، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۳۷، ۲۳۸،
۲۴۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھیرہ:۶۶

پاٹھ شالا:۹۲

پاکستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن:۳۳۷

پاکستانی فوج:۲۴۱،۲۴۲

پبلک سروس کمیشن:۳۴۰

پختون زلے:۲۳۲

پختون قوم پرست:۲۳۱

پرویز مشرف، جنرل: ۶۴، ۲۳۷، ۲۴۹ - ۲۵۱، ۲۵۳، ۳۰۵،۳۱۱

پریچنگز آف اسلام:۲۱۷

پشاور:۱۹۵

پنجاب:۱۰۱،۱۰۴،۱۴۵،۱۵۰،۱۵۳،۱۵۶،۱۵۸،۱۶۰، ۱۶۴،۱۶۸،۱۷۴،۱۷۸،۲۱۸،۲۵۲

پنجاب یونیورسٹی: ۴۱، ۱۹۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۸۶، ۳۰۸،۳۵۴

پنجابی شاونزم:۲۳۲

پی ایل ڈی:۲۴۵

پی سی ایس آئی آر:۲۳۸

پیپلز پارٹی:۱۴۲

پیٹر ڈبلیو سنگر:۲۳۵،۲۳۹-۲۴۲

پوٹھیاں مدرسہ:۱۲۶،۱۲۷

تارتار:۷۳،۲۱۷

تاج محل:۱۹،۶۲،۹۶

تاریخ بغداد:۳۳۳

تاریخ ندوۃ العلما:۱۰۷

تبلیغی جماعت اور خواتین:۲۲۰

تحریک خلافت:۲۲۶

ترجمان القرآن:۱۱۰،۱۱۵،۱۲۳،۱۳۰،۲۰۵،۲۲۷، ۲۴۶

ترکی:۳۱،۳۲،۸۱،۹۸،۱۲۰،۲۱۸،۲۴۸،۳۵۳

تجمل حسین شاہ:۱۰۴

تشدد پسندی اور مدارس:۲۴۶-۲۵۲

تعزیرات ہند:۲۱۰

تصوف:۱۱۵-۱۱۷،۲۱۸،۳۵۴

تعلیم ایک تحریک، ایک چیلنج:۹۱

تعلیم کا مسئلہ:۱۰۹

تعلیم و تدریس، مباحث و مسائل:۳۳۷

تعلیمات:۱۷۴،۳۳۷،۳۳۸،۳۴۷

تعلیمی پالیسی جائزہ:۱۹۷۹ء:۱۳۸

تعلیمی ثنویت:۲۶،۶۲،۶۷،۱۳۰-۱۴۰

تفسیر بیضاوی:۲۶۹،۲۷۰

تفسیر جلالین:۲۷۰

تفسیر کبیر:۷۳

تقابل ادیان:۴۸،۵۴،۱۲۶

تلمسان:۱۳۷

تنظیم المدارس:۱۴۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنقیحات: ۲۶۳

تورخم: ۲۴۸

توہم پرستی: ۲۲۱

تہذیب الاخلاق: ۳۴۰

تیونس: ۱۳۷

ٹیکسٹ بک بورڈ: ۲۳۸

ٹھٹھہ: ۹۵

ثریا بتول علوی: ۲۲۲

ثناءاللہ امرتسری، مولانا: ۱۰۴

جارج مقدسی: ۲۹۷، ۳۳۳

جاگیرداراور مدارس: ۲۵۹، ۲۶۰

جالندھر: ۱۰۱

جامد تقلید: ۱۱۳

جامع البیان: ۲۱۲

جامعہ اسلامیہ عباسیہ، بہاولپور: ۲۱۳

جامعہ اسلامیہ عربیہ، امروہہ: ۱۰۱

جامعہ اشرفیہ، لاہور: ۶۶

جامعہ المنتظر: ۶۶

جامعہ خیر المدارس، ملتان: ۶۶

جامعہ سلفیہ: ۶۶، ۲۰۵

جامعہ عباسیہ: ۸۳

جامعہ عربیہ مظاہر العلوم: ۱۰۱

جامعہ فاروقیہ، کراچی: ۳۲۲

جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور: ۶۶

جائزہ مدارس عربیہ: ۱۴۲

جدہ: ۲۴۱

جدید مسائل اور مدارس: ۲۱۵

جرمنی: ۱۲۲

جسارت، روزنامہ: ۳۰۴، ۳۱۵

جسمانی تشدد اور مدارس: ۲۸۵، ۲۸۶

جسیکا سٹرن، ڈاکٹر: ۲۳۴، ۲۳۷، ۲۳۹، ۲۴۸

جلال الدین رومی، مولانا: ۱۱۶

جماعت اسلامی: ۱۹۵، ۲۲۰، ۲۲۹

جمال الدین افغانی: ۹۸

جمال ناصر: ۱۹۱

جنگ، روزنامہ: ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۳، ۲۵۵، ۳۱۵،
۳۱۶

جنوب مشرقی ایشیا: ۹۲، ۱۰۱

جنوبی افریقہ: ۷۹

جنیوا معاہدہ، افغانستان: ۸۸

جودت پاشا: ۲۱۸

جہاد اور دینی طلبہ: ۲۰۲

جہاد افغانستان: ۲۴۰، ۲۵۰

جہادی قوتیں: ۸۷، ۲۵۳

جہانگیر، بادشاہ: ۹۴

جہانگیر نگر: ۱۲۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہلم:۱۹۵
جیسور:۱۲۵
چاڈ جھیل:۲۱۷
چٹا گانگ:۱۲۶-۱۲۹
چٹا گانگ یونی ورسٹی:۱۲۸
چکوال:۸۰
چیچنیا:۸۹،۱۹۱،۲۴۲
حافظ نذر احمد:۱۴۲
حبشہ:۲۱۷
حبیب الحق ندوی:۱۰۵،۱۰۷
حبیب الرحمان شیروانی:۱۰۵
حجتہ اللہ البالغہ:۷۳
حرکت الجاہدین:۲۴۸
حزب الجاہدین:۲۴۸
حسن البناء شہید:۲۶۲
حسنی مبارک:۳۱۹
حسین احمد مدنی، مولانا:۲۰۶
حسین محمد ارشاد:۱۲۶
حفیظ اللہ:۱۰۶
حکومت پاکستان:۶۱، ۶۳، ۶۴، ۷۴، ۸۱، ۸۲، ۱۳۰،
۳۰۶
حکومتی کنٹرول اور مدارس:۳۱۴
حلقہ خواتین جماعت اسلامی:۲۲۰
حماس تحریک:۸۸
حمید گل، جنرل:۲۵۰
خالد رحمٰن:۱۸،۲۲
خالد ہمایوں:۲۲
خانقاہ:۱۱۶،۱۹۱
ختم نبوت:۳۴۹
خراسان:۲۱۷
خرم مراد:۲۰۵، ۲۴۶، ۲۵۳
خطبات احمدیہ:۲۶۲
خفاجی، شہاب الدین:۲۶۹
خفیہ ایجنسیاں اور تشدد:۲۳۱
خفیہ ایجنسیاں اور مدرسے:۲۵۴
خلافت عباسی:۹۰، ۲۱۰، ۲۱۶، ۳۵۱
خلافت عثمانیہ:۳۵۱
خلجی دور سلاطین:۹۳
خلیل احمد حامدی، استاذ:۲۳۴
خلیل احمد، مولانا:۱۰۴
خواتین کی دینی تعلیم: ۹۵، ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۷۴،
۱۷۵، ۱۹۸، ۲۱۶-۲۲۵
خودمختاری اور مدارس:۳۱۴، ۳۱۹، ۳۲۰
خورشید احمد، پروفیسر: ۲۲، ۲۵، ۴۵، ۵۱، ۶۱، ۸۳،
۱۰۰، ۱۰۲، ۱۰۸، ۱۰۹
خون بہا:۱۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دارالارشاد مدرسہ: ۱۲۹
دارالعلوم، رسالہ: ۲۳۱
دارالعلوم دیوبند: ۳۴، ۴۳، ۹۹-۱۰۳، ۱۲۷، ۲۰۹، ۲۲۵، ۲۶۵، ۲۹۶، ۳۲۲
دارالعلوم محمدیہ غوثیہ: ۶۶
دارالمصنفین: ۱۰۸
دبستان شبلی: ۱۰۶
دستور پاکستان: ۳۰۷
دسنہ: ۱۰۴
دعوۃ اکیڈمی: ۴۱، ۳۵۴
دعوت اسلام: ۲۱۷
دن، روزنامہ: ۲۴۱
دوقومی نظریہ: ۲۳۹
دورہ حدیث: ۴۵، ۲۷۳، ۲۷۴
دہشت گرد شہزادہ: ۲۳۲
دہشت گردی اور مدارس: ۲۳۶، ۳۰۱
دہلی: ۱۹، ۱۰۱
دی بلیٹن ڈاٹ آرگ: ۲۴۸
ڈان، روزنامہ: ۲۳۳-۲۳۷، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۵۱، ۲۵۹، ۳۲۴
دی نیشن: ۲۵۰، ۳۱۲
دی نیوز: ۲۴۷، ۳۲۴
دین کے اصل مطالبات: ۱۱۰، ۱۱۵
دینی سیکولر تقسیم: ۹۷
دینی سیکولرازم: ۶۷
دینی طلبہ اور خواتین: ۱۹۸
دینی طلبہ اور دیگر طلبہ: ۱۹۹-۲۰۳
دینی طلبہ کا سماجی پس منظر: ۱۸۹-۱۹۵
دینی طلبہ کے سماجی رجحانات: ۱۹۵-۱۹۹
دینی مدارس اور فنی تعلیم: ۳۲۷
دینی مدارس کا نصاب: ۵۸، ۶۳، ۷۷، ۷۸، ۱۱۲، ۲۱۷، ۲۱۹، ۲۸۱، ۳۴۵، ۳۵۴
دینی مدارس، مسائل اور تقاضے: ۲۱۹، ۲۹۸، ۳۲۷
دینی مدارس کے مسائل: ۲۷۱، ۲۹۷
دینی مدارس کی روایات: ۹۹، ۲۶۴
دینی مقتدرہ تعلیم: ۳۳۴-۳۳۶
دیوان متنبی: ۲۷۶
دیوبند: ۳۴، ۴۳، ۹۹-۱۰۳، ۱۲۰، ۱۲۷، ۱۹۵، ۲۰۷، ۲۰۹، ۲۲۰، ۲۲۵، ۲۶۵، ۲۹۶، ۳۲۲
دیوبندی: ۲۲۸، ۲۳۰، ۲۵۴
ڈھاکہ: ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۸، ۱۲۹
ڈھاکہ کیڈٹ مدرسہ: ۱۲۹
ڈھاکہ یونیورسٹی: ۱۲۸، ۱۲۹
ڈیموکریٹک کمیشن فار ہیومن ڈویلپمنٹ: ۱۹۹
ڈینیل پرل: ۲۳۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذرائع ابلاغ اور مدارس: ۵۶

ذوالفقار علی بھٹو: ۱۴۱، ۲۳۱، ۲۵۱، ۳۱۷

ذہنی غلامی: ۱۳۳، ۲۶۳

رابطۃ المدارس الاسلامیہ، منصورہ: ۱۴۳، ۱۷۶، ۲۶۸، ۳۴۴

راج شاہی: ۱۲۵

راجشاہی یونی ورسٹی: ۱۲۸

راجہ محمد انور: ۲۳۲

راشٹریہ سیوک سنگھ: ۲۴۷

راشد بخاری، سید: ۲۲، ۲۴۹

راشد قریشی، جنرل: ۲۵۱

رام پور: ۱۰۵

راولپنڈی: ۱۹۵

رائے بریلی: ۱۰۵، ۱۰۶

رپورٹ قومی کمیٹی برائے دینی مدارس: ۱۴۲، ۲۲۱، ۳۱۹

رحیم یار خان: ۲۵۳

رسائل شبلی: ۲۰۶

رشید احمد گنگوہی، مولانا: ۱۰۰

رضا شاہ پہلوی: ۸۸

رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر: ۲۲

روح اللہ خمینی، امام: ۸۸، ۹۷، ۱۹۱، ۲۶۲

روس/روسی استعمار: ۸۷، ۸۸، ۱۶۴، ۱۹۱، ۲۵۰

روضۃ الاطفال: ۱۲۲

روم: ۹۷

روسی قانون: ۳۴۸

رہبانیت: ۱۱۷

ریاست علی، مولانا: ۲۰۷

ریاض: ۲۴۱

ریاض حسین نجفی، علامہ سید: ۳۱۶

ریحان اصفہانی: ۲۴۷

ریڈکلف ایوارڈ: ۲۳۸

زاہد الراشدی، مولانا ابوعمار: ۲۱۰، ۲۷۳

زکریا ذاکر، ڈاکٹر: ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۸۶

زندگی نو، ماہنامہ: ۲۲۹، ۳۲۵، ۳۲۹-۳۳۲

زید بن ثابت، حضرت: ۹۰

زین العابدین کتانی: ۳۳۳

زین العابدین سجاد، مولانا: ۲۷۶

ساحل، ماہنامہ: ۹۷

سائنسی علوم اور مدارس: ۲۰۷

سبعہ معلقہ: ۲۷۶

سپریم کورٹ: ۷۷، ۲۳۱

سرائے میر: ۱۰۱

سرحد، صوبہ: ۱۴۵، ۱۵۰، ۱۵۳، ۱۵۶، ۱۵۸، ۱۶۰، ۱۶۴، ۱۶۸، ۱۷۴، ۱۷۸

سرسید احمد خان: ۹۸، ۹۹، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۶۲

www.KitaboSunnat.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرگودھا: ۱۹۵
سریانی زبان: ۹۰، ۳۵۳
سعداللہ خان: ۶۲
سعودی عرب: ۴۶، ۲۴۱، ۲۴۳، ۲۴۴
سعید احمد اکبر آبادی، مولانا: ۲۷۶
سعید احمد پالن پوری، مولانا: ۲۰۷
سعید نوری: ۲۶۲
سکندر لودھی، سلطان: ۹۳
سکھ مت: ۳۵۰
سنگھٹن: ۲۴۹
سلجوق: ۹۱
سلطان احمد اصلاحی، مولانا: ۱۰۲، ۲۹۵
سلطنت مغلیہ: ۹۵
سلیم اللہ خان، مولانا: ۳۱۶
سلیم منصور خالد: ۱۸، ۲۲، ۱۲۳
سمرقند: ۱۹۱
سمن آباد: ۲۲۲
سندھ، صوبہ: ۱۴۵، ۱۵۰، ۱۵۳، ۱۵۶، ۱۵۸، ۱۶۰،
۱۶۴، ۱۶۸، ۱۷۴، ۱۷۸، ۱۹۹، ۲۰۰
سنڈیکیٹ رپورٹ: ۲۴۴، ۲۴۵
سنن ابن ماجہ: ۴۶، ۲۰۹، ۲۱۱
سنن ابو داؤد: ۴۶، ۲۰۹، ۲۱۲، ۲۱۳
سنن ترمذی: ۴۶، ۲۰۹، ۲۱۲، ۲۱۳
سنن نسائی: ۲۰۹، ۲۱۲
سنوسی تحریک: ۲۱۷
سوانح قاسمی: ۱۰۱، ۱۰۲
سوٹا باٹو شہر: ۱۱۸
سورہ بقرہ: ۳۰۶
سورہ آل عمران: ۳۰۶
سورہ جمعہ: ۳۰۶
سورہ مجادلہ: ۸۹
سورہ زمر: ۸۹
سورہ الحجرات: ۲۸۷
سوسائٹی ایکٹ: ۲۵۵
سوشیالوجی ڈپارٹمنٹ: ۲۵۷
سہارن پور: ۱۰۱، ۱۰۴
سیاح الدین کاکاخیل، مفتی: ۲۰۸
سیالکوٹ: ۹۵، ۲۳۹
سید امیر علی: ۹۸
سید حامد، پروفیسر: ۳۴۰
سید سلیمان ندوی، مولانا: ۱۰۶، ۱۰۷
سید قطب شہید: ۱۹۱، ۲۶۲
سید محمد سلیم، پروفیسر: ۹۰، ۲۱۶، ۲۶۴، ۳۵۳
سید محمد شاہ: ۱۰۵
سیفیہ تحریک: ۱۲۲
سیکولر قوتیں: ۳۳، ۴۷، ۶۲، ۶۷، ۸۸، ۱۰۹، ۱۲۹،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۰ - ۱۴۰، ۲۰۱، ۲۲۳، ۲۲۶، ۲۳۲، ۲۳۵، ۲۴۶،
۲۶۱، ۲۶۲، ۳۱۸، ۳۵۰
سیکولر نظام تعلیم: ۱۳۰-۱۴۰، ۲۱۸، ۲۳۶، ۲۳۸
شاذلی بن جدید: ۱۳۶
شام: ۲۱۶، ۲۵۱
شاہ احمد نورانی، مولانا: ۱۱۸
شاہ جہان: ۹۵
شاہ سلیمان پھلواری، مولانا: ۱۰۴، ۱۰۵
شاہ عالم: ۶۶
شاہ عبدالرحیم، مولانا: ۶۲
شاہ عبدالعزیز، مولانا: ۹۶
شاہ محمد حسین: ۱۰۴، ۱۰۵
شاہ ولی اللہ: ۶۲، ۷۳
شاہد جاوید برکی: ۲۴۳، ۲۴۴
شبلی اکیڈمی: ۱۰۸
شبلی نعمانی، مولانا: ۹۷، ۱۰۵-۱۰۸، ۲۰۶
شبیر احمد عثمانی، مولانا: ۱۰۳
شجاعت حسین، چودھری: ۲۴۹، ۲۵۰
شدھی: ۲۴۹
شرح وقایہ: ۲۱۳
شریعہ مشیران: ۳۳۲
شریف شجاع، ڈاکٹر: ۲۴۹
شعاع فکر، مجلہ: ۲۲۳، ۲۲۴
شمالی علاقہ جات: ۱۴۵، ۱۵۰، ۱۵۳، ۱۵۶، ۱۵۸، ۱۶۰،
۱۶۴، ۱۶۸، ۱۷۴، ۱۷۸
شمس العالم: ۱۲۷
شمس تبریز: ۱۰۷
شورائیت اور مدارس: ۲۹۴
شیخ احمد حمانی: ۱۳۶
شیخ زاید اسلامک سنٹر: ۴۱
شیخ زید بن سلطان النہیان: ۲۵۳
شیخ عنایت اللہ، ڈاکٹر: ۲۱۷
شیخ مجیب الرحمان: ۱۲۸، ۱۲۹
شیعہ: ۱۹۵، ۲۲۰، ۲۲۵، ۲۲۸-۲۳۰، ۳۳۶
صرف جامی: ۸۱
صفہ: ۸۹
صلاح الدین یوسف، مولانا حافظ: ۲۵۳
صوبہ سرحد: ۷۶، ۱۴۵، ۱۵۰، ۱۵۳، ۱۵۶، ۱۵۸، ۱۶۰،
۱۶۴، ۱۶۸، ۱۷۴، ۱۷۸
صوفی سلسلے: ۱۲۳، ۱۹۰، ۱۹۱
ضابطہ فوجداری: ۳۴۸
ضیاء الحق، صدر: ۱۴۲، ۱۷۶، ۱۷۸، ۲۳۴، ۲۳۵،
۲۹۹
طارق الرحمان، ڈاکٹر: ۱۹۹، ۲۵۹
طارق بٹ: ۲۵۰
طارق محمود: ۲۳۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طالبان:۸۸، ۲۳۶

طالبان حکومت:۷۵

طائف:۷۰

طاہر عباسی:۲۲

طاہریہ:۱۲۲

ظفر اسحاق انصاری، ڈاکٹر:۱۸، ۱۳۰، ۲۲۰

ظہیر الدین بھٹی:۲۹۷

عالمگیریت:۲۴۶

عالمی ادارہ فکر اسلامی [IIIT]:۱۸

عالیہ مدرسہ:۱۲۴-۱۲۸

عائشہ صدیقہؓ، حضرت:۲۱۶

عبدالحمید صدیقی، پروفیسر:۹۸، ۲۲۷

عبدالحیٰ فرنگی محلی، مولانا:۲۱۹

عبدالرحمان شریزی:۲۱۶، ۲۱۷

عبدالرحیم تامانو:۱۱۸

عبدالرحیم غیمہ:۲۹۷

عبدالعلیم صدیقی، مولانا:۱۱۸

عبدالغفار حسن، مولانا:۲۱۲

عبدالقادر حصاروی، مولانا:۲۳۱

عبدالقادر عودہ شہید:۱۹۱

عبدالقیوم، ڈاکٹر:۳۵۵

عبدالمالک، مولانا:۲۵۴

عبداللہ دانش، مولانا:۲۹۱

عبداللہ مسعود، مولانا:۲۷۵

عبرانی:۳۵۳

عبیداللہ خالد، مولانا:۳۲۲

عدنان میندریس شہید:۳۱

عراق:۱۹۴، ۲۳۱

عرب دنیا:۹۱، ۹۸

عربی:۴۲، ۴۴، ۴۵، ۵۴، ۵۷، ۷۱، ۷۷، ۹۹، ۱۰۳، ۱۰۶، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۲۸، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۷۵، ۲۷۷، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۴، ۳۰۶، ۳۰۸، ۳۱۰، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۴۰، ۳۵۲

عرسان گیلانی:۲۱۷

علامہ اقبال یونیورسٹی:۳۰۸، ۳۳۸

علمائے سو:۱۹۰، ۱۹۱

علوم القرآن، مجلہ:۲۲۷

علی گڑھ:۱۰۵، ۳۴۰

عمر بن عبدالعزیز، حضرت:۱۳۷

عمر فاروقؓ، حضرت:۶۹، ۲۹۵

عورت اور ضعیف الاعتقادی:۲۲۱

عیسائی مشنری:۷۰، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۵، ۱۲۶، ۱۳۱، ۲۰۷، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۵۳، ۲۶۱، ۳۵۰

غرناطہ:۱۹

غزوہ بدر:۹۰

فاتحہ العلوم:۲۹۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاٹا: ۱۴۵، ۱۶۸، ۱۷۴

فارسی: ۴۲، ۴۴، ۵۷، ۹۰، ۱۰۳، ۱۲۸، ۳۵۳

فانا: ۱۶۸

فتح القدیر: ۲۱۳

فتح محمد، مولانا: ۳۱۶

فرانس/استعمار: ۵۶، ۵۷، ۸۷، ۲۴۲

فرائی ڈے سپیشل، ہفت روزہ: ۲۳۷

فتنہ انکار جہاد: ۳۴۹

فتنہ انکار حدیث: ۳۴۹

فتنہ وحدت ادیان: ۳۴۹

فرقہ وارانہ ذہنیت: ۳۸، ۳۹، ۴۵، ۱۹۷، ۲۲۵ -
۲۳۴، ۲۶۸، ۳۰۰، ۳۰۸

فرنگی محل: ۴۳، ۹۵، ۱۰۰

فرید احمد پراچہ: ۳۰۴

فضل الرحمان، ڈاکٹر: ۹۹، ۲۱۸

فضل الرحمان فریدی، ڈاکٹر: ۲۲۹، ۲۷۰

فضل الرحمان گنج مرادآبادی، مولانا: ۱۰۴

فقہ جعفریہ: ۳۴۸

فقہ حنبلی: ۳۴۸

فقہ حنفی: ۴۳، ۴۶، ۶۶، ۸۰، ۱۰۲، ۲۰۹، ۲۲۵، ۲۲۷،
۲۳۰، ۳۵۳

فقہ زیدیہ: ۲۴۸

فقہ شافعی: ۸۰، ۹۱، ۳۴۸

فقہ ظاہری: ۳۴۸

فقہ مالکی: ۸۰، ۳۴۸

فلسطین: ۸۸، ۲۴۰، ۲۴۲

فیصل آباد: ۶۶، ۱۴۳

قادیانیت: ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۶، ۲۲۶، ۳۵۰

قاری محمد طیب، مولانا: ۲۹۶

قازان: ۲۱۷

قاہرہ: ۳۳۳

قائداعظم محمد علی جناح: ۲۳۹

قدرت خدا کمیشن: ۱۲۸

قدوری: ۲۱۳

قرطبہ: ۱۹

قطب الدین ایبک، سلطان: ۹۳

قمرالدین، ڈاکٹر: ۹۲، ۲۶۵

قومی آواز: ۲۰۷

قومی تعلیم کمیشن رپورٹ: ۲۱۴

قیصر روم: ۶۷

کاروان زندگی: ۲۹۶

کامل بنگش: ۲۴۷

کانپور: ۱۰۶

کبریا، وزیر: ۱۲۹

کتاب الخراج: ۷۹

کتاب الاموال: ۷۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کراچی: ۶۶، ۱۹۵، ۲۳۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۳۰۴، ۳۱۵، ۳۲۲، ۳۲۴

کراچی جیل: ۲۳۱

کشمیر: ۸۸، ۱۹۱، ۲۰۲، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۲، ۲۵۰، ۲۵۳

کفر سازی: ۲۲۶

کلیسا اور اباحیت پسندی: ۲۸۹

کمپیوٹر اور مدارس: ۱۹۷، ۳۱۱

کمیونسٹ: ۸۷، ۸۸، ۱۶۴، ۱۹۱، ۲۴۴، ۲۴۸-۲۵۱

کنور ادریس: ۲۴۷

کوسووا: ۸۹

کیڈٹ کالج: ۱۹۹-۲۰۳

کیمبرج یونیورسٹی: ۳۸

کینیڈا: ۷۹، ۸۱

کینیڈی اسکول آف گورنمنٹ: ۲۳۴

گروکل: ۹۲

گلستان: ۲۱۹

گوجرانوالہ: ۵۱، ۱۹۵، ۳۲۴

گوجر خان: ۸۰

گورنمنٹ ایف سی کالج، لاہور: ۲۲

لال قلعہ: ۱۹

لاہور: ۴۱، ۶۶، ۱۳۷، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۹۵، ۲۱۷، ۲۲۲، ۲۳۱، ۲۴۱، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۳، ۲۵۵، ۲۷۶، ۳۰۰، ۳۱۲، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۲۴

لکھنؤ: ۴۳، ۹۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۲۴۷

لندن: ۸۰، ۹۷، ۱۱۸، ۲۴۶

لندن اسکول آف اکنامکس: ۲۳۷

لائف آف محمد: ۲۶۲

لیاقت بیگ، مرزا: ۲۲

لیبیا: ۲۳۲، ۲۵۱

ماڈل دینی مدارس: ۸۲، ۳۰۴، ۳۰۴-۳۱۱

ماروائی: ۱۱۸

ماورائے قفقاز: ۱۱۷

متحدہ عرب امارات: ۲۵۳

متحدہ قومیت: ۱۰۳

متحدہ دینی وفاق پاکستان: ۳۱۶

متقین الرحمٰن، سید: ۲۲

مثنوی مولانا روم: ۱۱۶

مجاہدین: ۸۸، ۸۹

مجدد الف ثانی: ۶۱، ۶۲

مجموعہ تعزیرات: ۳۴۸

محدث، ماہنامہ: ۲۰۵، ۲۷۵، ۲۹۶، ۳۰۲

محسن فنڈ: ۹۶

محکمہ اوقاف: ۶۴، ۲۱۷

محمد ابن جابر: ۹۲

محمد اسحاق: ۹۱

محمد بن زکریا رازی: ۹۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد بن تغلق: ۹۳
محمد بن عبدالوہاب، شیخ: ۲۶۳
محمد تقی عثمانی جسٹس: ۸۷، ۱۳۹، ۲۱۰، ۲۷۴، ۳۵۰
محمد حنیف جالندھری، مولانا: ۲۵۵، ۳۱۶
محمد خان جونیجو: ۲۳۱
محمد علی جناح: ۲۳۹
محمد علی مونگیری، مولانا: ۱۰۴-۱۰۶
محمد غوری، سلطان: ۹۳
محمد فاروق خان، مولانا: ۲۷۱
محمد قاسم نانوتوی، مولانا: ۳۴، ۱۰۱، ۱۰۲، ۲۲۵
محمد متین ہاشمی، مولانا: ۲۱۱
محمد ناظم ندوی، مولانا: ۲۱۳
محمد نجات اللہ صدیقی، ڈاکٹر: ۲۹۷، ۲۹۸، ۳۲۵، ۳۲۷، ۳۲۹-۳۳۳
محمد یاسین ظفر، مولانا: ۳۱۶
محمد یوسف بنوری، مولانا: ۲۱۱
محمدیہ تحریک: ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۲، ۱۲۳
محمود احمد غازی، ڈاکٹر: ۶۱، ۹۳، ۹۴، ۲۳۰، ۳۵۵
محمود حسن، شیخ الہند: ۱۰۱، ۱۰۴
مختار حسن: ۸۸
مدارس کا معاشرتی ماحول: ۴۷
مدارس کی تعلیمی روایت: ۹۱
مدارس کی خود مختاری: ۳۵، ۵۲
مدرسۃ الاصلاح: ۱۰۱
مدرسہ امینیہ: ۱۰۱
مدرسہ بورڈ آرڈی ننس: ۳۱۱-۳۲۰
مدرسہ تفہیم القرآن، مردان: ۶۶
مدرسہ رشیدیہ، امرتسر: ۱۰۱
مدرسہ فیض عام: ۱۱۴-۱۱۵
مدرسہ قاسمیہ، مرادآباد: ۱۰۱
مدرسہ نظامیہ، بغداد: ۹۱
مدرسہ نعمانیہ: ۱۰۱
مدینہ منورہ: ۹۷، ۱۱۴، ۱۱۹
مدینہ یونیورسٹی: ۲۳۳، ۲۴۱
مرادآباد: ۱۰۱
مردان: ۶۶، ۱۹۵
مرشدآباد: ۱۰۴
مرغوب الرحمان، مولانا: ۲۹۶
مرے کالج: ۲۳۹
مصر: ۴۶، ۹۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۲۳۷، ۲۶۹، ۳۱۹
معانی الآثار: ۲۱۲
معاہدہ پشاور: ۸۸
معراج خالد، ملک: ۲۴۳
معتزلہ: ۹۹، ۲۰۹، ۲۶۹
معین الدین حیدر: ۲۴۷، ۲۴۹، ۲۵۰
مغرب اور اسلام، مجلہ: ۲۴۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغربی استعمار:۲۶،۸۹،۹۱،۹۹،۱۰۳،۱۰۴،۲۴۸،
۲۶۱
مغربی اقوام اور مدارس:۳۳،۴۷،۵۱،۵۲
مغربی پاکستان:۶۴
مغربی ممالک: مسلمانوں کی ذمہ داریاں:
۲۷۳
مغلیہ سلطنت:۶۲،۶۶
مفتی عبدالقیوم ہزاروی، مولانا:۳۱۶
مفتی غلام سرور قادری، مولانا:۲۵۶
مفتی محمد شفیع، مولانا:۱۰۳
مفتی محمد عبدہٗ:۹۸،۹۹،۱۱۹،۲۱۸
مفتی منظور صاحب:۳۲۲
مقتدر مسلم طبقہ:۸۹
مقتدی حسن ازہری، مولانا:۲۹۶
مستشرقین:۱۰۸،۲۱۰
مسجد نبوی:۸۹،۲۱۶
مسلم الثبوت:۲۶
مسلم ایجوکیشن کوارٹرلی:۱۰۴،۱۰۵،۱۰۷،
۱۱۸،۱۲۳،۱۳۰
مسلم ایسوسی ایشن آف فلپائن:۱۱۸
مسلم بادشاہتیں:۱۳۵
مسلم سجاد، پروفیسر:۲۲،۱۳۸
مسلم شریف:۲۶،۲۱۲،۲۱۳،۳۴۷
مسلم لیگ:۱۰۷،۱۴۲
مسلم قوم پرست تحریکات:۲۴۹
مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت
کی کشمکش:۱۳۷،۱۹۱،۲۶۳
مسلم یونیورسٹی علی گڑھ:۲۴۰
مشتاق الرحمٰن صدیقی، ڈاکٹر:۳۳۷
مشرق بعید:۲۱۰،۳۵۱
مشرقی پاکستان:۶۴،۲۳۳
مشرقی یورپ:۸۹
مشکوٰۃ شریف:۲۰۹،۳۵۳
مکہ مکرمہ:۹۷،۱۱۴،۱۱۹،۲۴۱
ملا جلال:۷۶،۷۷،۸۱
ملا علی قاری:۲۱۷،۳۵۳
ملا مبین:۷۶،۷۷،۸۱
ملتان:۶۶،۱۴۲
ملک عبدالعزیز یونیورسٹی:۳۳۳
ملک محمد حسین، پروفیسر:۳۰۶،۳۱۱
ملک وملت کی تعمیر اور دینی مدارس:۱۰۲
ممتاز احمد، ڈاکٹر:۱۲۴
مناظر احسن گیلانی، مولانا سید:۱۰۱،۱۰۲
منتس (یادداشت):۹۸
منجنیق:۷۰
منڈاناؤ یونیورسٹی:۱۱۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منڈی کی معیشت: ۲۴۶
منصورہ: ۱۴۳، ۱۷۶، ۲۶۸
منگول: ۲۱۷
مولانا مودودی کا سفر سعودی عرب: ۲۳۴
موطا امام مالک: ۲۱۲
مونگیر: ۱۰۶
میانمار: ۸۹
میڈیکل کالج: ۴۸
میرپور، بنگلہ دیش: ۱۲۹
میکالے کا نظریہ تعلیم: ۹۸
میکالے، لارڈ: ۷۱، ۹۸
میکڈونلڈ، گورنر: ۱۰۷
میور، سر ولیم: ۲۶۲
نامق کمال: ۹۸، ۹۹، ۲۱۸
نجیب اللہ، صدر: ۸۸
نجیب اللہ طارق، مولانا: ۲۸۵
نحو الواضح: ۲۱۲
نخبتہ الفکر: ۲۱۲
ندوۃ العلماء: ۱۰۱، ۱۰۳، ۱۰۵-۱۰۹
نصیر اللہ بابر، جنرل: ۲۴۹
نظام الدین سہالوی، مولانا: ۴۳، ۶۵، ۶۶، ۹۵
نظام الملک طوسی، خواجہ: ۹۱
نظام تعلیم: نظریہ، روایت، مسائل: ۱۰۲، ۱۰۳

نگہت منصور، پروفیسر: ۲۲۱
نواز شریف، محمد: ۱۴۲، ۲۴۷، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۳۰۵
نوائے انسان، رسالہ: ۱۹۹، ۲۰۲
نوائے وقت، روزنامہ: ۲۳۱، ۲۴۱، ۲۴۷، ۲۴۹، ۲۵۱، ۳۰۰، ۳۱۲
نوشہرہ ورکاں: ۲۲۱
نہضۃ العلماء: ۱۲۰، ۱۲۲، ۱۲۳
نیشنل سیکورٹی کونسل: ۶۴، ۸۲
نیشنل عوامی پارٹی: ۲۳۱
نیشنل کانگریس: ۱۰۷
نیشنل کیڈٹ کور: ۲۵۱
نیوز ویک، رسالہ: ۲۳۶، ۲۴۷
نیوزی لینڈ: ۷۹
واشنگٹن: ۹۷، ۲۳۹، ۲۴۳
وحدت الوجود: ۱۹۰
وراثتی گدی نشینی اور مدارس: ۱۹۳، ۱۹۴
ورلڈ بنک: ۲۴۳، ۲۴۴
وزارت تعلیم پاکستان: ۱۴۲، ۱۴۵، ۱۵۰، ۱۵۳، ۱۵۶، ۱۵۸، ۱۶۰، ۱۶۴، ۱۶۸، ۱۷۰، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۶، ۱۷۸، ۱۸۰، ۱۸۴، ۱۸۶، ۲۱۴، ۲۴۴، ۲۹۹
وزارت مذہبی امور: ۶۱، ۱۴۰، ۱۴۲، ۱۴۵، ۳۰۲، ۳۰۵، ۳۱۲، ۳۴۴
وسط ایشیا: ۴۲، ۱۹۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وشوا ہندو پریشد: ۲۴۷

وشو ودیالیہ: ۹۲

وفاق المدارس العربیہ: ۱۴۳، ۱۷۶، ۲۲۹

وفاق المدارس اہلسنت: ۱۷۶

وفاق المدارس، بنگلہ دیش: ۱۲۶

وفاق المدارس، سلفیہ: ۱۴۳، ۱۷۶

وفاق المدارس، شیعہ: ۱۴۳، ۱۷۶

وفاقی شرعی عدالت: ۳۳۴، ۳۳۶

وقف/اوقاف: ۳۳، ۳۵، ۹۶، ۹۹، ۱۴۳، ۲۳۴، ۲۴۵

ولندیزی [ڈچ]: ۸۷، ۹۵، ۱۲۴

وہابیت: ۱۰۷، ۱۹۴، ۲۲۹، ۲۳۱، ۲۶۳

وزارت سائنس ٹکنالوجی: ۳۱۲

ہارورڈ یونیورسٹی: ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۹

ہتھوڑا گروپ: ۲۳۱

ھدایہ: ۲۱۳

ہرد یسیت: ۸۰

ہسپانوی استعمار: ۸۷

ہسپانیہ: ۱۹، ۳۵۱

ھمارا تعلیمی نظام: ۸۷، ۸۸، ۱۳۸، ۱۳۹، ۲۱۰، ۲۷۴، ۳۵۰

ہمپٹن یونیورسٹی: ۱۲۴

ہملٹن: ۹۵

ہنٹر، ڈبلیو ڈبلیو: ۳۸

ہندستان: ۱۹، ۴۲، ۴۴، ۹۸، ۱۰۳، ۱۰۶

ھندستان کی دینی درس گاھیں: ۹۲، ۲۶۵، ۲۷۶، ۳۴۰

ہندو: ۱۰۲، ۱۰۳، ۲۲۵، ۲۳۶

ہندومت: ۱۲۶، ۳۵۰

ہندی: ۳۵۳

یحیٰی بختیار: ۲۳۱

یمن: ۷۰

یورپ: ۷۹، ۹۱، ۹۸، ۱۰۶، ۲۱۰، ۲۱۳، ۲۱۸، ۲۴۵، ۲۴۸، ۲۶۴، ۳۵۱

یونان: ۷۱-۷۳، ۹۷، ۱۰۵، ۲۱۰، ۳۵۰

یونیورسٹی گرانٹس کمیشن: ۸۲، ۳۰۰، ۳۰۴، ۳۱۲، ۳۳۴، ۳۳۷، ۳۳۸

یونیورسٹی گرانٹس کمیشن، ڈھاکہ: ۱۲۹

یوپی: ۱۰۷

یہودیت: ۱۲۶، ۲۰۷، ۲۳۶، ۳۵۰

یہودی قانون: ۳۴۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابیات

• ابوالاعلیٰ مودودی، سید	تعلیمات	اسلامک پبلی کیشنز، لاہور	۱۹۷۸ء
• ـــــ	[دین کے اصل مطالبات]	رسالہ ترجمان القرآن	۱۹۳۳ء
• ابوالحسن علی ندوی، سید	مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کش مکش	مجلس نشریات اسلام، کراچی	۱۹۸۱ء
• احمد شجاع، پروفیسر حکیم	خوں بہا	آتش فشاں، پبلی کیشنز، لاہور	۱۹۹۱ء
• اختر راہی	تذکرہ مصنفین درس نظامی	مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور	۱۹۷۸ء
• ٹی ڈبلیو آرنلڈ، پروفیسر	دعوت اسلام [پریچنگ آف اسلام]	محکمہ اوقاف پنجاب، لاہور	۱۹۷۲ء
• خرم مراد (مرتبہ)	دینی مدارس کا نظام تعلیم: مذاکرہ	منشورات، منصورہ، لاہور	۱۹۹۵ء
• خلیق احمد نظامی، پروفیسر	شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات	ادارہ اسلامیات، لاہور	۱۹۷۸ء
• خلیل احمد حامدی، مولانا	مولانا مودودی کا سفر سعودی عرب	ادارہ معارف اسلامی، لاہور	۲۰۰۱ء
• خورشید احمد، پروفیسر	نظام تعلیم: نظریہ، روایت، مسائل	انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز	۱۹۹۳ء
• زاہد الراشدی، مولانا	مغربی ممالک میں مسلمانوں کی دینی ذمہ داریاں	الشریعہ اکیڈمی، گوجرانوالہ	۱۹۹۳ء
• زکریا ذاکر، ڈاکٹر	دوہرا نظام تعلیم اور غربت کا مسئلہ	(مقالہ) السیاسۃ، پنجاب یونیورسٹی	۲۰۰۱ء
• سفیر اختر	پاکستانی جامعات: عربی زبان وادب اور علوم اسلامیہ میں تحقیق	ندوۃ المعارف، اردو بازار، لاہور	۱۹۹۹ء
• سلطان احمد اصلاحی	ہندستان: مدارس عربیہ کے مسائل	ادارہ علم وادب، علی گڑھ، بھارت	۱۹۹۶ء
• سیمینار	ملک وملت کی تعمیر اور دینی مدارس	جامعۃ الفلاح ادارہ علمیہ، بلریا گنج	۱۹۹۴ء
• عبدالحمید صدیقی، پروفیسر	میکالے کا نظریہ تعلیم	روہیل کھنڈ لٹریری سوسائٹی، کراچی	۱۹۶۵ء
• عبدالروف زئی (مرتبہ)	سنڈیکیٹ رپورٹ آن مدرساز	اسلام آباد	۲۰۰۰ء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

• فضل الرحمان، ڈاکٹر	اسلام اور جدیدیت	مشعل، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور	۱۹۹۸ء
• قمر الدین، ڈاکٹر	ہندستان کی دینی درس گاہیں	ہمدرد ایجوکیشن سوسائٹی، نئی دہلی	۱۹۹۶ء
• لائٹز، جی ڈبلیو	ہسٹری آف انڈی جنس ایجوکیشن	گورنمنٹ آف برٹش انڈیا	۱۸۸۲ء
• محمد اسحاق	تعلیم: ایک تحریک، ایک چیلنج	تعلیمی تحریک، نئی دہلی	۱۹۹۹ء
• محمد امین، ڈاکٹر	دینی مدارس اور اصلاح نصاب	مجلس فکر و نظر، لاہور	۲۰۰۱ء
• محمد تقی عثمانی، مفتی	ہمارا تعلیمی نظام	مکتبہ دار العلوم، کراچی	۱۴۱۵ھ
• محمد سلیم، پروفیسر سید	دینی مدارس کے لیے نصاب نو کی تجاویز	ادارہ تعلیمی تحقیق، تنظیم اساتذہ، لاہور	۱۹۹۳ء
• ـــــ	دینی مدارس کی روایات اور نصاب	ادارہ تعلیمی تحقیق، تنظیم اساتذہ، لاہور	۱۹۸۷ء
• محمد نجات اللہ صدیقی، ڈاکٹر	دینی مدارس: مسائل اور تقاضے	مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی	۲۰۰۱ء
• محمد یحییٰ، پروفیسر	رپورٹ: متحدہ علما کونسل پاکستان	(غیر مطبوعہ)	۱۹۹۴ء
• محمود احمد غازی، ڈاکٹر	اکیسویں صدی میں پاکستان کے تعلیمی تقاضے	پاکستان اسلامک ایجوکیشنل کانگرس	۲۰۰۱ء
• مسلم سجاد، حفیظ الرحمان	تعلیمی پالیسی ۱۹۷۹ء: جائزہ	انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز	۱۹۸۱ء
• مسلم سجاد، سلیم منصور خالد	دینی مدارس کا نظام تعلیم	انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز	۱۹۸۶ء
• معروف شاہ شیرازی، سید	مدارس عربیہ اور اسلامی انقلاب	ادارہ منشورات اسلامی، لاہور	۱۹۹۰ء
• مناظر احسن گیلانی، سید	سوانح قاسمی ۱،۲	دار العلوم، دیوبند	۱۹۵۶ء
• وزارت تعلیم	دینی مدارس پاکستان: رپورٹ ۱۹۸۸ء	حکومت پاکستان، اسلام آباد	۱۹۸۸ء
• وزارت مذہبی امور	رپورٹ: قومی کمیٹی برائے دینی مدارس	حکومت پاکستان، اسلام آباد	۱۹۷۹ء

رسائل و جرائد

- آئینہ دار العلوم — دیوبند، پندرہ روزہ
- افکار معلم — لاہور، ماہنامہ
- السیاسۃ — لاہور، سہ ماہی
- الشریعہ — گوجرانوالہ، سہ ماہی
- المعارف — لاہور، سہ ماہی
- بانگ درا — لکھنؤ، ماہنامہ
- ترجمان القرآن — لاہور، ماہنامہ
- تعمیر حیات — لکھنؤ، پندرہ روزہ
- زندگی نو — نئی دہلی، ماہنامہ
- ساحل — کراچی، ماہنامہ
- شعاع فکر — مجلہ، لاہور
- علوم القرآن — علی گڑھ، ششماہی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- محدث — بنارس، ماہ نامہ
- مسلم ایجوکیشن — لندن، سہ ماہی
- معارف فیچر سروس — لاہور، ماہ نامہ
- مغرب اور اسلام — اسلام آباد، سہ ماہی
- نوائے انسان — لاہور، ماہ نامہ

www.KitaboSunnat.com

اخبارات

جسارت، کراچی	The Dawn
جنگ، لاہور	The Nation
نوائے وقت، لاہور	The News Int.

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❁ **انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز** 'ایک آزاد علمی و تحقیقی فورم ہے' جو پاکستان اور عالم اسلام کو درپیش مختلف مسائل پر آزادانہ تحقیق اور مکالمے کا اہتمام کرتا ہے۔ ترجیحی طور پر مسلم دنیا میں حکومتوں کی معاشی' سیاسی' بین الاقوامی' فنی اور تعلیمی پالیسیوں کے غیر جانبدارانہ تجزیے' مطالعے اور متبادل لائحہ عمل پیش کرنے کے لیے سہولت فراہم کرتا ہے۔ اس مقصد کے لیے مختلف نقطۂ ہائے نظر رکھنے والے اہل فکر و فن نے استفادہ کیا جاتا ہے۔ ادارے کے پیش نظر ایک ہدف یہ بھی ہے کہ اہل الرائے کو مجتمع کر کے امت کی اجتماعی فکر کے لیے نئے راستے کھولے جائیں اور آئندہ نسل تک اس علمی روایت کو منتقل کیا جائے۔

❁ **عالمی ادارہ فکر اسلامی** (دی انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک تھاٹ۔ IIIT) ایک علمی و تحقیقی ادارہ ہے۔ ادارے کی تاسیس (۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء) کا مقصد' عصری علوم کی اسلامی تشکیل ہے۔ جس کے لیے قرآن' سنت اور علوم اسلامیہ کے قابل فخر اثاثے سے فیض یاب ہوتے ہوئے معاصر معاشروں میں فکر و علم کی ترویج کا کام کیا جارہا ہے۔ ادارے نے پہل قدمی کرتے ہوئے: عمرانی علوم' فلسفہ اور فنون لطیفہ کے مختلف شعبوں میں اسلامی تطبیق اور جدید تحقیق کے لیے ایک جامع نظام کار وضع کیا ہے۔ جہاں پر بین الاقوامی سطح پر اہل علم و فضل کے مابین مکالموں اور بامعنی تحقیقی کاوشوں کا محور یہ ہے کہ عصر حاضر کے چیلنج کا نہ صرف جواب فراہم کیا جائے بلکہ مثبت طور پر فکر و عمل کا مربوط لائحہ عمل بھی پیش کیا جائے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ